مرقع جنگ ٹرکی و یونان

حصہ اول

جسمیں

سلطان عبدالحمید خان ثانی فرمانروائے سلطنتِ عثمانیہ ٹرکی کے ابتدائی حالات

اور آل عثمان اور جزیرہ کریٹ و یونان کے تمام کمال واقعات اور حالات

مع تاریخی تصاویر موقع مندرج ہیں

از

منشی محمد عبدالقادر صاحب تاجر کتب مالک آری پریس شملہ

سنہ ۱۳۲۱ ہجری مطابق سنہ ۱۹۰۴ء

پہلی مرتبہ نہایت صحت و صفائی کیساتھ

کارخانہ ہلالی سٹیم پریس ساڈھورہ ضلع انبالہ میں کارپردازان مطبع کی اہتمام سے طبع ہوا

رجسٹری شدہ

مختصر فہرست مضامین مرقع جنگ ٹرکی و یونان ۱۸۹۷ء حصہ اول

فہرست تصاویر مرقع جنگ ٹرکی و یونان

ABDUL HAMID KHAN II SULTAN OF TURKEY

تصویر نمبر ۱) اعلیٰ حضرت سلطان المعظم خاقان الاعظم السلطان ابن سلطان غازی عبدالحمید خان ثانی

فرمانروائے سلطنت ٹرکی۔ بعالم شہزادگی ۲۵ برس کی عمر میں جبکہ آپ لنڈن تشریف لیگئے تھے

(تصویر نمبر ۱) اعلیٰ حضرت سلطان المعظم خاقان الاعظم السلطان بن سلطان غازی عبدالحمید خان ثانی
فرمانروائے سلطنت ٹرکی - بعالم شہزادگی ۲۵ برس کی عمر میں جبکہ آپ لنڈن تشریف لیگئے تھے

No. I Abdul Hamid II Sultan of Turkey

Taken during His Majesty's visit to England
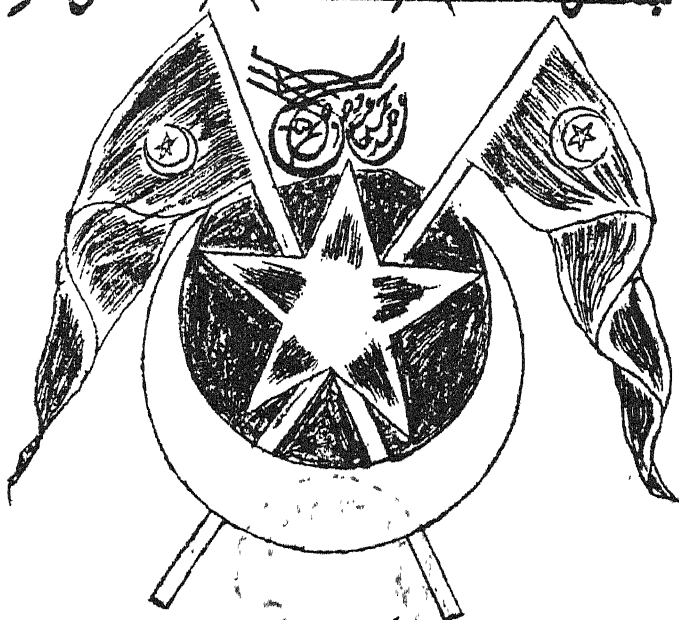
مرقع جنگ ٹرکی و یونان

مرقع اول

برآر از مدِ بسم اللہ تیغ خوش مقالی را
مسخر کن سوادِ اعظمِ نازک خیالی را

سلطان عبد الحمید خاں ثانی اور ان کے مختصر ابتدائی واقعات

جلالت مآب اعلیٰ حضرت والا منزلت السلطان الغازی عبد الحمید خاں ثانی - آفندم حضرتِ لرینی - خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ ۱۵ شعبان المکرم ۱۲۵۴ھ ہجری المقدس مطابق ۲۲ ماہ ستمبر ۱۸۴۲ء کو مہد علیا - وکنز کبریٰ عصمت ایاب عفت مآب حرم محترم تیر مژگویاں کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے - آپ سلطان عبد المجید خاں کے

خلف ثانی ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ سہ کششین تھیں جو اپنے اس معصوم بچے کو عالم شیر خوارگی ہی میں چھوڑ کر اس دار فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرما ہوئیں۔ خورد سالگی ہی میں آپ کی پرورش اور تعلیم و تربیت کا انتظام آپ کی سوتیلی والدہ یعنی سلطان عبدالمجید خاں کی دوسری حرم محترم کے سپرد کیا گیا جو خود بھی لاولد اور نہایت ہی دانا عقلمند نیکوکار عصمت شعار حرم تھیں اُنہوں نے اس معصوم بچے کو اپنا لخت جگر و نور بصر مانا۔ اور کمال مادرانہ محبت و شفقت سے ناز و نعم میں پرورش کیا۔ محبت کے باعث لوگ حمید افندی کہنے لگے۔ آپ کی تعلیم و تربیت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا گیا۔ اس ہونہار شہزادہ کے چہرہ سے عالم طفلی ہی میں آثار فراست و ذہانت اور اطوار حکومت و سلطنت نمایاں تھے۔

بالائے سرش ز ہوشمندی
میتافت ستارۂ بلندی

ہوش سنبھالتے ہی علم و ادب کی طرف رغبت ہوئی پہلے پہلے شہزادہ حمید افندی کے اتالیق و ادیب مصطفٰی افندی مقرر ہوئے جو سلطنت میں دُرباری کہلاتے تھے۔ بعد ازاں کمال افندی جو نہایت ہی قابل و عالم باکمال اور مغربی علوم کے ماہر اور فاضل اکمل تھے حمید افندی کے اتالیق دویم ہوئے جن کے کمال فیض سے مشرقی علوم و فنون میں کمال درجہ کی مہارت حاصل ہوئی۔ عربی۔ فارسی اور ترکی زبان میں کافی استعداد اور لیاقت پیدا کی۔ اور بہت جلد ان علوم کو حاصل کر لیا۔ علم تاریخ اور جغرافیہ کو شہزادہ حمید نے بڑے شوق و ذوق سے پڑھا فاضل اتالیق نے کمال محنت سے زمانہ کا رنگ ڈھنگ دیکھ کر مشرقی علوم کے ساتھ ساتھ مغربی علوم کے بھی باب دکھائے اور یورپ کے خیالات سمجھائے مگر جو کمال مشرقی علوم میں حمید افندی نے حاصل کئے وہ پایہ مغربی علوم میں نہ پایا کسیقدر یورپ کی زبانیں بھی سیکھ لیں جن میں اچھی طرح سے گفتگو کر لیتے ہیں۔ فرانسیسی زبان میں کم لیاقت ہے جو یورپ میں بہت استعمال کیجاتی ہے۔ اس وجہ سے اہل یورپ خاص طور پر بذات خود سلطان المعظم سے بات چیت کرنا بہت مشکل اور دشوار سمجھتے ہیں کیونکہ سلطان المکرم بھی رسم قانون کیموافق پولیٹیکل امور اور اہم مقامات میں اپنی مادری زبان استعمال کر سکتے ہیں جس میں بہت سے نکات اور دقائق برآمد ہوتے ہیں۔ غیر ممالک والے ترکی زبان میں کمال رکھتے ہوں تو وہ شاید براہ راست روبرو ہو کر گفتگو کر سکیں۔ ورنہ پرائیویٹ سکرٹری جو ہر ملک کی زبان میں اعلیٰ درجہ کی لیاقت رکھتا ہے سلطان المعظم اور غیر ملک کے لوگوں کے درمیان ایک پردہ ہوتا ہے۔ ذکی طبع حمید افندی میں عقل و دانش۔ فہم و فراست کا مادہ اس قدر ہے کہ بڑے بڑے فلاسفروں اور فاضلوں کو میسر نہیں۔ عالم شہزادگی میں حمید افندی کو جہانداری اور سلطنت کی قواعد کی تعلیم مطلق نہیں دیگئی۔ نہ وہ کسی فوج کے جنرل یا اعلیٰ افسر بنائے گئے۔ اور نہ ان کو کسی مہم یا جنگ و جدل میں شامل ہونیکا موقع دیا گیا

تصویر نمبری (۲) سلطان عبدالعزیز خان فرمانروائے سلطنت روم

اور نہ سلطنت سے پہلے کسی صوبہ یا ریاست کا انتظام ان کے سپرد ہوا - اگرچہ ترکوں میں ہمیشہ سے یہ قاعدہ چلا آتا ہے کہ ہر ایک شہزادہ کو قواعد سلطنت و ضوابط جہانداری سکھائے جاتے ہیں اور بڑے بڑے معرکوں میں اعلیٰ افسر بنا کر روانہ کیا جاتا ہے اور اکثر صوبوں کا انتظام ان کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ لیکن شہزادہ حمید افندی ان سب باتوں سے محروم رہے کیونکہ حمید افندی کا سلطنت عثمانیہ میں سلطان بننے کا کوئی حق نہ تھا - اُنہوں نے اپنی عمر کے پہلے حصے کو عالم تنہائی اور خلوت میں بسر کیا - ٹرکی سلطنت میں عہد سلاطین عثمانیہ سے یہ طریقہ چلا آتا ہے کہ سلطان الوقت کا بھائی سلطنت کے تاج و تخت کا حقدار مانا جاتا ہے اور اگر بھائی نہ ہو تو ناچاری کو بھتیجا ملک و مال کا مالک گردانا جاتا ہے اس لئے کسی کو بھی یہ خیال نہ تھا کہ عثمانیہ سلطنت کا تاج حمید افندی کے سر پر رکھا جائیگا - اور کون جانتا تھا کہ قسام ازل نے پہلے ہی سے ٹرکی سلطنت کا تخت و بخت حمید افندی کے حصے میں رکھا ہے۔ گہوارۂ حمید میں فطرت نے پکا وعدہ کر لیا تھا کہ تاج عثمانیہ حمید کے سر پر نثار ہوگا - پھر کیوں نہ شہزادہ حمید کی ذات میں سلطنت کی صفات ودیعت ہوں - جو حکمرانی کیلئے لازمی اور واجبی ہوتی ہیں - علاوہ ازیں سریر سلطنت میں وہ تاثیر ہوتی ہے کہ خود بخود ادنیٰ درجہ کے شخص میں بھی تخت نشین ہوتے ہی شاہی اوصاف نمایاں ہو جاتے ہیں اور حمید افندی تو بڑے دل اور دماغ کے شہزادے تھے پھر اعلےٰ درجہ کے عقلمند اور صائب الرائے کیوں نہ تسلیم کئے جاتے +

پچیس ۲۵ برس کی عمر میں حمید افندی بعالم شہزادگی اپنے پیارے چچا سلطان عبدالعزیز خاں والی سلطنت روم کے ہمراہ جن کی تصویر ذیل میں درج ہے (دیکھو تصویر نمبری ۲) ۱۸۶۷ء میں یورپ کی سیر کو نکلے - سلطان عبدالعزیز خاں والی سلطنت روم ایک دوراندیش سلطان تھے - اُنہوں نے اپنے دونوں بھتیجوں - مُراد افندی - اور حمید افندی کو اس غرض سے سیاحت یورپ میں اپنے ہمراہ لیا کہ کل کو ان سے یورپ کا واسطہ پڑیگا بہتر ہے کہ یہ دونوں دُنیا کے رنگ ڈھنگ کو دیکھیں اور اپنے حوصلے بڑھائیں اور خیالات کو وسعت دیں - مشاہدہ اور تجربہ کے چست و چالاک ندیموں کی مدد سے اپنی علمی لیاقت - پولیٹکل قابلیت کا ثبوت دیں - سلطان عبدالعزیز خاں بڑی شان و شوکت اور جاہ و حشم سے سیر یورپ کو روانہ ہوئے - اوّل ہی اوّل شہر پیرس پہنچے اور شہنشاہ نپولین ثالث کے مہمان ہوئے (دیکھو تصویر نپولین ثالث کی نمبر ۳ ہیں) نپولین ثالث نے سلطان ٹرکی کی خاطرداری بڑی دھوم دھام سے کی اور اعلےٰ درجہ کے شاہانہ مدارات ظاہر کئے - پیرس کے دلچسپ مقامات کا ملاحظہ کرایا اور عجائبات پیرس کی خوب سیر کرائی - حمید افندی نے حیرت سے پیرس کو دیکھا اور اُس کی ترقیوں کو اچھی طرح سے تاڑا - علوم و فنون حرفت و صنعت سے حیران تھے - ان تمام ترقیوں کا خاکہ اپنے دل میں اُتارتے تھے - سلطان چند روز رہکر مع شہزادگان انگلستان کے دارالخلافے لندن کو روانہ ہوئے - اس وقت لندن کا عجیب و غریب عالم تھا - اِس اسلامی سلطان والی سلطنت

عثمانیہ کا استقبال دولت برطانیہ اور اُس کی قیصرِ رعایا کی طرف سے بڑی دھوم دھام اور جوش محبت کے ساتھ کیا گیا اور اراکین انگلستان افسران والامقام کی جانب سے مدارج مہمان داری نہایت اعلیٰ درجہ کے ادا کئے گئے۔ اور یہ کوشش کیگئی کہ سلطان ٹرکی کی مہمانداری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جائے۔ قصر بکنگھم کی عالی شان دیواروں پر پہلو بہ پہلو ٹرکی سلطان کی یادگاریں ہلالی پرچم۔ اور ستارہ دار جھنڈے آزادی کے ساتھ لہرا رہے تھے۔ سلطان محل بکنگھم میں فروکش ہوئے۔ اِس وقت ایک عجیب رونق لندن میں تھی۔ ونیڈسر محل میں ہماری مادر مہربان ملکہ معظمہ انگلستان و قیصرہ ہندوستان نے استقبال فرمایا۔ اللہ اللہ وہ بھی کیا مبارک وقت تھا۔ دو عالیشان بادشاہوں کا ایک جگہ رونق افروز ہونا۔ ایسا تھا جیسے شمس و قمر ایک منزل میں جلوہ افروز ہوں۔

اس وقت دولت عثمانیہ اور سلطنت برطانیہ کا آفتاب اتفاق و اتحاد نہایت عروج پر تھا۔ دونو سلطنتوں کے خیر خواہ دست بدعا تھے کہ اِن ہر دو والاشان بادشاہوں کا اتفاق و اتحاد ہمیشہ کے لئے قایم و دایم رہے۔ یہ پہلا ہی موقع تھا کہ عثمانیہ سلطنت کا سلطان نہایت اتحاد سے ملکہ انگلستان و قیصرِ ہندوستان کا مہمان ہوا۔ باوجود شاہی مدارات عمل میں آنیکے سلطنت انگلستان کی طرف سے نہایت دھوم دھام کے ساتھ دعوتیں دی گئیں۔ لارڈ میور وغیرہ اور باشندگان والامقام لنڈن نے سلطان کو مدعو کیا اور بڑی خوشی اور مسرت کے جلسے منعقد کئے گئے۔ اور فرحت و انبساط کے جشن اُڑائے گئے۔ ۱۷؍ جولائی ۱۸۶۷ء کو سلطان ٹرکی سے درخواست کیگئی کہ وہ جنگی بحری جہازات کا ملاحظہ فرمائیں۔ سلطان آف ٹرکی نے اِس خواہش کو نہایت خوشی کے ساتھ منظور فرمایا۔ چنانچہ مقام اسپٹ ہیڈ میں بڑی شان و شوکت سے انگریزی جنگی جہازات لنگر انداز ہوئے۔ اور فنون جنگی عمل میں لائے گئے جس کے ملاحظہ سے سلطان ٹرکی نہایت خوش ہوئے۔ شہزادہ حمید افندی نہایت غور سے ایک ایک بات کو ذہن نشین کرتے تھے اور طرح طرح کے خیالات دل میں لاتے تھے۔ برطانیہ سلطنت کے جہازات ابھی اپنی قواعد جنگی کو پوری طرح سے نہیں دکھا سکے تھے کہ ایک طوفان عظیم برپا ہوگیا۔ جس کی وجہ سے بہت سے جنگی فنون سلطان ٹرکی نہیں دیکھ سکے۔ تاہم برطانیہ طاقت کے جنگی بیڑہ جات سمندر میں عجیب و غریب لطف دکھا رہے تھے۔ پچاس عدد جنگی جہاز ایسے تھے جن پر ایک ہزار توپ مزین تھیں جس وقت یہ توپوں سے سجے ہوئے جہازات سلطان کے روبرو گذرے اُس وقت سمندر کا عجیب نظارہ تھا اور بیشمار چھوٹی چھوٹی کشتیاں سمندر میں گشت کر رہی تھیں۔ اور ہماری مادر مہربان ملکہ معظمہ انگلستان وکٹوریہ اور البرٹ جہازوں پر سوار ہو کر ملاحظہ فرما رہی تھیں۔ اور عبدالعزیز خاں سلطان ٹرکی معہ شہزادہ حمید افندی اور وزرائے ٹرکی کے اسبوان جہاز میں سوار ہو کر یہ جنگی لطف ملاحظہ فرما رہے تھے

سلطان ٹرکی اِن جنگی جہازات کے نظارہ سے محظوظ ہوکر اپنے جہاز کو ملکۂ معظمہ کے جہاز کے قریب لائے اور فوراً سلطان عبدالعزیز خاں مع وزرا اور امراء اور نوجوان شہزادہ حمید افندی کے وکٹوریہ جہاز میں داخل ہوئے۔ اُس وقت ہماری مادر مہربان ملکۂ انگلستان نے سلطان المعظم کا استقبال بڑی شان و شوکت سے کیا۔ شاہی خاندان کے تمام ممبر موجود تھے سب کے سامنے حضور موصوف الصدر نے سلطان عبدالعزیز ٹرکی کو گارٹر کا تمغہ پہنایا جس پر طرفین سے نہایت ہی خوشی سے اتفاق اور اتحاد کے آثار نمایاں ہوئے اور دلی جوشِ محبت ظہور پذیر ہوا۔ علاوہ ازیں لندن کی سیر و سیاحت میں جہاں جہاں سلطان ٹرکی مدعو ہو کے پہنچے اور دلی جوش محبت کے ساتھ استقبال کیا گیا۔ غرضکہ سلطان عبدالعزیز خان و حمید افندی انگلستان کا جاہ و جلال اور عروج کمال دیکھ کر دنگ ہو گئے۔ جب گلڈ ہال کے دروازہ پر پہنچے تو لارڈ میر نے اتحاد قلبی کے ساتھ بڑے جوش و خروش سے استقبال کیا اور تمام ارکین سلطنت نے اظہار مسرت ظاہر فرمایا۔ اُس روز اُس عالیشان تاریخی ہال میں پُر فضا لطف تھا سلطان ٹرکی اس شاہی محل کے تاریخی ہال میں رونق افروز ہوئے۔ کیونکہ تاریخ عالم کی اسٹیج عثمانیہ سلطنت کے سلطان کی تقریر کے واسطے بڑی تکلف سے سجی ہوئی تھی۔ سلطان عبدالعزیز خاں بڑے کروفر سے گلڈ ہال کے تاریخی کمرہ سے گذر کر شاہانہ اسٹیج پر داخل ہوئے اُس دم خوشی کے چیرز ہونے لگے سلطان عبدالعزیز خاں نے اپنی تقریر کا سلسلہ شروع کیا اور بڑی فصاحت و بلاغت سے ایک عمدہ پُر محبت تقریر کی اور وہ جوش کا عالم تھا کہ گلڈ ہال کے تمام کمرہ گونجنے لگے۔ یہ پہلا ہی موقع تھا کہ ٹرکی کے سلطان المکرم نے ارکین انگلستان و سامعین الامقام کے روبرو اپنے میزبانوں کا شکریہ ادا فرمایا۔ اور وہ اسپیچ دی کہ اہل یورپ ترکوں کی تقریر پر عش عش کرنے لگے۔ یہ باتیں یورپ کی تاریخ میں ہمیشہ کو یادگار رہیں گی۔ سلطان عبدالعزیز خان نے اپنی تقریر میں صاف صاف بیان کیا تھا کہ انگلستان جنت مقام میں میرے آنیکی علت غائی یہ ہے کہ اس حلقہ تہذیب اور شائستگی کے مرکز کو غور سے دیکھوں اور خیال کروں کہ وہ کونسی بات ہے جو ہمارے ملک کی کمی کو پورا کرے۔ مجھے اس موقع پر اپنی دلی منشار کا ظاہر کردینا بھی بہت ضروری معلوم ہوتا ہے جس کو مابدولت اخوت اور قومی ہمدردی کے متعلق پیش نظر رکھتے ہیں اینجاب اس اخوت اور ہمدردی کو اپنے ملک اور رعایا میں ہی نہیں قایم رکھنا چاہتے بلکہ میری دلی تمنا اور قلبی آرزو یہ ہے کہ یورپ کی دیگر اقوام کے متعلق بھی قایم رکھوں اور رشتۂ اتحاد و اتفاق کو مضبوط کروں سلطان عبدالعزیز خان کی اس پُرجوش محبت امیز اسپیچ سے خوشی کے نعرے بلند ہوتے تھے جس سے گلڈ ہال کے کمرے گونج رہے تھے۔ اِس موقع پر شرمیلے حمید افندی نے اِس تاریخی کمرہ میں اپنے پیارے چچا کی پُر اتحاد تقریر سے بڑا سبق پایا اور سلطنت انگلستان جنت نشان کے ارکین اور اُس کے لایق و فایق

لیڈروں سے امور جہانداری کے متعلق بڑا تجربہ حاصل کیا۔ ان کو ٹرکی و یورپ کے معاملات سیاسی کا مقابلہ کرنے میں اُس وقت ایک اچھا موقع ملا تھا۔ شہزادہ حمید افندی کا یہ خیال تو نہ تھا کہ وہ خود ٹرکی سلطنت کا سلطان ہو گا لیکن تقدیر نے دلمیں شاہی کاموں کی طرف توجہ کرنے کی رغبت دلادی تھی۔ اس لئے شہزادہ موصوف الصدر نے یورپ کی ترقیوں کو غور سے دلمیں جگہ دی اور قومی جوش کو مدِ نظر رکھا جس کا ظہور ٹرکی سے زائل ہو چکا تھا۔ علوم و فنون اور حرفت و صنعت کے ولولے یورپ کی اسی سیر و سیاحت میں پیدا ہوئے۔ اور یہ رائے اپنے دل میں قایم کر لی تھی کہ یہی اصول سلطنت ہیں اور ان کے قایم ہونے سے ٹرکی سلطنت لاثانی طاقت حاصل کر سکتی ہے۔ اور اسی بنا پر قائم رہ سکتی ہے۔ اس وقت سلطنت ٹرکی اور سلطنت اعظم انگلستان کا اتحاد و اتفاق اور رشتۂ دوستی ایسا مضبوط و قوی تھا کہ جس کی وجہ سے روس کے بھی حواس باختہ تھے۔ سلطان عبد العزیز خاں اور اُن کے دونوں بھتیجوں کے لنڈن جانے سے دو عظیم الشان سلطنتوں میں بہت کچھ محبت پیدا ہو گئی۔ عبد الحمید خاں کے زمانہ ولادت سے انگلستان میں بڑے بڑے لایق و فایق لیڈر موجود تھے۔ ملکہ معظمہ ہر مجسٹی دی کوئین اور پرنس کنسرٹ مع اُن کے قومی لیڈروں کے سب ہی ٹرکی کے معاون اور مددگار تھے اُن کے مرقع کی چند تصویریں ذیل میں ملاحظہ ناظرین کے واسطے درج کی جاتی ہیں۔ امید ہے کہ دلچسپی کا باعث ہوں گی۔ یہ لایق لیڈروں کا جرگہ ۱۸۴۲ء سے موجود تھا۔ پھر بھلا ٹرکی کو انگلستان کی دوستی پر کیوں نہ فخر ہوتا (دیکھو تصویر نمبر ۳) نمبر اوّل میں سر رابرٹ پیل ہیں۔ نمبر ۲ میں الگزنڈر ڈیوک آف دی ولنگ ٹن ہیں۔ نمبر ۳ میں لارڈ ڈلہوزی (؟) ہیں جو ترکوں کے بڑے خیر خواہ ہیں۔ نمبر ۴ میں ڈاکٹر ہالوی ارک بی شاپ آف کنٹربری ہیں۔ نمبر ۵ میں لارڈ لینڈ ہارسٹ لارڈ چانسلر ہیں۔ نمبر ۶ میں رابرٹ سوتھی پوئٹ لوریٹ ہیں۔ اور اس مرقع کے درمیان میں ہماری ملکہ معظمہ ہر مجسٹی دی کوئین مع پرنس کنسرٹ کے ہیں جس نے دنیا میں ایسی بادشاہت کی ہے جو کسی ملک کے بادشاہ کو نصیب نہیں ہوئی ✦

سلطان عبد العزیز خان لنڈن۔ وآئنا۔ پیرس وغیرہ کی سیر سے سیر ہو کر مع شاہزادگان حمید افندی اور مراد افندی کے بامراد واپس قسطنطنیہ تشریف لائے۔ شہزادہ حمید اگرچہ ہمیشہ سے شرم حضور رہے ہیں لیکن اعلےٰ درجے کے عقلمند اور مدبر ہیں۔ بڑے دل و دماغ کے شہزادے کہلاتے تھے۔ اُنہوں نے یورپ کے سفر میں اپنے چچا صاحب سے وہ سبق حاصل کئے جو ان کو ہمیشہ یاد رہیں گے۔ یہ حمید افندی ہی کا حوصلہ و استقلال ہے کہ سلطنت ٹرکی کے ڈوبے ہوئے جہاز کی مرمت کر کے نہایت پائیدار مضبوط بنا دیا یہ وہی حمید افندی ہے جو آجکل ٹرکی سلطنت کی باگ کو ہاتھ میں لئے ہوئے امام المسلمین کا مرتبہ حاصل کئے ہوئے ہیں۔

خوض۔ فکر۔ تنہائی۔ خلوت کی عادت لڑکپن سے رہی ہے۔ لہو ولعب کی طرف کبھی التفات نہیں کی۔ عیش وعشرت کی طرف مطلق راغب نہیں ہوئے۔ کسی فضول کام کی طرف توجہ نہیں کی۔ کفایت شعار ومحتاط اعلےٰ درجہ کے رہی ہیں۔ آپ کا جیب خرچ جو گورنمنٹ ٹرکی کیطرف سے مقرر تھا اُس کے صرف کرنے میں ایسے محتاط تھے۔ کہ جب آپ تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوے اُس وقت آپ کے ذاتی خزانہ میں ۹ لاکھ روپے جمع تھے ✠

سفر یوروپ کے بعد حمید افندی نے اپنے خیالات کو دینی ودنیوی مسائل کے صیقل سے مجلی کیا وہ رات دن گوشۂ تنہائی میں عافیت کیساتھ عام معلومات اور علمی لیاقت کو بڑھاتے گئے اور حق پرستی کیطرف اُن کی طبیعت کا میلان ایک دفعہ ہی ایسا آ کر پڑا کہ رات دن علما و فضلا کی صحبت میں کٹتے تھے۔ شب وروز تحصیل دینیات وکسب معارف میں گذرتے تھے ✠

سلطان عبد العزیز خاں کے آخری دور میں سلطنت کی حالت متغیر ہونے لگی دشمنان ٹرکی ابر سیاہ کی طرح ٹرکی سرحدوں پر گرجنے لگے اور حوادث باد صرصر کی مانند بکثرت واقع ہونے لگے۔ سرحدی ریاستیں بہ تمنا آزادی اور ترکوں کا قومی دشمن زار روس قسطنطنیہ کی ہوس میں اپنے پاؤں پھیلانے لگا جس سے گورنمنٹ ٹرکی میں ایک طرح کا تھلکا پڑ گیا۔ عبد العزیز خاں کی دماغی قوت میں ضعف پیدا ہوا۔ آخر ایک دن یہ خبر شہزادہ حمید افندی کے کانوں میں پڑی (اُس وقت جبکہ وہ حلقۂ علما میں بیٹھے ہوئے اکتساب علوم میں مشغول تھے) کہ عبد العزیز خان تخت سے علیحدہ کئے گئے جس کے سُننے سے وہ یک لخت چونک پڑے۔ اُن کو اپنے چچا کے عزل پر بہت کچھ افسوس ورنج پیدا ہوا۔ کیونکہ حمید افندی سلطان عبد العزیز خان سے بہت محبت کرتے تھے۔ اسی اثنا میں دفعتہً اُن کے گوشۂ خلوت میں یہ مژدہ بھی پہنچا کہ اُن کے بڑے بھائی مُراد خاں سلطان بنائے گئے۔ ابھی دوگونہ رنج وخوشی ہی میں تھے۔ کہ یکایک عبد العزیز خاں معزول کی شہادت کی خبر پہنچی۔ اس کے بعد کچھ ہی دن گذرے تھے کہ اُن وزیروں کے قتل کئے جانیکی خبریں آنے لگیں جنہوں نے سلطان عبد العزیز کو سازشیں کر کے معزول کیا تھا۔ ابھی حمید افندی اسی سوچ بچار میں تھے کہ یکایک یہ خبر گوش زد ہوئی کہ سرحد رومانیہ پر جنگ وجدل کی گھنگور گھٹاؤں نے طوفان برپا کر رکھا ہے۔ اور بلگیریا کے مفسدین نے قتل وغارت کا بازار گرم کیا ہے۔ قومی قرضہ کا سودا دانہ ہونے کی وجہ سے تمام یورپ کی طاقتیں غصہ کے مارے بیچو ہو رہی ہیں۔ مانٹی نگرو اور سرویا میں بھی شعلہ فساد نے سر اُٹھایا ہوا ہے۔ روس کے والنٹیر مجاہدین بنکر ترکوں کے برخلاف اس جلتی ہوئی آگ میں فساد کا تیل ڈال رہے ہیں۔ خود زار روس ٹرکی کیحالت زار دیکھکر بڑے زور کے ساتھ زور لگا رہا تھا کہ ایسا موقع پھر نہ ملیگا۔ اُدھر قسطنطنیہ

میں یہ تحقیقہ خبر مشہور ہوگئی کہ روس یورپی اور ایشیائی ٹرکی میں ترکوں پر ایک دم سے حملہ کرنیوالا ہے۔ ابھی ان فتنوں اور فسادوں کے فرد ہونیکی کوئی خبر نہ ملی تھی کہ مُراد خاں کے مجنون ہونیکی خبر پہنچیگی۔ مراد کو تخت پر بیٹھے ہوئے پورے تین دن اور تین مہینے نہ گذرے کہ اُس کے بھی عزل کو سلطان گر وزیروں نے جایز کر ڈالا۔ اُس وقت حمید افندی کے روبرو تخت و تاج کو پیش کیا۔ حمید افندی کا دل اس انقلاب سے رنجیدہ اور کشیدہ ہی نہ تھا۔ بلکہ اُس کی آنکھوں کے سامنے اُس کے چچا عبد العزیز پر یہ ظلم کیا گیا کہ اُسے زبردستی معزول کر ڈالا اور اس تازہ زخم پر جو حمید افندی کے دل میں گہرا واقع ہوا تھا تیزی کے ساتھ نمک مرچ چھڑک کر یہ جبر کر دیا گیا کہ معزول شدہ سلطان عبد العزیز خاں کو قتل ہی کر ڈالا۔ اگرچہ اس کاری زخم کا اندمال مراد کو بامراد کرنے سے کسیقدر ہو سکتا تھا کہ دفعۃً اُسے بھی مراد سے نامراد کر ڈالا۔ ادھر محل یلدیز میں یہ جانکاہ واقعہ گذر ہی رہا تھا اُدھر سرحد پر روس تیغ و تفنگ لئے ہوئے ترکوں کا کام تمام کرنا چاہتا تھا۔ اُس وقت وزارت ٹرکی کو بھی لایق سلطان کی تلاش تھی۔ چونکہ حمید افندی اپنے بڑے بھائی مراد کے ہاتھ پر بیعت بھی ہوگئے تھے ان کی یہ عین خوشی تھی کہ تخت عثمانیہ پر سلطان مُراد قایم رہیں۔ جب مراد کے ساتھ ایسا سلوک کیا گیا تو حمید افندی وزراسے کیونکر خوش ہوسکتے تھے۔ اگرچہ وزرا نے حمید افندی سے سلطان بننے کی درخواست کی مگر حمید افندی نے فوراً صاف جواب دیدیا۔ اور حکومت ٹرکی سے بالکل انکار کر دیا۔ اور صاف صاف طور سے فرما دیا کہ میں اپنے بڑے بھائی سلطان مراد کا عزل نہیں چاہتا۔ حکما کی رائے جو حکمت عملی سے حاصل کی گئی ہے وہ نہایت ہی فضول اور غیر صحیح اور بہت ہی ناقابل عمل ہے۔ بہتر ہے کہ مراد کو تخت سے ممتاز کیا جائے ✤

اس وقت مدحت پاشا کی قسطنطنیہ اور یورپ کی سلطنتوں میں بڑی مدحت ہو رہی تھی اور مدحت پاشا۔ سلطان گر کے نام سے مشہور ہوگیا تھا۔ اِس وجہ سے مدحت کے آگے بادشاہ بھی مدح سرائی کے سوا اور کچھ نہ کرسکتے تھے۔ لیکن مدحت پاشا نے بھی شہزادہ حمید کے تخت قبول کرنیکے لئے مدح و تعریف کی اور دیگر وزرا نے بھی زور دیکر کہا۔ کہ آپ کو کل اراکین سلطنت اور رعایا نے سلطان بنانا منظور کر لیا ہے آپ تشریف لے چلئے اور سریر سلطنت پر رونق افروز ہوجئے۔ شہزادہ حمید نے پھر انکار کیا اور کہا کہ مجھے تخت نشینی کیونکر منظور ہو سکتی ہے۔ جبکہ سلطنت کی بنیادوں کو کھوکھلا کر ڈالا گیا ہے۔ تمام ٹرکی خطرناک حالت میں پھنسی ہوئی ہے خزانہ روپے سے خالی ہے قرضخواہ سلطنت کی کھال اُتارنے کو تیار ہیں۔ تمام ٹرکی صوبہ جات میں بغاوت کی آگ بھڑکی ہوئی ہے اور شہنشاہ زار روس اس وقت جنگ پر تلا ہوا ہے۔ اراکین کی
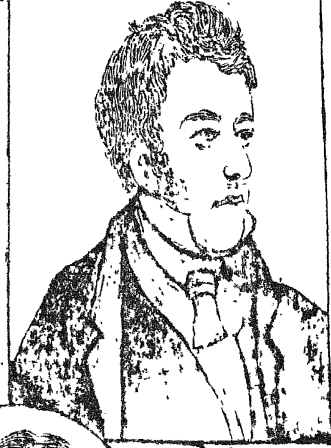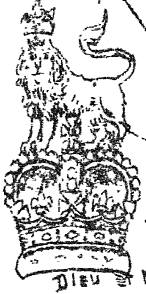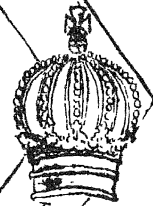
حضور ملکہ معظمہ اور ان کے شوہر پرنس کنسرٹ مع لیڈران انگلستان (تصویر نمبر ۳)

کا یہ عالم ہے کہ وہ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھکر ہیں۔ بلکہ وہ خود ہی سلطان بنے ہوئے ہیں۔ اصلی سلطان کی اُن کے سامنے کوئی حقیقت ہی نہیں۔ علاوہ اس کے قواعد دان فوج کی نہایت کمی ہے جنگی انتظام بالکل خراب سلاطین یورپ اس قدر ناراض ہیں کہ وہ پہلے ہی سے ٹرکی سلطنت کے حصہ بخرہ کئے بیٹھے ہیں۔ تمام یورپ ٹرکی کی مخالفت پر امادہ ہے۔ اِن وجوہات پر شہزادہ حمید نے تمام وزرا کو سلطنت قبول کرنے سے جواب دیدیا۔ اگرچہ وزرا نے پھر اصرار کیا اور عرض کیا۔ آپ کا انکار ہمارے لئے سخت بربادی کا باعث ہے۔ ہمارے سروں پر ہاتھ رکھنے ہمکو اعلے دماغ اور قوی دل اور صائب رائے سلطان کی اشد ضرورت ہے۔ اور یہ تمام اوصاف سوائے آپ کے اور کسی میں نہیں پائے جاتے۔ اس لئے اب تاج وتخت کو منظور فرمایئے اور ہمارے حال پر رحم کیجئے۔ حمید افندی اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے تھے کہ یہ جلاد قصائی کی طرح سلطانوں کا کمیلا کرڈالتے ہیں۔ اور سخت تشویش میں تھے کہ مبادا یہی حالت میری بھی ہو اس لئے صاف انکار کردیا۔ تمام وزرا اپنا سا منہ لیکر شیخ الاسلام کے پاس گئے شیخ الاسلام نے تاکید کی کہ جس طرح سے ہوسکے شہزادہ حمید کو تخت سلطنت پر بیٹھنے کیلئے راضی کیا جاوے۔ پھر تمام وزرا مع شیخ الاسلام کے حاضر خدمت ہوئے۔ اور ایک زبردست ڈیپوٹیشن ترکوں کا اِن کی ہمراہ ہوا۔ چونکہ ان سب کا سرگردہ مدحت پاشا تھا جس کی مٹھی میں تمام بادشاہت تھی۔ مدحت نے پیش ہوکر شہزادہ حمید کے پھر اوصاف بیان کرنے شروع کئے۔ اور ان کے انکار پر بڑے زور کے ساتھ یہ کہا کہ مراد معزول کردیے گئے ہیں۔ اور علما و حکما ان کو تخت پر ہرگز واپس نہیں لے سکتے۔ کیونکہ ان کی دماغی قوت زایل ہوگئی ہے۔ حمید افندی خواہ تخت و تاج کو قبول کریں یا نہ کریں سلطنت خالی نہیں رہ سکتی ہے۔ کوئی اور انتظام کیا جاویگا۔ کیونکہ اس وقت ایک بڑی بھاری جنگ کا اندیشہ لگا ہوا ہے اور سلطنت خطرہ میں پڑی ہوئی ہے۔ بہتر ہے کہ آپ تخت کو قبول کریں اور عنان حکومت ہاتھ میں لیں۔ آپ سے بڑھکر کوئی سلطان ہمکو نہیں ملسکتا۔ اس وقت حمید افندی بہت کچھ سوچنے اور عجیب حیرت میں تھے۔ وزرا کے اصرار پر حمید افندی نے پھر کہا کہ جب تک سلطان محمد مراد کی شوریدہ سری دیوانگی کا پوری طرح سے ثبوت بہم نہ پہنچے گا تب تک ایسے خطرناک اور ذمہ داری کے عہدہ کو جس کی مٹھی میں ایک عالم کی جانیں بند ہوں کیونکر قبول کیا جاسکتا ہے۔ اس پر وزرا ٹرکی نے محمد مراد کے جنون اور اُس کی دماغی قوت کے زائل ہونیکے دلائل اور علما و حکما کے فتوے مع حلف کے شہزادہ حمید افندی کے حضور میں پیش کئے۔ واقع میں سلطان مراد ایک کمزور فطرت کے سلطان تھے جنکی تصویر ذیل میں درج ہے (دیکھو تصویر نمبر ۴)

سلطان محمد مراد خان والی روم　　تصویر نمبر (۴)

اُن کی دماغی قابلیت ایسی نہیں تھی کہ وہ سلطنت کے اہم معاملات اور پیچیدہ حالات کو سرانجام دے سکتے اُن کی طبیعت ہمیشہ ناساز رہا کرتی تھی۔ ٹرکی سلطنت کی پیچیدہ ذمہ داریوں کے وہ کبھی متحمل نہیں ہو سکتے تھے اور اُن کا جنون اس قدر بڑھ گیا تھا کہ جس نے ارکین سلطنت کے دلوں کو پامال کر دیا تھا اور یہ حالت ہو گئی تھی کہ گھنٹوں تک خاموشی کا عالم طاری رہا کرتا تھا۔ گفتگو کرنے سے بھی عاری تھے اور بہت ہی چھوٹے دل کے سلطان تھے باوجود اس کے سلطان عبدالعزیز کے عزل اور قتل نے اون کے نازک دل پر اور بھی صدمہ پہنچایا تھا۔ اس رنج و غم کے علاوہ سلطان مراد اس وجہ سے اور بھی مخوف ہو گئے تھے کہ مبادا خیر خواہان سلطنت یہ خیال کریں کہ مراد نے سلطان عبدالعزیز کو قتل کر ڈالا اور نیز وزیروں کے قتل ہونے سے بھی وحشت زدہ ہو گئے تھے۔ اپنے محل میں جب کسی شخص کی صورت دیکھ پاتے تھے تو ایک دم سے چونکتے اور چلا اٹھتے تھے اور اس طرح کہنے لگتے تھے کہ کیا تو مجھ کو معزول کرنے آیا ہے یا قتل کرنے کا ارادہ ہے۔ لے جس قدر تجھ کو زر و جواہر اور مال و دولت کی ضرورت ہو میں تجھ کو دیتا ہوں لیکن میری جان بخشی کر۔ جب اس قسم کے وقوعات شہزادہ حمید افندی کے روبرو پیش کئے گئے تو وہ عجیب شش و پنج میں تھے۔ سوچا اور خیال کیا کہ اگر اب انکار کیا جاوے تو یہ عثمانیہ سلطنت بالکل تباہ اور برباد ہو جائیگی۔ ناچار آپ وزرا اور شیخ الاسلام وغیرہ کے اصرار پر عثمانیہ سلطنت کے سلطان

بننے کیلئے راضی ہوگئے لیکن اس راضی ہونے پر شہزادہ حمید ملکہ معظمہ وکٹوریہ انگلستان قیصر ہندوستان کی طرح آبدیدہ ہوئے اور نہایت چستی کے ساتھ ضعیف خیالات کو پس انداز کر ڈالا۔ اور اللہ اکبر کہکر ۳۱۔ اگست ۱۸۷۶ء میں کو دولت عثمانیہ کی عنان حکومت کو ہاتھ میں لیا اور خدا پر توکل کر کے تدابیر ملک کیلئے کمر ہمت باندھکر اسپ خیالات کو جولان کیا۔

اس وقت اچھے اچھے اور لایق وفایق اہل الرائے ومدبران ملک کو سلطان عبدالحمید خاں کی حب الوطنی وقومی ہمدردی کا بخوبی امتحان ہوگیا تھا کہ نیا بادشاہ عالیجاہ دولت عثمانیہ کا جانشین کچھ عرصہ کے بعد الیاالاثانی اور بے نظیر ملا ہے جو اپنی عقل خداداد اور فہم وفراست وذہن وذکاوت سے عالم کا رنگ بدل دیگا اور کچھ عرصہ کے بعد خدانے عزوجل کی عنایت سے کچھ کر دکھائیگا۔ یہ استقلال عثمانی وترکی الوالعزمی وعالی ہمتی اور اسلامی صبر وتحمل شہزادہ عبدالحمید خاں میں بھی تھے۔ جس نے سلطنت کے قبول کرنے سے صاف صاف انکار کر دیا تھا ورنہ دنیا میں ایسے لوگ بہت کم نظر آئیں گے جو اعلے درجہ کی سلطنت ملنے پر قطعی طور سے انکار کر دیتے۔

غرضکہ حمید افندی ٹرکی کا سلطان نہایت ہی وقعت اور توقیر سے مانا گیا! ورقدیم دستور وکہنہ بزرگان آل عثمان کی رسم کے مطابق عبدالحمید خاں کو بند گاڑی میں سوار کر کے محلہ جنگ مسجد ایوبی میں لیگئے جہاں پر پہلے ہی سے بڑے بڑے علما ومشایخ کا جلسہ موجود تھا۔ شریف قوبیچ نے معمولی رسومات کے بعد آپ کے دست مبارک میں تیغ عثمانی سپرد کی (جو شروع خاندان آل عثمان سے دست بدست چلی آتی ہے) سلطان حال نے زیب کمر فرمائی۔ شیخ الاسلام نے سلطان عبدالحمید خاں ثانی کے نام کا خطبہ باواز بلند پڑھا۔ اور فرق مبارک پر تاج عثمانی رکھا۔ اور بڑے جوش وخروش کے ساتھ مبارکبادی کی آوازیں اور خوشی وخرمی کے ترانے گونجنے لگے۔ توپخانہ شاہی سے جدید سلطان کیلئے توپوں کی سلامی اُتاری گئی جس سے تمام قسطنطنیہ اور اُسکے گرد ونواح میں یہ خبر فرحت اثر پہونچگئی کہ آج نیا سلطان عبدالحمید خاں ثانی تخت نشین ہوا۔ خدا سلطان کی عمر ودولت جاہ وجلال میں برکت دے۔ شریف قوبیچ خاص قسطنطنیہ میں اسی غرض کیلئے بُلائے گئے تھے خاندان آل عثمانیہ میں ۱۵۱۶ء سے یہ رسم تخت نشینی برابر چلی آتی ہے اور اس قسم کا حق انہیں لوگوں کیلئے

لہ جس وقت ملکہ معظمہ کو ۱۸۳۷ء کی رات کے پچھلے حصے میں سوتے ہوئے جگاکر تخت نشینی کا مژدہ سنایا گیا تو ملکہ معظمہ انگلستان بجائے خوش ہونے کے آبدیدہ ہوئیں کہ اس قدر بڑی بھاری سلطنت کی بوجھ کی میں کیونکر متحمل ہوسکوں گی اُس وقت کی عاجزی خدا کو بہت پیاری معلوم ہوئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا میں ایسی عمدہ سلطنت وحکومت کسی بادشاہ کو نصیب نہیں ہوئی جیسے کہ ملکہ معظمہ انگلستان و قیصر ہندوستان کو نصیب ہوئی اسیطرح عبدالحمید خاں بڑی سلطنت کے ہونے اور چاروں طرف سے دشمنوں کی یورش سے گھبر اکر تاج قبول کرنے پر آبدیدہ ہوئی کہ کیونکر کام سرانجام کو پہنچیگا۔ وہ عاجزی بھی اللہ جل شانہ کو پیاری معلوم ہوئی جس کا نتیجہ نہایت ہی عمدہ ہوا۔ ۱۲

رکھ چھوڑا ہے جو ایسے عہدہ پر مامور ہوں۔ ٹرکی سلطنت کی تاریخ میں یہ زمانہ نہایت ہی نازک اور خوفناک خیال کیا جاتا اور سلطنت آلِ عثمان کیلئے ایک بڑے زبردست و صحیح العقل۔ عالی دماغ۔ قوی دل۔ مدبر سالم مستقل مزاج۔ بلند حوصلہ۔ بادشاہ کی اشد ضرورت تھی۔ جو خدائے احکم الحاکمین نے اپنے فضل و کرم سے پوری کردی اور حمید افندی آج سے سلطان المعظم خاقان الاعظم۔ امیر المومنین خلیفۃ المسلمین سیدنا و مولانا سلطان ابن السلطان سلطان الغازی عبدالحمید خاں ثانی خلد اللہ ملکہٗ و سلطنتہٗ کے اسم گرامی سے بڑی تعظیم و تکریم کے ساتھ پکارے گئے اور یہ صدا بلند ہوئی۔

بدیں مژدہ گر جاں فشانم رواست ۔ کہ ایں مژدہ آسایش جانِ ماست

ذیل میں سلطان عبدالحمید خاں ثانی کی دوسری تصویر دکھائی جاتی ہے جبکہ وہ تخت عثمانیہ پر جلوہ افروز ہوئے۔ (دیکھو تصویر نمبر ۵)

تخت نشینی کی رسومات کے بعد حسب قاعدہ سفیران دول مقیم قسطنطنیہ کو اور ٹرکی سفیران مقیم دول یورپ کو اور گورنران صوبجات ٹرکی کو فرداً فرداً نئے سلطان کی تخت نشینی کی خبریں اور تار برقیاں روانہ کی گئیں۔ اب جدید سلطان عبدالحمید خاں ثانی کے حضور میں ٹرکی مشکلات کے دروازے کشادہ کئے گئے۔ اور واقعات پیچیدہ کے دفتر کھولے گئے۔ اور سلطان المعظم نے اپنی خداداد دانائی فہم و فراست اور دانش و ادراک سے کام لینا شروع کیا۔ کر ہمت مضبوط باندھی۔ اب سلطان عبدالحمید خاں ثانی رونق افروز قصر یلدیز ہوئے۔ وہ سرائے ہمایوں جو کہ ایک عجیب جلوہ گاہِ نازنیناں ہے۔ جہاں بڑی بڑی خواجہ خواجگان و بیگمات عالیشان اور غلامان حبش و چرکستان و ارباب نشاط رشک حور و پریاں غرضکہ پیرس اور لندن کا نمونہ اس کے سامنے گرد تھا۔ اندر کا اکھاڑا ہی نہیں۔ بلکہ سلیمان کی پریوں اور رضوان کی حوروں کا ایک اعلےٰ مسکن تھا۔ مگر واہ رے سلطان کسی کو بھی ایک نظر سے نہیں دیکھا اور ایکدم مکروہات زمانہ سے منہ موڑ لیا۔ ملک کے چاروں طرف نظر دوڑائی اور خوب غور و خوض سے دیکھا ایک عجیب و غریب مظلومی و بیکسی کا مرقع پیش نظر پایا۔ چاروں طرف سے دشمنان ٹرکی نے ملک کو گھیرا ہوا تھا۔ ہر طرف سے تلواروں کی جھنکار۔ نیزے اور برچھیوں کی واروں کی بوچھار۔ توپوں کی گرج۔ گولوں کی گرد۔ بندوقوں کی ٹھوں ٹھاں۔ گولیوں کی بارش مظلوم ترکوں پر اندھا دھند ہو رہی تھی۔ غنیموں نے ترکوں کو قتل کر کے ایک میدان کربلا بنایا ہوا تھا اور قیامت خیز واقعہ ہو رہا تھا۔ تمام ترکی سلطنت کی حالت نہایت ہی زبوں اور پرخطر تھی۔ ایک تنہا ٹرکی سلطنت ایک طرف اور تمام یورپ کے بادشاہ اور شہنشاہ اس کی مخالفت اور برباد کرنے کیلئے ایک طرف۔

زمانہ بر سر جنگ است یا علی مددے ۔ کمک بغیر تو تنگ است یا علی مددے

ABDUL HAMID KHAN II SULTAN OF TU
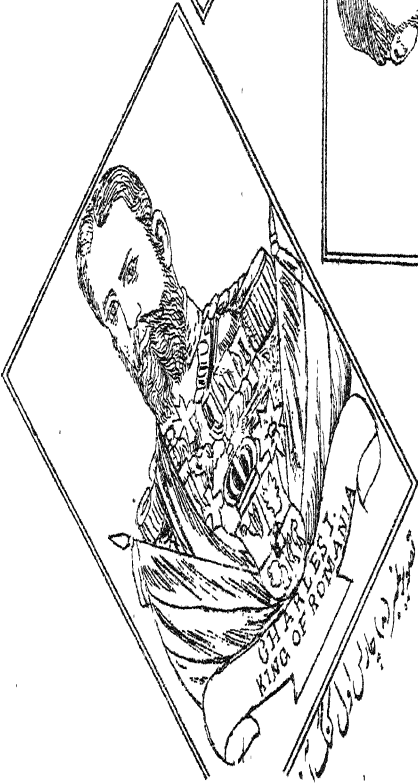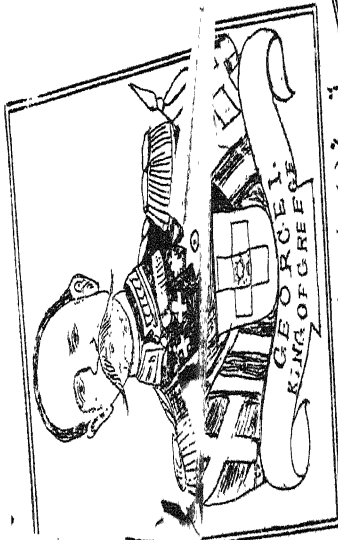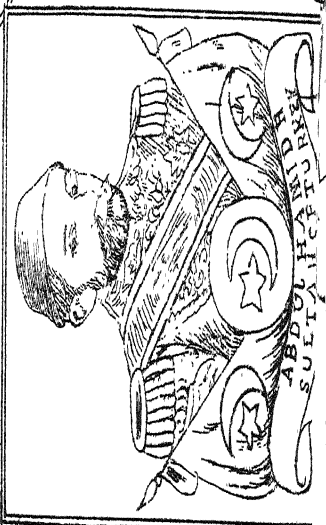
تصویر نمبر (۵) چارلس اول کنگ آف

تصویر نمبر (۱) نیکولس اول پرنس آف مانٹی نگرو

تصویر نمبر (۱۱) - عبد الحمید خان شاہ ٹرکی

تصویر نمبر (۴) جارج اول شاہ یونان

الگزینڈر اول کنگ آف سربیا (تصویر نمبر ۲)

فرڈی ننڈ اول پرنس آف بلگریا (تصویر نمبر ۱)
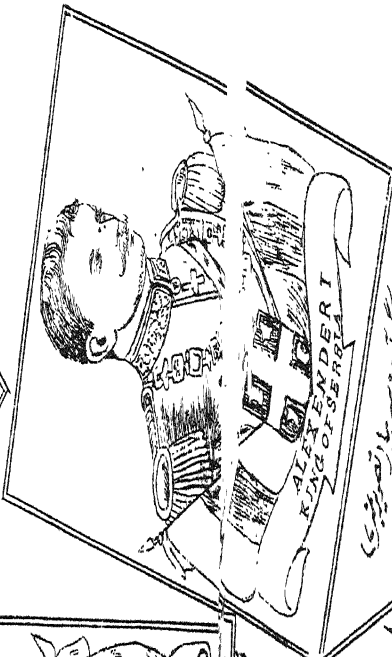
تمام صوبجات ٹرکی بغاوت پر تل گئے اور ترکوں کے مقابلہ کو پھر گئے۔ عثمانیہ سلطنت کے ہر ایک
گوشہ سے جانگاہ دلستان صدائیں آرہی تھیں اور ہر چہار طرف سے آتش بغاوت اور سرکشی کے شعلے بلند
ہورہے تھے جزیرہ کریٹ ٹرکی مخالفت پر آمادہ تھا۔ یونان اپنے موقع کی تاک میں لگا ہوا تھا
سرویہ کو اگرچہ اس خراب و خستہ حالت میں ترکوں نے کچل ڈالا تھا مگر وہ بھی اس نیم مردہ حالت میں دو ل
یورپ کی شہ پر آمادہ پیکار تھا۔ مانٹی نگرو اپنے حمایتوں کے بھروسہ پر بڑی دلیری سے لڑرہا تھا۔
اس پر یہ طرہ ہوا کہ بلگیریا کے قتل عام کی خبریں جن میں سراسر مبالغہ بھرا ہوا تھا طرح طرح کے رنگ سے
رنگ آمیزیاں کر کے یورپ کے اخباروں میں شائع کی گئیں جس سے دول عظام اور عوام اہل یورپ کے
دلوں میں ترکی مخالفت کی آگ ایسی بھڑکی کہ یورپ کا بچہ بچہ ترکوں سے جل بھنا اور یہاں تک نوبت پہنچی
کہ ٹرکی عیسائی صوبجات کی حمایت میں شہنشاہ روسیہ نے ترکوں کو اعلان جنگ دیدیا اُس وقت جدید
سلطان عبد الحمید خاں نے اپنے دوستوں پر نظر کرنی شروع کی۔ کوئی رفیق غمگسار کوئی دوست محرم
راز کوئی معاون و مددگار نظر نہ آیا۔ اگر نظر بھی آیا تو وہی مدحت نظر آیا جو اپنے عموے مکرم اور برادر محترم
کے قتل و عزل کا باعث ہوا تھا۔ اور وہ مدحت جو سلطان المعظم کے تخت پر بٹھانے کا سبب تھا۔
ٹرکی سرزمین میں چاروں طرف سے بغاوت اور طوفان حوادث خارجیہ سے ایک زلزلہ کا عالم بپا تھا۔
یورپ کی سلطنتیں جن پر سلطان المعظم کو قوی بھروسہ تھا دیدے سے چشم پوشی کررہی تھیں اور در پردہ
مخالفت کی شمشیریں چلا رہی تھیں روپے کی اشد ضرورت دامن گیر تھی ترکی خزانہ خالی پڑا ہوا تھا۔ قرض ملنے
کی امید بالکل منقطع ہوگئی تھی۔ فوجوں کی قائمی اور ان کی درستگی ایک ضروری بات تھی روس
بڑے زور شور کے ساتھ شمال سے ترکوں پر للکار رہا تھا۔ یونان جنوب سے برا منہ کئے ہوئے دانت
دکھلا رہا تھا۔ آسٹریا بھی مغرب سے غافل اور سویا ہوا نہ تھا۔ تمام صوبوں میں مفسدان ٹرکی نے
بغاوت پھیلادی تھی۔ اور اس پر یہ طرفہ ماجرا ہوا۔ کہ یورپ کی دولتیں یہ تقاضا کررہی تھیں کہ فوراً ملکی
اصلاح کا انتظام کیا جائے اور قومی قرضہ ادا ہوجائے۔ غرضکہ سلطان عبد الحمید خاں کو ان ہجوم
افکار نے ایک دم ایسا گھیرا کہ اگر کوئی بزدل بادشاہ ہوتا تو یکدست پشت دکھلا کر ایسی سلطنت سے
کانوں پر ہاتھ دھرتا۔ مگر واہ رے سلطان تیری اولو العزمی کے قربان اور استقلال مزاجی کے نثار ذرا بھی
دامن ہمت ہاتھ سے نہیں چھوڑا اور حوصلہ پست نہیں ہونے دیا۔ اسلامی صبر و تحمل کو پیش نظر رکھا قوی
دل ہوکر سلطنت کی باگیں زور سے کھینچیں۔ سرکش اور بدلگام اسپ کو ایسے تازیانے لگائے کہ ایک
آن واحد میں سیدھا ہوگیا۔ تائید ربی اور مشیت ایزدی پکار پکار کر کہتی تھی کہ خدا کا سایہ مسلمانوں کے
سر پر اسی دولت عثمانیہ اور اُس کے خاندان کے ذریعے سے ہمیشہ رہیگا۔ جس طرح گذشتہ صدیوں سے

سلاطین آل عثمان محض خدا اور اُس کے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر بھروسہ کیے ہوئے آ رہے ہیں اُسی نہج تم بھی استقلال اور حوصلے سے راہ تسلیم و رضا پر مستحکم و مضبوط رہو - یہ ایک تائید غیبی تھی جس نے سلطان عبدالحمید خاں کے دل میں بڑا بھاری اثر پیدا کیا اور عثمانی رگوں میں ملکی فلاح اور قومی ہمدردی کا جوش پیدا کر ڈالا - اگرچہ چاروں طرف سے سلطنت آل عثمان میں اندھیرا اور زلزلہ چھایا ہوا تھا لیکن بہادر و دلادر اور مستقل مزاج سلطان نے بسم اللہ پڑھ کے عنان حکومت ہاتھ میں لیتے ہی وہ مستعدی چستی و عالی ہمتی - اور عقلمندی ظاہر فرمائی کہ بڑے بڑے تجربہ کار حیران اور ششدر تھے اول ہی اول مدحت پاشا نے جو سلطان گر کے نام سے مشہور ہو چکا تھا ٹرکی میں پارلیمنٹ قایم کرنے کی تجویز پیش کی جو حسب منشا و دل یوروپ تھی اگرچہ سلطان المعظم بہ خوب سمجھتے تھے کہ ان کی رعایا پولٹیکل ترقی کے اُس مدارج کو نہیں پہنچی جن کی قابل راؤں سے یہ پارلیمنٹ چل سکے لیکن مناسب وقت سمجھ کر مدحت کی اس ناپسندیدہ تجویز کو سرسری طور سے پسند فرما کر اس کی منظوری کا حکم دیدیا اور یہ بھی خیال کیا کہ شاید اسی ڈھنگ سے دول یوروپ کی شعلہ انگیزی دب جائے اور فساد مٹ جائے مگر زار روس اس پر کیا خیال کرتا بلکہ اس پارلیمنٹ کا وہ خود مخالف تھا - اُس نے ساحل ڈینوب اور سرحد آرمینیا پر فوج کشی کر ڈالی - اس وقت سلطان المعظم نے ناچاری درجہ کو یہ ارادہ ظاہر کیا کہ اب دشمن کی دلداری فضول ہے - کلہ بکلہ - ترکی بترکی جواب دیا جائے - ہندی مثل ہے - سوتی بھڑ جگا ؤ مت - اور گل آ پڑے تو ٹلیے مت * سلطان عبدالحمید خاں کے روبرو ایک ایسے تاریک زمانہ کا منظر دکھائی دیا جو کسی بادشاہ کو پیش نہیں آیا روپیہ جو سلطنت کی جان ہے ترکی خزانہ سے برباد ہو چکا تھا - تمام ترکی لشکر تنخواہ نہ ملنے سے بھوکا اور کشیدہ خاطر تھا - روم کی سلطنت کا دیوالہ نکلا ہوا تھا جس نے یورپ کی ہمدردی کو ترکوں سے زایل اور برباد کر دیا تھا - تمام عیسائی صوبے بغاوت پر تلے ہوے تھے - کل ترکی علاقوں اور سرحدی صوبجات میں روس نے ترکوں کے برخلاف کمیٹیاں اور فتنہ برپا کرنے والے گماشتے مقرر کیے ہوئے تھے اور روسی چاندی اور سونا اور زر و جواہر رشوتوں اور بغاوت پھیلانے میں خرچ ہو رہا تھا اور یہاں تک نوبت پہنچی تھی کہ روس نے مل جلکر سرویا سے اعلان جنگ دلا دیا - ایسے گئے گذرے زمانہ میں سلطان عبدالحمید خاں ثانی نے جس طرح سے ممکن ہو سکا شاہی فوج اور ترکی خزانہ کو سنبھالا اور عثمانیہ فوج کو ترتیب دیکر دشمنوں سے بھڑا دیا - ترکوں نے عثمانی بہادری اور شجاعت کی وہ داد دی کہ تمام باغیوں اور اُن کے حمایتی روس کے دھوئیں اڑا دیے باغیوں کا تو قلعہ قمع ترکوں نے کر بھی ڈالا تھا - مگر روسیوں کی پچاس ہزار فوج کو جو نہایت ہی شائستہ اور قواعد دان اور مرد میدان تھی پارہ پارہ کر کے پیس ڈالی اور تمام روسیوں اور باغیوں کو مار مار کر سرحد کے پار بھگا دیا گیا - اُن واقعات کی مفصل کیفیت

جو ۱۸۷۶ء کے درمیان واقع ہوئے نہایت ہی طول طویل ہے۔ صرف چند واقعے اور بحثیں جو فی مابین
سلطان عبدالحمید خاں ثانی اور دول یورپ کے ہوئے ہیں۔ نہایت اختصار سے درج کئے جاتے ہیں ۱۸۷۶ء
کی کامل تاریخ مع تصویرات اور کامل مباحثوں کے اسی کتاب کے آخری صفحے میں تحریر ہوگی۔ سلطان
عبدالحمید خاں ثانی والی سلطنت ٹرکی کو اُن کے جانی دشمنوں نے اس طرح سے گھیرا ہوا ہے۔ جیسے ۳۲
دانتوں کے درمیان زبان ہے۔ یہ سلطنت عثمانیہ کے عیسائی صوبجات ہیں جو ترکوں کی غلامی کا دم ہر دم
بھرا کرتے تھے۔ زار روس اور یورپ کے دیگر عیسائی بادشاہوں نے متفق ہو کر اور زبردستی ترکوں پر زور ڈال کر اور دباؤ
دیکر ان صوبوں کو یکے بعد دیگرے عثمانیہ سلطنت سے آزاد کرا دیا اور کرا رہے ہیں جس سے یورپ کا یہ منشا ہے
کہ مسلمانوں کی یہ زبردست سلطنت سنبھلنے نہ پائے حکمت عملیوں سے بجنسہ اس کی تخریب اور تنزل کے درپے رہتے
ہیں۔ اس مقام پر ٹرکی عیسائی صوبجات کے والیان کی تصویریں دکھائی جاتی ہیں۔ جو اکثر ترکوں کے برخلاف
بغاوت پر آمادہ رہتے ہیں اور یہی موجب جنگ ہوتے ہیں۔ ان کی بھی مفصل کیفیت علیحدہ طور سے دکھائی
جائیگی۔ اس جگہ صرف تصاویر پر اکتفا کیا گیا۔ ذیل میں جارج اوّل شاہ یونان۔ الگزنڈر اول کنگ آف سرویہ۔
(سربیا) چارلس اوّل کنگ آف رومانیا۔ فرڈیننڈ اوّل پرنس آف بلگیریا۔ نیکولس اول پرنس آف مانٹی نگرو
کی تصاویر ہیں

دیکھو تصویر نمبری ۶ جارج اوّل کنگ آف گریس ۔ دیکھو تصویر نمبری ۷ الگزنڈر اوّل کنگ آف سرویہ ۔
دیکھو تصویر نمبری ۸ چارلس اول کنگ آف رومانیا ۔ دیکھو تصویر نمبری ۹ فرڈیننڈ اوّل پرنس آف بلگیریا ۔
دیکھو تصویر نمبری ۱۰ نیکولس اول پرنس آف مانٹی نگرو ۔ دیکھو تصویر نمبری ۱۱ عبدالحمید خان سلطان آف ٹرکی ۔

جب سرویا کے سرکشوں کو ترکوں نے سراسر پائمال کر ڈالا تو یورپ کے بغاوت میں بلگیریا کے قتل عام کی
خبریں متعصب یورپین نامہ نگاران نے مبالغہ آمیز رنگ چڑھا کر شائع کرائیں۔ دول یورپ کے دلوں میں
اور بھی تعصب و بغض کی آگ بھڑک اٹھی۔ اس قدر ترکوں کے برخلاف طوفان بدتمیزی برپا ہوا کہ وہ
یہی رائے دیتا تھا کہ ترکوں کو صفحہ ہستی سے اٹھا دیا جائے۔ اگرچہ بے زور یا اور منصف مزاج اخبارات
نے اُس کی تردیدیں کیں۔ لیکن اُس شور و شر کے ہنگامہ میں کون کسی کی سنتا تھا ع صدا طوطی کی سنتا
کون ہے نقار خانہ میں۔ برطانیہ اعظم میں بھی ترکوں کے برخلاف جلسے ہوئے۔ گرما گرم اور طول و طویل
اسپیچیں دی گئیں۔ آپس میں نوک جھونک ہوتی رہی۔ منہ زور لوگوں نے یہ زور دیا کہ انگلستان ترکی معاملات
میں تلوار سے دخل دے ورنہ روسیہ کے معاملہ میں دست اندازی نہ کرے۔ وہ جس طرح چاہے ترکوں
سے بھگتے اور مسٹر گلیڈسٹون نے تو صاف صاف کہدیا تھا کہ ترکوں سے کہدو کہ وہ اپنا بوریا بدھنا
باندھکر چلتے بنیں۔ اور اپنی ضابطہ اپنے مدبر اور اپنے پاشا اور اپنا کل سامان لیکر نکل جائیں ۔

غرض کہ مسٹر موصوف (جن کی تصویر ذیل میں درج ہے - دیکھو تصویر نمبر ۱۲) کی پُرجوش تقریر سے

مسٹر گلیڈسٹون تصویر نمبر ۱۱
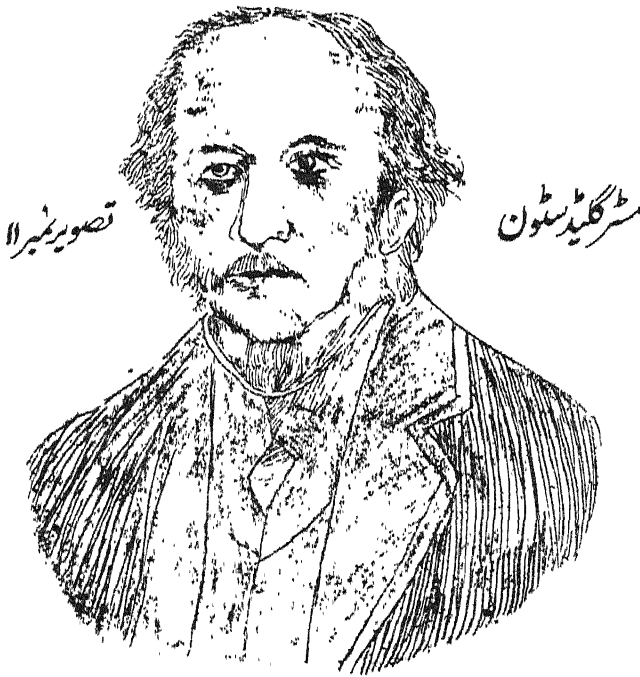
اور بھی جوش پھیلا مسٹر گورلایل گلیڈاسٹون سے بھی بڑھ گئے - اور یہ فتوٰی دیا - کہ بہت جلد ٹرکی کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے تقسیم کرائے جائیں گے - اور اس پر یہ طرہ ہوا کہ پرنس بس مارک نے یہ رائے دی کہ ترکوں کو بالکل نیست و نابود کر دیا جائے - اور ٹرکی سلطنت کو مہذب یورپ کی حفاظت میں چھوڑ دیا جائے اسی اثناء میں روس نے ہرزیگونیہ اور بلگیریہ کو سامان حرب و ضرب اور کافی فوج و روپے سے مدد دیکر بغاوت پھیلا دی - جس کا ترکوں نے آن واحد میں قلع قمع کر کے رکھدیا تھا +

اس وقت روس بھی ٹرکی بہادروں کا منہ دیکھتا رہ گیا - روس نے غصہ ہو کر اپنے سفیر قسطنطنیہ کو لکھا کہ التوائے جنگ کے معاہدہ کو شروع کیا جائے اور اگر سلطان نہ مانیں تو سفارتی تعلقات توڑ دئے جائیں اور ستمبر کی ۲۶ تاریخ کو روس کے وزیر صیغہ خارجیہ نے لارڈ ڈربی کو لکھا کہ اگر ترک شرائط صلح کو نہ مانے اور صوبجات بوسینہ - ہرزیگونیہ اور بلغاریہ کو آزادی نہ بخشیں تو آسٹریا کا بوسینہ پر قبضہ ہو جانا چاہیے اور بلگیریہ پر روسی فوجیں قابض ہو جاویں گی اور سلاطین یورپ کا جنگی بیڑا بحر اسود میں داخل ہو جائے اور نیز زار روس نے آسٹریہ کو اس طرح سے لکھا کہ ٹرکی کی بدانتظامی کا تلوار سے خاتمہ کر دینا چاہیے - اور اُس کے صوبوں کو اپنے تحت میں لے لینا چاہیے - اور میں یقین کرتا ہوں کہ انگلستان اس میں دست اندازی نہ کریگا - غرضکہ دول یورپ نے صوبجات ٹرکی کے آزاد کرانے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا -

تصویر نمبر ۱۴ - کونٹ شویلاف سفیر روس مقیم سلطنت عثمانیہ روم

ترکوں نے بھی اس معاملہ یعنی صوبوں کی غیر آزادی میں بہت کچھ جوش ظاہر کیا۔ اور ۱۲ر اکتوبر کو گورنمنٹ ٹرکی کیطرف سفیران دول یورپ مقیم قسطنطنیہ کو مطلع کیا گیا کہ اعلیحضرت سلطان المعظم تمہاری کسی تجویز کو مطلق نہیں مانتے۔ ٹرکی صوبوں کو آزاد کرنا اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنا ہے۔ البتہ سلطان المعظم اصلاح کرنے کا وعدہ فرماتے ہیں۔ چنانچہ دسمبر ۱۸۷۵ء کے فرمان میں وہ وعدہ کر چکے ہیں کہ ٹرکی کو جنگ و جدل سے فرصت ملے تو اصلاحات کا عملدرآمد ہو سکتا ہے۔ اس پر شہنشاہ روس نے باب عالی کو لکھا کہ سرویہ کو چار یا ۶ ہفتہ کی مہلت جنگ دیجائے۔ اس سے روس کا یہ منشا تھا کہ سرویہ کی شکستہ حالت درست کر دیجائے۔ از سر نو سامان جنگ و جدل اس کو مہیا کر دیا جائے۔ اگرچہ شہنشاہ روس نے سرویہ کو تمام سامان جنگ و جدل مع افواج روسی اور توپ و تفنگ کے بہم پہنچا دیا تھا اور نہایت ہی نامی گرامی جنرل جو فن جنگ کے ماہر اور تجربہ کار تھے مقام ایلیکزنیار کی تقویت کو بہم پہنچا دیے تھے جو سرحد کو عبور کر گئے تھے۔ چنانچہ جنرل ٹوڈل بین (Todleben) ایک بڑا نامور جنرل جس نے سبا سٹوپول کی لڑائی میں ایسی بہادری اور ناموری حاصل کی تھی جیسی کہ غازی عثمان پاشا نے قلعہ پلونا پر۔ اس مقام پر جنرل ٹوڈل بین کی تصویر دکھائی جاتی ہے۔ (دیکھو تصویر نمبری ۱۳)

(تصویر نمبر ۱۳) جنرل ٹوڈل بین روسی سپہ سالار +

مگر ترکوں نے سب کا قلعہ قمع کر کے دکھا دیا تھا۔ سلطان المعظم نے اس کے جواب میں مہلت جنگ پر یہ کہا کہ بجائے ۶ ہفتہ کے ۶ ماہ تک جنگ ملتوی کیجائے۔ لارڈ ڈربی نے ترکوں کے اس

جواب کو بڑی خوشی سے پسند کیا اور دول یورپ کو لکھا کہ باب عالی کی یہ تجویز منظور کرنی چاہیئے۔ روسی سفیر
متعینہ لندن اور وزیر خارجیہ روس نے یہ جواب دیا کہ ہمکو یہ تجویز منظور نہیں۔ روسی سمجھے ہوئے تھے کہ اگر
۶ ماہ کی مہلت منظور کرلی جائیگی تو سرویہ کے پاس جو کچھ سامان جنگ موجود ہے وہ ۶ ماہ کے عرصہ میں سب
ختم ہو جاویگا۔ او... روغیرہ مطلق سرویہ کے پاس نہ رہیگی۔ اٹالیہ نے اس روسی انکار کی تائید کی۔
مگر انگلستان کے محکمہ خارجیہ نے پرنس بسمارک سے اپیل کی اور لکھا کہ جرمنی کا فرض ہے کہ وہ روس پر
زور دیکر اس تجویز سے روکے اور چھ مہینے کی مہلت کو منوایا جائے کیونکہ اس تجویز سے عالمگیر جنگ کا
خاتمہ متصور ہے۔ ۲۹ اکتوبر کو جرمنی کے وزیر نے یہ جواب دیا کہ اگرچہ ۶ ماہ کی مدت قابل اعتراض نہیں ہے
لیکن جرمنی غیر مناسب خیال کرتی ہے کہ اس معاملہ میں کسی دوسری سلطنت پر دباؤ دے۔ اُس وقت جرمنی
اور روس آپس میں شیر و شکر ہو رہے تھے۔ لیکن فرانس اور آسٹریا نے ترکی تجاویز کو دل سے پسند
کیا اور لارڈ ڈربی نے روسی سفیر کو اطلاع دی کہ حضور ملکہ معظمہ کے وزیر ترکی تجاویز کو نامنظور
کرنے کا کوئی سبب نہیں دیکھتے۔ اور نہ کسی دوسری تجویز یا رائے کو پیش کرنا مناسب سمجھتے
ہیں۔ زار روس اسپر بھی نہ مانا آخر گورنمنٹ ٹرکی نے پھر اطلاع دی کہ ہم ۶ ہفتے کی مہلت جنگ دیتے ہیں
اگر اس عرصہ میں ٹرکی اور سرویہ کے معاملات طے نہ ہوئے تو اور دو مہینے زائد کئے جاویں گے اور اگر ان
دو مہینے میں بھی تصفیہ نہ ہوا تو اور دو مہینے لئے جاویں گے ۔

ترکوں کا اصلی منشا یہ تھا کہ مطلق جنگ و جدل سے کام نہ لیا جائے اور ملک میں امن چین قائم رہے۔
اِدھر تو یہ رد و بدل ہو رہی تھی اُدھر عثمانیہ فوج نے ایکزینٹس کو فتح کرلیا اور ترکوں کا ہلالی جھنڈا زور سے
فراٹے مارنے لگا۔ ترکوں کی اس فتح پر زار روس کو بہت غصہ آیا اور جنرل اغناٹیف ۴۸ گھنٹہ کا الٹیمیٹم
لیکر قسطنطنیہ میں پہنچا۔ جس کا یہ مضمون تھا کہ چھ ہفتے کیلئے سرویہ کو مہلت جنگ دیجائے ورنہ ۴۸ گھنٹہ کے
بعد زار روس کی طرف سے اعلان جنگ سمجھا جائے۔ اِس پر ترکوں نے کچھ مجبور ہو کر کچھ فساد رفع کرنیکے
لئے ۶ ہفتے کی مہلت دیدی ۔

چونکہ ترکوں کو سرویہ پر فتحیابی ہو چکی تھی اس لئے تمام مطالبات ترکوں کو دیئے گئے اور جنگ و جدل
کی کارروائی کچھ دنوں کیلئے ملتوی ہو گئی۔ لیکن زار روس ترکوں کے ساتھ لڑنیکے لئے بہانہ تلاش کرتا
تھا۔ کہ کسی طرح سے ترکوں کو زیر و زبر کردے۔ اِس کے بعد کونٹ شوڈلف یا کونٹ شوبلاف سفیر
روس مقیم قسطنطنیہ جن کی تصویر ذیل میں دکھائی جاتی ہے۔ دیکھو تصویر نمبری ۱۴) نے لارڈ ڈربی سے
ملاقات کی اثنائے گفتگو میں لارڈ ڈربی نے اس کو آگاہ کیا کہ گو ترکوں کے خلاف قوم میں خواہ
کسقدر جوش کیوں نہ ہو اور اس وقت بلغاریہ کے مظالم سے انگلستان کی عامہ خلائق

ترکوں کی کیسی ہی دشمن کیوں نہ ہو مگر یاد رکھے کہ اگر قسطنطنیہ کی طرف آنکھ بھر کے دیکھا تو پھر قوم کے یہ خیالات نہ رہیں گے۔ اور مخالفت کی جگہ حمایت کرنیکے لئے کل قوم اُٹھ کھڑی ہوگی جب انگلستان کے یہ خیالات سُننے تو سوڈیف نے ۷ر نومبر کو مقام لویڈیا میں لارڈ اگسٹس لوفٹس سے یہ کہا میں آپ سے قطعی وعدہ کرتا ہوں کہ کبھی روس قسطنطنیہ کی طرف آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھے گا۔ اور اگر میری فوجوں نے بلغاریہ کے کسی حصہ پر قبضہ کر لیا تو وہ صرف اس لئے ہوگا کہ میں ٹرکی عیسائیوں کی حفاظت کر سکوں۔ اس کے بعد شاہنشاہ نے یہ کہا کہ یہ محض غلط اور لغو ہے جو عام طور پر لوگوں نے اُڑا رکھا ہے کہ روس ہندوستان کو فتح کرنا چاہتا ہے میرا کوئی ایسا ارادہ نہیں۔ اور نہ میں سرویہ اور رومانیہ کو اپنی سلطنت میں ملانا چاہتا ہوں اگر میں ایسا کروں تو بیشک یہ ایک لغو بات ہوگی۔ جب میرے افسروں نے رخصت لی تو میں نے اُن کو ہدایت کردی ہے کہ تم سرویہ جاؤ اور کوشش کرو کہ کسی طرح سے جوش جاتا رہے مجھے تعجب ہے کہ جب دونوں سلطنتوں کا ایک منشا ہے یعنی صلح قایم رہے۔ اور عیسائیوں کی حفاظت کی بھی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ انگلستان کیوں روس کا ساتھ نہیں دیتا۔ اور کیا وجہ ہے کہ وہ روس کی تائید نہیں کرتا جب ہم دونوں متفق ہو جائیں گے تو یورپ کو بہت کچھ فائدہ پہنچیگا یہ باتیں تھیں جن سے انگلستان پر فریب کھیلا جاتا اور اُس کو اپنے رخ پر کیا جاتا تھا مگر انگلستان روس کے داؤ گھات خوب سمجھتا ہے۔

زار روس ہمیشہ انگلستان کو اپنی میٹھی باتوں سے اپنے رخ پر کیا چاہتا تھا ۱۸۷۳ء میں زار روس نے انگلستان سے وعدہ کیا تھا کہ میں ہرگز خان خیوا کو اپنی عملداری میں شامل نہ کروں گا زار روس نے در پردہ موقع پاکر خان خیوا کو علانیہ اپنی عملداری میں شامل کر لیا جب انگلستان نے خیوا کی نسبت دریافت کیا تو اُس نے جواب دیا کہ میں اپنے وعدہ پر قایم ہوں میں نے خیوا کیساتھ کوئی لڑائی نہیں کی اور نہ اُس کے خان کو معزول کیا اور نہ اُس پر فتحیابی مجھ کو ہوئی صرف معاہدہ کی رو سے خان خیوا ایک باجگذار ریاست بن گئی ہے اور دریائے اَموں کا دایاں کنارہ اور اُس کے مضافات مصلحتاً میں نے لیلئے ہیں۔ اِس پیچیدہ جواب پر انگلستان دیکھتا ہی رہگیا۔

۲۳ر نومبر کو لارڈ ڈربی نے لارڈ اگسٹس لوفٹس کو بذریعہ تار مطلع کیا کہ شہنشاہ روس نے میرا اطمینان کر دیا ہے۔ وزیر خارجیہ روس نے سر ہنری ایلیٹ سفیر لندن۔ (جس کی تصویر صفحہ آئندہ میں دیجاتی ہے (دیکھو تصویر نمبری ۱۵) سے یہ کہا کہ قسطنطنیہ میں خاص طور سے ایک کمیٹی کی جائے۔ اُس کمیٹی سے عمدہ نتیجہ نکلیگا۔ اور بہت سی باتوں کا اظہار ہو جاویگا جو ابھی تک نامعلوم ہیں۔ اور یورپ کی پریشانی میں کچھ سکون آجائیگا۔ کیونکہ تمام یورپ ترکوں سے بھڑک رہا ہے۔

چونکہ ۲۲ نومبر کو ترکوں کی نسبت یورپ میں مخالفت کے خیالات بہت ہی پھیل گئے تھے لیکن اسی اثنا میں لارڈ بیکنسفیلڈ نے (جکی تصویر ذیل میں درج ہے۔ دیکھو تصویر نمبری ۱۶) ایک پُرجوش اسپیچ دیکر لوگوں کے خیالات بدل ڈالے اور مخالفان ٹرکی کے جوش کو دبا دیا اور یہ خیال پیدا ہو گیا کہ اگر ٹرکی کی بدانتظامیاں حد کے درجے کو بھی پہنچ جائیں اور روس ترکوں کی طرف بڑھے تو ہم کو کچھ بھی فائدہ نہیں ہو سکتا اور آئیندہ ہمکو بھی تکلیف کا باعث ہو گا اور ہمکو جنگ و جدل سے کچھ حاصل نہیں ہو گا اور ہم ترکوں کے کسی شہر یا صوبے کو اپنے قبضے میں نہیں لانا چاہتے ہے ہماری سلطنت ہمدردی اور فوجی قوت اس قدر وسیع اور فراخ ہے جس قدر اُس پر فخر کیا جائے تھوڑا

تصویر نمبر ۱۶ - لارڈ بیکنسفیلڈ

(متعلقہ صفحہ ۲۰)

تصویر نمبر (۱۰) قسطنطنیہ کی کانفرنس میں
دول یورپ کے ممبروں کا مرقع
کونٹ چوڈوردی
کونٹ ڈکی
کونٹ ڈی بورگونگ
بیرن ورتھر
سر ہنری ایلیٹ
صفوت پاشا
لارڈ سالسبری
جنرل اغناٹیف
کونٹ کورٹی
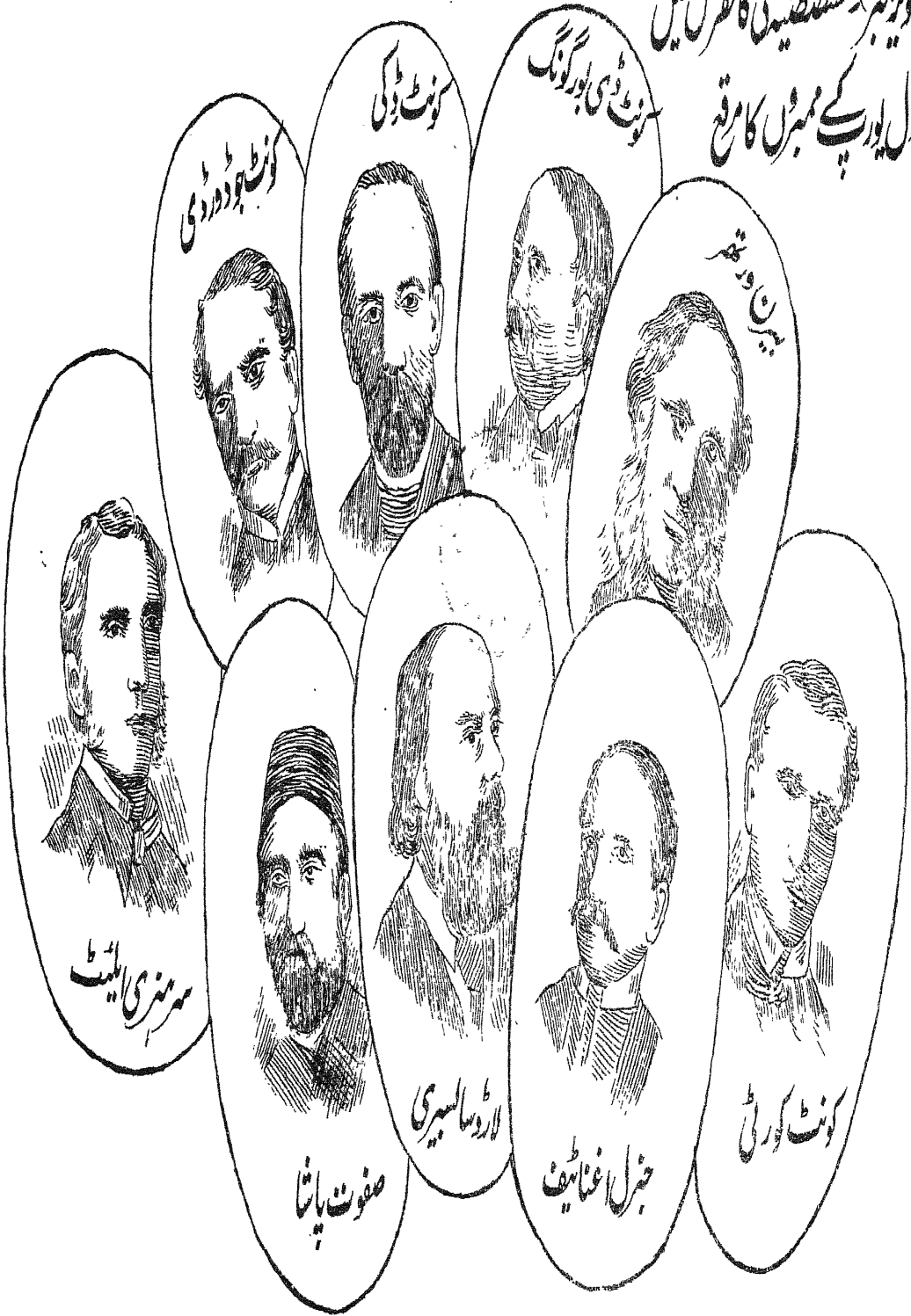
انگلستان حق کا ساتھی ہے جب تک اُس کی آزادی خود مختاری اور امن چین پر آنچ نہ آئیگی وہ شمشیر بدست نہ ہوگا۔ انگلستان حق پڑے گا۔ جب تک وہ حق حاصل ہوگا ہرگز اپنی تلوار کو نیام میں نہ کریگا۔ لارڈ بکنس فیلڈ نے اپنی طول طویل تقریریں ترکوں کی نسبت بہت اچھے خیالات ظاہر فرمائے۔ اُدھر شہنشاہ رشیا نے اپنے دربار میں ترکوں کے برخلاف ایک لمبی چوڑی اسپیچ دی جس کا یہ مطلب تھا کہ ترکوں نے میرے التوائے جنگ کو منظور کرلیا ہے۔ سربیہ اور مانٹی نگرو کی خونریزی کا خاتمہ ہوگیا ہے۔ اگرچہ اُنھوں نے دادِ مردانگی دی۔ مگر سربیہ والے باوجود میرے والنٹیر شامل ہونیکے لیسے گرے کہ بیان نہیں ہوسکتا اور ان کے ساتھ بہت سے روسی جوان ضائع ہوئے اب میں امید کرتا ہوں کہ تمام روسیہ اپنے مسیح بھائیوں کے معاملے میں میرے ساتھ ہمدردی کریں گے۔ قسطنطنیہ میں دُول عظام کے سفیر جمع ہوکر عہد و پیمان کریں گے۔ اگر صلح سے میرا مطلب حاصل نہ ہوا تو کیا مجھے باب عالی سے مطالبہ کرنیکا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ میں نے عزم بالجزم کرلیا ہے کہ اس معاملہ میں آزادی سے کام کروں گا۔ اور اگر میں روسیوں سے ضرورت کے وقت مدد مانگوں گا تو وہ سلطنت کی لاج رکھنے کیلئے ضرور میری مدد کریں گے۔ اور سب سے پہلے ماسکو ہی میری تائید کریگا۔ اے خدا تو ہماری مدد کیجیو۔

اگرچہ اس اسپیچ میں زار روس نے صلح کے الفاظ بھی استعمال کئے تھے لیکن اُس کا خاص مطلب ترکوں سے جنگ کرنیکا تھا۔ مگر لڑائی کا سامان اُس کے پاس موجود نہ تھا۔ اِس لئے ڈھیل ڈال رہا تھا۔ اُس نے فوراً فوجوں کی تیاری کا حکم دیدیا۔ اور روس کی طرف سے دس کروڑ روبل کا قرضہ مانگا گیا +

اِدھر تو زار روس نے قرضہ مانگا اور اُدھر ٹرکی سرحدوں میں فوج کی روانگی کا حکم دیدیا۔ اور اس طرف قسطنطنیہ میں دُول یورپ کے وکلا صلح و امن کے پیرایہ میں ترکوں کو روسیہ کی طرف سے اعلان جنگ دینے کو گئے۔ ۲۳ دسمبر ۱۸۷۶ء کو سفیران دول یورپ کا پہلا جلسہ قسطنطنیہ میں ہوا۔ (جنگی تصاویر کا مرقع پیش کیا جاتا ہے دیکھو تصویر نمبری ۱۱۔ ممبران دول یورپ ورقسطنطنیہ کی کانفرنس +

جس وقت سفرائے دول کمیٹی کرنیکے لئے کرسیوں پر بیٹھے تو شاہی توپخانہ ٹرکی سے توپوں کی آواز بڑے زور سے سُنائی دی۔ وکلا یورپ گھبرا گئے کہ کیا آفت آئی۔ ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے اور طرح طرح کے خیالات دل میں جمانے لگے۔ اِسی اثنا میں صفوت پاشا وزیر خارجیہ ٹرکی کا ایک مراسلہ آیا اُس میں لکھا ہوا تھا کہ اعلیٰ حضرت سلطان المعظم ٹرکی نے سلطنت عثمانیہ کیلئے ایک مجلس کا انعقاد فرمایا ہے۔ جس کا یہ خلاصہ تھا کہ سلطنت کا مذہب اسلام رہیگا اور دیگر مذاہب کو کامل آزادی دیجائیگی۔ اور اُن کے حقوق کی نگہداشت کیجائیگی۔ اس صورت سے عامہ خلائق کے انتظام میں کوئی فرق واقع نہ ہوگا۔ اخبارات سوا معتبر حدود کے آزاد کئے جائیں گے۔ سلطنت کی نگرانی میں تعلیم جاری کیجائیگی۔ سلطان المعظم کو مکمل رعایا

خواہ عیسائی ہو یا مسلمان قانون کی نظر میں مساوی خیال کیجائیگی۔ اور سب کو یکساں سلطنت کے عہدے دیئے جائیں گے۔ ٹیکسوں کی بھی مساوات رہیگی۔ یعنی سب پر برابر لگایا جاویگا۔ بیگار وغیرہ کے قواعد بالکل ترک سمجھے جائیں گے۔ قانونی عدالتوں کی کارروائی علے الاعلان ہوگی۔ قیدیوں کو حق حاصل ہوگا کہ وہ اپنی بریت کے لئے قانونی پہلوؤں سے ثبوت دیں اور ججوں کو بغیر کسی زبردست قانونی حجت کے علیحدہ نہیں کیا جائیگا۔ وزرا، پارلیمنٹ کے دوسرا رہیں گے اور اُس کی اپیل سلطان سے کیجائیگی۔ کوئی عہدہ دار بغیر قانونی وجہ کے اپنے عہدہ سے علیحدہ نہ کیا جاویگا وغیرہ وغیرہ تجاویز تھیں جو نہایت ہی پسند کیگئی۔

سلطان ٹرکی اپنی رعایا کیلئے خواہ کیسی ہی عمدہ تجویزیں کریں۔ مگر دول یورپ اُس میں برابر نکتہ چینیاں کرتے رہتے ہیں اور اُن کا یہ منشا ہوتا ہے کہ کسی طرح ترکوں کو دھوکا دیکر اور ناجایز دباؤ ڈالکر ٹرکی سلطنت کو کمزور کردیا جائے۔ چنانچہ اسی بنا پر سفیران دول یورپ کے جلسے قسطنطنیہ میں منعقد کئے گئے۔ اور سلطان کی اس تجویز پر خیال نہ کیا۔ ان یورپی وکلا کے مقابلہ میں جواب دینے کیلئے صوت پاشا اور ادہم پاشا مقرر کئے گئے اور اس سے پہلے جلسہ میں بلگیریا۔ بوسینیا۔ ہرزیگونیا وغیرہ کے انتظام کی بابت بحثیں شروع ہوئیں ٹرکی وکلا نے مدلل جواب دیا کہ عرصہ سے ٹرکی میں جنگ وجدل کا بازار گرم ہورہا ہے۔ ایسی خطرناک صورت میں یورپ کے حسب منشا کیونکر انتظام ہوسکتا ہے +

دوسرا جلسہ ۲۶ دسمبر کو ہوا اُس میں سرویا اور مانٹی نگرو کی مہلت جنگ پر بحثیں ہوئیں۔ وکیل رشیا کے اتفاق سے مہلت جنگ میں دو مہینے اور بڑھا دیئے گئے۔ اس کے بعد سفرا دول نے اپنی ساختہ وپرداختہ تجاویز کو پیش کیا جن پر ۴ گھنٹہ تک بحث ہوتی رہی۔ ٹرکی وکلا نے ان کی تردید عمدہ طور سے کی +

دول یورپ کے وکلا نے جو تجاویز پیش کی تھیں اُن کا خلاصہ یہ تھا کہ ٹرکی کے صوبے آزاد کردیئے جائیں اور جو انتظام ٹرکی کرے دول یورپ کے مشورے بغیر نہ کرے۔ جس کا یہ منشا تھا کہ سلطان ٹرکی یورپ کا دست نگر رہے۔ بھلا ترک اس کو کیونکر پسند کرسکتے تھے +

۳۰ دسمبر کو تیسرا جلسہ پھر ہوا جس پر ٹرکی وکلا نے ایسے جواب دیئے کہ سفیران دول یورپ کو جواب دیتے نہ بنا۔ اور اُن کا قافیہ بالکل تنگ ہوگیا +

چوتھا جلسہ یکم جنوری کو پھر ہوا جس میں تمام سفرا یورپ نے لارڈ سالسبری کو بولنے کیلئے پیش کیا۔ اس سے پہلے لارڈ موصوف سلطان المعظم کی بارگاہ میں باریاب ہوچکے تھے۔ اور ان کو صاف جواب مل چکا تھا کہ ایسی کوئی تجویز منظور نہیں کیجائیگی۔ اس لئے لارڈ سالسبری نے کہا کہ ترکوں نے اُن تجاویز کے منظور کرنے سے انکار کردیا ہے۔ اب اس خطرناک حالت کو دیکھنا چاہیئے۔ اور آیندہ کیا طریقہ اختیار ہونا چاہیئے۔ ترکی وکلا نے جواب دیا کہ جو کچھ ہم کہتے ہیں۔ اُس کا معقول جواب کیوں نہیں دیا جاتا۔ ہمکو بلاوجہ کیوں مجبور کیا جاتا ہے

کیا ہم بلا دلائل اور ناجائز دباؤ سے یہ ناجائز باتیں منظور کر سکتے ہیں۔ ہم پر دباؤ دیا جاتا ہے کہ نگرانی کمیشن کی بابت۔ غیر ملکوں کی ملازمت کی بابت۔ قلعوں کو خالی کرنیکی بابت۔ عیسائی گورنروں کے تقرر کی بابت سرکیشیوں کو جلاوطن کرنیکی بابت۔ فوجداری عدالتوں کی بابت۔ مانٹی نگرو۔ سرویا وغیرہ کے خاموش کرنیکی بابت۔ یہ سب باتیں ہم سے کیوں منظور کرائی جاتی ہیں۔ لو ہم منظور بھی کرتے ہیں۔ مگر ہم کو سمجھا دیا جائے کہ کس وجہ سے۔ کس قاعدہ سے۔ کس قانون سے۔ کس معاہدہ سے کس سبب سے یہ لغو باتیں تسلیم کرائی جاتی ہیں۔ اور کیا وجہ ہے کہ ہمارے انتظام میں دخل دیا جاتا ہے۔ کیوں ہماری آزادی کو متفق ہو کر روکا جاتا ہے؛

غرضکہ ترکوں نے بڑے بڑے دلایل پیش کئے اور معاہدوں کے حوالے دیے۔ جس سے تمام سفیران دول یورپ کے ہوش اُڑ گئے اور ایک سناٹے کا عالم تھا۔ کسی سے بھی جواب نہ بن پڑا۔ اور نقش دیوار کیطرح ترکوں کا منہ دیکھتے رہگئے۔ ع۔ رہ گئے تکتے لگے دیوار سے۔ ۴ جنوری تک جلسہ ملتوی کیا گیا۔ اس اثناء میں لارڈ سالسبری نے مدحت پاشا سے ملاقات کی اور کہا کہ اب خوب سمجھ لیں کہ ٹرکی بالکل تنہا ہے۔ اور دول یورپ دس کا ساتھ دیں گی۔ اب خیال کریں کہ ترکوں کیلئے کیسا پُرخطر مقام ہے۔ اِس کے جواب میں پاشا مذکور نے کہا کہ آپ صحیح فرماتے ہیں۔ لیکن ہمارا اور غازی سلطان کا بھروسہ خدا کے اوپر ہے اگر خدا کی یہی مرضی ہے کہ ہم برباد ہو جائیں تو ہم کو کوئی نہیں بچا سکتا۔ اور ہم بجز خدا کے کسی کا بھروسا نہیں کرتے لیکن آپ انصاف کریں کہ جو تجویزیں اصلاحی پیرایہ میں پیش کی گئی ہیں کیا ان میں سے ایک تجویز بھی ترک منظور کر سکتے ہیں۔ یہ کونسا انصاف ہے کہ ٹرکی گورنر دول یورپ کی صلاح سے مقرر کریں۔ اس کے یہ معنے ہو سکتے ہیں کہ ٹرکی صوبے ترکوں سے چھین لئے جائیں اور ترکوں کو کمزور کر کے برباد کر دیا جائے؛

۲۸ دسمبر ۱۸۷۶ء کو اس سے پہلے سرہنری الیٹ کی مدحت پاشا سے ملاقات ہوئی تھی۔ مدحت پاشا نے صاف صاف کہدیا تھا کہ ہم خوب سمجھے ہوئے ہیں کہ ہماری سلطنت خدانخواستہ اگر برباد ہو جائے تو ہم پروا نہیں کرتے۔ مگر دول یورپ کو یہ خیال کر لینا چاہیے کہ ترکوں کا ایک ایک بچہ بھی عزت اور عظمت کیساتھ برباد ہونیکو تیار ہے گو ترک صفحہ عالم سے تمام ممالک کے ہاتھوں سے قتل و برباد ہو جاویں لیکن وہ اس بیغیرتی اور بے عزتی سے دنیا میں رہنا ہرگز ہرگز پسند و قبول نہیں کر سکتے؛ ترک عثمانیہ سلطنت اور جلال میں جیتے جی ہرگز فرق نہیں دیکھ سکتے۔ وہ اپنی جان اور مال پر دل جان سے کھیل جاتے ہیں۔ اگر ترک ایسی بے آبروئی اور بیعزتی سے جئیں تو ان کے زندہ رہنے پر ہزار ہزار لعنت ہے۔ مال جان پر اور جان آبرو پر قربان ہے۔ جب ترکوں کا یہ جوش دیکھا گیا۔ تو ایک عجیب عالم تھا؛

پانچواں جلسہ اور قسطنطنیہ میں ہوا جس میں ٹرکی وکیلوں نے بڑے لمبے چوڑے مضمون پڑھے اور سفیران دول یورپ کو لاجواب کر دیا۔ اور کہا کہ دول یورپ کی تجاویز اس لئے نامنظور کیجاتی ہیں

کہ وہ ٹرکی کی آزادی کو زوال میں ڈالنا چاہتے ہیں - تمام عدالتی اختیارات ترکوں کے ہاتھ سے لیا چاہئے ہیں - اِس جلسہ میں بھی سفراء دول ناکامیاب رہے +

چھٹا جلسہ اُنھوں نے ۸ جنوری کو منعقد کیا - جس میں اطالیہ وکیل نے سفراؤں کی تائید کی لیکن ترکوں کے سوالات کے جواب وہ بھی نہ دے سکے +

ساتواں جلسہ ۱۱ جنوری کو پھر مقرر کیا گیا - اور لارڈ سالسبری نے کھڑے ہوکر بیان کیا کہ لوکل کمیشنوں کے تقرر کیلئے جن میں عیسائی اور مسلمان دونوں شریک ہوں گے باب عالی نے اپنے فرمان ۱۳ فروری ۱۸۷۶ء میں تسلیم کرلیا ہے اور یہ فرمان وہ ہے جو اندرلسی کے نوٹ جواب میں لکھا گیا تھا - ترکوں نے کہا کہ اب بھی ہم اِس فرمان سے انکار نہیں کرتے مگر اُس کے ممبر ہم مقرر کریں گے - دول یورپ کو ان کے مقرر کرنے میں کوئی دخل ہرگز نہ ہوگا - اور یہ جو ذمہ داری کی نسبت ہم سے کہا جاتا ہے اِس کا یہ جواب ہے - کہ انگریزی پروگرام میں کسی قسم کی ذمہ داری کا ذکر نہیں ہے - اسیواسطے ہم صاف جواب دیتے ہیں کہ تمہاری کسی اصلاح و تجویز کو ہرگز تسلیم نہ کیا جاویگا - اور ہم ایسی تجویز کو مطلق نہیں مان سکتے - جو معاہدہ پیرس کے برخلاف ہو - لارڈ سالسبری تو خاموش ہوگئے - مگر سفیر آسٹریا نے یہ جواب دیا کہ کمیشن میں شہر کے شرفا و امرا ممبر بنائے جائیں - اور عیسائی و مسلمان نصفا نصف ہوں - اور اہل شہر ان کا انتخاب اس طرح سے کریں جیسا باب عالی حکم دیں +

اِس تجویز کو ترک مان گئے - مگر روسیہ کو ایسی باتیں منظور نہ تھیں وہ لڑنا چاہتا تھا اُس نے منظور نکیا - ٹرکی وکلا نے جواب باصواب دینے میں یورپ کے سفیروں کا قافیہ تنگ کردیا - اور اُن کو بجز خاموشی اور کچھ بن نہ پڑا - لہذا جلسہ برخاست ہوا +

آٹھواں جلسہ ۱۲ جنوری کو ہوا - روسی سفیر نے چار تجویزیں پیش کیں باقی کو اُڑا دیا اور کہا کہ ان کا انقطاعی جواب دیں زیادہ بحث کی ضرورت نہیں - وہ چاروں تجویزیں یہ ہیں + اوّل دو خارجیہ کی طرف سے کمیٹی کا تقرر - دوم خاص خاص قلعوں میں ٹرکی فوج محدود رہیگی - سوم بلگیریا کی حدود کی دوبارہ پرتال ہوگی - چہارم صوبوں کے گورنر عیسائی ہوں گے - ان چاروں تجویزوں کی شرح عمدہ طور سے سُنائی گئی - جن کو ترکوں نے ایک لغو کہانی سمجھ کے چٹکیوں میں اُڑا دیا -

نواں جلسہ ۲۰ جنوری کو پھر کیا گیا - جس میں صفوت پاشا نے مدلل انقطاعی جواب دیا اور ناچاری درجہ کو جنگ و جدل نہ ہونے کے باعث یہ بیان کیا کہ میری گورنمنٹ اُن اعتراضوں کو منظور کرتی ہے جو انتظام کی ذمہ داری کے باب میں کئے گئے ہیں - صرف ہم دو تجویزوں کی ترمیم کراتے ہیں - ایک تو یہ کہ دول یورپ کی طرف سے کمشنر نگرانی کے لئے مقرر کئے جائیں - دوسری اُس

تجویز کو کہ گورنر جنرل یورپ کی مرضی سے مقرر ہوا کریں۔ سلطان المعظم چاہتے ہیں کہ ہمارے اور یورپ کے درمیان صلح سے سمجھوتا ہو جائے سلطان مطابق کونٹ انڈرسی کی رائے کے اور ہر ایگونیہ میں ایسے کمشنروں کا ہونا قبول فرماتے ہیں اور کمیشنوں میں عیسائی اور مسلمان دونوں شریک ہوں اور اُن کا سالانہ انتخاب رعایا کیا کرے اور یہ کمیشن ہائی کمشنری کی نگرانی میں جس کا تقرر باب عالی کی طرف سے ہوگا رہا کریگی۔ اور اُس کا فرض ہوگا کہ ایسے قواعد اور ضوابط مدون کرے جو گورنمنٹ ٹرکی کے حق میں بہتر ہوں۔ اور ان کے علاوہ جس قدر تجویزیں ہیں وہ ہم سب قبول کرتے ہیں۔ ترکوں نے اس خیال سے کہ جنگ کی آگ نہ بھڑکنے پائے ان تجویزوں کو ترمیم کے ساتھ منظور کرنا چاہا۔ مگر روس کے سفیر نے مغرور ہو کر کہا سلطان کی گورنمنٹ ان باتوں سے اُن تعلقات کو کمزور کر رہی ہے جو دول یورپ کے ساتھ ہیں اور اپنے حقوق کو معرض خطر میں لا رہی ہے اور اُن فوائد کو لات مار رہی ہے جو ۱۸۵۶ء کے معاہدے کی رو سے حاصل ہوئے ہیں۔ اب جو خطرناک واقعات کا ظہور ہوگا اُس کی ذمہ دار سلطان کی گورنمنٹ ہوگی میں اس امر کا اعلان ظاہر کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ اگر عہد نامہ کے دوران میں مانٹی نگرو اور سرویا کی جنگ چھڑی اور اگر ملک کے اندرونی حصص میں عیسائیوں کے ساتھ کچھ زیادتی کیگئی تو سمجھ لینا کہ روسیہ یورپ کی حفاظت کی غرض سے شمشیر بکف ہو کر کھڑا ہوگا۔ تھسلی۔ ایپیرس اور کریٹ کے عیسائیوں کی عرضیاں آئی ہیں مسلمان ان کو ستا رہے ہیں۔ اُن کی شکایت پر توجہ کی جائیگی۔ اِس لئے گورنمنٹ ٹرکی کو آگاہ کرتا ہوں کہ وہ مسیحی رعایا کی طرف توجہ کرے اور معاً اُن کی شکایت کو رفع کرے۔ اور ساتھ ہی وہ قرض خواہوں کا بھی اطمینان کرے +

روسی سفیر کی اس بیہودہ اور لغو دھمکی کا دندانِ شکن جواب صفوت پاشا نے بڑے زبردست الفاظ میں دیا اور تمام سفرا چونک اُٹھے اور دندان شکن جواب سے گھبرا گئے۔ اور یہانتک نوبت پہنچی کہ سوائے جلسہ برخاست کرنیکے اور کچھ بھی نہ ہو سکا +

پھر ۱۲ جنوری کو دسواں جلسہ سفیران یورپ نے مقرر کیا۔ مگر اِس جلسہ میں ٹرکی وکلا شامل نہیں ہوئے۔ ٹرکی وکلا اِس وجہ سے شامل نہ ہوئے کہ اُن کی مدلل تقریروں کا جواب کسی سفیر سے بھی حاصل نہیں ہوتا تھا ہر ایک جلسہ میں دول عظام کے سفرا ایک ہی بات کو گاتے تھے جو تجویزیں اُنہوں اُنہوں نے پیش کیں اُن کی نسبت کوئی قوی دلیل اُن کے پاس موجود نہ تھی۔ البتہ سب کے سب متفق اور ایک زبان ہو کر اور بیجا دباؤ ڈال کر اور طرح طرح کی دھمکیاں دیکر زبردستی ترکوں سے قبول کرانا چاہتے تھے۔ اِس وجہ سے ترکوں نے شریک ہونا فضول سمجھا۔ اور وہ سمجھتے تھے کہ جنگ ہوئے بغیر نہیں رہیگی۔ اس لئے وکلا کی فضول باتوں کو ماننا بیفائدہ ہے۔ اگرچہ وکلا ٹرکی نے اس کمیٹی میں شامل ہونیکے لئے

سرسری طور پر کہہ دیا لیکن وہ مطلق شامل نہیں ہوئے۔ اور نہ کوئی عذر کہلا کر بھیجا۔ اس لئے تمام وکلاء دول یورپ اپنے اپنے گھروں کو چلدیئے چونکہ سلطان المعظم کی طبع مبارک ناساز تھی۔ اس لئے آپ کسی سفیر سے رخصتانہ طور پر نہیں ملے۔ جس پر یہ مشہور ہوا کہ سلطان عمداً کسی سفیر سے ملنا نہیں چاہتے ہیں۔

جب سلطان عبدالحمید خاں سلمہ الرحمان نے دول عظام یورپ کی کانفرنس کے ممبران کو جو بڑے بڑے دعوے کر کے آئے تھے چٹکیوں میں اڑا دیا تو تمام یورپ حیران و ششدر تھا۔ غرضیکہ کانفرنس کی برخاستگی و شکستگی پر پرنس گارچکاف نے بہت شرمندہ اور غصہ سے خفا ہو کر دول یورپ کی خدمت میں فرداً فرداً ایک سرکلر روانہ کیا جس میں کانفرنس کی ناکامیابی کا حوالہ دیا گیا۔ اس مقام پر پرنس کارچکاف کی تصویر دکھائی جاتی ہے۔ (دیکھو تصویر نمبری ۱۸)

تصویر نمبر ۱۸ ۔ روسی پرنس گارچکوف

اور اس طرح سے اس سرکلر میں لکھا کہ ایک سال کی سفارتی کوششوں کے بعد بھی جو دول یورپ نے مشرق میں قیام امن کیلئے اس حق کو ظاہر کیا تھا جو ان کو امن عامہ قائم رکھنے کے لئے حاصل ہے وہ ایسے ہی ہیں جیسے پہلے تھے اور اب اس کی یہاں تک نوبت پہنچی ہے کہ تمام یورپ پر کشت وخون کا طوفان چھایا ہوا ہے۔ اور تمام یورپ کی طاقتیں اور قومیں اس کی طرف متوجہ ہیں اور باب عالی نے اپنے تمام قدیمی معاہدوں اور دول یورپ کے خواہشوں کو بالائے طاق رکھدیا اور مشرقی معاملہ بجائے حل ہو سکنے

اور پیچیدہ ہوگیا۔ اس وقت کل یورپ کی حفظ امن اور انسانی ہمدردی کے خیالات عیسائی اقوام کے ضمائر کے لئے بڑے غضب خطرہ موجود ہے ✚

اِدھر تو یہ سرکار پرنس گارچکوف نے مشتہر کیا اُدھر روس کے خارجیہ وزیر نے ۳۱ جنوری کو ایک گشتی چٹھی اپنے روسی سفراء کے نام جو ممالک یورپ میں مقیم تھے روانہ کی کہ جب ترکوں نے دول یورپ کی تجویزوں کو منظور نہیں کیا تو اُس کا فرض ہے کہ انسانی ہمدردی کے تقاضے سے شمشیر بکف ہو اور اپنے ارادے سے باز رہے۔ اور اس طرف سلطان ٹرکی نے ۲۵ جنوری کو ایک گشتی گھماری تھی کہ ترکوں نے وکلاء یورپ کو رضامند کرنے میں کوئی پہلو نہیں چھوڑا وہ اپنی ہٹ دھرمی پر مصر رہے۔ ٹرکی صلح اور امن کی خواہشمند ہے۔ اور وہ کبھی واجبی اصلاحات سے گریز نہیں کرتے۔ افسوس کی بات ہے کہ ٹرکی وکلاء کا اس طرح سے پیش آنا اور سفرائے دول یورپ کا اسطور سے قسطنطنیہ سے چلے جانا ترکوں کے لئے اعلان جنگ تھا۔ جس کو وہ پہلے ہی سے سوچ بیٹھے تھے۔ ترکوں میں عام جوش پھیل گیا تھا کہ دول یورپ کی کوئی تجویز دب کر نہ مانی جائے۔ چونکہ اس سرزمین پر ہمارے آبا و اجداد اور آلِ عثمان کا چپا چپا زمین پر خون بہا ہے۔ ہم نے بزور شمشیر یہ ملک حاصل کیا ہے۔ اور شمشیر ہی کے زور سے دیں گے۔ دول یورپ کی گیدڑ بھبکیوں میں ہم نہیں آسکتے۔ قسطنطنیہ میں تو حال تھا۔ اُدھر شہنشاہ روس نے اپنی فوج کو جنگ کیلئے روانگی کا حکم دیدیا تھا۔ مقام اڑلیسا اور اُس کی مضافات کے شہروں کے جیل خانے توڑ ڈالے تھے اور عام قیدیوں کو فوج میں بھرتی کرلیا۔ اور تمام مدرسے بھی بند کردیے تھے۔ اور اُن کے طالبعلموں کو فوج میں بھرتی کرلیا تھا لیکن جب روس نے اپنا خزانہ دیکھا وہ بالکل خالی پڑا ہوا تھا۔ اب شہنشاہ روس بغلیں جھانکنے لگے اور قرض لینے کی تجویز میں مشغول ہوئے ✚

ادھر ترکوں کی بھی نازک حالت تھی۔ لیکن سامان جنگ سے وہ غافل نہیں تھے۔ ۲۱ اپریل ۱۸۷۷ء کو شہنشاہ روس کی طرف سے ترکوں کو اعلان جنگ دیا گیا۔ اس وقت سلطان عبد الحمید خاں ان پیچیدہ معاملات کو بہت غور سے سوچ رہے تھے۔ اس شکستہ دلی اور مایوسی میں کہ سلطان کا سوائے خدا کے کوئی مددگار نہ تھا۔ شہنشاہ روس سے لڑنیکے لئے عثمانی رگوں میں جوش موجزن تھا۔ سلطان المعظم نے اپنے تمام فوجی افسروں کو اور فوج کے بڑے بڑے حصوں کو جمع کرکے یہ خطبہ سنایا جو ذیل میں درج ہے۔

اے عثمانیہ بہادرو زار روس نے ہمکو اعلان جنگ دیدیا ہے۔ ہم بھی خدائے احکم الحاکمین اور اُس کے رسول مقبول محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر بھروسہ کرکے شمشیر عثمانی کو ہاتھ میں لیتے ہیں ہمارا منشاء ہمیشہ سے صلح اور آشتی پر رہا ہے۔ اور ہم تلوار سے کام لینا پسند نہیں کرتے۔ اب ہم کو زار نے جنگ پر مجبور کیا ہے۔ افسوس ہے کہ ہم نے دول یورپ کی تجویزوں اور اُن کے مشوروں کو غور سے سنا

اور اُن کو جواب باصواب دیئے۔ حتی الامکان ہم نے صلح اور امن قائم رکھنے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا روسیہ ہم پر اس وجہ سے حملہ کرتا ہے کہ ہمارے پاک حقوق اور عثمانیہ آزادی کو چھین لے۔ اور تمام ترکوں کو کچل ڈالے۔ لیکن خدا کے فضل سے یہ غیر ممکن ہے کیونکہ ترک دشمن کے مقابلہ میں اپنی جان اور مال قربان کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ دشمن نے ہمکو حقیر سمجھ کر بڑی قوت کیساتھ غلبہ کیا ہے۔ لیکن ہمکو خدا کے اوپر بھروسہ ہے۔ اور اُسی پر ہمارا ایمان ہے کہ وہ بندوں کا عادل اور حق و انصاف کا محافظ ہماری کوشش اور شجاعت اور بہادری میں برکت دیگا۔ اور ہم کو دشمن پر فتح بخشیگا۔ ہماری وفاشعار اور خیر خواہ رعیت کی امداد سے خدا ہمکو کامیابی دیگا۔ ہم کو خدا سے اُمید ہے کہ دشمن اپنی خواہش کو نہیں پہنچیگا۔ خدا کے فضل سے میری عثمانی سپاہ اپنی عزت۔ آبرو۔ عظمت اور بہادری کی حفاظت کریگی اور اپنے جد امجد کے پرجلال نام کو قایم رکھے گی اور اپنے عثمانی جھنڈے کو بغیر داغ لگائے معزز و محترم کرے گی ؞

میں اپنے تمام سپہ سالاروں۔ افسروں اور سپاہیوں سے سلام کہتا ہوں اور میں اُمید کرتا ہوں کہ وہ اِس پاک اور متبرک وقت میں اپنی موروثی بہادری اور جوش عثمانی شجاعت اور دلیری کو نہایت جرأت سے کام میں لادیں گے۔ اے بہادرو اِس زمین کا چپہ چپہ جہاں ہمارے بہادر سپاہیوں کے قدم جمے ہوے ہیں ہمارے اولوالعزم ابا و اجداد کے خون سے خریدا ہوا ہے۔ اے دلاورو! اب وقت قریب ہے۔ کہ تم عثمانی حقوق اور آزادی کی حفاظت کرو۔ اور انشاءاللہ میں اپنی قوم اور سپاہیوں کی بی بی اور بچوں کی حفاظت کروں گا۔ اور خدا سے اُن کیلئے نیک دعا کروں گا۔ اور اے عثمانی بہادرو! یاد رکھو اگر ضرورت ہوئی تو میں وہ پاک اور مقدس جھنڈہ لیکر نکلوں گا اور تمہارے ساتھ آملوں گا اور آل عثمان کے حقوق اور آزادی و عزت پر اپنی فوج کا سرگروہ بن کے اپنی عزیز جان کو جو خدا نے بخشی ہے قربان کردوں گا۔

اے خدا تو ہمیں فتح دے۔ آمین۔

اِس تقریر کا سُننا تھا کہ عثمانی رگوں میں دریا کی طرح سے جوش موجزن ہوگیا۔ اور جنگ کی خوشی میں لڑنیکے واسطے ترکوں کے بچے تک جنگ و جدل کیلئے تیار ہوگئے۔ اور بہادر سپاہی میدانِ جدال و قتال میں سینہ سپر ہوکر روانہ ہوے۔ اگرچہ ترکوں نے دول یورپ کے سفراء کو ترکی بترکی جواب دینے میں لاجواب اور ساکت کر ڈالا تھا۔ مگر یورپ کی دولتیں سراسر بے انصافی اور ظلم پر متفق الرائے تھیں۔ ترکوں کو زبردستی ان کے صوبجات آزاد کرانے میں تمام یورپ یکزبان ہو رہا تھا۔ اور کوئی بھی ایسا نتھا جو خدا لگتی کہتا۔ آخرش زار روس نے ترکوں کو اعلان جنگ دیدیا اور تمام افواج سرحد ٹرکی پر روانہ کردی۔ اگرچہ ترک نہایت ہی بُری حالت میں تھے اور تمام ٹرکی سلطنت درہم و برہم ہو رہی تھی۔ مگر اِس خستہ حالی میں بھی ترکوں نے زار روس کا اعلان جنگ

ـــہ سلطان کا سوائے اسکے اور کچھ قصور نہیں کہ وہ مسلمان ہیں۔ اب سنہ ۱۲ء میں مقدونیہ کو آزاد کرانا چاہتے ہیں۔ اور وہی معاملات پیش آرہے ہیں۔ ۱۲

(شبیہ نمبر ۱۹) عبدالکریم پاشا سپہ سالار افواج ٹرکی

GAZEE AHMD MUKHTAR PASHA

(تصویر نمبر ۲۰) غازی احمد مختار پاشا گورنر کریٹ

بڑی خوشی سے منظور کیا۔ دول یورپ اگر چاہتے اور انصاف کرتے تو ترکوں کو ہرگز مجبور نہ کرتے اور قتال وجدال کی نوبت ہرگز نہ آتی۔ افسوس ہے کہ دول یورپ نے ترکوں کو زار روس کے ہاتھ سے مروانا چاہا۔ مگر جس کو رکھے سائیں اُس کو مار سکے کون۔ ع۔ دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست ۔

جب انگلستان میں زار روس کے اعلان جنگ کا مضمون پڑھا گیا۔ تو اُس وقت حضور ملکہ معظمہ انگلستان کی گورنمنٹ نے بہت ہی افسوس ظاہر کیا۔ لارڈ ڈربی نے زار روس کی اس قدر جلد بازی اور تعجیل پر حسرت انگیز تعجب ظاہر کیا اور کہا کہ اگر دولت عثمانیہ نے دول عظام کی تجویز کو منظور نہیں کیا تب بھی گورنمنٹ ٹرکی کی پیش کردہ تجاویز سے اصلاحات کے جاری کرنے میں کسی قسم کی مایوسی نہیں ہوتی۔ اور امید ہے کہ ترک ضرور اصلاح کرینگے۔ حضور ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ زار روس کے اس طرز عمل کو پسند نہیں کرتی۔ ٹرکی کی سرحدوں میں جب روس کی افواج کے دل بادل چھا رہے ہیں تو کیونکر ممکن ہوسکتا ہے کہ ترک اُن صوبوں میں امن قایم کرسکیں۔ اگر ٹرکی سرزمین میں روسی فوجیں داخل بھی ہوگئیں پھر بھی مشرق میں عیسائیوں کی بہتری کی کوئی شکل نہیں نکلسکتی۔ جو ڈھنگ روسیوں نے اختیار کیا ہے وہ عیسائیوں کیحالت کو اور زیادہ بدتر بنا دیگا۔ اس وجہ سے ۱۸۵۶ء کے معاہدہ پیرس کی رو سے کل دول عظام پر لازم تھا کہ وہ ٹرکی کے حقوق اور آزادی کی حفاظت کریں۔ اور اُس کے اندرونی معاملات میں کبھی دست اندازی نہ کریں۔ آخر اعلان جنگ پر لارڈ ڈربی نے اعلان دیدیا کہ حضور ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ زار روس کے اس طرز عمل کو پسند نہیں کرتی ۔

اللہ اللہ کیا نازک وقت تھا کہ چاروں طرف سے ترکوں کو کہا جاتا تھا کہ اُن کو صفحہ عالم سے حرف غلط کی طرح سے مٹا دیا جائے اور عدم آباد میں آباد کر دیا جائے۔ ایسے پر آشوب زمانہ میں بجز ملکہ معظمہ انگلستان کی گورنمنٹ کے اور کسی نے بھی ترکوں کے آنسو نہیں پونچھے۔ ترکوں کے لئے یہ بھی بڑا احسان تھا کہ ترکوں کی نسبت برطانیہ اعظم کی گورنمنٹ نے اپنے نیک خیال ظاہر فرمائے۔ بہرحال ترک زار روس کے اعلان جنگ پر اللہ اکبر کہکر کھڑے ہوگئے۔ اور وہ جوش کا عالم پھیلا جیسے عید کے روز خوشیاں منایا کرتے ہیں۔ اگرچہ ترک ٹوٹی پھوٹی حالت میں تھے لیکن جنگ وجدل کیلئے وہ کسی حالت میں بھی کشیدہ خاطر نہیں تھے۔ بلکہ نہایت ہی بشاش ہوتے ہیں۔ اس جنگ کیلئے گو زار روس ایک عرصہ سے انتظار کر رہا تھا۔ مگر خزانہ اس کا بھی خالی تھا۔ چنانچہ دس کروڑ روبل کے قرضہ کی مانگ اُس نے بڑی تیزی سے کی فوج کی اُس کے پاس کمی نہ تھی۔ روس ضرورت کے وقت ۲۲ لاکھ فوج میدان جنگ میں لاسکتا ہے۔ کیونکہ ۱۸۷۴ء میں روس نے یہ قانون پاس کردیا ہے۔ کہ ہر ایک نوجوان روسی فوج میں جبراً بھرتی کیا جائے۔

اس قانون کے جاری ہونیکے وقت زمانہ امن میں روس کی فوج کی تعداد ساڑھے سات لاکھ تھی۔ اس لڑائی کا سپہ سالار گرینڈ ڈیوک نکولس تھا۔ جس کے زیرکمان ایک لاکھ تیس ہزار پیادہ فوج تھی۔ اور چار سو پچاس توپیں تھیں۔ اور تیس ہزار سوار تھے۔ علاوہ اس کے تین لاکھ سے زیادہ ترکوں کے عیسائی باغی اُس کے ساتھ جا ملے تھے۔ اور یہ اجتماع یورپی ٹرکی میں تھا۔ شہزادہ میلان والئے سرویا اپنی فوج کا سرگروہ ہو کے نکلا تھا۔ اور بلقانی صوبوں نے بہت مدد دی تھی۔ بحری قوت میں ۲۴۔ آہن پوش جہاز۔ اور دیگر گشتی جہاز تھے۔ اُس وقت روس کی بحری قوت بہت گھٹی ہوئی تھی۔ مگر اُس نے اِدھر اُدھر کی امداد اور اپنے مذہبی دوستوں کی مہربانی سے معمول سے زیادہ بحری قوت بڑھالی تھی۔ ایشیا میں روس کی تعداد دو لاکھ سے زیادہ تھی۔ جنگ شروع ہوتے ہی روسی افواج کے دل بادل ترکوں پر چھا گئے +

ترکی فوجی طاقت

ترکوں کی فوجی طاقت ۱۸۷۶ء میں کل ننانوے ہزار تھی اور جنگ۔ اور جنگ کی ضرورت پر ایک لاکھ ستر ہزار سے زیادہ فوج نہ تھی۔ اگرچہ ترکوں کی طاقت اِس سے زیادہ تھی مگر تین سال کی پے در پے جنگ میں جو باغی صوبجات میں برابر ہوتی چلی آئی ہے اور قواعد دان فوج کا بڑا حصہ بلقان کی لڑائی میں ختم ہو چکا تھا کیسی حیرت انگیز بات ہے کہ اس قدر قلیل فوج روسیوں کی بیشمار فوج سے مقابلہ کرے۔ اور مقابلہ بھی ایسا کہ برسوں تک روس لڑائی کا نام بھول گیا۔ جس روز اعلان جنگ ترکوں کے پاس پہنچا۔ اُس روز کل فوجوں کی تعداد صرف ایک لاکھ اٹھائیس ہزار تھی۔ لیکن مستحفظ کی فوج کی تعداد کچھ بڑھ گئی تھی جو غیر تعلیم یافتہ تھی۔ مگر اعلےٰ درجہ کی جنگ جو تھی اور بے نظیر فوج تھی جو پُرخطر جنگ میں شامل ہونے سے ذرا بھی خوف نہیں کرتی تھی۔ ترکی یورپی فوج کا سپہ سالار عبدالکریم پاشا تھا اور ایشیائی ٹرکی میں احمد مختار پاشا۔ دوسرا فیلڈ مارشل تھا۔ اُن کے پاس ایشیائی ترکی میں مفصلہ ذیل افواج تھی ۱۰۴ بٹالین ۱۲۴ اسکواڈرن ۹۶ میدانی اور پہاڑی توپیں اور ۳۰۷ ہزار پیدل ۳۶۰۰ سوار اور کسی قدر مجاہدین بھی تھے مگر یورپی فوج کی کل تعداد ۱۲۱۴ بٹالین ۱۰۵ اسکواڈرن ۵۹۰ میدانی التواپ۔ دو لاکھ نوے ہزار پیادہ فوج اور بارہ ہزار سوار اور بیس ہزار سرکیشن تھے۔ یہ تمام فوج عبدالکریم پاشا کے ماتحت تھی داس جگہ پر عبدالکریم پاشا اور غازی احمد مختار پاشا کی تصاویر دکھاتے ہیں (دیکھو تصویر نمبری ۱۹ و ۲۰) اور اُس وقت ترکوں کی بحری طاقت نہایت بڑھی ہوئی تھی چنانچہ ۱۱۔ آہن پوش ۵۔ آگبوٹ اور ایکسو جہازات لکڑی کے تھے جن میں انجن لگائے جاتے تھے اور انہی میں کسی قدر جنگی جہاز تھے اور کچھ باربرداری کے واسطے اور کسی قدر گشت کرنے والے جہاز تھے ان کل جہازوں میں ۲۰ ہزار ۶۲۴ ملاح اور ۴ ہزار ۶ سو بحری سپاہی اعلےٰ درجہ کے تجربہ کار تھے لیکن بحری امیر ناکارہ تھے جنہوں نے اِس جنگ میں بہت غفلت کی تھی جو ترکوں کی شکست کا باعث ہوئی مگر ہابرٹ پاشا جو انسپکٹر جنرل تھا۔ اُس کی تعریف کیگئی۔ جس کی تصویر ذیل میں دکھائی جاتی ہے (دیکھو تصویر نمبری ۲۱ صفحہ ۳۱ پر درج ہے) +

جس وقت قسطنطنیہ سے عثمانی فوج روس کے مقابلہ پر روانہ ہونے لگی اُس وقت سلطان المعظم کی طرف سے اُن کا جوش بڑھانیکے واسطے ایک خطبہ پڑھا گیا جس کا مختصر مضمون یہ تھا:-

اے بھائیو ہم جنگجو ہیں۔ اور بہادران جنگ آوروں کی اولاد ہیں۔ ہمکو خدا نے جنگ کرنیکے لئے پیدا کیا ہے۔ اور ہمیشہ ہمکو جنگ پر مستعد رہنا چاہیے ہماری کیسی ہی حالت کیوں نہ ہو۔ ہم کو کبھی تلوار ہاتھ سے نہ چھوڑنا چاہیے۔ کمر میں شمشیر آبدار اور شانہ پر باشان و شوکت بندوق رکھکر اعلےٰ حضرت سلطان المعظم کے احکام کی تعمیل کرنیکے لئے تیار رہنا چاہیے اور سلطان المعظم خاقان الاعظم پر جان و مال سے قربان ہوجانا ہمارا یقینی فرض ہے۔ زنجیر میں جکڑے ہوئے شیر کو کھولدیا جائے اور اُس کی خداداد قوت کا تماشا دیکھ لیا جائے اور دشمن کو کہدیا جائے کہ وہ اپنی تمام قوت کو لیکر مقابلہ پر آئے۔ اے بہادران ٹرکی بزدلی پر ہزار لعنت ہے۔ ٹرکی شجاعوں کا یہ کام ہے کہ وہ اپنی آبدار شمشیریں دشمن کے خون سے لت پت کر ڈالیں۔ جس کو خدا سے محبت ہے وہی اپنی خون آشام تلوار کو چمکائیگا۔ اور دشمن کے خون میں رنگ لیا جائیگا۔ ہماری ایک اِنچ زمین پر دشمن کے قبضہ ہونیکے مقابلہ میں بہتر ہے کہ ہماری نعشوں کا ڈھیر لگجائے۔ اِس ملک میں کوئی ایسی زمین

نہیں ہے جو ہمارے باپ دادوں کے خون سے نہ سینچی گئی ہو۔ گو دشمن نے ہمکو گھیرا ہے مگر ترکی شمشیروں
کے سامنے ان کی کچھ حقیقت نہیں۔ جب ہم پیدا ہوئے تھے تو ہماری مائیں اور انائیں ہم کو گود میں لیکر یہ دعا
مانگا کرتی تھیں اے خداوند تعالیٰ تجھپر اور ملک پر قربان کرنیکے لئے ہمارے پاس سوائے ان بچوں کے اور کچھ بھی
نہیں۔ تو اپنے ملک کیلئے انہیں قبول کر۔ الٰہی یہ بچے اپنے ملک اور قوم پر شہید ہونیکے لئے زندہ رہیں۔ اور
پھلیں پھولیں۔ اس دعا کے بعد ہماری مائیں یہ لوری دیکر سلایا کرتی تھیں۔ میرے بچے میں نے تجھکو جنگجو
بنانیکے لئے نو مہینے پیٹ میں رکھا ہے جلد قوی ہو کر اپنے ملک کیلئے تلوار پکڑ۔ تیرا باپ شربت شہادت نوش
کر کے بہشت بریں میں پہنچا ہے۔ یہ خونی شور و شر تمہارے گرد جو ہو رہا ہے تیرا باپ قبر میں مضطرب ہے کہ تو کیوں
نہیں تلوار لیکر نکلتا۔ اے بہادرو ہم تم انہیں ماؤں کے بچے ہیں۔ جنہوں نے تم کو یہ لوریاں دیکر سلایا تھا۔
اے بہادرو اللہ اکبر کہکر دشمن کے مقابلہ پر کھڑے ہو جاؤ۔ اگرچہ تم قلیل الجماعت ہو۔ مگر تمہاری بہادری اولوالعزمی
شجاعت و دلیری اور مردانگی تمہاری معاون و مددگار ہے +

اب میدان جنگ کو ترکی فوجیں روانہ ہو چکی ہیں۔ اور روسی افواج کے دل بادل چھائے ہوئے ہیں
اور آرمینیا میدان جنگ نہیں بلکہ کرب و بلا کا نمونہ بنا ہوا ہے۔ روسیوں نے ترکی رعایا پر پہلے ہی ظلم و ستم ڈھا رکھا
تھا۔ معصوم بچوں اور عورتوں کو نہایت بے رحمی سے قتل کر چکے تھے اب ترک انکا بدلا لینے کو اور روسیوں کو
مار مار کر باہر نکالنے کیلئے مقابلہ پر موجود ہوئے ہیں +

روسی افواج بھی سنبھل بیٹھی۔ اور وہ ترکوں کو اپنے خیال میں مطلق نہیں لاتی اور سمجھتی ہے کہ روسیوں کے
حصہ میں ترکوں کی ایک ایک بوٹی بھی نہیں آئیگی۔ وہ خیال کئے ہوئے ہیں کہ روسی شجاعت اور قوی ہیکل
مردوں کے سامنے مُردہ ترکوں کی کیا حقیقت ہے کہ وہ تاب مقابلہ لاسکیں اور وہ اس کثیر التعداد اور
بے شمار بہادر فوج کا مقابلہ کر سکیں غرضکہ روسیوں نے نشۂ جنگ میں چور اور اپنی بہادری و دلیری پر مغرور
ہو کر دھواں دھار حملے شروع کر دیئے۔ چنانچہ ماہ اپریل کی ۲۵ تاریخ کو بڑے زور شور کیساتھ روسیونکی
دل بادل افواج نے ترکوں پر نہایت خونخواری کے ساتھ حملہ کیا۔ جس کو بہادران ٹرکی نے نہایت بہادری
اور شجاعت سے روکا۔ اگرچہ اس وقت روسیوں کا حملہ جو انہوں نے کچ کچا کر اور بہت غصہ میں آکر کیا
تھا۔ یہ علامت ظاہر کر رہا تھا کہ آرمینیا کو بیخ و بن سے اُکھاڑ کر پھینک دیں گے۔ مگر دلاوران ترک نہایت
مستقل مزاجی سے اپنے قدم جمائے ہوئے تھے اور ان کے قیامت خیز حملوں کا جواب ترکی بترکی دیتے
تھے اور فنون جنگ کے وہ جوہر دکھاتے کہ بڑے بڑے آزمودہ لوگ ترکوں کی ترکی پر عش عش کرتے
تھے اس عظیم الشان جنگ میں برابر دو روز تک توپوں کی دنادن اور دھائیں دھائیں ہوتی رہی۔
روسیوں کے دھواں دھار حملوں نے زمین کو سر پر اٹھا رکھا تھا۔ مگر ترکوں نے توپ و تفنگ سے

روسیوں کے دھوئیں بکھیر دیئے اور وہ آتش فشانی کی کہ روسی دلاوروں کو ترکی بہادروں نے چنوں کی طرح سے بھون ڈالا۔ غرضکہ بڑی گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی اور طرفین سے افواج نے دادِ مردانگی دی۔ اگرچہ اس جدال و قتال میں ترکوں کا بھی نقصان کسیقدر رہا۔ مگر ترکوں نے روسیوں کے مار مار کر کشتوں کے پشتے لگا دیے جس سے روسیوں کے پاؤں اُکھڑ گئے۔ اور ترکوں کا خوف اُن کے دلوں میں بیٹھ گیا +

۲۶ راپریل ۱۸۷۸ء کی شام کو ترکوں نے بلاخوف و خطر ہو کر اپنے بے شمار دشمنوں پر حوصلہ سے حملہ کیا۔ اور توپوں سے توپیں لڑادیں۔ بندوقوں سے بندوقیں بھڑادیں۔ پھر اللہ اکبر کہکر روسیوں کی ٹڈی دل فوج میں سینہ سپر ہو کر سنگینوں سے سنگینیں لڑائی شروع کردیں۔ اور عین میدان کارزار میں ترکی آبدار شمشیریں بجلی کیطرح سے چمک رہی تھیں اور کبھی کبھی دست بدست سینہ بسینہ ہو کر بہادری اور جوانمردی کے جوہر دکھا رہے تھے۔ اور ترکی تلواروں اور شمشیروں کو روسی خون سے سرخروئی بخش رہے تھے۔ عثمانی جوش و خروش اپنا رنگ دکھا رہا تھا۔ آلِ عثمان کے بہادر اپنی دلاوری اور کوہ وقاری روسی دیوزادوں کو دکھلا رہے تھے۔ آخرکار بڑے بڑے روسی بہادر ترکی شیروں کے مقابلے کی تاب نہ لاسکے اور عثمانی جوش کو برداشت نہ کرسکے غولِ بیابانی کی طرح جو ترکی تلواروں سے بچ گئے میدان کارزار سے بھاگتے ہوئے نظر آئے۔ اور اس قدر پاؤں سر پر رکھکر بھاگے کہ گیدڑ بھی اُن کی اس بزدلی پر قہقہہ اڑاتے تھے۔ اور پیچھے مڑکر نہیں دیکھتے تھے۔ بھاگتے بھاگتے باطوم میں جاکر دم لیا۔ چونکہ ترک روسیوں کی بیشمار فوج کو مارتے مارتے تھک گئے تھے۔ اس لئے انہوں نے اُن کا پیچھا نہیں کیا۔ اگر ترک روسیوں کا تعاقب کرتے تو یہی فیصلہ کن لڑائی شمار کی جاتی۔ ترکوں کی اس بہادری پر اہلِ یورپ کے ہوش اُڑ گئے اور حیران و ششدر رہگئے۔ کچھ دنوں تک روسیوں نے اپنے ہوش و حواس درست کئے۔

چونکہ مقام ارتھوان جو ترکوں نے بالکل بے پناہ چھوڑ دیا تھا۔ روسیوں نے میدان خالی دیکھ کر اپنا قبضہ کرلیا۔ اور اسی طرح مقام اردہان و قارص روسیوں نے لے لیا +

۱۱ رمئی ۱۸۷۸ء کو خطرہ بانی کی چوٹیوں پر خطرناک مقابلہ ہوا۔ اس وقت روسیوں کی تعداد ترکوں سے سہ چند تھی اور دونوں فوجیں آپس میں لڑتی ہوئی بہت قریب ہوگئیں اور دونوں طرف سے توپخانوں کو آگ دی گئی توپوں کی گرج اور دھما دھم نے رعد کا عالم بپا کردیا تھا اور آتشی گولے اس قدر برس رہے تھے کہ بڑے بڑے جوانمردوں کے زہرے پھٹے پڑتے تھے اور نہایت زور و شور سے روسیوں نے غلبہ کیا مگر ترکوں نے سینہ سپر ہو کر اُن کو فاش شکست دی اور وہ قتل عام کیا کہ میدان جنگ میں لاشوں پر لاشیں پڑی ہوئی نظر آتی تھیں۔ اور نہایت عبرتناک سین دکھائی دیتا تھا۔ ہزاروں روسی ترکوں کے

ہاتھوں سے مارے گئے اور پارہ پارہ کردیے گئے۔ میدان معرکہ میں روسی خون افشانی سرخ روپوں کے دلوں میں رنگ لا رہے تھے۔ ادھر شجاع و بہادر ترکوں کی آنکھوں سے خون ٹپک رہا تھا۔ اور اُدھر روسیوں کی سیاہ رگوں سے خون بہ رہا تھا۔ اگرچہ روسیوں نے اس جنگ میں کئی دفعہ زور شور کے حملے کئے مگر ہر حملہ میں شکست کھائی اور بہت نقصان اُٹھایا۔ ان کے حواس باختہ ہو گئے۔ ترکوں کی ہیبت ان کے دلوں میں بیٹھ گئی۔ اور وہ بُری طرح سے گھبرا کر اور اپنی جان بچا کر بھاگے۔ اور بہت فاصلے پر چلے گئے۔ اور ان کو ترکوں سے جنگ کرنے کا مزہ یاد آ گیا۔ اور ترکوں کی قوت جنگی اور اُن کی میدان جنگ میں معرکہ آرائی روسیوں کے دلوں میں خوب طرح سے جم گئی۔ وہ سمجھ گئے کہ ترکوں سے زیادہ سخت دنیا میں کوئی دلاور نہ ہوگا۔ اس پے در پے ترکی فتح سے اہل یورپ کی آنکھیں کھل گئیں اور وہ بجائے اس کے کہ ترک مُردہ ہیں ان کی شجاعت اور بہادری و استقلال اور دلاوری کی تعریفیں یورپ کے اخبارات میں چھاپنے لگے۔ اور ان کی موروثی شجاعت اور فنون جنگ کے اوصاف کرنے لگے۔ روسیوں نے بھی اس جنگ میں اپنی بہادری اور شجاعت کے دکھانے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا اور اپنے نقصان کثیر کا ذرہ بھی خیال نہیں کیا کیونکہ روسی طاقت بڑھی ہوئی تھی۔ اگرچہ میدان جنگ میں بے شمار کشتوں کے کھیت ہو رہے تھے۔ مگر جب پیچھا مڑ کے دیکھتے تھے تو وہ روسیوں کی ٹڈی دل افواج کو برابر قائم پاتے تھے۔ اس لئے روسیوں کے حوصلے اس قدر مار کھانے پر پست نہیں ہوتے تھے اور وہ جس مقام کو خالی یا کمزور دیکھتے تھے۔ اُس پر قبضہ کرتے ہوئے چلے آتے تھے۔ کیونکہ ترکوں نے اپنے مقامات کا انتظام اچھی طرح سے نہیں کیا تھا۔ بہت سے عمدہ عمدہ درے اور قلعے جو جنگ کی جان تھے خالی پڑے ہوئے تھے اور برائے نام اُن میں فوج تھی جن پر روسیوں نے قبضہ کر لیا۔

۱۷ مئی کو جنرل لورس میلیکف روسی سپہ سالار نے مقام اردھان پر حملہ کیا۔ اردھان میں بہت ہی قلیل الجماعت ترک تھے اُنہوں نے روسیوں کے زیادہ ہونے کی کچھ پروا نہیں کی اور عثمانی عظمت اور بہادری کے اظہار کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی سخت خونریزی کے بغیر اُنہوں نے اردھان کو نہیں چھوڑا۔ روسی جنرل نے بڑا بھاری زور لگا کر آندھی اور طوفان کی طرح سے حملہ کیا تھا ترکوں نے بلائے ناگہانی کی طرح اس کا جواب دیا اور کلہ بکلہ ہو کر گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ اور ان کی یورش کرتے ہوئے فوجوں کو ترکوں نے کاٹ ڈالا اور پارہ پارہ کر دیا۔ روسی فوج میں کہرام کا عالم برپا کر دیا اور روسی جنرل بے اوسان ہو کر پیچھے کو بھاگا۔ مگر اوسی روز جنرل لورس میلیکف کے پاس اور بہت سی فوجیں امداد کیلئے آ گئی تھیں۔ اُس نے اپنی جمعیت جمع کر کے نہایت غصہ کے ساتھ پھر حملہ کیا۔ مگر ترکوں نے مستقل مزاجی سے وہ فنون جنگ استعمال کئے کہ اس قدر عظیم فوج کو ایک آن واحد میں پھر فاش شکست دی اور روسیوں کے چھکے چھڑا دیئے۔ میدان جنگ روسی مقتولین اور مجروحین سے بھر گیا جنرل مذکور کو سخت شکست ہوئی اب روسی سپہ سالار نے بڑی ہوشیاری اور جمعیت سے تیسرا حملہ کیا یہ حملہ نہایت ہی پُر زور

اور خطرناک تھا اس میں روسی فوجیں بھی بہ نسبت سابق کے بہت زیادہ تھیں۔ روسیوں نے اردھان پر قبضہ کر لیا اور اردھان کے قلعے کی ترکی فوج کو محصور کر لیا اور ہتھیار ڈال دینے کیواسطے ترکوں سے کہا گیا۔ اُنہوں نے صاف انکار کر دیا۔ کیونکہ ترک ایسے بے حوصلہ نہیں کہ وہ اپنی جان بچانیکے واسطے اپنے ہتھیار دشمن کو دیدیں ترک کبھی دیدہ ودانستہ ایسا نہیں کر سکتے۔ اگرچہ اس وقت ترکی سپاہیوں کی تعداد گھٹی کی تھی مگر اُنہوں نے اطاعت قبول نہیں کی اور جوانمردی سے جنگ پر تل گئے اور اس قدر لڑے کہ روسیوں کی عظیم فوج سے کاٹ کر بلکہ ہو کر پیچھے کو ہٹے اور دشمن توپ سے دو دو ہاتھ کر کے صاف اُن کی قید سے نکل آئے روسیوں کو اس قدر تاب نہ ہوئی کہ وہ ترکوں کو گرفتار کر سکیں۔ مگر یہ فتح روسیوں کے نام سے مشہور ہوئی۔ اس مقام پر روسیوں کی ستر ہزار فوج بیان کی جاتی تھی +

ترکوں کی موروثی شجاعت اور بہادری نے روسیوں کے ناک میں دم کر دیا زار روس کو ترکوں کی دلاوری اور بہادری نے گھبراہٹ میں ڈالدیا۔ تمام روس کی فوجیں مع اُس کے کنبے اور اُس کی رعایا کے ترکوں کے مقابلے پر موجود تھیں زار روس نے یہ حکمت عملی کھیلی کہ ترکی نمک حرام افسروں سے سازش کی اور اُن کے پاس روس کی بینظیر حسین مہجبیں لڑکیاں جن کے حسن پر بڑے بڑے شیر دل فریفتہ ہو گئے تھے زر وجواہر کی کشتیاں بھر کے ترکی افسروں کے پاس روانہ کیں۔ اُن حسین لڑکیوں نے جو غارت گر ملک تھیں ترکوں پر اپنے حسن دلفریب کا اثر ڈالدیا۔ اور ترکی افسروں کو زر وجواہر سے اپنا رام کر لیا۔ اکثر ترکی جن کی مٹھی میں ملک کی جانیں تھیں روس کی اس حکمت نے اُن کو اندھا اور از خود رفتہ بنا دیا۔ اور ترکی بہادری کو حسن کے دلفریب جادو نے رام کر لیا۔ یہ نمک حرام ترکی افسر جو بڑی بڑی ڈویژنوں کے مالک تھے زار روس سے مل گئے۔ میدان کارزار میں دیدہ ودانستہ اپنی بہادر فوجوں کو واپس کر لیا اور بہت سی ترکی جانوں کو بے موقع لڑا کر قتل وغارت کر ڈالا۔ اور جان بوجھ کر بہت سے ترکی مقامات اور قلعجات خالی کر کے اور بے پناہ چھوڑ کر روسیوں کے حوالے کر دیئے۔ جس سے روس کو یہ حوصلہ ہو گیا کہ وہ بغیر جنگ کئے بھی بہت سی مقامات کو عبور کرتا ہوا چلا آیا۔ جب روس پیشقدمی کرتا ہوا چلا آرہا تھا اُس وقت ترکی افواج کا کمانڈر عبدالکریم پاشا تھا جس کا یہ فرض تھا کہ روسی پیشقدمی کو روکتا۔ معلوم نہیں کہ عبدالکریم پاشا نے اپنی کم لیاقتی کے باعث یا رشوت ستانی کیوجہ سے اپنے ملک اور سلطان کے فرائض خدمت ادا کرنے سے قاصر رہا۔ عبدالکریم نے نہ کسی پل کو توڑا اور نہ کسی ریل کو اُکھاڑا۔ اور نہ کسی مقام کی حفاظت کا انتظام کیا۔ روسی فوج بلاخوف وخطر ترکی مقامات پر قبضہ کرتی ہوئی مظفر ہو گئی۔ ادھر تو عبدالکریم پر شبہ ہوا۔ اُدھر قسطنطنیہ میں رشید پاشا وزیر جنگ اپنی عہدہ سے برطرف کئے گئے۔ اور عبدالکریم کو جس نے ملک کو دغا دی تھی اپنی کمانڈ سے واپس بلائے گئے۔ صرف چار پانچ ترکی افسر ایسے تھے جنہوں نے روسیوں کے ساتھ وہ جنگ وجدل اور معرکہ آرائیاں کیں کہ آجتک تاریخ عالم میں اُن کا نام سونیکے حروف سے لکھا ہوا آفتاب کی طرح چمکتا ہے +

محمد علی پاشا۔ احمد مختار پاشا سلیمان پاشا۔ غازی عثمان پاشا جو یورپ کی نظر میں ایک تھا اور حسن پاشا وغیرہ بھی ایسے تھے جنہوں نے روس کو ناک چنے چبوا دیے اور روس کے ہوش اُڑا دیے اور ترکوں کی بہادری اور شجاعت کا سکہ روس کے دل میں خوب بٹھا دیا۔ لیکن ایسی عظیم الشان جنگ میں ایسے بہادر ترک کیا کر سکتے ہیں کہ جب اُن کے واسطے ترکی کمک بند کر دی جائے اور سامان خورد و نوش ان کے پاس نہ پہنچایا جائے تب بھی بھوکے پیاسے وفادار ترکوں نے اپنی جان پر کھیل کے روسیوں کو وہ مزہ چکھایا۔ جو عرصہ دراز تک ان کو فراموش نہ ہوگا۔ ایسی گئی گذری حالت میں کہ نیا بادشاہ تخت پر بیٹھا ہو جس کو جنگ وجدل کے معاملات سے واسطہ نہ پڑا ہو۔ اور تمام ملکی و جنگی معاملات اطمینان سے سرانجام نہ دیئے گئے ہوں۔ ترکی خزانہ خالی پڑا ہوا ہو۔ اور اس پر یہ غضب کہ جن لوگوں پر اعتماد اور جنگ کی جان خیال کیے جاتے تھے۔ وہ کور باطن نمک حرام۔ رشوت ستاں۔ بے حمیت۔ نالائق۔ غدار۔ ذلیل و خوار۔ نامرد۔ ترکی قوت اور عظمت کو خاک میں ملانیوالے قومی حمیت اور ترکی ہمدردی کو فراموش کرنیوالے اپنے جانی دشمن اور قدیمی عدو روس سے جا ملے اور تمام روسی فوجوں کیواسطے ٹرکی کے دروازے کھولدیے گئے اور رہا خوف و خطر قسطنطنیہ کی طرف بڑھنے کا اشارہ کر دیا ۱۳ مئی کو سکم کیلی پر فضلی پاشا کی ماتحتی میں ترکوں نے بحری جنگ میں فتح حاصل کی ایک ترکی جنگی بیڑا عباسیہ کے کنارے مقام لوٹی سے ۳ میل کے فاصلے پر لنگر انداز ہوا۔ سکم کیلی کے روسی گورنر کو جب خبر ہوئی اُس نے فوجیں روانہ کیں کہ ترکی بیڑہ کو روکیں۔ مگر ترکوں نے رات کے وقت فوج کو سوار کر کے اگلے شہر میں نمودار ہوئے اور روسی فوج کو قتل کر ڈالا حسن پاشا ترکی امیر البحر نے شہر کو مسمار کرنا شروع کر دیا اور ایک ہزار سرکیشین سپاہی جہازوں سے اتار کر جنگ وجدل میں مشغول کر دیے اور شہر پر قبضہ کر لیا اور پھر وہاں سے عباسیوں میں بغاوت کا جوش پیدا ہو گیا اگرچہ روسیوں نے بغاوت روکنے کی کوشش کی مگر مسلمانوں نے

تصویر نمبر (۲۳) حسن بے

عالیجناب دولتو حسن پاشا وزیر بحری ٹرکی

حسن پاشا وزیر بحری جن کی شبیہ مبارک ہی سے عالی دماغی برس رہی ہے۔ بڑے ہی لائق فائق اور تجربہ کار مدبر ہیں انہیں کے دست مبارک میں عنان بحری ہے مجلس مشورہ یعنی کونسل ٹرکی میں حسن پاشا سلطان المعظم کے زبان و رکان بلکہ ناک کا بال سمجھا جاتا ہے اسیوجہ سے بڑی بڑی اراکین سلطنت و امراء ان سے دبتے رہتے ہیں اور انکے آگے ذرا بھی چون وچرا نہیں کرسکتے۔ سلطان المعظم نے گولڈن ہارن پر Golden Horn حسن پاشا کیواسطے ایک بڑا بھاری عالیشان محل بنوادیا ہے جسپر تقریبًا پچاس ہزار پونڈ یا بعالی کا خرچ ہوا سلطنت عثمانیہ میں تین عہدے سب بڑے ہیں۔ جو مدت العمر تک عطا کیگئی۔ اول وزیر بحری۔ دوم جنگی وزارت۔ سوم شیخ الاسلام پہلے کے ہاتھ میں تمام قوت بحری اور جہازات پر اختیارات کامل ہیں۔ دوسرے کے ہاتھ میں لشکر عثمانیہ ہے اور تیسرے کے ہاتھ میں ہر قسم کے فتوے ہیں۔ شیخ الاسلام کا عہدہ بڑا زبردست ہے مجال نہیں کہ اسکے فتوے پر تمام بحری و بری افواج اور تمام ملک مع بادشاہ کے سر نہ جھکادے اگر شیخ الاسلام مناسب سمجھے تو بادشاہ تخت نشین کو سلطنت سے برطرف کرڈالے ان تینوں عہدوں میں سے ایک عہدہ حسن پاشا کا ہی چین حیات تک ہے جنکی مٹھی میں تمام بحری طاقت بحری ہوئی ہے حسن پاشا بڑے متمول اور دولتمند وزیر ہیں انکی عمر مبارک قریب ۶۳ برس کے ہے یورپ کے وقائع نگار حسن پاشا کی نسبت بہت بڑا خیال رکھتے ہیں انکی مدبرانہ رائے کو کم درجے کی علمی لیاقت پر محمول کرتے ہیں اور سلطان المعظم کی عنایات اور شفقت کا باعث جو حسن پاشا پر ہے۔ حسن پاشا کی چاپلوسی اور حد درجہ کی خوشامد کا باعث خیال کرتے ہیں اور انکی دولتمند ہونیپر یہ فقرہ پیش کرتے ہیں کہ حسن پاشا کو بحری بجٹ کا کلی اختیار رہا ہے۔ جو باعث دولت ہے۔ یہ ہی ایک اعتراض یہاں کرتے ہیں۔ کہ انکے عہد انتظام میں عثمانیہ بحری طاقت ناقابل ہوگئی ہے۔ حسن پاشا نے سلطان معظم کی بہت خدمت کی ہے۔ کیونکہ سلطان عبد العزیز کے برطرفی میں بحری طاقت نے بہت بڑا حصہ لیا تھا اسبات کا اسکو ہمیشہ خیال ہے کہ اسکا کمال پورے درجہ کا نہ ہوجاوے۔ یورپ سے اسی قسم کے خام خیالیاں ہمیشہ ہوتی رہتی ہیں۔ باب عالی ایک ایسی زبردست سلطنت ہے کہ جام جہاں نما کی طرح سے سلطنت پر تمام حالات منکشف ہیں ٭
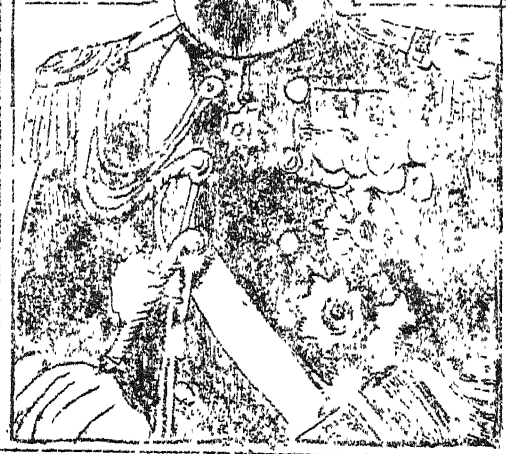
اُن کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھدیے۔ حسن پاشا کی تصویر ملاحظہ کیلئے پیش کش ہے۔ (دیکھو تصویر نمبری ۲۲)
جب روسیوں کو واجبی طرح سے شکستیں دیدی گئیں تو ترکی سپاہ کی نقل حرکت مشرق میں شروع ہوئی تاکہ
جو مقامات ترکوں سے نکل گئے اُن کو واپس لیں *

ترکی بیقاعدہ فوج نے جو حسن بے کے زیر حکم تھی رجن کی تصویر صفحہ ۳۶ پر درج ہے۔ (دیکھو
تصویر نمبری ۲۳) روسی سرحد کو عبور کرلیا اور مقام اخالتش کے قریب داخل ہوگئی اور ترکی فوج کے دیکھتے
ہی روسی فوج فرار ہوگئی۔ اور بہت سا غلہ مویشی ترکوں کے ہاتھ آیا۔ اور عباسیہ کی بغاوت روس
کے برخلاف پھر بھڑک اُٹھی۔ اور تین ہزار عباسی ترکی جھنڈے کے نیچے جمع ہوگئے جس میں سرکیشین
بھی شامل تھے اور ان کی مدد کے واسطے ترکی فوج کی ۳ پلٹنیں مقرر کی گئیں اور سرکیشی باغیوں کی کمان
شمیل کے بیٹے کے ہاتھ میں تھی جس سے ایک جوش پیدا ہوگیا تھا *

۱۵ و ۱۶ جون کو زیدخاں پہاڑیوں کے مقابل میں ترکی راست اور روسی چپ
کالموں میں سخت جنگ وجدل ہوئی۔ جہاں سے ارض روم کی سڑک بایزید کو جاتی ہے۔
پہلے دن کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ روسی اپنے مقام کو واپس چلے گئے۔ دوسرے
دن برابر چھ گھنٹہ لڑائی ہوتی رہی۔ محمد علی رجن کی تصویر ذیل میں
درج کیجاتی ہے۔ دیکھو تصویر نمبری (۲۴) کے پاس

محمد علی پاشا

(تصویر نمبری ۲۴)

سامان حرب و ضرب باقی نہ رہا وہ واپس آگئے اُس وقت رُسیوں نے گولہ باری شروع کی جس سے محمد علی کی فوج کو نقصان پہنچا۔ اس کا عوض غازی احمد مختار پاشا نے بڑے زور شور سے لیا ؛

۲۰ جون کو احمد مختار پاشا نے جو ٹرکی ایشیائی افواج کا سپہ سالار تھا روسی افواج کے بائیں کالم پر حملہ کرنا شروع کیا اور برابر دو ہفتہ تک قتل و غارت کا بازار گرم رکھا اور دل کھول کر ترکی حملہ کئے گئے۔ ۵ جولائی ۱۸۷۷ء میں روسیوں کو نقصان کثیر پہنچا کر ٹرکی سرحد سے نکال دیے گئے اور بایزید پر قبضہ کر لیا گیا جس کو روسیوں نے لیلیا تھا۔ اور ۹ جولائی تک روسی ضلع سے غائب ہو گئے تھے۔ اب غازی مختار پاشا قارص کی امداد کے لئے روانہ ہوا۔ جہاں روسی قلعہ بند مورچہ کئے ہوئے تھے۔ مختار پاشا نے یہاں دست بدست سینہ بسینہ ہو کر سنگینوں سے کام لیا مگر اس لڑائی میں مختار پاشا ناکامیاب رہے لیکن روسیوں کو اس قدر کمزور کر دیا کہ اُنھوں نے اکتوبر تک لڑنے کا نام نہ لیا جب روسیوں کی نئی فوج شامل ہو گئی تب قارص پر سہ روز تک لڑائی کا سلسلہ رہا اور ۱۵ تاریخ کو مختار پاشا ارض روم پر واپس ہٹ آیا اور قارص پورے محاصرہ میں ہو گیا۔ مگر پہلی نومبر کو بڑے سخت دلیرانہ معرکہ سے فتح ہو گیا اور مختار پاشا کی فوج کا ارض روم کی دیواروں تک تعاقب کیا گیا۔ ۹ نومبر کو ارض روم کی شمالی اور مغربی گھاٹیوں پر روس نے قبضہ کر لیا۔ اور جنوبی سمت میں دل دل ہونیکے باعث ارض روم کا پورا محاصرہ غیر ممکن تھا۔ صرف چھوٹے چھوٹے حملے کئے جاتے تھے جن کا جواب ترکی بترکی۔ ترکی جنرل ۲۷ دسمبر تک دیتے رہے۔ جب تک وہ قسطنطنیہ میں بلائے گئے ؛

سلیمان پاشا جس کی تصویر ذیل میں دکھائی جاتی ہے (دیکھو تصویر نمبری ۲۵) مانٹی نگرو سے واپس

سلیمان پاشا (تصویر نمبری ۲۵)

بلایا گیا اور ٹرکی افواج متعینہ ادریانوپل کا افسر مقرر کیا گیا اس وقت جنرل گورکو کی پیشقدمی کا سلیمان

پاشا کو انتظار کرنا پڑا - اور ایسا انتظام کیا کہ جرنل مذکور کے حملوں کو بآسانی روک لیا +
جنرل گورگی نے یہ تجویز کی کہ بلگیریا کی فوجوں کو ترکوں کے یمین ویسار پر روانہ کیا - اور خود گورکو کی قلب لشکر کو
مقام کارا داغ کے دروں سے لیکر سلیمان پاشا پر جا پڑا - اُس وقت علاوہ بلگیریا کی فوج کے جو دائیں بائیں سے
حملہ آور ہوئی تھی روسی جنرل کے پاس قلب لشکر کی فوج بے شمار تھی - مگر بہادر سلیمان پاشا نے فوراً یہ انتظام کیا کہ
اپنی ساری فوج کو ایک جگہ جمع کر لیا تھا - اور تیس ہزار ترکوں کیساتھ گورکو کی کے قلب پر جا کودا - بڑی گھمسان کی
لڑائی ہوئی اور ترکی بہادری کا شہرا دنیا میں ہو گیا اور آٹھ ہزار روسی بہادروں کو جو سب مغرور ہو کر آئے تھے ترکی
اسلحہ نے پارہ پارہ کر کے رکھدیا - باقی روسیوں کو درہ شبکا اور درہ ہنکوئی سے باہر نکالدیا +

سلیمان پاشا نے روسیوں کو یہ شکست ایسی بھاری دی تھی جیسے عثمان پاشا نے قلعہ پلونا کی جنگ سے
پہلے زار روس کو دی تھی - ماہران فن جنگ ترکی لوہے کی سختی کو خوب سمجھ گئے جو اُن کو حقیر جانتے تھے - وہ
کہتے تھے کہ ترکی سپاہیوں کی شجاعت و دیری مطلق کم نہیں
ہو سکتی اگر وہ بیوفائی اور نمکحرامی نہ کریں +

جنرل سکوبیلاف جس کی تصویر ذیل میں دکھائی
جاتی ہے - دیکھو تصویر نمبری ۲۶) روسیوں کا
ایک بڑا بھاری جنگی پیشوا سپہ سالار یا بے نظیر سپاہی نہایت
خوبصورت شخص ہے ترکوں کے مقابلہ میں ترکی

(تصویر نمبری ۲۶)

جنرل سکوبیلاف

ترکی فوج سے سہ چند ہمراہ لیکر فوداز پر حملہ آور ہوا۔ اِس کثیر التعداد فوج کے مقابلہ میں ترکوں نے بہت سے جوہر دکھائے مگر سکوبیلاف کی فتح ہوگئی۔ اور پلونہ کا راستہ کھل گیا۔ اِس وقت جنگ روم و روس کا یادگار معرکہ واقع ہوا جو دنیا میں مشہور ہے جس نے فاتح اور مفتوح غالب و مغلوب بہادروں کے سر پر شہرت عوام کا تاج رکھدیا۔ اور دونوں باکمال سپہ سالاروں کو عزت دوام کا خطاب بخش دیا۔ ۶ ستمبر کو جنرل سکوبیلاف نے ایک لاکھ فوج سے مع ۲۵۰ توپوں کے پلونہ کے بیرونی مورچوں پر گولا باری کی۔ اور دو روز تک قلعہ پر آتش فشانی کرتے رہے۔ روسیوں کا ایک گولہ آنے پر ترک ایک شل جواب میں پھینکدیتے تھے۔ ۸ ستمبر کو سکوبیلاف نے ترکی محصورین پر حملہ کیا۔ مگر سخت خونریزی کے بعد ہٹا دیا گیا۔ پھر ایسی سخت گولہ باری کی جس سے ایک وحشتناک سین پیدا ہوتا تھا۔ بعد ازاں روسیوں نے سنگینی حملے شروع کئے اور پیدل فوج بار بار ترکی مورچوں کیطرف بڑھتی تھی مگر عثمانی فولاد کے شعلوں نے ان کو جلا جلا کر جھلس دیا۔ اور سوائے پیچھے لوٹنے کے ان کو چارہ نہ ہوتا تھا۔ اگرچہ وہ وحشیوں و پاگلوں کی طرح حملے کرتے تھے مگر غول بیابانی کی طرح بھگا دیے جاتے تھے۔ اور اُن کی حملہ آور صفوں کو ترکی شمشیریں گھاس کی طرح سے اُڑا دیتے تھے۔ اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ اُن کی خندقیں روسی کشتوں اور مردوں سے پُر ہوگئیں وہ اپنے سپاہیوں کے جسموں کو ترکوں تک پہنچنے کیلئے پل بنانے کی کوشش کرنے لگے۔ اور بڑے زور شور کے ساتھ ترکوں پر حملہ کیا۔ جنرل سکوبیلاف اپنی جان پر کھیل گیا۔ اور تمام روسی لشکر کو تاڑتا ہوا پھرتا تھا اور بزدل روسیوں کو اُن کی کثیر تعداد پر حوصلہ دیتا تھا۔ اُس کی عجیب و غریب حالت عجب مایوسی دکھا رہی تھی۔ سر برہنہ ٹوٹی پھوٹی ہوئی تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے کوٹ و پتلون کی دھجیاں اُڑی ہوئی۔ کوٹ شانوں سے نکلا ہوا۔ اور اُس کے خوبصورت چہرے کو گرد و غبار اور دھوئیں نے عجب شکل کا بنا رکھا تھا۔ اُس کی مونچھیں جو توپوں کی آگ سے جھلسی ہوئی تھیں بہت بُری بھونڈی معلوم ہوتی تھیں۔ اور اُس کی آنکھیں حبشیوں کی طرح سے لال لال دکھائی دیتی تھیں۔ اُس کی پُر رعب آواز روسی سپاہیوں کو مرنے مارنے پر جرات دلاتی تھی۔ اور وہ سب کو ایک جگہ غازی عثمان پاشا کے مقابلہ پر جمع کرتا پھرتا تھا۔ اور جس دستہ کے پاؤں غازی عثمان پاشا اُکھیڑ ڈالتا تھا جنرل سکوبیلاف تحکمانہ آواز سے جماتا تھا اور سنبھالتا تھا۔ غرضکہ شیر پلونا کے مقابلہ میں کئی دفعہ جنرل سکوبیلاف کی شکست ہوئی مگر وہ سنبھالتا رہا تین دفعہ روسیوں نے ترکوں سے ہزیمت پائی لیکن وہ روسی دلاور کبھی مکرر سہ کرر ہزیمت خوردہ پلٹنوں کو زبردستی گھمسان کی لڑائی میں جھونکدیتا تھا۔ تین دن تک برابر آگ کا طوفان حائل رہا۔ روسیوں نے مر مار کے ایک مورچہ جیتا اور لڑائی بند کرنیکا بگل روسیوں نے بجا دیا +

ترکوں نے روسیوں کے دانت کھٹے کر دیے تھے۔ اور وہ بلائے ناگہانی کی طرح روسیوں پر سنگینوں سے ٹوٹ پڑتے تھے۔ اب روسیوں نے بھی ترکوں سے سنگینی سبق حاصل کر لیا چونکہ غازی عثمان پاشا قلعہ پلونا

(تصویر نمبر ۲۰) غازی عثمان پاشا سپہ سالار ٹرکی ہیرو آف دی پلونا

جنگ پلیونا کے قتل عام کا

میں محصور تھے اور ٹرکی افسر روسیوں سے مل گئے تھے جس سے غازی عثمان پاشا کے لئے رسد رسانی اور فوجی امداد سب کچھ بند ہو گئی تھی۔ ترکی نمک حراموں نے روس کو حوصلہ اور تقویت ہی نہیں بخشی تھی بلکہ اُسے ٹرکی کا مالک بنانے میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا تھا ایسے لوگوں پر ہمیشہ کیلئے خدا کی لعنت اور پھٹکار ہیگی۔ لیکن جان نثاران آلِ عثمان اپنی جانبازی سے مطلق باز نہیں آئے۔ اور انہوں نے مرتے دم تک بھی روسیوں کو اپنی بہادری اور مردانگی سے وہ ذلیل و خوار کیا۔ ہے کہ تمام دنیا میں اُن کا نام آفتاب کی طرح سے چمکیگا۔ قلعہ پلونا میں جہاں روسیوں نے اپنے تمام ملک کی طاقت مجتمع کر کے غازی پاشا کا حصار کیا ہوا تھا جس کی تصویر دکھائی جاتی ہے دیکھو تصویر نمبری (۲۷) زمانہ میں یادگار رہیگا۔ اور بڑے بڑے بہادر اور دلاور جنرلوں کے مجمع میں عثمان غازی کی بہادری کا جام نوش ہوتا رہیگا ؂

جب غازی عثمان پاشا پر چاروں طرف سے فوجی امداد اور اُس کی رستہ بندی کر دی گئی اور وہ بہادر شیر غراں قلعہ پلونا میں مع اپنی بہادر اور شجاع فوج کے بھوکا مرنے لگا۔ تو وہ قلعہ پلونا سے نکلکر اور شیر ببر کی طرح غرا کر روسیوں پر جھپٹا۔ اور تھوڑے سے بہادروں نے روسیوں کا قلع قمع کر کے رکھ ہی دیا تھا کہ تین طرف سے روسیوں نے غازی عثمان پاشا پر حملہ کیا۔ میدان کارزار کا عجب عالم تھا۔ توپ تفنگ کی گرما گرمی نے وہ شور و غل مچایا ہوا تھا کہ خدا کی پناہ۔ گرد و غبار اور دھوئیں کا وہ عالم تھا کہ اندھیرا چھا گیا تھا دن سے رات ہو گئی تھی۔ دھوئیں میں توپوں کی آتش فشانی برق و رعد کا عالم دکھا رہی تھی۔ غازی عثمان پاشا شمشیر برہنہ کئے ہوئے اپنی بہادر فوج کے آگے آگے روسیوں کی صفوں کو کاٹتا ہوا اور اُن کی فوجوں کو پارہ پارہ کرتا ہوا جا رہا تھا۔ اور ہر طرف سے آفرین و مرحبا کی صدائیں بلند تھیں۔ ترکی جوانوں نے عثمانیہ سنگینوں اور شمشیروں سے ہزارہا روسیوں کو جہنم واصل کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ روسیوں نے قلعہ پلونا کے حصار میں سات ڈویژن حلقہ زن کئے ہوئے تھے۔ جو یکے بعد دیگرے قلعہ کو محصور کئے ہوئے تھے! اور ایک جانب شہنشاہ زار روس کا اسٹاف تھا جہاں پر نامی گرامی روسی بہادر فوجیں بغرض حفاظت موجود تھیں۔ اُسی طرف کو بہادر غازی عثمان پاشا نے حملہ کیا۔ اور چھ جماعتوں کو کھیرے ککڑی کی طرح کاٹتا ہوا شہنشاہ روس کے اسٹاف تک پہنچ گیا۔ اور روسی کشتوں کے پشتے لگا دیئے۔ اس وقت روس کی تمام فوجیں سمٹ کر غازی عثمان پاشا پر حملہ آور ہوئیں ترک اگرچہ بھوکے تھے مگر اُن کی دلاوری و بہادری نے اُن کے شکمو تکو پُر کیا ہوا تھا۔ روسی فوجوں کے کالم کے کالم پارہ پارہ کر ڈالے روسی سپاہ کی صفوں کی صفیں قتل کر کے بچھا ڈالیں۔ بہادر غازی عثمان پاشا اس بہادری سے روسیوں کو مار پیٹ کر اُن کے حصار سے نکلا ہی چاہتا تھا کہ اتفاق سے آپ کے ٹخنے پر گولا آ کر لگا۔ اور وہ غازی بہادر گھوڑے پر سے نیچے گر پڑا۔ اور بیہوش ہو گیا اس حادثہ جانگاہ پر ترکی بہادروں کا بھی دم ٹوٹ گیا۔ ان کی تلواریں روسی ہڈیوں کو کاٹتے کاٹتے کند

ہو گئیں۔ ترکی سنگینیں روسیوں کے سینے سے پار ہو کر گھس گئیں۔ ترکی بہادروں کے ہاتھ بیشمار روسیوں کو قتل کرتے کرتے تھک گئے ناچار عثمان پاشا کے بیہوش ہونے پر ترکوں نے سفید جھنڈا اُڑا دیا۔ اور اُس معرکہ کی تصویر ذیل میں دکھائی جاتی ہے (دیکھو تصویر نمبری ۲۸)+

وہ سب کے سب روسی پنجوں میں گرفتار ہو گئے۔ اِس وقت شہنشاہ زار روس بذات خود غازی عثمان پاشا کے ملنے کو آیا۔ اور اُس ترکی غازی سے زار روس نے ہاتھ ملایا مصافحہ کیا۔ اور کہا کہ آفریں ہے تجھ پر اے غازی عثمان۔ مرحبا اے غازی عثمان۔ اگر تیرے جیسے دو سپہ سالار میرے پاس ہوں تو تمام دنیا کو فتح کر لیتا۔ غرض کہ زار روس نے غازی عثمان پاشا کی بہت تعریف کی۔ اور عزت و توقیر سے اپنی شاہی گاڑی میں بٹھا کر زخمی غازی کو قلعہ پلونا میں بھیجدیا۔ اور جنگ پلونہ کا خاتمہ ہوا اِس سے پہلے بھی عثمان پاشا نے ڈنیوب کے کناروں پر دو تین شکستیں روسیوں کو ایسی دی تھیں کہ ہزار ہا نہیں بلکہ لاکھوں روسیوں کو واصل جہنم کر دیا تھا۔ اگر غازی عثمان پاشا کے پاس ترکی کمک پہنچ جاتی اور سامان رسد بند نہ ہوتا تو ممکن نہیں تھا کہ غازی عثمان پاشا روسیوں سے شکست کھاتا۔ اگرچہ ترکی افسر رشوتیں کھا کھا کر۔ اور روسی لڑکیوں کے فریب میں آکر ترکی عظمت کو فروخت کر چکے تھے۔ مگر محمد علی پاشا اور مختار پاشا جیسے سپہ سالاروں کو بھی برابر امداد پہنچی رہتی تو کوئی تعجب کی بات نہتھی کہ ترکی جھنڈا اسینٹ پٹرزبرگ میں فراٹے مارتا۔ مگر مشیت ایزدی یہی تھی۔ اور یہی منظور خدا تھا جو ہو گیا+

واقعات پلونا غازی عثمان پاشا ہیرو آف دی پلونا کے نام سے مشہور ہے اِس شکست کی تعریف ترکوں کی فتح سے بہت ہی زیادہ ہوئی غازی عثمان پاشا ہیرو آف دی پلونا نے خوب ہی داد مردانگی دی علاوہ ترکی عظمت عثمانی دلاوری پر زار روس ہی نہیں بلکہ تمام یورپ عش عش کر رہا تھا اور واہ واہ و مرحبا کی صدا میں تمام یورپ میں گونج رہی تھیں۔ ایک زمانہ ترکوں کا قایل ہو گیا تھا۔ بیوفا نمکحرام ترکی افسر پر لعنت و ملامت کے تیر سے پڑھے جاتے تھے+

جس وقت عثمان پاشا بے شمار روسی سپاہ کو تیغ بیدریغ کر کے زار روس کے شاہی قید خانے میں مقید ہوئے۔ اُس وقت کارس اور آرمینیا پر روس کا قبضہ ہو چکا تھا۔ پلونا کو وہ جیت ہی چکے تھے مگر بلقان پر بڑے زور شور کیساتھ پیش قدمی کر رہا تھا۔ اب استنبول اگرچہ بہت دور تھا مگر فاتحان روس کو بہت ہی نزدیک معلوم ہوتا تھا+

تمام یورپ میں یہ دھوم مچی ہوئی تھی کہ زار روس اب قسطنطنیہ کے دروازے پر جا براجے گا۔ اور باب عالی کے تمام افیسر وزارت وغیرہ نے سلطان المعظم کو یہ رائے دی تھی کہ قسطنطنیہ کو بالکل چھوڑ دیا جائے اور مقام بروسا۔ واقعہ ایشیا میں سلطان المعظم کا تشریف لیجانا قرار دے چلے تھے کہ مبادا روس

قسطنطنیہ میں داخل ہوکر سلطان المعظم پر دست درازی کرے۔ جب سلطان المعظم کی مہاجرت کا خیال پختہ طور سے پاشاؤں کے حلقہ اور رہا بعالی میں قرار پا چکا۔ اُس وقت جوانمرد۔ بہادر غازی سلطان عبدالحمید خاں نے بڑے حوصلہ اور استقلال سے تمام افسران کو یہ جواب دیا کہ اے جوانمردو اور اے بہادرو! بھاگنا اور ٹلنا خاندان عثمانیہ کے ترکوں کا کام نہیں۔ یہ بزدلی اور نامردی میں داخل ہے۔ ترکوں کا کام لڑنا ہے۔ مارنا اور مرنا ہے۔ ترک منہ پر مارتے ہیں اور سینہ پر کھاتے ہیں۔ پشت دکھانا ترکوں کی سرشت میں داخل نہیں۔ دنیا میں ایک روز ضرور مرنا ہے۔ پھر مرنے سے کیا ڈرنا؟ بہتر ہے کہ ہم سرخروئی کے ساتھ مریں اور جام شہادت نوش کریں تاکہ دو جہان میں نام اور صفحۂ عالم پر بھی ترکوں کا کام رہے ؎

رستم رہا زمیں پہ نہ سام رہ گیا ۔۔۔ مردوں کا آسماں کے تلے نام رہ گیا

ای بہادر ترکو بسم اللہ کہکر کوشش کرو۔ بزدل نہ بنو۔ اور عورتوں کے لباس کو مت پہنو۔ کیا تمہارے دلوں سے عثمانی جوش گم ہوگیا ہے۔ کیا تمہاری رگوں میں ترکی خون نہیں رہا۔ کیا قومی ہمدردی اور اسلامی جوش تمہارے ملک سی ہوا ہوگیا ہے۔ اے ذیشان آلِ عثمان ہوشیار ہو جاؤ۔ اور کمر ہمت باندھ لو۔ میں وہ نہیں ہوں کہ روس کے خوف سے بروسہ میں جا چھپوں نہیں بلکہ وہ ہوں کہ اپنے بھائیوں کا سرگروہ ہوکر عثمانی ہلال دار جھنڈا اپنے دوش پر رکھ کر میدان کارزار میں نکلونگا۔ اور خدا کے نام پر آلِ عثمان اور اپنے بھائی ترکو نپر فدا ہوکر جام شہادت نوش کرونگا"۔

اِس تقریر کا سُننا تھا کہ مردہ دلوں میں ترکی جوش موجیں مارنے لگا۔ اور سلطان عبدالحمید خاں پہ تمام اراکین سلطنت اور بہادران ترکی جان قربان کرنیکے لئے طیار ہو گئے اور تمام سلطنت میں ایک جوش برقی اثر کیطرح پھیل گیا بچہ بچہ جنگ کیلئے تیار ہوگیا۔ سلطان المعظم نہایت خوش ہوئے۔ اور ان کے چہرہ پر ایسے نازک وقت میں ذرا بھی حزن وملال ظاہر نہ ہوتا تھا۔ عثمانی جلال اور ترکی شجاعت ذرا بھی ملال کو پاس نہ پھٹکنے دیتے تھے۔ الغرض عالی حوصلہ سلطان عبدالحمید خاں نے یہ تجویز سوچی کہ آخری جنگ کیجائے۔ جیسے ہوئے مولا تخت یا تختہ۔ اِس جنگ کا سالار لشکر غازی احمد مختار پاشا مقرر کیا گیا ؎

دریں دریائے بے پایاں دریں طوفان موج افزا ۔۔۔ دل افگندیم بسم اللہ مجریہا ومرسٰہا

ایسے نازک وقت میں ڈوبتے ہوئے کو ایک تنکے کا سہارا کافی ہوتا ہے۔ ایسے نازک وقت میں ہماری دل مہربان ملکہ معظمہ انگلستان وقیصرِ ہندوستان کو اعلٰے حضرت سلطان المعظم ٹرکی کا بہت بڑا خیال ہوا کیونکہ نابکار روسی گورنمنٹ نے ٹرکی کا ناک میں دم کر رکھا تھا۔ وہ چاہتا تھا ترکوں کو جس طرح چاہوں گا۔ ناچ نچاؤں گا۔ اب حضور ملکہ معظمہ کی اُس محبت کا دریا موجزن ہوا۔ جو حضور کو سلطان ٹرکی کے ساتھ قدیم سے تھی۔

اس موقع پر حضور ملکہ معظمہ و پرنس آف ویلز کی تصویر پیش نظر کرتے ہیں (دیکھو تصویر نمبری ۲۹ و ۳۰)
ایسے سخت وقت میں جبکہ زار روس قسطنطنیہ کے دروازے پر داخل ہونیکا مصمم ارادہ کئے ہوئے تھا فوراً
انگلستان کی گورنمنٹ کو ترکوں کی حمایت مدنظر ہوئی اور اُس پرانی دوستی و یکجہتی کے خیال کو دل میں
جگہ دی گئی - اُس زمانہ میں لارڈ بیکنسفیلڈ گورنمنٹ انگلستان کے اعلی لیڈر تھے - لارڈ بیکنسفیلڈ کی
گورنمنٹ نے ایڈمرل ہارن کو فوراً حکم دیا کہ اپنے جہازات کو پرنس آئی لینڈ میں پہنچا دے تاکہ روس کو معلوم
اور روشن ہوجاوے کہ سلطان عبدالحمید خاں فرمانروائے ٹرکی اپنی حفاظت اور آزادی میں تنہا اور اکیلا ہی
نہیں ہے بلکہ ایک بڑی بھاری طاقت جو زار روس کو نیچا دکھا سکتی ہے اس وقت بھی سلطان آف ٹرکی کی
معاون اور مددگار ہے - ہماری مہربان ملکہ معظمہ انگلستان کی گورنمنٹ نے اُس دردناک حالت اور نازک موقعہ
پر صرف اسی قدر کہدینا ایسا کارگر ہوا کہ زار روس کے ہوش و حواس باختہ ہوگئے تھے اور سلطان
عبدالحمید خاں خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کو اُس یاس کے عالم میں جبکہ اُنھوں نے اپنے استقلال اور حوصلہ کو پست نہیں
کیا تھا - گورنمنٹ انگلستان کی اس حوصلہ افزائی سے اور دوبالا حوصلہ بڑھ گیا - گورنمنٹ انگلستان ہمارے
امیرالمومنین خلیفۃ المسلمین سلطان ابن السلطان غازی عبدالحمید خان سلمہ الرحمن والئے دولت عثمانیہ
کی ہمیشہ ہی دوست رہی ہے - ہم دعا کرتے ہیں اور خدائے پاک سے چاہتے ہیں کہ وہ ہمیشہ کے لئے سلطنتہ
عظمی برطانیہ اعظم اور دولت عثمانیہ میں رشتہ اتحاد اور دوستی کو بہت قوی اور مستحکم رکھے اور ہم کیوں نہ دعا کریں
اور کس طرح سے نہ چاہیں گورنمنٹ انگلستان و ہندوستان اس وقت ۶ کروڑ اہل اسلام پر حکومت کرتی ہے
اور ہم ۶ کروڑ مسلمان دولت برطانیہ کے سایہ معدلت پایہ میں بڑی خوشی اور آزادی سے امن و امان
کے ساتھ اپنی اوقات عزیز کو بسر کرتے ہیں - جس قدر محبت اور الفت ہم کو اپنے مذہبی پیشوا اور اسلامی
بادشاہ والئے دولت عثمانیہ کے ساتھ ہے اُس سے دوچند محبت و رغبت اپنے بادشاہ انگلستان و قیصر
ہندوستان کے ساتھ ہے - جس کے عہد معدلت مہد میں ہم اپنے فرائض مذہبی و رسومات اسلامی کو بڑی
آزادی کے ساتھ ادا کر رہے ہیں - ہم دونوں سلطنتوں یعنی گورنمنٹ برطانیہ اور گورنمنٹ عثمانیہ کو
ایسے عالم میں دیکھنا چاہتے ہیں کہ وہ عالم کے طبقہ پر یکجہتی اور صاف دلی سے یکتا اور یگانہ صادق الوداد
اور عالم الاتحاد میں بے نظیر دوست ہوں اور ایسے دوست ہوں کہ ایک مغز دو پوست کہلانے کے
مستحق ہوں - ایسی ہی قسم کے خیالات دولت برطانیہ و عثمانیہ میں ہمیشہ کیلئے ایک دوسرے کی نسبت پیدا
ہوتے چلے جاویں - خدا ایسی کوئی گھڑی نہ کرے کہ ان عالیشان سلطنتوں میں کسی قسم کی
شکر رنجی پیدا ہو -

دولت عثمانیہ کی معاونت اور امداد میں گورنمنٹ انگلستان ہمہ تن مصروف رہی روس اگرچہ ایک

تصویر نمبر ۳۰ - پرنس آف ویلز حال ایڈورڈ ہفتم
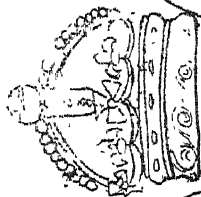
تصویر نمبر ۲۹ - حضور ملکہ معظمہ قیصر ہند مرحومہ مغفورہ

بڑی طاقت ہی۔ مگر ترکوں کے حملہ کیلیئے بجائے اِس کے کہ وہ تنہا معرکہ آرا ہوتا انگلستان کے خوف سے
جرمنی آسٹریا وغیرہ کو اپنے ساتھ لیکر حملہ آور ہوا تھا اور قریب قریب یورپ کی تمام طاقتیں زار روس کے
ہمراہ تہیں۔ اُس موقعہ پر کوئی بھی ترکوں کا دوست تھا۔ اور اگر تھا بھی تو صرف ملکہ انگلستان قیصر
ہندوستان تھیں جس نے ترکوں کا ہاتھ بٹایا اور ایسے سخت موقعہ پر اُس کے کام آئی جس کیوجہ سے آجتک
ترک گورنمنٹ انگلستان کے نہایت ہی شکر گذار اور دوستدار ہیں۔ اعلیحضرت دولت علیہ سلطان
عبدالحمید خاں ثانی احسان فراموش نہیں ہیں بلکہ وہ اک ذرا سے احسان کے بھی بہت ممنون و مشکور
ہوتے ہیں۔ اور خاص کر انگلستان کی دوستی پر فخر کیا کرتے ہیں جنرل کینٹ جب کریمیا میں اپنے
سپاہی بھائیوں کی قبریں دیکھنے کو گئے تھے تو وہ کریمیا سے واپس ہوکر سلطان عبدالحمید خاں ثانی کی
بارگاہ میں باریاب ہونیکے لئے قسطنطنیہ میں داخل ہوئے سفیر انگریزی نے جنرل کینٹ کی آمد کی اطلاع
اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں پیش کی۔ سلطان عبدالحمید خاں ثانی کی طرف سے باریابی کا حکم دیا گیا۔ جنرل مذکور
حاضر دربار ہوئے اور بہت دیر تک سلطان المعظم باتیں کرتے رہے اور گورنمنٹ انگلستان کے احسانات
ترکی کی نسبت بیان فرماے۔ عبدالحمید خاں بڑے تاریخ دان سلطان ہیں سلطان اعلیٰحضرت نے جنرل
کینٹ کے سینہ پر مجیدیہ تمغہ دیکھکر جو ان کو جنگ کریمیا میں عطا کیا گیا تھا بہت خوشی ظاہر فرمائی اور
کہا کہ آپ مقام انکرمین کی لڑائی میں ترکوں کے طرفدار ہوکر روسیوں سے کمال دلیری اور بہادری سے
لڑے تھے۔ اور یہ بھی سلطان عبدالحمید خاں نے یاد دلایا کہ این جانب اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ مقام
سقوطرہ گئے ہوئے تھے۔ اُس وقت تمہاری فوج کا معائینہ خود میں نے ہی کیا تھا۔ اس لئے گورنمنٹ
انگلستان کے ہم بہت ممنون و مشکور ہیں۔ سلطان المکرم نے بڑی دیر تک جنگ کریمیا کے متعلق باتیں
کیں۔ اور ان کو گرینڈ گارڈن کا خطاب عطا فرمایا جو نہایت ہی قیمتی خطاب ہے اور سلطان کیطرف
سے موصوف الصدر جنرل کو دعوت دی گئی اور تمام فوجی مقامات کی سیر کرائی گئی اور بہت عزت و اعزاز
بخشا۔ اور بار بار سلطان عبدالحمید خاں ثانی جنرل کینٹ سے فرماتے تھے کہ میں انگلستان کا بہت
مداح و ممنون ہوں اور انگلستان کی دوستی پر فخر کرتا ہوں کہ جس نے روس کے مقابلہ میں سلطنت ٹرکی کی امداد
کی تھی ہے اور اسی وجہ سے روئے زمین کے مسلمان گورنمنٹ انگلستان کی اس معاونت اور مددگاری سے
نہایت ہی مرہون منت و ممنون احسان ہیں اور اُن کی خواہش ہے کہ یہ دونوں طاقتیں ہمیشہ کیلئے
ایک دوسرے کی حامی اور مددگار رہیں ✦

اُس موقعہ پر جب کہ روس نے قسطنطنیہ کے دروازہ پر پہنچنے کا ارادہ کیا تھا۔ اگر گورنمنٹ انگلستان
و لارڈ بکینسفیلڈ امیر البحر مارن کو جہازات حرکت دینے کا حکم نہ دیتے تو خدا جانے کیا کچھ ہوتا ✦

گورنمنٹ انگلستان کے جہازوں نے جب قسطنطنیہ کی طرف رخ کیا اور وہ ڈارڈ نلز کے قریب
پہنچے تو زار روس کے ہاتھ کے طوطے اڑ گئے اور وہ صلح پر راضی ہونیکو مستعد ہوا۔ ڈارڈ نلز پر انگلش
جہاز داخل ہونے سے ترکوں کو یہ خوف ہوگیا تھا کہ ایک اور طاقت ہمارے برخلاف معرکہ آرائی کو آئی
ہے تو وہ دشمن کے جہاز سمجھکر مقابلہ کے لئے تیار ہوئے اور ڈارڈ نلز سے گزرنے کی اجازت
نہیں دی۔ لیکن جب سلطان کا حکم پہنچا تو معلوم ہوا کہ انگلستان کی گورنمنٹ سے ترکوں کی حمایت
میں یہ جہاز آئے ہیں تو بڑی خوشی کے ساتھ گزرنے دیئے اس تھوڑے اشارے نے سلطان المعظم
کے حوصلے کو اس قدر بڑھایا کہ اُن میں ایک بڑا بھاری جوش پیدا ہوگیا تھا اور نیز سلطان عبد الحمید خاں
خلد اللہ ملکہ کے آخری جنگ مدافعت کی خبر سُن پائی جو ایک جنگ عظیم کا باعث تھی دوسری طرف
گورنمنٹ انگلستان کے جنگی جہاز دیکھکر روس کے ہوش اُڑ گئے تھے۔ اور زار کو سوائے اس کے
اور کچھ بن نہ پڑا کہ ترکوں کے ساتھ نہایت ملایمت سے صلح پر مجبور ہو۔ کیونکہ ترکوں نے ایسی خراب
خستہ حالت میں بھی مقابلہ کرکے زار روس کے تمام اعضا اور طاقت کو ڈھیلا کر ڈالا تھا۔ اگر ترکی افسر
روس کی دلفریب حسین لڑکیوں پر شیدا نہوتے اور روسی زرد جواہر کی پروانہ کرتے اور وہ وفاداری سے
اپنے فرائض کو ادا کرتے تو یہ مٹھی بھر ترک روس کی اینٹ سے اینٹ بجا دیتے یا آخری وقت ہی
میں ایک دو معرکہ حوصلہ کے ساتھ کرتے جس طرح غازی عثمان پاشا ہیرو آف دی پلونا نے معرکہ
پلونا میں کیا تھا تو آج ترک سینٹ پیٹرزبرگ میں براجتے ہوتے یا جس طرح غازی عبد الحمید خان والی
ٹرکی نے جس استقلال اور حوصلے سے قسطنطنیہ میں آخری جنگ کا جان توڑ کر ارادہ ظاہر کیا تھا
تو ضرور یہ جانکاہ معرکہ ترکوں کی فتح کا باعث ہوتا۔ کیونکہ زار روس نے ترکوں کی طاقت کو بذات
خود شامل جنگ ہو کر دیکھا تھا۔ اس واسطے اُس نے صلح کرنے پر اپنی مرضی ظاہر کردی اور بمقام
سین سٹی فانو میں مسودہ صلح مرتب ہونے لگا۔ اس وقت ایک عجیب دقت پیش آئی۔ یعنی جب
صلحنامہ بین الروس و الترک لکھا جا رہا تھا۔ تو اُس وقت جنرل اغناتیف نے یہ تجویز پیش کی کہ
جس قدر جہازات جنگی دولت عثمانیہ کے پاس موجود ہیں وہ سب کے سب جزو ہرجانہ جنگ میں ترکوں
سے لے لیئے جاویں۔ چونکہ اس وقت ایک ایسی کشاکش اور مایوسی ترکوں پر چھائی ہوئی تھی کہ بڑے
بڑے لایق ترکی پاشا جس طرح روس مجبور کرتا تھا اسے مانتے جاتے تھے۔ چنانچہ احمد پاشا۔ توفیق
پاشا صفوت پاشا تینوں بڑے بھاری مقتدران باب عالی تھے تینوں کی یہ رائے متفق ہوگئی۔
کہ زار روس کے مطالبہ کو مان لینا چاہیئے جس وقت یہ خبر اعلیٰ حضرت سلطان المعظم کو ہوئی تو اُس
وقت عثمانی رگوں اور بسالت سلطانی ہیں ایک بڑا بھاری جوش متحرک ہوا اور فوراً اُس زبان

فصاحتِ زبان سے یہ نقطہ نکلا کہ ایسا ہونا ہرگز ہرگز ممکن نہیں ہوگا اور ترک ایسا کرنے پر ہرگز ہرگز مجبور نہیں ہوسکتے اور معہ دولت زار روس کی اس تجویز کو ہرگز ہرگز ماننے والے نہیں ہیں۔ اور اسی جوشِ عثمانی میں سلطان المعظم نے خاص اپنے دستِ مبارک سے ایک چٹھی گرینڈ ڈیوک نکولس کے نام تحریر فرمائی۔ جس کی تصویر ذیل میں دکھائی جاتی ہے (دیکھو تصویر نمبری ۳۱)

تصویر نمبر ۳۲۔ روس کا گرینڈ ڈیوک آف نکولس
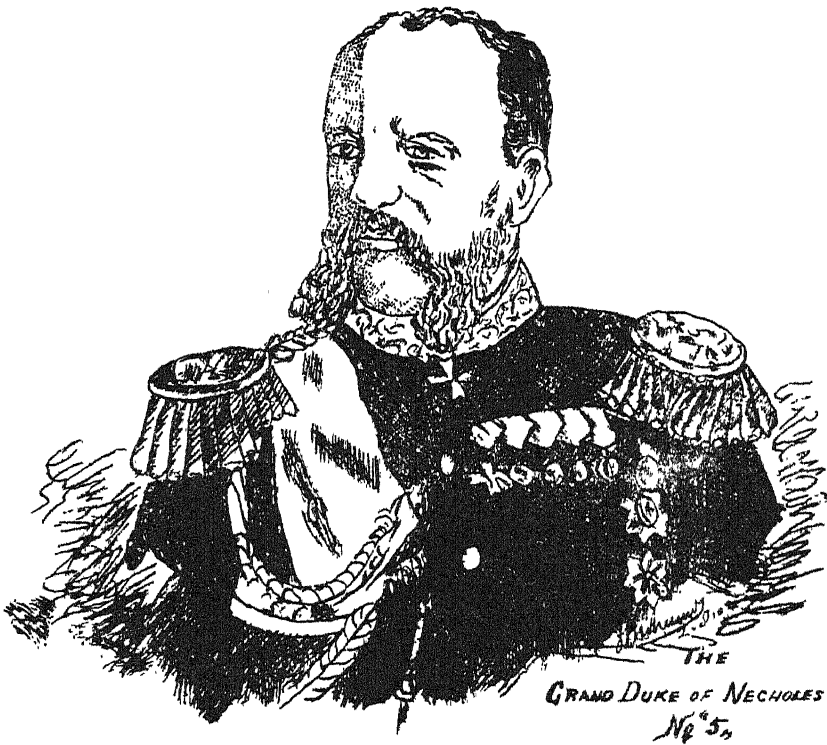
اور اس میں بڑے جلال اور جبروت سے یہ لکھا کہ جہازات عثمانی کو ہر جنگ میں تسلیم کرنا نہایت ہی محال اور ممتنع ہے اور یہ ہرگز ممکن نہیں ہوسکتا اور معہ دولت جہازات عثمانیہ کو جنگ میں اڑ جانے اور سمندر میں غرقاب کر ڈالنے کو بمقابلہ اس کے کہ وہ زار روس کے حوالے کئے جاویں نہایت ہی زیادہ پسند فرماتے ہیں اور نیز اس بات کی بھی پرواہ نہیں کیجاتی ہے کہ اگر اس کے ساتھ ہی معہ دولت کی شہادت بھی وابستہ ہو +

یہ ایک زبردست دشمن کے مقابلہ میں ایسی ہی زبردست اور قوی دھمکی ہی نہیں تھی بلکہ عثمانیہ

سلطان کی زبان سے جو کچھ نکلتا ہے وہ قضا و قدر کا حکم مانا جاتا ہے گو سلطان کی روح اُس وقت زار نکولس کی مٹھی میں تھی۔ مگر موقعہ پر عثمانیہ خاندان کے ترک اور خاص کر ایسے ہیجان اور معرکہ جانبازی کے وقت وہ ملک الموت کا حکم رکھتے ہیں۔ جن لوگوں کے دماغ اور روح میں جنگ و جدل کا خمیر گوندھا ہوا ہو بھلا وہ مرنے سے کب ڈرتے ہیں بلکہ وہ جنگ و جدل میں سینہ بسینہ ہو کر دشمن کو مار کر مرتے ہیں اور جام شہادت بڑی خوشی سے نوش کرتے ہیں اور ایسے مرنیکو وہ اپنی دونوں جہان کی نیک نامی اور بہادری جانتے ہیں۔

سلطان غازی عبدالحمید خاں خلد اللہ ملکہ کی اس آخری جنگ کے وقت میں یہ ایک چھوٹی سی دھمکی تھی۔ جس کے سنتے ہی اور خط پڑھتے ہی زار روس کے حواس باختہ ہو گئے اور ٹرکی خوف اس پر طاری ہو گیا۔ اور واقعی زار کا یہ خیال درست تھا کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ اگر ذرا بھی چون و چرا کیا گیا تو تعجب نہیں تھا کہ خون کے دریا بہ جائیں اور مسلمانوں کا جوش عود کر آئے *

زار روس نے فوراً سلطان عبدالحمید خاں کی چٹھی کو تسلیم کر لیا اور اپنے اُس باطل خیال کی فوراً تردید کر ڈالی پھر کسی نے عثمانیہ جنگی جہازوں کا نام تک بھی نہ لیا *

سلطان عبدالحمید خاں کی یہ دونوں تجویزیں بڑے زور کے ساتھ کامیابی کے درجہ کو پہنچی اور مقام سین سٹی فانو میں صلح کا مسودہ با آہستگی انجام پذیر ہو گیا۔ اگرچہ اس مسودہ کی تکمیل دوسرے وقت پر رکھی گئی جو برلن کانگریس میں کامل کیگئی (جس کا مفصل حال ناظرین کچھ فاصلے پر ملاحظہ فرمائینگے)۔

ترکوں کی بہادری اور دلاوری کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ایسی نازک حالت میں جبکہ تخت سلطنت پر نیا بادشاہ تھا۔ اور خزانہ خالی۔ فوج نامکمل۔ سامان رسد وغیرہ غیر مکتفی تھا۔ تب بھی روسیوں کے بیجا مطالبات کو نہ تسلیم کیا اور اُن کی دھمکی کی مطلق پروا نہ کی۔ ترک تمام سامان جنگ و جدل مکمل ہونے پر غضب ڈھا سکتے ہیں اور جو کچھ نہیں ہو سکتا وہ کر سکتے ہیں *

اسی خوف سے اس لڑائی کے بعد زار روس نے ترکوں کے برخلاف اُسی زمانہ سے مفسدہ پرداز کمیٹیاں قایم کرنی شروع کردیں جس کا نتیجہ بغاوت آرمینیا اور کریٹ کا فساد تھا جو جنگ ٹرکی و یونان ۱۸۹۷ء کا باعث ہوا۔ اگرچہ اس جنگ ۱۸۷۷ء کا باعث بھی روس کے مفسدہ پرداز کمیٹی ہی تھی جس نے اس آگ کے شعلے بھڑکا دیئے اور جس کو زار روس نے ۱۸۵۹ء میں قایم کیا تھا جس کا یہ مدعا تھا کہ بلغاری ترکوں کے برخلاف علم بغاوت بلند کریں۔ چنانچہ یہ کمیٹی اپنے مقاصد میں کامیاب ہو گئی اور اس کے ممبروں کی تعداد بہت بڑھ گئی تھی اسی طرح اب روس نے بغاوت کریٹ کو اُبھارا۔ ذیل میں غازی عبدالحمید خاں سلطان آف ٹرکی کی حال کی شبیہ مبارک دیجاتی ہے (دیکھو تصویر نمبری ۳۲) *

تصویر نمبر ۳۲ حضرت

بوقت طبع حاشیہ اس طرف زیادہ چھوڑا جاوے

سلطان عبدالحمید خان اور اُن کا کنبہ

سلطان عبدالحمید خان ثانی کا قد مبارک درمیانہ ہے اور جسم مبارک کے اعضا کا تناسب بہت عمدہ نفیس اور موزوں ہے بعض اوقات چہرہ سنور پر ضعیفی اور تکان کی علامتیں نمایاں ہونے لگتی ہیں۔ ریش مبارک سیاہ ہے مگر اب سفیدی بھی اپنا نور دکھانے لگی ہے۔ فرق مبارک کے بال بھی سیاہ ہیں۔ آنکھوں سے نرمی اور رحم برستا رہتا ہے۔ چشم مبارک کی پتلیاں دونوں سیاہ ہیں جن سے زیرکی اور تیز فہمی نمایاں ہوتی ہے۔ جب کوئی شخص شرف ملازمت حاصل کرنیکی غرض سے بارگاہ عالی میں پیش کیا جاتا ہے سلطان المکرم اُس کو اچھی طرح محبت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور قیافہ و زیرکی سے اس کا مافی الضمیر خوب سمجھ لیتے ہیں۔ اُن کا دلفریب اور خوشنما جلوہ جو تارِ نظر سے دلوں میں گھُپ جاتا ہے۔ ایک عجیب و غریب حالت پیدا کرتا ہے۔ خوشی و بشاشت موجزن ہوتی ہے۔ جوش محبت لہریں مارنے لگتا ہے۔ ایک عجیب فرحت کا عالم ہوتا ہے۔ اوضاع و اطوار میں وہ نہایت خلیق اور متواضع ہیں اور عجب تسخیر ان کی چشم مبارک سے نمایاں ہوتی ہے۔ کہ جو ایک دفعہ شرف اندوز ملازمت ہوتا ہے وہ ہمیشہ سے سلطان المعظم کا گردیدہ احسان رہتا ہے۔ اور جان سے عزیز سمجھتا ہے۔ وہ بڑے سلیقے سے گفتگو فرماتے ہیں۔ اثنائے گفتگو میں اگر کوئی جوش موجزن ہو تو بڑے رعب داب سے تکلم فرماتے ہیں۔ یورپین لیڈیاں سلطان المعظم کی بہت تعریف کرتی ہیں۔ جب کبھی وہ حاضر بارگاہ ہوتی ہیں بہت سا انعام و اکرام سلطان المعظم کی طرف سے ان کو عطا ہوتا ہے۔ اور خاص کر سفیروں کی لیڈیاں اُن سے بہت محبت کرتی ہیں ✤

اگرچہ شرعی ازدواج چار ہیں جو ہر ایک سلطان کے لئے لازمی قرار دیے گئے ہیں۔ گو وہ ایک پر زیادہ نظر عنایت فرماتے ہیں۔ ٹرکی قاعدے کے بموجب حرم سرائے کی تعداد اب بھی بہت بڑھی ہوئی ہے۔ مگر سلطان عبدالحمید خاں ان کثیر التعداد مستورات سے (جنکی تعداد سو کے قریب ہے) خلاصی کرنا چاہتے ہیں۔ جن کا سالانہ خرچ کم سے کم چالیس لاکھ پونڈ ہے علاوہ روزانہ خرچ خوردنی میں روٹی ۱۸ ہزار پونڈ۔ چاول ایک ٹن۔ مچھلی ۴۰ من۔ چینی ۹ من صرف ہوتی ہے ✤

سلطان عبدالحمید خان ثانی کے چار فرزند ہیں۔ اوّل محمد سلیم افندی ہیں ۱۱ر جنوری ۱۸۷۰ء کو پیدا ہوئے۔ دویم عبدالقادر آفندی۔ ۱۳ر فروری ۱۸۷۸ء کو تولد ہوئے۔ سویم احمد افندی ۱۲ر مارچ ۱۸۷۸ء کو پیدا ہوئے۔ چہارم محمد برہان الدین ۱۸۸۵ء میں پیدا ہوئے ✤

اور تین بیٹیاں ہیں اوّل زکیہ سلطانہ ۱۲ جنوری ۱۸۷۱ء کو پیدا ہوئی دوم نعیمہ سلطانہ ۵ ر
اگست ۱۸۷۶ء کو پیدا ہوئیں۔ سوم نائب سلطانہ جو ۱۸۸۲ء میں تولد ہوئیں ؎

سلطان المعظم کے ۱۲ بھائی اور بہنیں ہیں جو تعداد میں مساوی درجہ پر ہیں۔ یعنی ۶ برادر اور چھ
ہمشیرگان ہیں۔ اول برادر محمد مراد افندی ہیں جو ۲۱ دسمبر ۱۸۴۰ء کو پیدا ہوئے اور سلطان عبدالعزیز کے عزل
پر ۳۰ رمئی ۱۸۷۶ء کو تخت عثمانیہ پر بیٹھے تھے۔ مگر ۳۱ راگست ۱۸۷۶ء کو جنون واقع ہونیکے باعث
معزول کئے گئے۔ دوم محمد رشید افندی ولی عہد سلطنت عثمانیہ ۳ نومبر ۱۸۴۴ء کو پیدا ہوئے سوم
احمد کمال الدین افندی ۱۲ دسمبر ۱۸۴۷ء۔ چہارم نور الدین افندی ۱۴ اپریل ۱۸۵۲ء کو پیدا ہوئے ششم
وحید الدین آفندی ۱۲ جولائی ۱۸۶۲ء کو پیدا ہوئے ؎

بہنوں کے نام نامی یہ ہیں۔ اول فاطمہ سلطانہ یکم نومبر ۱۸۴۰ء کو پیدا ہوئیں اور ۱۱ اگست ۱۸۵۴ء کو
رشید پاشا کے تیسرے بیٹے مسمی علی طالب پاشا کے ساتھ شادی کی گئی تھی۔ لیکن ۲۰ راکتوبر ۱۸۵۸ء
کو بیوہ ہوگئیں اور ۱۴ مارچ ۱۸۵۹ء کو محمد نوری پاشا سے عقد ثانی کیا گیا۔ دوم رفیقہ سلطانہ ۶ فروری ۱۸۴۲ء
کو پیدا ہوئیں اور ۱۲ جولائی ۱۸۵۸ء کو محمد علی پاشا کے بیٹے مسمی ادہم پاشا کے ساتھ شادی کیگئی۔ سوم
جمیلہ سلطانہ ۱۸ اگست ۱۸۴۳ء کو پیدا ہوئیں اور ۸ جون ۱۸۵۸ء کو محمد جلال الدین پاشا ولد احمد فتحی سے شادی
کی گئی۔ چہارم سنیہ سلطانہ ۱۲ نومبر ۱۸۵۱ء کو پیدا ہوئیں اور خلیل پاشا کے فرزند محمود پاشا سے بیاہی گئیں
پنجم فہیمہ سلطانہ ۲۶ جنوری ۱۸۶۱ء کو پیدا ہوئیں ششم نجیلہ سلطانہ یکم مارچ ۱۸۶۱ء کو پیدا ہوئیں ؎

ماشاءاللہ سلطان عبدالحمید خاں کے ولی عہدوں کا سلسلہ بہت بڑا ہے۔ عثمانیہ سلطنت
نسلاً بعد نسلٍ منتقل نہیں ہوتی ہے بلکہ قدیم ایام سے آل عثمان کا طریقہ اور سلسلہ اس طرح سے ہوتا چلا آیا
ہے کہ سلطان الوقت کا بھائی ولی عہد مقرر کیا جاتا ہے اور اگر بھائی نہو تو بھتیجا والی سلطنت گنا جاتا
ہے یعنی خاندان میں سب سے بزرگ تر مسند خلافت و سلطنت پر متمکن کیا جاتا ہے۔ یہ بات نہیں
کہ سلطان عبدالحمید خاں ثانی کا بڑا بیٹا محمد سلیم افندی ولیعہد ہو بلکہ سلطان المعظم کے چھوٹے بھائی
محمد رشید افندی ولی عہد خلافت و سلطنت ہیں۔ اور اگر خدانخواستہ خاندان میں کوئی بھائی اور
بھتیجہ نہ ہو تو سلطان کا بڑا بیٹا تخت نشین کیا جاویگا ؎

۱۸۷۸ء کی لڑائی کے بعد سلطان عبدالحمید خاں ثانی نے بڑے حوصلہ سے کمر ہمت باندھی
دول یورپ کے رنگ و ڈھنگ اور سفیروں کی کارستانیوں کے تجربے بخوبی ہوگئے تھے اور نیز
اپنی سلطنت کے حالات اور ارکین دولت عثمانیہ کی کیفیتیں سب کچھ معلوم ہوگئی تھیں۔ اسلئے سلطان المعظم
نے اپنی عالی دماغی سے کام لینا شروع کیا اور عمدہ عمدہ تجویزیں عمل میں لانے لگے کیونکہ اُن کو یہ معلوم

ہوگیا تھا کہ ہمارے قیام حکومت میں اب کسی قسم کا شبہ و خدشہ نہیں رہا ہے۔ وہ اپنے ملک کی تباہی اور بربادی کا نقشہ دیکھ چکے تھے اب وہ اُس کی مرفع الحالی کو قایم کرنے کیلئے بدل و جان مشغول ہوئے اور الحمد اکبر کہکر سلطنت میں ہاتھ ڈالا سلطان المعظم نے اوّل ہی اوّل مدحت پاشا کو جلا وطنی کا حکم دیا جو بادشاہ ساز اور سلطان گر کے نام سے مشہور ہو چکا تھا وہ فوراً حکم سلطانی سے مطلع ہوکر مکہ معظمہ کو چلا گیا اور اسی رنج و تعب میں دنیای دنی سے عالم بقا کو سدھار گیا۔ اور اُس کی پارلیمنٹ بھی اُس کے ساتھ ہی ملکِ عدم کو پہنچادی گئی۔ مدحت کی جلاوطنی کا باعث عام ترکوں کی مخالفت گورنمنٹ ترکی کی ابتری۔ دشمنوں کی سازش اور سلطان گری کی شہرت اور اندرونی امن و امان کی مخالفت تھی۔ افسوس مدحت سے ایسے قوی الرائے بادشاہ کے وقت میں کچھ بھی بادشاہ کی مدد نہو سکی سوائے افسوس کے اور کیا ہو سکتا ہے۔

کسی کا کندہ نگینہ پہ نام ہوتا ہے
کسی کی عمر کا لبریز جام ہوتا ہے
عجب سرا ہے یہ دنیا کہ جسکے شام و سحر
کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہے

اب سلطان المعظم کی طرف سے شاہی جلال اور اقبال کا اثر سلطنت میں ہونے لگا اور تمام کاروبار حکومت جو وزرا کی مٹھی میں تھے خود سلطان المعظم نے اپنے ہاتھ میں لے لئے سلطانی جلال اور عثمانی اقبال کا رعب چمکا۔ اور ہر شخص کے ساتھ کچھ اوامر کا عمل کرکے دکھلا دیا تمام دشمن منہ دیکھتے رہگئے جو کھلی اُڑاتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ اب سلطنت عثمانیہ کے خاتمہ کا وقت آگیا ہے۔ اب اسلام بھی دنیا سے اُٹھ جائیگا مگر خدائے عالم نے دنیا کو تماشا دکھانا منظور تھا اب دیکھنا چاہئے کہ کیا سے کیا ہوگیا خدا کی مدد اور اُس کی عنایت سے اعلےٰحضرت سلطان المعظم نے وہ دانشمندانہ تدبیریں برتیں اور وہ عقل کے جوہر دکھائے جو بڑے بڑے لایق سے لایق بادشاہ کو بھی نصیب نہیں ہوئے دوست اور دشمن کی زبان سے صدائے آفرین و مرحبا کے نعرے نکلتے تھے دشمن آپ کی عاقلانہ کارروائیوں پر عش عش کرتے تھے۔ وہ سلطنت جو سکین کے نام سے یاد کیجاتی تھی اب تمام یورپ اور ایشیا میں لایق اور ہوشیار سلطان کے نام سے پکاری جاتی ہے۔

اعلےٰحضرت سلطان المعظم تمام اوصاف سلطانی سے موصوف ہیں۔ جو ایک عالی ہمت۔ بلند خیال۔ پاکباز۔ مدبر۔ منتظم۔ ہونہار اور متشرع خلیفہ میں ہونے ضروریات سے ہیں جہانداری اور اسلامی پالیسی میں وہ ہمیشہ کامیاب و مظفر و منصور کے لقب سے ملقب ہونیکے

مستحق ہیں۔ علاوہ بریں عقلاے فرنگ اور مدبّران یورپ کی رائے اس وقت بھی حضرت سلطان المعظم کی نسبت نہایت عمدہ اور قابلِ وقعت ہے۔ لارڈ مارکوئس آف سالسبری وزیراعظم انگلستان جنکی تصویر ذیل میں دکھائی جاتی ہے (دیکھو تصویر نمبری ۳۳) کے وہ بیانات جو ٹرکی کی نسبت اُنھوں نے فرمائے ہیں قابل لحاظ ہیں صاحب ممدوح فرماتے ہیں کہ :-

تصویر نمبر ۳۳ - مارکوئس آف لارڈ سالسبری وزیر اعظم انگلستان

THE MARQUIS OF SALISBURY
No

ٹرکی کی حالت بہتر ہے۔ سلطان نہایت ہی قوی الرائے حکمران ہیں اور ابتری کے دور کرنیمیں جو ان کے ماسبق حکمرانوں نے سلطنت میں پیدا کی تھی نہایت سخت محنت و جفاکشی ظاہر فرمارہے ہیں۔ کل سلطنت عثمانیہ میں ترقی کیجانب کوشش ہو رہی ہے۔ مجکو یقین کامل ہے کہ اگر وہ ترقی

برابر قایم رہے تو بالآخر اس سے امن و امان قایم ہوگا اور یورپ کو اس سلطنت کے تنزل اور تباہی کا خوف نہ باقی رہیگا +

پروفیسر ویمبری نے اس عنوان سے (مغربی تہذیب کا اثر مشرق میں) ۲۰ مئی کو دربار فلس سٹریٹ منچسٹر میں ایک کثیر انبوہ کے سامنے لکچر دیا جو ٹائمز آف انڈیا نے شایع کیا اور وہ اودھ اخبار میں نقل کیا گیا وہ یہ ہے کہ :-

ترک دیگر ایشیائی اقوام میں سے نہایت سر برآوردہ اور ترقی یافتہ ہیں بظاہر وہ بالکل یورپین معلوم ہوتے ہیں اور عادات اور قواعد بھی یورپین کے مانند ہیں۔ مگر افسوس یہ تبدیلی نسوان کے گروہ میں نہیں ہوئی۔ عرب اپنی قدیم عادات اور رسموں پر قایم ہیں۔ وہ صدہا برس سے چلے آئے ہیں یعنی ان کو یورپین قاعدوں اور عادات سے کلی نفرت ہے۔ تیس برس ہوئے جب میں ترکی مکان میں رہتا تھا تو مجھے حیرت ہوتی تھی کہ عورتوں میں کیسی ضد ہے۔ لیکن اب سلطان حال کے ظل عاطفت میں اُنھوں نے تہذیب کے میدان میں قدم بڑھایا ہے۔ سلطان نے ٹرکی میں سکول نسواں مقرر کیا ہے اور یورپین تہذیب کی ترقی کیلئے بہت کچھ تدابیر کی ہیں۔ میں فخریہ کہتا ہوں کہ میں سلطان کا ذاتی دوست ہوں۔ اور خیالات اور یورپین طریقہ بود و باش سے کامل واقف ہوں وہ ٹرکی سلطنت میں زمانہ حال کی تہذیب قایم کرنا چاہتے ہیں۔ سکول کالج۔ یونیورسٹی حال کے ترکی زمانہ میں بہت کچھ بڑھ گئے ہیں۔ اعلےٰ فرقہ کے لوگوں میں کوئی شخص نہیں جو فرانسیسی زبان خوب بول نہ سکتا ہو۔ اور انگریزی فارسی بلکہ جرمنی بھی لکھ پڑھ نہ سکتا ہو۔ اس زمانہ کے علوم کو سب درجے کے لوگوں میں بہت ترقی ہے۔ ترک انشا پردازی میں مغربی خیالات پیدا ہونے کے سبب سے عمدگی پیدا ہوتی جاتی ہے۔ تھوڑا ہی زمانہ ہوا کہ میں نے شیکسپیر کے خاص خاص ناٹکوں کا ترجمہ ترکی زبان میں بہت ہی عمدہ دیکھا تھا۔ بہت سے انگریزی معرکوں اور کتابوں کا بھی ترجمہ ہو چکا ہے۔ سلطان جدید سکولوں کے لئے صرف خاص سے روپیہ دیتے ہیں۔ نوعمروں کو یورپ بھیجتے ہیں۔ الغرض یہ اپنے لوگوں میں روشنی پھیلانے کیلئے زیادہ کوشش کرتے ہیں۔ اس ترکی فرمانروا کی نسبت میں خوشی سے دیکھتا ہوں کہ لارڈ سالسبری نے اپنی سپیچ گلاسگو میں اُس کی نہایت درجہ تعریف کی ہے۔ یہ قابل حیرت ایشیائی شخص ہے۔ اس سے بہتر کوئی مجھے نہیں ملا۔ یہ ملکی انتظام اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے اسیوجہ سے محنت میں مصروف رہتا ہے۔ علی الصباح بیدار ہوئے اور معاملات سلطنت شروع کر دیے۔ بعض دفعہ ۳ بجے سہ پہر تک مصروف رہتا ہے۔ کم خوراک ہے شراب نہیں پیتا ہے۔ اور واقعی اپنی طبیعت سے محنت لینے پر قادر ہے۔ شاید تم سوال کروگے کہ ایسے اعلےٰ رئیس کی حکومت میں

ٹرکی کو ترقی کیوں نہیں ہوتی - تو میرا جواب ہے کہ مثل شخص واحد کے قومیں یکایک ترقی نہیں
کرسکتیں جس طرح کوئی ذوفنون مارکر ذاتی ترقی نہیں کرسکتا - اسی طرح تربیت بھی ترقی نہیں کرسکتی
ترک مثل اور ایشیائی اقوام کے آج اُس درجہ پر ہیں جس درجہ پر ہم بارھویں - تیرھویں صدی
میں تھے - جس طرح سے ہم تیرھویں صدی سے اُچک کر حال کی تہذیب میں نہ آسکتے تھے اسی طرح
ترک بھی نہیں آسکتے - تہذیب مشرقی کے لئے زمانہ اور تحمل درکار ہے - یورپ میں اس سے
رعایت نہیں ہوتی وہ ہمیشہ بڑبڑاتے ہیں کہ ترکی انتظام بُرا ہے - ملک برباد ہو رہا ہے صنعت
وحرفت اور علوم سے بے پروائی کیجاتی ہے - وہ یہ فراموش کرتے ہیں کہ ہم نے یہ باتیں برہا
محنت ومشقت سے حاصل کی ہیں - ہم نے تعصبات اور مذہبی دیوانگی اور پولٹیکل ظلم کو موقوف کیا
اگر ترکوں کو وقت مناسب ملے جس سے رفتہ رفتہ عمدگی کی ترقی ہو - اس میں شک نہیں کہ
سلطنت سنبھل جائیگی اور بہت بڑے مشرقی مسئلے کی مشکل آسان ہوجائیگی +

ایک آرٹیکل اردو اخبار میں ترکوں کی موجودہ حالت کی نسبت چھپا تھا جس کی نقل ذیل میں
کی جاتی ہے +

ترکوں نے اپنے تمام انتظاموں کے ساتھ اپنی فوجوں کو بہت ترقی دی ہے - انگریزی اخبارات
جو ہمیشہ ترکوں کی عیب جوئی میں رہا کرتے ہیں اب وہ بھی اعتراف کرتے جاتے ہیں کہ ترکی فوجیں
اب بہت قوی ہیں - پاونیر بحوالہ ڈیلی کرنیکل لکھتا ہے کہ کیساہی خراب انتظام ٹرکی کا ہو مگر
سلطان بہرکیف اپنی فوج کو خوب آراستہ رکھتے ہیں تھوڑی ہی مدت کے بعد ۶ لاکھ پیٹنٹنگ
رائفل بندوقیں فوج کے ہاتھ میں ہوں گی - توپخانہ میں چند توپیں کرپ کے کارخانہ کی ہیں جن سے
بہتر یورپ میں نہیں ہیں - پچاس رسالہ ایشیائی ٹرکی میں بھرتی ہوئے ہیں - اب فوج میں شریک
کئے گئے - سلطان کے جہازوں کا بھی حال میں عمدہ حال ہے - یہ سب انتظامات موجودہ سلطان
المعظم کی بیدار مغزی اور سرگرمی سے عمل میں آتے ہیں - ان سے پیشتر انتظام ملک دراصل خراب
تھا - ترکی اخبارات اور وہاں کی خبروں کے ذریعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ سلطان نے
بہت اچھی طرح سمجھ لیا ہے کہ یورپ کی رفتار اب کیا ہے - سابق میں ترکوں کے یورپ سے نکالنے
کے لئے کروسیڈ کے نام سے بڑی بڑی معرکہ آرائیاں ہوچکی ہیں - بڑے بڑے اتفاق ہوئے
بڑی بڑی فوجیں روانہ ہوئیں - لیکن ترکی فوج نے ہمیشہ سارے یورپ کا منہ پھیر دیا - اور کبھی ترکوں
کے مقابلہ میں کسی قوم کو کامیابی نہیں ہوسکی - یورپ نے ان علانیہ کوششوں میں تھک کر زمانہ
حال کی حکمت عملیوں کے مطابق ایک ایسا کروسیڈ شروع کیا جس کی بنا صرف باہمی اتفاق اور

ترکوں کی اندرونی حدود میں پھوٹ ڈالنے پر تھی۔ ترکوں میں جواب ضعف بتایا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم کو خواہ مخواہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ روس وغیرہ کو اس قسم کی حکمت عملیوں میں ایک خشک کامیابی ہوئی ہے۔ گذشتہ صدیوں کی حالت دیکھنے والا مشکل سمجھ سکتا ہے کہ ترک ان دنوں کیوں اس قدر ضعیف ہیں۔ یہ کہا جاتا ہے کہ ترکوں میں عشرت پسندی اور دولت کے کھیل پیدا ہوگئے۔ گو ہم اس کو مان لیں مگر اس حد تک ہرگز نہ مانیں گے کہ اُن کا تنزل انہیں باتوں سے ہے صرف وجہ یہ ہے کہ یورپ جن دنوں ایک طرف مذہبی کروسیڈ کے نام سے ترکوں کا مقابلہ کررہا تھا۔ اُس وقت وہاں ایک دوسرا کروسیڈ بھی شروع ہوگیا تھا جس کی غرض خود دین مسیحی سے مقابلہ کرنا تھا۔ اس کروسیڈ پر بہت سے فلسفیوں۔ بہت سے مذہبی بہادروں اور نیز مذہبی ریفارمروں کی قربانیاں چڑھیں۔ آخرکار نتیجہ یہ نکلا کہ اگرچہ مسلمانوں کے مقابلے والے کروسیڈ میں یورپ ناکامیاب رہا لیکن اس دوسری کروسیڈ میں اُسے کامیابی ہوئی دین مسیحی صرف نام کے لئے رہگیا۔ چرچ کی حکومت تباہ ہوگئی پوپ کی وقعت میں بٹہ لگ گیا اور وہی لوگ جو اپنے آپ کو دین عیسوی کا پابند بتاتے ہیں خود ہی مذہب کا فیصلہ کرنے والے بن گئے۔ یورپ اسی بنا پر آج کسی مذہبی حکم کا پابند نہیں اور اپنی ضروریات دنیوی کے لئے ہر کام کو جائز کرلیتا ہے اور پورے عقلی اصول کی پابندی کرسکتا ہے۔ لیکن مسلمانوں نے خدانخواستہ کبھی ایسا جہاد نہیں کیا جس کے حملوں کا اثر خود اپنے دین پر پڑتا ہے۔ ترک کسی حال اور کسی طرح مذہبی احکام کی مخالفت نہیں کرسکتے اور یہی فرق ہے جو آج ترکوں کو بمقابلہ یورپ ضعیف ثابت کررہا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ فی الحال ترکوں نے بہت ترقی کی اور روز بروز ترقی کررہے ہیں *

سب سے بڑا کام جو سلطان نے شروع کیا صیغہ مال تھا جس کی وجہ سے خزانہ کی تباہی اور بربادی متصور تھی دولت عالیہ نے سرکاری کمیشن تحقیقات کے لئے مقرر کیا جس کے نتیجہ سے خفیہ غبنوں اور ضمانتوں کی ایسی وارداتیں ظاہر ہوئیں جو کسی مشرقی ملک میں نہیں پائی گئیں اور اس قباحت کے دور کرنیکے لئے عمدہ عمدہ تجویزیں اختیار کی گئیں۔ جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ دولت عثمانیہ مرفہ الحال ہورہی ہے اور صیغہ مال کی روزافزوں ترقی کی شہادت دے رہی ہے قومی قرضہ کا بار جس نے سلطنت کی سر کو گنجہ کردیا تھا اب بہت ہی تھوڑا رہگیا ہے رہزنی اور قزاقی جو ملک میں پھیلی ہوئی تھی اُس کی انسداد کا وہ انتظام کیا گیا کہ ٹھگی اور ڈکیتی بالکل سلطنت سے اُڑا دیگئی۔ اعلے تعلیم کیلئے وہ اسباب مہیا کئے گئے کہ جل وصلی۔ حرفت وصنعت کے پھیلانیکے لئے کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا گیا۔ مذہبی تعلیم کا بڑا خیال کیا گیا ہے۔ اخبار اور مطابع کی روزافزوں ترقی ہے اور سرکاری مطابع میں سلطان المعظم

کے حکم سے یورپ کے علوم وفنون اور سائنس کی کتابیں ترجمہ ہو کر شایع کی جارہی ہیں سلطان المعظم کی دلی خواہش ہے کہ انکی رعایا میں علمی اور دماغی لیاقت کے اشخاص پیدا ہوتے رہیں +

افواج بحری اور برّی کا خیال از حد دامن گیر ہے۔ فوج کی ترتیب اور تعلیم میں ذرا غفلت نہیں ہوتی بفضل خدا سلطان ٹرکی کی فوجی طاقت کمال درجہ پر پہنچی ہوئی ہے جس کی تعریف میں جرمنی کے ولیم ثانی نے بڑے بڑے لفظ زبان سے نکالے ہیں۔ سلسلہ ریلوے میں دولت عالیہ نے اپنی ہمت عالی سے بڑا کمال دکھایا ہے۔ چھوٹے چھوٹے سلسلوں کے علاوہ حجاز ریلوے کا سلسلہ ایسا زبردست ہے کہ جو تمام دنیا کی ریلوں سے بڑھ جائیگا۔ خدا اسے انجام کو پہنچائے +

ملک کی بہبودی اور فلاح کے لئے جو مادہ سلطان المکرم میں ہے اگر ایسا ہی اُن کے وزرا میں بھی ہو تو چند سالوں میں ٹرکی یورپ کا مخزن بنجائے۔ سلطان المکرم رحمدل اعلے درجہ کے ہیں اور عیسائی رعایا اور قوم پر ان کا رحم خاص ہے۔ تخت نشینی کے وقت سے آجتک اگر تلاش کیا جائے تو صرف ایک دو فرمان قتل ایسے ہونگے جن پر عبدالحمید خاں کے دستخط ہوں۔ اُنہوں نے سنگین سزا بالکل موقوف کردی ہے حالانکہ وہ مجرموں کی قسمت کا فیصلہ خود ہی فرماتے ہیں +

جو واقعات روم میں گذرتے ہیں وہ اخباری دنیا میں بڑی چالاکی سے مشتہر کئے جاتے ہیں + اگر ان میں ذرہ بھی گورنمنٹ روم کا نقص پایا جائے تو یورپ کے نامہ نگار جو خاص اسی کام کیلئے سلطنت ٹرکی میں مقرر کئے ہوئے ہیں اُسے پر کا کوا بنا کر چھوڑتے ہیں۔ اور جو کوئی اچھی بات ہوتی ہو وہ متعصب نامہ نگار اُس سے گریز کرتے ہیں۔ ٹرکی اخبارات ایسے آزاد ہیں جیسے لندن کے اخبارات آزاد ہیں۔ اگرچہ اخباروں کی تعداد اور اشاعت کثرت سے ہے اور ترکوں کو اخبارات سے زیادہ مذاق ہے۔ جیسے یورپ اور ہند میں اخبارات کیلئے لائبریری۔ ہوٹل۔ کلب۔ سوسائٹیاں اور انجمنیں اخبارات سے پُر رہتی ہیں۔ ایسے ہی ٹرکی میں قہوہ خانے اخبارات کے لئے مخصوص ہیں۔ جہاں کثرت سے اخبارات تیار رہتے ہیں۔ اسی لحاظ سے ان قہوہ خانوں کو قرأت خانہ کہتے ہیں +

مگر وہاں کے اخبار کوئی پولیٹکل معاملہ اپنی راے سے نہیں لکھ سکتے۔ اخبارات اور رسالوں اور کتابوں کے لئے پریس کمشنر معین ہیں بغیر ملاحظہ کوئی کاغذ نہیں چھپ سکتا ٹرکی سلطنت کے اخبارات کو آزادی نہ حاصل ہونیکے وجوہات یہ ہیں کہ تمام سلطنت میں مختلف اقوام کی رعایا بسی ہوئی ہے جن کے مذاہب میں بڑا بھاری اختلاف ہے۔ باوجود اس کے بہت سے اخبارات غیر مذاہب کے ہیں جو سلطنت کے مخالف ہیں اور تمام ٹرکی کے چاروں طرف یورپین حکومتیں بسی ہوئی ہیں جو ترکوں کو بد نظر سے دیکھتی ہیں۔ اخباروں سے دنیا بھر کی گورنمنٹیں ڈرتی رہتی ہیں۔

فرانس جیسا ملک نے جہاں جمہوری سلطنت ہے اخباروں کی آزادی کو چھین لیا گیا ہے۔ علی ہذالقیاس روس وغیرہ میں بھی اخبارات کو آزادی نہیں۔ یہاں تک ہندوستان جیسے ملک میں اخباروں کو آزادی نہیں۔ اور بات یہ ہے کہ ترکی و ہندوستان یا ایسے ہی ملک ہیں کہ یہاں اور وہاں اخباروں کو آزادی مل ہی نہیں سکتی ⁂

اعلیحضرت خلیفۃ المسلمین بہت سویرے خواب استراحت سے بیدار ہوتے ہیں اور پوشاک پہن کر نماز میں مشغول ہوتے ہیں بعد فراغت نماز ایک پیالی سیاہ قہوہ کی نوش فرماتے ہیں۔ بعدہ چرٹ پیتے ہیں۔ پھر حاضری تناول فرماتے ہیں۔ اس کے بعد خانگی معاملات کی طرف توجہ فرماتے ہیں۔ اس سے فارغ ہو کر ایک مردانہ مکان میں جس کو سلام لک کہتے ہیں رونق افروز ہوتے ہیں۔ اس مقام پر درباری معاملات کے متعلق رپورٹیں سنتے ہیں۔ ۱۰ بجے کے بعد ان کا درباری سکرٹری اور دیگر عہدہ دار افسر روزانہ مراسلات اور رپورٹیں لیکر حاضر ہوتے ہیں۔ کل مراسلہ رپورٹیں وغیرہ دولت عالیہ کے دائیں طرف رکھی جاتی ہیں۔ اور بائیں جانب کو ترکی اور یورپین اخبارات کے اقتباسوں کا ڈھیر ہوتا ہے جو ترجمہ کے محکمہ سے ترکی زبان میں ترجمہ ہو کر پیش کئے جاتے ہیں ان تمام کاغذات کو سلطان المعظم ملاحظہ فرماتے ہیں اور مناسب حکم لکھتے ہیں۔ اس کام کو ختم کرکے سادہ ناشتہ تناول فرماتے ہیں۔ جس میں گوشت اور سبزی ہوتی ہے۔ پھر وہ باغ میں چہل قدمی کرتے ہیں یا اُن جھیلوں میں سے کسی ایک میں جو پارک میں موجود ہیں کشتی پر سوار ہو کر سیر فرماتے ہیں۔ اس وقت چیمبرلین یا بڑے بڑے معزز عہدہ دار ہمرکاب حضور ہوتے ہیں۔ اس مقام پر قصر چراغاں کا نظارہ پیش کیا جاتا ہے (دیکھو تصویر نمبری ۳۵) محل چراغان میں ۲ گھنٹہ سیر فرما کر دوہ نشستگاہ میں رونق افروز ہوتے ہیں پھر دربار عام فرماتے ہیں۔ یا کسی کمیٹی وغیرہ کے اجلاس میں شامل ہوتے ہیں۔ اسی طرح سے شام کا وقت قریب آجاتا ہے۔ پھر ہوا خوری کو تشریف لیجاتے ہیں۔ سیر سے سیر ہو کر شام کا کھانا تناول فرماتے ہیں۔ یہ شام کا کھانا بھی ناشتہ کی طرح سے سادہ ہوتا ہے ان کی مرغوب غذا۔ پلاؤ۔ شیرینی۔ گوشت وغیرہ ہے۔ محرمات شراب وغیرہ کو مطلق ہاتھ نہیں لگاتے احکام مذہبی اور شرع محمدی کے پکے پابند ہیں۔ شربت نہایت ہی مرغوب طبع ہے اور برف کی منجمد شدہ ملائی سے بھی شوق ہے۔ شام کے کھانے کے بعد وہ سلام لک میں پھر تشریف لے جاتے ہیں جو کام ضروری ہوتا ہے کرتے ہیں۔ پھر حرم سرائے میں جلوہ افروز ہوتے ہیں اور اپنے بیٹوں اور اولاد کے ساتھ محبت کرتے ہیں اور حد سے زیادہ پیار کرتے ہیں اور اپنے خاندان کے لوگوں سے بڑی محبت اور اخلاق سے پیش آتے ہیں۔ سلطان المعظم

اپنی حرم سرا میں بھی اپنی حفاظت کے لئے بڑی احتیاط کرتے ہیں +

اِس کے بعد پھر لکھنے پڑھنے کے کام میں مشغول ہو جاتے ہیں اور وہ کاغذات ملاحظہ فرماتے ہیں جو بارہ ضلعوں سے آتے ہیں - ان پر حکم لکھتے ہوئے رات کے دو بجے فارغ ہوتے ہیں - اور شب کو کسی قدر خواب فرماتے ہیں - اور اکثر شب بیداری میں گذرتی ہے - عبادتِ خدا اور وظائف سے مطلق غافل نہیں شیخ ابوحسن شاذلی کے طریقے پر ہیں +

اپنے ملک اور رعایا کی بہتری کے وسائل سچے دل اور واقعی شوق سے جویاں رہتے ہیں - اور اپنے عیش و آرام کا مطلق خیال نہیں فرماتے ہیں - وہ اپنے ملک اور رعایا میں امن و امان کے بہت چاہنے والے ہیں - اور وہ اعلےٰ درجہ کے فیاض اور رحم دل ہیں - اپنی جیب خاص سے بڑی بڑی رقمیں رعایا کے واسطے نکالتے رہتے ہیں تاکہ اُن کی تکلیف رفع ہو - اپنے وقت کے حاتم اور فیاض ہیں - جزیرہ کریٹ کی رعایا پر بہت مہربانی سے وہاں کے ابتدائی مدرسے کے لئے اڑھائی لاکھ پیاسٹر اپنی جیب خاص سے مرحمت فرمائے - وہ اپنی رعایا کے ساتھ پدرانہ سلوک کرتے ہیں وہ اعلیٰ درجہ کے حمید اور فیاض حکمران ہیں +

ایک دفعہ آپ نے اپنے ظروف طلائی و نقرئی کا حصہ مع جواہرات کے خزانہ عامرہ کیواسطے مرحمت کر ڈالا تھا اور اپنے ذاتی ملازمین میں تخفیف فرمادی اور اُس کی بچت خیراتی امور میں خرچ کر ڈالی +

سلطان المعظم کی ذات میں ہرگز تعصب نہیں - مگر اپنے مذہب کے پورے پابند ہیں - علماء حکماء فقرا اور دُرویشوں سے بہت ملتے ہیں اور اُن کی عزت خلوص دل سے کرتے ہیں - اور بڑے شوق دلی سے اُن کو انعام عطا فرماتے ہیں - اسی طرح غیر مذہب کے لوگوں پر بھی مہربانی فرماتے ہیں چنانچہ مذہبی امور بڑی آزادی سے کئے جاتے ہیں - بلکہ عیسائیوں کو بڑے بڑے انعام و اکرام عطا فرماتے ہیں بلکہ یوروشلم کے پادری کو اعلےٰ درجہ کا تمغہ مرحمت کیا تھا +

ملک اور تمام قوموں کو سلطان عبدالحمید خاں کے ساتھ اعلےٰ درجہ کی محبت ہے - اور خاندان و رعایا ہر وقت اپنی جان نثار کرنے کو موجود ہے - تمام ترک سلطان المعظم کا نام نہیں لیتے اور نام لینے کو وہ ترکِ ادب سمجھتے ہیں - بلکہ بادشاہ کو آفندم کہتے ہیں - علاوہ ترکی سلطنت کے عبدالحمید خاں میں وہ اوصاف پائے گئے ہیں کہ تمام دنیا کے مسلمان ان پر جان قربان کرنیکے لئے موجود ہیں - ایسا کوئی مسلمان نہ ہوگا جس کو سلطان المعظم سے ہمدردی کا تعلق نہو + تمام مسلمان سلطان عبدالحمید خاں کو امام المسلمین اور خلیفہ روئے زمین مان چکے ہیں - اسی لحاظ سے دنیا کے

اہلِ اسلام آلِ عثمان کی گدی اور تخت کو خلافت اسلام کی گدی اور تخت تصور کرتے ہیں اور ترکی تاج کو اسلامی تاج مانتے ہیں۔ علاوہ اس کے وہ مرکز اسلام مسلمانوں کا دین وایمان مکہ معظمہ زاد اللہ شرفاً وتعظیماً و مدینہ منورہ زاد اللہ عظمۃً وفیضۃً کے خادم تمام سلاطین آلِ عثمان ہوتے چلے آئے ہیں۔ ماسوائے اس کے بیت المقدس و یوروشلیم زاد اللہ حرمتہ جو عیسائیوں اور مسلمانوں کا معابد ہے اُس کے حامی اور معاون ہوتے رہے ہیں۔ علی ہذا القیاس کرب بلائے معلےٰ وغیرہ یہ تمام مقدس معابد سلطنت آلِ عثمان ہی میں داخل ہیں۔ اسی وجہ سے سلطنت عثمانیہ کے سلطان کا خطاب امیر المومنین۔ امام المسلمین خلیفہ روئے زمین خادم وحامی حرمین شریفین۔ سلطان البرین والبحرین حامی الفقراء والمہاجرین محب العلماء والصلحین السلطان المعظم والخاقان الاعظم سلطان ابن سلطان السلطان الغازی عبدالحمید خان ثانی خلد اللہ ملکہ وزاد اللہ سلطنۃ کے نامی القاب اور گرامی خطاب سے پکارتے ہیں اور ان سے مذہبی اور روحانی افسری یعنی اُن کے منصب خلافت سے خلوص دل سے معتقد ہیں اور ہر جمعہ کی نماز جمعہ میں ان کے نام کا خطبہ پڑھتے ہیں گویا دو سو ملین مسلمان نماز کے وقت ان کا نام لیتے ہیں اور دعائے خیر سے یاد کرتے ہیں۔ اور اکثر مسلمان یہ شعر پڑھا کرتے ہیں۔

اندر بقائے عمر تو خیر جہانیاں　　　باقی مباد ہر کہ نخواہد بقائے تو

اب کریٹ کے مفصل حالات بیان کئے جاتے ہیں +

تصویر الف

یہ نقشہ اوس فاصلہ کو جو کہ یونان کی جنوبی سرحد اور کریٹ کے درمیان ہین اور
وہ فاصلہ جو کہ کریٹ اور ٹرکی کے درمیان ہے ظاہر کرتا ہے +
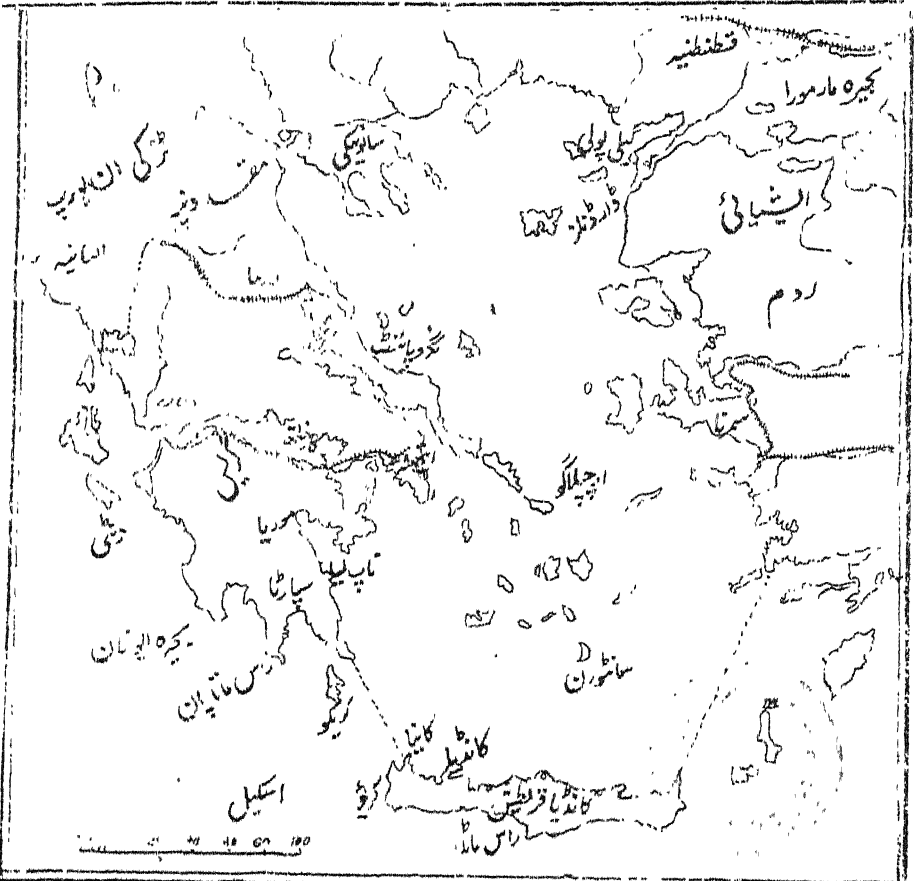
مرقع دوم

جزیرہ کریٹ کا جغرافیہ اور تاریخی وقعات

جغرافیہ جزیرہ کریٹ

کریٹ سلطنت ٹرکی کا ایک پُرانا زرخیز جزیرہ ہے جو اپنی خوبی اور فضا میں نامور ہونیکے باعث بہت مشہور و معروف ہے۔ کریٹ بحرہ روم میں مجمع الجزائر یونان کے جنوبی ساحل پر واقع ہے اور راس ملیا سے جنوب مشرق کی طرف ساٹھ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔

سنہ ۲۱۱ ہجری مطابق ۸۲۵ عیسوی میں جب مسلمانوں نے اِس جزیرے کو فتح کیا تو اِس کے شمالی ساحل پر ایک شہر بسایا جس کا نام خندق رکھا گیا۔ اُس وقت اس نئے شہر کی اس قدر شہرت ہوئی کہ تمام جزیرہ کریٹ کو خندق ہی کے نام سے پکارنے لگے۔

انگریزی جغرافیہ میں اِس جزیرے کا نام کریٹ یا کانڈیا لکھا ہے لفظ کانڈیا یورپ کی زبانوں سے مشتق نہیں ہوا۔ بلکہ جب لفظ خندق نے یورپ کی مختلف قوموں کی زبانوں میں رواج پایا تو عربی لفظ ہونیکے سبب اُن سے پورا پورا ادا نہ ہو سکا۔ اور اِس طرح بگڑا کہ خندق کا کنڈک ہوا اور کنڈک سے بگڑ کر کانڈیا ہو گیا۔ مسلمان جغرافیہ دان اِس کے قدیمی اور پُرانے نام خندق کو بالکل فراموش کر بیٹھے۔ حال کے عربی جغرافیوں میں اس جزیرے کا نام کینڈیا اور بعض میں قندیہ لکھا ہوا ہے جو اسی لفظ سے معرب کیا گیا ہے۔ لیکن دراصل عربوں کی زبان میں کریٹ کو قریطش کہتے ہیں۔ اور بعض اہل عرب اس کو قریطہ سے بھی موسوم کرتے ہیں۔ اور اقریطش بھی کہدیتے ہیں جو لفظ کریٹ ہی سے تعریب کیا گیا ہے۔ اور یہی اُس کا اصلی اور قدیمی نام ہے۔

یاقوت حموی نے کتاب معجم البلدان میں جو ۶۲۵ سنہ ہجری میں تصنیف کی تھی اس جزیرہ کا نام اقریطش لکھا ہے۔ اور اہلِ اسلام کے قدیم جغرافیہ میں بھی اقریطش ہی درج ہے۔ یاقوت حموی کا بیان ہے کہ اس جزیرے پر اِس وقت تک گو اہلِ یورپ قابض اور متصرف ہیں لیکن اسلام کے بڑے بڑے جلیل القدر۔ عالی مرتبت علماء و فضلا۔ محدثین اور محققین اس جزیرے کریٹ کے تہ خاک ایک عرصے دراز سے پڑے سوتے ہیں۔ چنانچہ انہیں خفتگان تہ خاک میں سے ایک عالم نامور فاضل اکبر محمد ابن عیسٰی اقریطشی علم حدیث کے بڑے عالم اجل گذرے ہیں۔ اگرچہ اہلِ عرب نے اس جزیرے کو قریطہ یا اقریطش کے نام سے نامزد کیا ہے۔ لیکن یورپ کی زبانوں میں اس مقام کا اصلی نام قدیم الایام سے کریٹ ہی چلا آتا ہے اور کریٹ ہی کے نام سے تمام عالم میں مشہور اور معروف ہو گیا ہے۔ لیکن ترکی زبان میں ترک اس کو گرید کہتے ہیں +

اس کا دور ۳۶۰ میل سے کچھ کم نہیں ہے۔ طول ۱۵۰ میل اور عرض ۶ میل سے ۳۵ میل تک بیان کیا گیا ہے۔ مگر بعض تواریخ میں کل جزیرے کا طول ۱۶۰ میل اور عرض زیادہ سے زیادہ چوڑے مقام پر ۳۴ میل اور تنگ سے تنگ جگہ پر ۶ میل لکھا ہے اور کل رقبہ ۴ ہزار مربع میل کے قریب قریب ہے +

اس کا عرض بلد شمالی ۳۴ درجہ ۵۵ دقیقہ اور ۳۵ درجہ ۴۳ دقیقہ کے درمیان ہے۔ طول بلد مشرقی ۲۳ درجہ ۳۰ دقیقہ اور ۲۶ درجہ ۲۰ دقیقہ کے قریب قریب ہے +

اس کی آبادی ۳ لاکھ کے قریب ہے۔ جسمیں سے ۲۰۵۱۰۰ عیسائی ہیں اور باقی ۸۸۴۹۰ مسلمان آباد ہیں +

کریٹ کا دار الخلافہ شہر کینڈیا ہے جو شمالی ساحل پر واقع ہے اور نہایت ہی خوشنما اور پُر رونق ہے شہر کینڈیا کا فوٹو ذیل میں دکھایا جاتا ہے (دیکھو تصویر نمبری ۳۶) +

شہر کینڈیا کا نظارہ

(تصویر نمبری ۳۶)
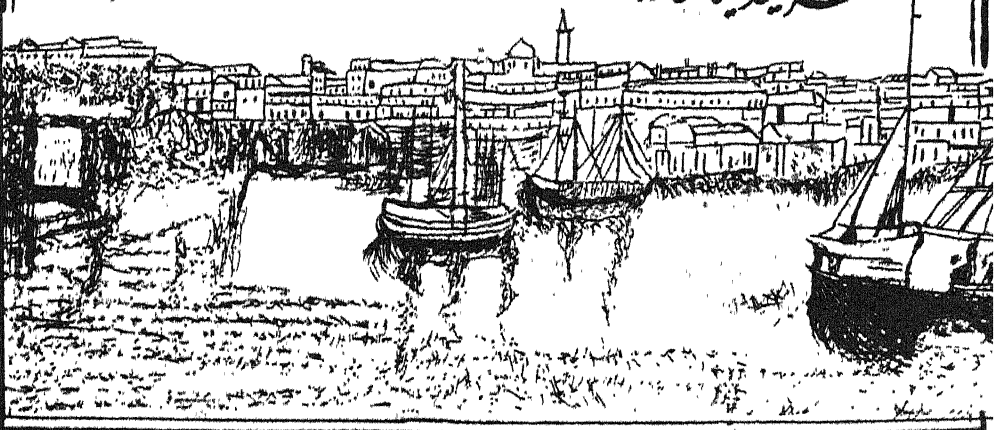
جزیرہ کریٹ کے کوہستانی سلسلہ پر جو مشرق سے مغرب تک پھیلا ہوا ہے بلند چوٹی وسط جزیرے کے قریب ہے اور کوہ ایڈا کے نام سے مشہور ہے ۔

اس جزیرے میں بڑے بڑے شہر او قصبے یہ آباد ہیں ۔ کینیا ۔ ٹیمو ۔ سلینہ ۔ قسطریہ ۔ اسپنالوگا ۔ سیتشیا ۔ کیموس ۔ اسفیکیا ۔ اور ہراپڑا وغیرہ وغیرہ ۔

یہاں کی زمین زرخیز ہے اور چھوٹی چھوٹی نہروں اور ندیوں سے جزیرے کی شادابی اور سرسبزی نہایت ہی خوشنما معلوم ہوتی ہے ۔ زیتون کے درخت اپنی تروتازگی اور سرسبزی سے ایک عمدہ بہار کا عالم دکھاتے رہتے ہیں ۔ یہاں کی پیداوار اور فصلیں اچھی ہوتی ہیں ۔ میوہ جات بکثرت پیدا ہوتے ہیں ۔ انگور ۔ نارنگی ۔ لیموں ۔ کشمش ۔ بادام وغیرہ وغیرہ افراط سے ہیں ۔ شہد ۔ صمغات (گوند) السی روئی ۔ غلہ ۔ ریشم ۔ روغنی تخم ۔ صابون ۔ سن ۔ تیل ۔ موم ۔ اسپرٹ ۔ چمڑے ۔ شراب انگوری ۔ پشم وغیرہ یہاں کی تجارتی اشیاء ہیں ۔

اس جزیرے میں تین صوبے ہیں ۔ اوّل کینیا جس کو ترکی زبان میں قندیہ کہتے ہیں ۔ دوم صوبہ رٹیمو ۔ جو ترکی محاورہ میں رٹیمو کہلاتا ہے ۔ جزیرے کے درمیانی حصے میں ہے ۔ سوم کینڈیا جس کو ترک لوگ خانیہ بھی بولتے ہیں مشرقی حصے میں داخل ہے ۔

اس تمام جزیرے اور کل صوبوں پر باب عالی کی طرف سے ایک ترکی گورنر جنرل اور ایک فوجی کمانڈر ٹرکی افسل متعین رہتا ہے ۔ جس کی زیر فرمان ۱۵ ہزار افواج مسلح ترکی جوانوں کی ہر وقت موجود رہتی ہے ۔ کریٹ کی زمین پہاڑی ہے ۔ بڑے بڑے نشیب و فراز اور تمام ساحل ناہموار واقع ہیں ۔ یہ تمام جزیرہ آبادیوں سے گھرا ہوا ہے چاروں طرف قصبے اور موضعے بسے ہوئے ہیں ۔

ذیل میں جزیرہ کریٹ کا کامل نقشہ ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے جس سے بڑے بڑے شہر اور قصبے و دیہات کے نام ترکی زبان میں بخوبی معلوم ہوتے ہیں (دیکھو نقشہ کریٹ انگریزی ۔ نمبری ۳۷) ۔

یہاں کی آب و ہوا خوشگوار ۔ فرحت بخش اور صحت افزا ہے ۔ پہاڑوں کا ایک بلند سلسلہ شرق سے غرب تک جزیرے کے طول سے ہو کر گذرتا ہے اور ایڈا پہاڑ اس کے مرکز سے اُٹھتا ہے جس کا ارتفاع ۷۶۰۰ فیٹ ہے ۔ اہل یونان کی مائیتھالوجی (علم الخرافات) میں اس طرح سے تحریر ہے کہ اس پہاڑ پر کاری بنٹیز (قربنطوس) نے یونانیوں کے مشہور و معروف دیوتا جوپیر (مشتری) کو تعلیم و تلقین دی تھی ۔

طب یونانی کے اجزا اور ابتدائی اصول اسی جزیرے کے لوگوں سے ایجاد ہوئے ۔ افتیموں لکھ مشہور دوا ہے جو ایک قسم کی باریک گھاس ہوتی ہے اور بڑے بڑے درختوں پر چھائی رہتی ہے ۔

یہ ہندوستان میں بھی پائی جاتی ہے جسے یہاں کے لوگ اکاس بیل کہتے ہیں۔ اس کے خواص کو سب سے پہلے کریٹ ہی کے باشندوں نے دریافت کیا تھا ❖

اس جزیرے کے گرد سمندر اپنی موجوں کی بہار ہر وقت دکھاتا رہتا ہے احمد ذکی افندی نے اپنے سفرنامہ میں لکھا ہے کہ جب ہمارا جہاز اس جزیرے کے پاس پہنچا تو طلاطم کا عالم بپا تھا جس سے ہمارا جہاز تہ و بالا ہونے لگا۔ اس موقع پر ہم ناظرین باتمکین کو بندرگاہِ خانیہ کا نظارہ دکھاتے ہیں۔ جس سے شہر کی کسی قدر عمارات اور سمندر کا عالم معلوم ہوتا ہے۔ اور جہازوں کی کثرت دکھائی دیتی ہے (دیکھو تصویر نمبری ۳۸) ❖

دوسری تصویر اُس مقام کی دکھائی جاتی ہے جو خانیہ کے ایک راستے کے نام سے موسوم کی گئی ہے (دیکھو تصویر نمبری ۳۹ - خانیہ میں ایک رستہ) ❖

جزیرہ کریٹ ایشیا کوچک سے بجانب غرب یکصد میل اور وردانیال سے بسمت جنوب تقریباً دو سو میل کے فاصلے پر بحرہ روم میں واقع ہے۔ ایشیا کوچک کے ساحل سے جزیرہ کے صدر مقام کینڈیا کا فاصلہ ۱۰۰ میل ہے یونان کے دارالسلطنت ایتھنز سے بندرگاہ کینیا کا بعد ۱۰۰ میل ہے۔ اور قسطنطنیہ سے اُس کی ٹھیک مسافت ۵۰۰ میل ہے اور اسکندریہ یعنی بندرگاہ مصر سے ۲۵۰ میل ہے۔ بحیرہ روم کا انگریزی اسٹیشن جزیرہ مالٹا کریٹ کے غربی ساحل سے بخط مستقیم ۴۰۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔

جزیرہ کریٹ ایشیا کوچک میں داخل ہے۔ جس کو اعلٰے حضرت سلطان المعظم نے طرح طرح کے مصائب اور قسم قسم کے نقصانات گوارا کرکے اور حد سے زیادہ تکلیفیں و دقتیں اُٹھا کے ناسوا ایشیا مختلف مشکلات کا مجادلہ کرکے۔ طامع۔ حریص۔ متعصب بے انصاف اور خود غرض اغیاروں سے

کریدا طرسی (جزیرہ کریٹ) کا مکمل نقشہ
خانیہ لیمانی
رسمو لیمانی
قندیہ لیمانی
بحر سفید

تصویر نمبر (۳۸) حانیہ کے بندرگاہ کا نظارہ
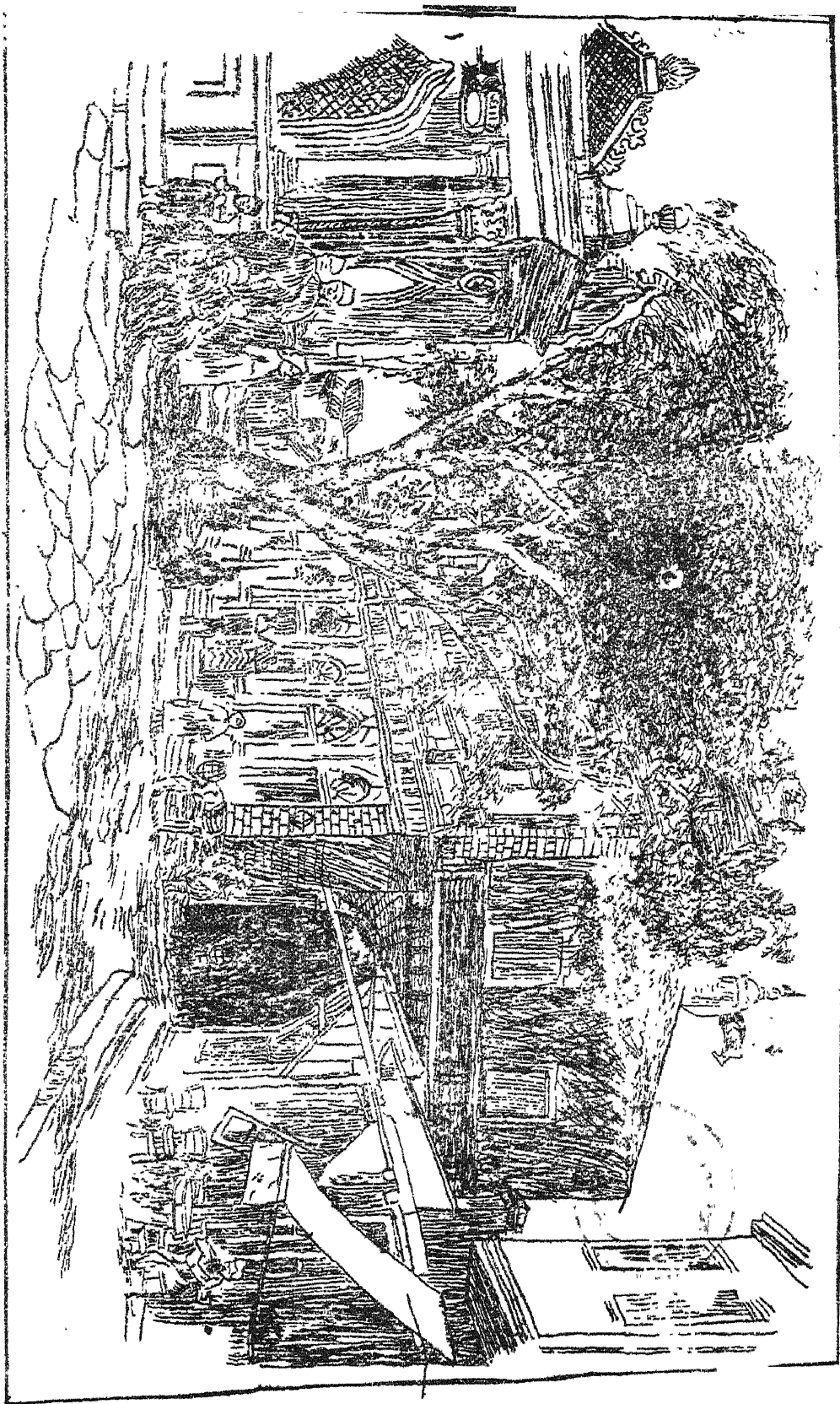
بدقت تمام بچاکر ابتک محفوظ اور قائم رکھا ہوا تھا ؛

۱۸۵۸ع میں ولی پاشا جزیرہ کریٹ کا گورنر مقرر ہوا تھا - تو چند بڑے بڑے شہروں کی آبادی تھوڑی بہت معلوم ہوئی تھی - مگر اُس سے مسلمانوں و عیسائیوں کی جُدا جُدا صحیح طور سے نہ معلوم ہو سکی - ۱۸۵۸ع میں جزیرہ کریٹ کے دارالخلافہ کینڈیا میں ایک جنتری شائع ہوئی جس میں اُس کے مولف نے یہ ثابت کیا - کہ مسلمان باشندے جزیرے میں فیصدی ۴۱ ہیں اور ۱۸۸۱ع کی جنتری سے معلوم ہوا کہ فیصدی ۱۳½ ہیں - یہ اُس مردم شماری کے مطابق ہے جو فوتیا دس پاشا گورنر جزیرے نے کی تھی - لیکن اُن اختلافات کی وجہ سے یہ امر دریافت نہیں ہو سکتا تھا کہ حق الامر کیا ہے - اور میتھو استفرا کے سکرٹری نے یونانی زبان میں جزیرے کے باشندوں کی مردم شماری لکھی ہے اور اسے تھنیز میں چھپکر شائع ہوئی مگر یونانی زبان کے جاننے والوں کے سوا اس کو اور غیر زبان جاننے والا نہ پڑھ سکتا تھا - اس لئے اُس کے مضامین سے کوئی بہرہ ور نہ ہوا اور مدت تک وہ گوشہ خمول میں پڑے رہے - آخر کار مہتو وارڈ ہیوں نے فرانسیسی زبان میں اس کا ترجمہ کیا اور لوگوں کو اُس کی کلی حقیقت سے اطلاع دیکر اپنا شاکر و ممنون بنایا - اس کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ کریٹ کے باشندوں کی آبادی گذشتہ بغاوتوں اور حملوں سے پیشتر ۲۷۹۱۶۵ کے قریب تھی - اور اس میں دونوں فریق مسلمان اور عیسائی شریک تھے - اور اس کا رقبہ ۸۶۰۰ کیلومیٹر (۳۳۲۰ میل کی برابر ہوتا ہے) جس سے واضح ہوتا ہے کہ اس جزیرے میں فی کیلومیٹر ۳۲ آدمی آباد ہیں - مگر یہ اوسط فرانس اور مصر کی نسبت بہت کم ہے کیونکہ فرانس میں فی کیلومیٹر ۷۲ کی اوسط ہے - مگر چونکہ جزیرے کا بہت سا حصہ پہاڑوں کے سلسلوں اور بیابانی میدانوں سے بھرا ہوا ہے - اس لئے آبادی کی یہ نسبت چنداں قابلِ اعتراض نہیں ہے -

یہاں کے باشندے اکثر زراعت پیشہ ہیں - اور کل تین بڑے شہر آباد ہیں - اوّل درجے کینیا - دوسرے درجے رتیمو تیسرے درجہ کانڈیا ہے - جن کی مجموعی آبادی ۴۸۴۲۳۴ ہے - باقی تمام جزیرے میں چھوٹے چھوٹے دیہات ہیں مگر دیہات میں کوئی بڑا گاؤں نہیں ہے - جسکی آبادی (۴۰۰۰) چار ہزار سے زیادہ ہو - اور ایسے دیہات بھی دو یا تین سے زیادہ نہیں ہیں - جزیرہ کریٹ میں شہر کینڈیا تمام شہروں پر بوجہ زیادہ آبادی اور دارالخلافہ ہونیکے عزت اور شرف رکھتا ہے - اور سب شہروں سے بڑا اور بہتر ہے - اس شہر کو میگالو کسٹرن Megalo kastron بھی کہتے ہیں - یہ شہر پہلے وینس والوں کے قبضہ میں تھا - اور اہل وینس کے آثار اس میں ابتک پائے جاتے ہیں - ۱۶۶۹ء میں اس شہر کو ترکوں نے فتح کیا تھا تب سے وینس والوں کی حکومت یہاں سے جاتی رہی ہے - اب اس مقام میں ترکوں کا اسلحہ خانہ ہے اور عرصہ دراز سے فوجی میگزین اس جگہ میں جمع رہتا ہے (دیکھو تصویر نمبر ۴)

یہ مکان اٹلی کے مکانات کی طرز پر بنایا گیا تھا۔ اور بہت سی تعمیری چیزیں وینس سے منگا کر اس عالیشان عمارت میں لگائی گئیں۔ چنانچہ وینس کے پتھر اس میں ابتک سر اسر لگے ہوئے ہیں لیکن اس مکان کا کسی قدر حصہ مسمار بھی ہوگیا ہے۔ جو اس کے کھنڈرات میں شامل ہے۔ کریٹ باغیوں کے روزمرہ کے حملوں۔ لڑائیوں اور خانہ جنگیوں سے بہت تنگ ہوگیا ہے اور اس کی عالی شان عمارات کو گولیوں اور گولوں نے ایک مہیب شکل کی طرح بنا دیا ہے۔ جس کی تصویر نمبری ۴۲ میں ناظرین ملاحظہ فرماویں گے۔ یہ وہی مقام ہے کہ جہاں سے منصف مزاج دور اندیش کرنل چرم سائڈ نے جو گورنمنٹ انگلستان کا ایک لائق و فائق فوجی افسر ہے گورنمنٹ انگلستان کو مسلمانوں کی حفاظت کے لئے کسی قدر کمک کے واسطے لکھا تھا۔ تاکہ اُن مسلمانوں کو جن کے خون کے پیاسے کریٹی باغی بنے ہوئے تھے۔ اُن کے بیرحمانہ حملے سے بچائے۔ میجر جنرل سر چرم سائڈ گورنمنٹ انگلستان کے نہایت ہی منصف مزاج افسر ہیں۔ اور اہل اسلام کے نہایت ہی خیر خواہ ہیں۔ ان کی تصویر ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ (دیکھو تصویر نمبری (۴۱) +

(تصویر نمبری ۴۱)

میجر جنرل سر چرم سائڈ کے۔ سی۔ ایم۔ جی جنہوں نے جی۔ سی۔ ایم۔ جی کی ترقی حاصل کی تھی

مسلمانوں کی مردم شماری مذکورہ نسبت کے لحاظ سے ۳۳۴۵۳ ہے۔ باقی عیسائی ہیں۔ ان میں سولہ سو پچیس (۱۶۲۵) باشندے ممالک غیر کے ہیں۔ مسلمان باشندے اکثر ترک ہیں۔ جو بوجہ ملازمت سکونت پذیر ہیں۔ ان میں اہل علم اور اہل قلم دونوں آگئے ہیں۔

فی الحال کی مردم شماری سے اہلِ اسلام کی تعداد چند مقامات میں مفصلہ ذیل ہے۔ رِسموں میں ۲۰۰۸۵۰۔ کیندیا میں ۴۵۲۵۶ اور لاشید میں ۱۱۵۶۷۔ حانیہ میں ۲۷۵۷۵۔ کل اہل اسلام کی تعداد ایک لاکھ پانچہزار دو سو اڑتالیس (۱۰۵۲۴۸) ہے +

اس جزیرے میں چند گاؤں ایسے بھی ہیں جہاں کے اصلی باشندوں نے اسلام قبول کرلیا ہے ۔ مگر یہ لوگ اپنے معاملات دلین دین اور روزمرہ کی گفتگو میں یونانی زبان کے سوا اور کوئی زبان استعمال نہیں کرتے ۔ یہ محض غلط ہے کہ جو لوگ خیال کرتے ہیں کہ عیسائی جزیرے میں پھیلے ہوئے ہیں بلکہ ہر ایک فریق کے علیحدہ علیحدہ دیہات اور خاص خاص رہنے کے مقامات ہیں ۔ اس سبب سے جزیرے کے وسط دریا کے کناروں اور شمالی سرحدوں پر مسلمانوں کی آبادی ۵۰ فیصدی کے قریب ہے مثلاً کینیا میں ۹۴۶۹ مسلمان اور ۳۷۷۴ عیسائی ہیں ۔ ریٹیموں میں ۱۹۹۱ مسلمان اور ۴۴۴۲ عیسائی ہیں ۔ اور مقام ہرقلیون میں ۱۴۶۹۷ مسلمان اور ۶۳۹۱ عیسائی ہیں ۔ ان کے علاوہ اور قصبات و دیہات میں عیسائی زیادہ ہیں ۔ اس میں شک نہیں کہ غور کرنے والوں کو تعجب ہوگا کہ کیا وجہ ہے کہ مسلمان خاص خاص معلومہ دیہات میں بالخصوص سکونت پذیر ہیں ۔ حالانکہ عیسائی سب جگہ پھیلے ہوئے ہیں ۔ باوجودیکہ دونوں قومیں صدیوں سے آباد ہیں ۔ لیکن یہ حیرانی ذرا سے تامل کے بعد دور ہو سکتی ہے ۔

۱۸۲۱ء میں کریٹ میں ایک عام بلوہ ہوا تھا ۔ تب سے ہر ایک فریق دوسرے کو عداوت کی نگاہ سے دیکھنے لگا ۔ اور ایک دوسرے کے خون کا پیاسا ہوگیا ۔ جب مسلمانوں کو اپنی کمزوری معلوم ہوئی اور خوب جان گئے کہ ہم اپنی کمی کے باعث ان کے ہم پلہ نہیں ہو سکتے ہیں تو انہوں نے یہ خاص خاص مقامات اپنی سکونت کے لئے مخصوص کرلئے تاکہ وہاں محفوظ رہ سکیں ۔ اس جزیرے کے پہاڑوں میں بہت سی گھاٹیاں اور درے ایسے مشہور و معروف ہیں جو گذشتہ زمانہ کے واقعات کو زمانہ حال کی پیشانی پر اب تک تازہ رکھتے ہیں کریٹ کے یونانی باشندے مجمع الجزائر کے باشندوں سے بہت ہی قوی ہیکل تنومند ۔ زور آور ۔ اور موٹے تازے ہوتے ہیں جیسا کہ اس باغی کریٹین نوجوان لڑکے کی تصویر سے اور نیکو زورنیاس سردار باغیان کی تصویر سے ظاہر ہے (دیکھو تصویر نمبری ۴۲ و ۴۳)

ایک کریٹین جوان

(تصویر نمبری ۴۲)

نیکوس زورنیاس سردار باغیان

(تصویر نمبر ۴۳)

NIKOS ZORNIAS
ONE OF THE INSURGENTS

مگر عقل و دانش اور ذہن و ذکاوت میں اہل یونان سے بہت ہی گرے ہوئے ہیں اور نہایت ہی کم درجے پر ہیں - اس جزیرے کے چوگرد سمندر کی لہریں موجزن رہتی ہیں اور طوفان باد سے طلاطم کا عالم رہتا ہے - لیکن جب طوفان سے امن ہوتا ہے اُس وقت سمندر کا نظارہ عجیب و غریب سین دکھاتا ہے - رات کو کینیا کے چراغان کی روشنی اور دن کو آبادی کا عکس نہایت ہی خوشنما معلوم ہوتا ہے ٭

انگریزوں کے تجارتی اور جنگی جہازات اسی بندرگاہ سے ہو کر گذرتے ہیں اور ترکوں کے جہازات بھی بحرہ مارمورا سے گذر کر شرقی مجمع الجزائر یونان سے ہوتے ہوئے اس کے ساحل شمالی پر جا پہنچتے ہیں - ذیل میں جزیرہ مذکور کے چند مکانات کے خاکے دکھائے جاتے ہیں - ان میں سے ایک شہر کی فصیل کا نظارہ ہے - جو ترکی کیمپ کے مقابل واقع ہے - دُوسری وہ عالی شان عمارت

تصویر نمبری ۴۴ - جزیرہ کریٹ کے چند نظارے کینڈیا میں (متعلقہ صفحہ ۹۸ و ۹۹)
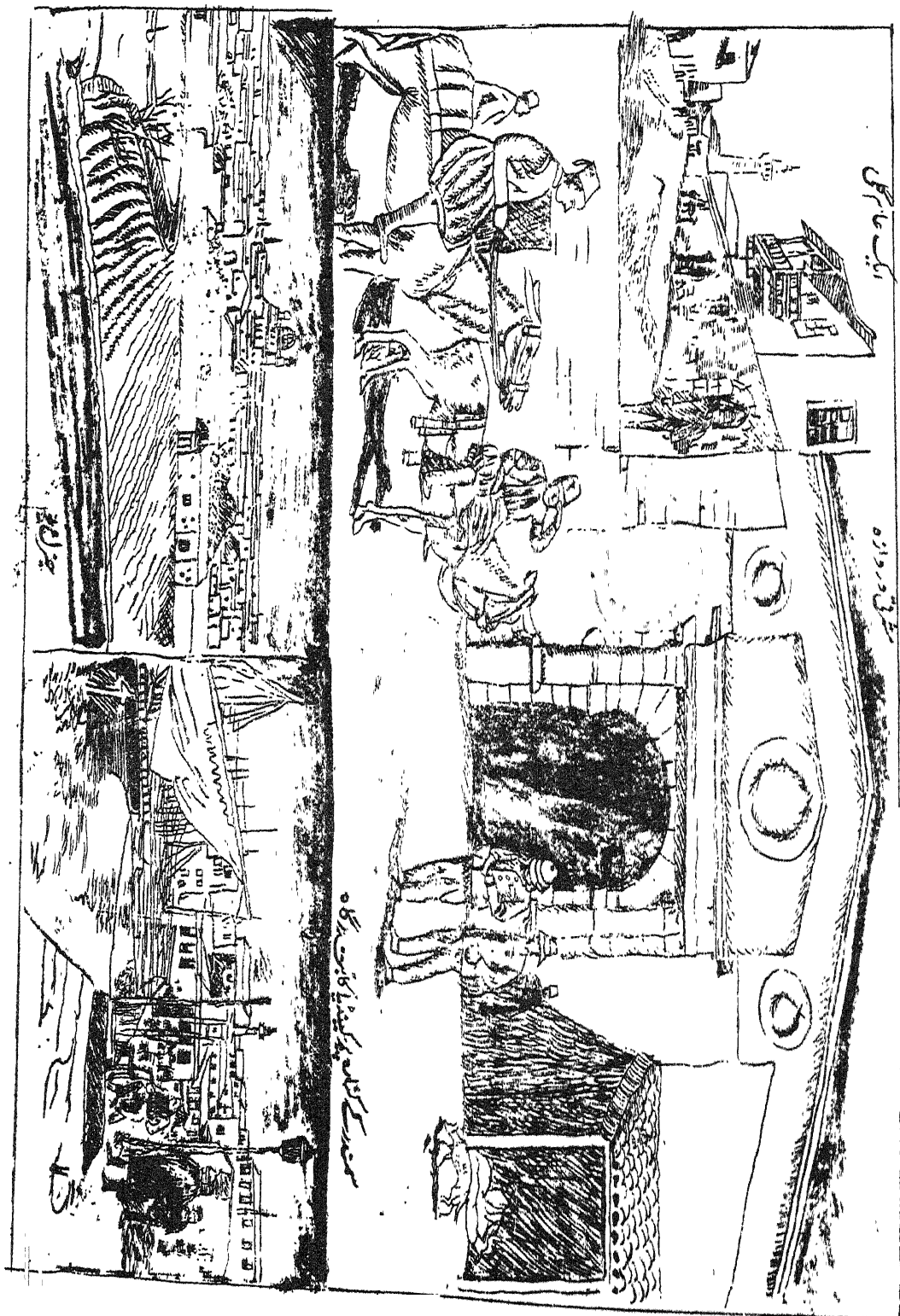
THE TROUBLE IN CRETE (E S. DA BAY ON THE NORTH-EAST ON THE EAST

(تصویر نمبر ۴۵) خلیج سوڈا کا نظارہ جو کریٹ کے شمال مشرق میں ہے ۔

جو درمیان میں دکھائی گئی ہے اور وہ یونانیوں کا گرجا ہے۔ تیسری وین ٹی ین دروازہ ہے جو کانڈیا کے مشرقی طرف فصیل میں واقع ہے۔ یہاں بھی ترکی فوج کا ایک بڑا حصہ رہتا ہے اور بائیں طرف کوئلہ کی دوکان کا ایک حصہ ہے۔ (دیکھو تصویر خاکہ نمبری ۴۴) تصویر صفحہ ٦٠ میں ملیگی دیکھو صفحہ ٦٠

کریٹ کے شمال مشرق میں خلیج سوڈا واقع ہے۔ جس میں رات دن جہازوں کی بھرمار رہتی اور عجیب کیفیت دکھائی دیتی ہے۔ ذیل میں خلیج سوڈا کی سینری دکھائی جاتی ہے۔ جس کے دو نظارے ہیں۔ نظارہ خورد نمبری ۴۵ کلاں نمبری ۴٦ (دیکھو تصویر نمبری ۴۵ و ۴٦)

ساتھ ہی کریٹ کے باغی کی تصویر دکھاتے ہیں۔ دیکھو تصویر نمبری ۵

ھینڈیکو۔ کریٹ کا ایک باغی نمبری ۵
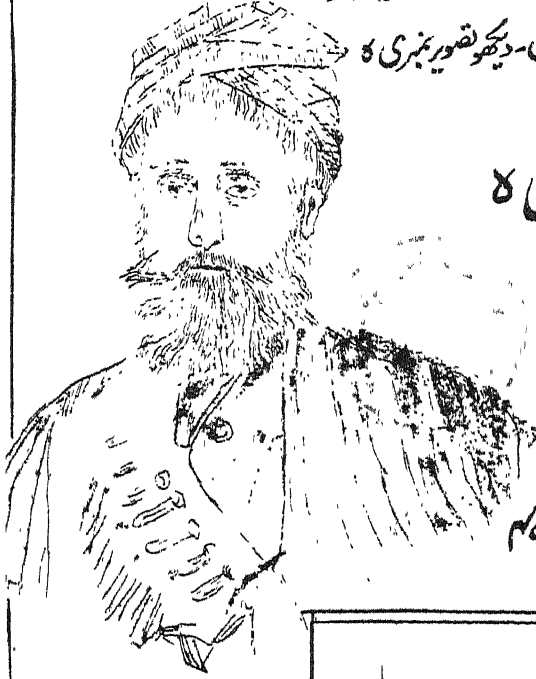
خلیج سوڈا کا خورد نظارہ نمبری ۴۵
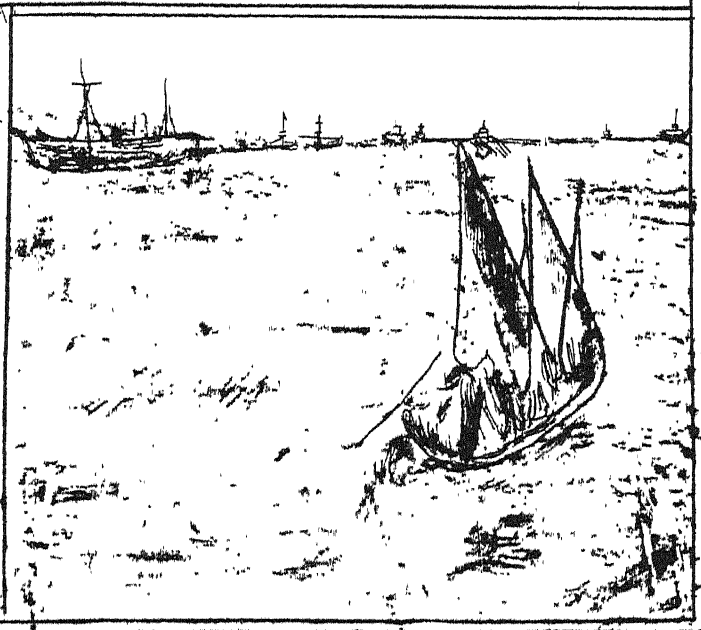
کریٹ کے تاریخی واقعات

اہلِ اسلام کی فتح سے پہلے جزیرہ کریٹ رومیوں (اہل اٹلی) کے قبضہ میں تھا۔ یعنی رومیوں نے اوّل مرتبہ سنہ ۶۷ء میں اس کو فتح کیا تھا۔ سنہ ۵۴ ہجری میں حضرت امیر معاویہ کے جنرل یعنی سپہ سالار جنادہ بن ابی اُمیہ نے اول جزیرہ ارواد کو فتح کیا۔ اس فتح کے بعد سپہ سالار مذکور نے اس جزیرے پر فوج کشی کی۔ اور سنہ ۸۲۳ء میں عربوں نے اس کے کچھ حصّے کو چھین لیا۔ اور ولید بن عبد الملک کے زمانہ میں بھی جزیرہ مذکور کا ایک حصہ فتح ہوا۔ پھر ہارون رشید کے عہد حکومت میں حمید بن معیوف نے جو اُس کی بحری فوج کا سپہ سالار تھا کریٹ پر حملہ کیا۔ اور اُس کے بعض حصوں پر قابض و متصرف ہوگیا۔ ان کے بعد ماموں رشید کے جنرل ابوحفص اندلسی نے بھی حملہ کیا اور فتح کے بعد پہلے اُس نے ایک قلعہ پر قبضہ کرلیا۔ پھر بتدریج بڑی جوان مردی اور دلاوری سے معرکہ آرائیاں کرکے فتوحات حاصل کیں۔ اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ سنہ ۲۱۰ ہجری میں اہل اسلام جزیرہ کریٹ کو مسخر کرکے قابض ہوگئے۔ اور اُس کے تمام قلعے برباد و مسمار کردیے یہاں تک کہ کوئی شخص اس جزیرے میں باقی نہ رہا۔ اور عرصہ دراز تک مسلمانوں نے اس جزیرے کو اپنے تصرف میں رکھا۔ خلفائے عباسیہ میں سے مطیع اللہ کے عہد حکومت میں نقفور ابن فقاس نے اس جزیرے پر حملہ کیا۔ اس کے بعد سنہ ۳۴۹ ہجری میں ارمانوس بن قسطنطین نے بہتر ہزار فوج کے ساتھ اس پر لشکر کشی کی۔ اور ایک سال تک محاصرہ کرنیکے بعد سنہ ۳۵۰ ہجری میں اس جزیرہ کو بزور شمشیر فتح کیا۔ اور عبد العزیز بن شعیبہ کو جو مطیع اللہ کی طرف سے کریٹ کا گورنر تھا اور ماموں رشید کے جنرل ابوحفص اندلسی کی اولاد میں تھا رومیوں نے گرفتار کرکے اس جزیرے میں کشت و خون۔ قتل و غارت گری کا بازار گرم کردیا۔ قلعہ کو بالکل برباد کرکے اُس کے پتھر سمندر میں ڈالدیے ارمانوس جب اس جزیرے کو فتح کرکے قسطنطنیہ میں واپس آیا تو غنیمت کا مال و اسباب اور اسیران جنگ کے تین سو جہاز اُس کے ہاتھ میں تھے۔ پھر اگست سنہ ۱۲۰۴ء میں وینس کی جمہوری سلطنت کے ہاتھ فروخت کیا گیا اور سنہ ۱۳۶۳ء میں ایک بڑا بھاری غدر ہوا جو بہت کشت و خون کے بعد فرو کیا گیا۔ بعد ازاں سنہ ۱۶۴۵ء میں ترکوں نے بڑی دلاوری سے چوبیس برس کے متواتر حملوں اور محاصروں کے بعد جن میں دو لاکھ سے زیادہ آدمی طرفین کے مقتول ہوئے سنہ ۱۶۶۹ء مطابق سنہ ۱۰۸۰ ہجری میں تمام جزیرے کو فتح کرلیا +

اُس وقت سلطان محمد خاں رابع کا عہد حکومت بڑے عروج پر تھا۔ وینس قوم کو جو اس جزیرے پر قابض اور متصرف تھی محمد خاں رابع نے مار مار کر نکال باہر کیا اور بزور شمشیر جزیرہ کو فتح کر لیا۔ اُس وقت سے یہ جزیرہ کریٹ ترکوں کی حکومت کا مطیع اور زیر فرمان رہا۔ چنانچہ اس پر ترکوں کی حکومت ڈھائی سو برس سے بھی زیادہ چلی آتی ہے۔ لیکن یہ بدبخت جزیرہ اور اُس کے شوریدہ پشت و بدطینت باشندے باغی ہونیکی وجہ سے مصیبت اور آفت کے نشانہ ہوتے چلے آتے ہیں۔ یہ تمام فتوحات احمد پاشا کی عالی ہمتی اور خوش انتظامی کا نتیجہ ہے ؀

سلطان محمد خاں رابع کے زمانہ میں جو سات مہینے کی عمر میں تخت نشین کیا گیا تھا بوزارت احمد پاشا خلف الصدق کوبرلی محمد ماہ ذی الحجہ ۱۰۷۷ھ ہجری مطابق ۱۶۶۶ء کو جزیرہ کریٹ کے فتح کرنیکے لئے چڑھائی کی گئی تھی اور ۵ رجمادی الاول ۱۰۷۷ھ ۱۶۶۶ء ہجری کو ترک کریٹ کے قلعہ کے پاس جا پہنچے لیکن کریٹ پر ۲۲ برس پہلے سے پے درپے حملے کئے جاتے تھے۔ مگر قلعہ کی مضبوطی اور اخراجات جنگ کے بہم نہ پہنچنے سے ترک ناکامیاب رہتے تھے۔ احمد پاشا پسر کوبرلی محمد نے اس قلعہ کا محاصرہ کیا اور بڑے جوش و خروش سے ترکی توپخانہ نے آگ برسانی شروع کی اور گولوں کی مار نے ایک دھند مچادی اور قیامت برپا کردی۔ ۲۷ رماہ ربیع الاول ۱۰۸۰ھ ۱۶۶۹ء کو کریٹیوں نے عاجز ہو کر ترکوں سے امان طلب کی اور جبراً و قہراً روتے پیٹتے ہوئے قلعہ کو خالی کر دیا۔ اور تمام کریٹ پر ترکی قبضہ ہو گیا ؀

چونکہ اُسی زمانہ میں سلطنت عثمانیہ عجب پریشانی کی حالت میں ہو گئی تھی۔ یورپ والوں سے پے درپے جنگ و جدل ہوتی رہتی تھی۔ ملک ٹرکی میں پے درپے زلزلے آئے۔ اور کئی شہر زلزلوں سے برباد و تباہ ہو گئے۔ اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ کئی پہاڑ پھٹ گئے۔ اور اُس زمانہ میں مرض طاعون اس قدر پھیلا کہ ہزار ہا آدمی طعمۂ اجل ہو گئے۔

اُسی زمانہ میں مصنوعی مسیح ابن مریم ہونے کا ایک یہودی نے دعویٰ کیا اور ایک مسلمان نے بھی مہدی موعود ہونیکا دعویٰ کیا تھا۔ غرضکہ کریٹ کی فتح کے بعد احمد پاشا کریٹ سے قسطنطنیہ کو چلا گیا۔ تاہم یہ جزیرہ کریٹ ۱۸۲۱ء سے ۱۸۳۰ء تک نازک حالت میں رہا۔ یونانی اور کریٹی عیسائیوں نے اس قدر بغاوت پھیلائی کہ ترکوں کو چین نہیں لینے دیا۔ پے درپے لڑائیاں اور معرکہ آرائیاں ہوتی رہیں۔ جن کی وجہ سے یہ جزیرہ نہایت ہی خستہ و خراب اور برباد ہوتا گیا۔ مفسدان یونان جبکہ وہ ترکوں کے زیر حکومت تھے آتش فساد کو خوب ہی بھڑکاتے رہے۔ ساتھ ہی کریٹ والوں نے بھی مع کوہستانی باغی سرغنوں کے ایسی بڑی بھاری بغاوت کی جو اُس وقت ترکوں سے بھی فرو نہو سکی اس پر یورپ کی متحدہ سلطنتوں یعنی انگلستان۔ فرانس۔ اور روس نے درمیان میں پڑ کر بیچ بچاؤ

کرا دیا۔ مگر سنہ ۱۸۳۰ء میں کریٹ کو محمد علی پاشا خدیو مصر کے حوالہ کر دیا۔ دس سال تک خدیو مصر اُس پر حکومت کرتے رہے۔ مگر اُن سے یہ جزیرہ نہ سنبھل سکا۔ آخر دس سال کے بعد سنہ ۱۸۴۰ء میں ترکوں نے محمد علی پاشا سے کریٹ کو واپس لے لیا۔ لیکن بدخصلت کریٹیوں نے اسی سال پھر علم بغاوت بلند کیا۔ جو سنہ ۱۸۴۱ء میں بالکل فرو ہو گیا۔ پھر تو ترکوں نے اُس کے طریق حکومت میں بہت سی اصلاحیں اور رعایتیں کیں اور اُس کو خوش حال بنانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ بلکہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ ترکی مقبوضات میں کریٹ کی حکومت خوش ترین اور بہترین شمار ہونے لگی۔ ۱۸ سال تک اہل کریٹ نے ترکوں کے زیر حکومت اپنی اوقات عزیز کو خوشحالی اور فارغ البالی سے بسر کیا۔

یہ زمانہ بھی ترکوں کے اقبال اور جلال کا تھا۔ اور ٹرکی حکومت پائے عروج کو پہنچی ہوئی تھی۔ اُس کے اقبال کا آفتاب تمام جہان میں روشن ہو رہا تھا۔ بحر روم کے چاروں طرف جو ملک واقع ہیں ترکوں کی غلامی کا دم بھرتے تھے۔ یورپ۔ ایشیا۔ افریقہ کی اکثر بستیاں ترکوں کے ماتحت تھیں۔ اور خود یونان ٹرکی کا ایک صوبہ تھا۔ جو پندرھویں صدی میں مسلمان ترکوں نے فتح کیا اور سنہ ۱۸۲۹ء میں آزاد کر دیا جس کا مفصل ذکر ہم آگے بیان کریں گے۔ لیکن ان احسان فراموش کریٹیوں کے دل میں پھر شیطانی وسوسے پیدا ہونے لگے۔ اور بغاوت کا جن ان کے سر پر سوار ہوا۔ ٹرکی باجگذاروں کی نسبت کریٹ کے باشندے بہت کم خراج دینے لگے۔ کیونکہ وہ دیکھ چکے تھے کہ اُنکے ہمقوم اور ہم مذہب یونانی ترکوں کے قبضے سے آزاد ہو چکے ہیں۔ اس لئے اُنہوں نے بھی وہی تدبیر اپنی آزادی کے لئے مناسب سمجھی جو یونان نے کی تھی۔ چنانچہ اس وقت اہل کریٹ نے حکومت ٹرکی کے برخلاف بہت سی بغاوتیں اور شورشیں کیں۔ اس لئے کہ بترغیب یونان اس کا مقصد اور مدعا یہ تھا کہ کریٹ کو سلطنت یونان سے ملحق کر دیا جائے۔ اسی مطلب کے پورا کرنیکے واسطے ۳۱ جولائی سنہ ۱۸۵۹ء میں کریٹ والوں نے پھر بغاوت کی جس کو ترکوں نے بڑی کوشش سے روکا۔ اور عیسائیوں کا قتل عام ہوا اور کشت و خون کے بعد باغیوں کو سزائیں بھی دی گئیں۔ جس سے بہت ناراضی پیدا ہونے اور نقصان کا مطالبہ اور معاوضہ چاہا گیا۔

چونکہ سنہ ۱۸۱۲ء کو اتریا کی مفسد کمیٹی نے نہایت سرگرمی سے جزیرہ مذکور میں مفسدوں کو روانہ کرکے باشندگان گریٹ (کریٹ) کو گورنمنٹ یونان کے ماتحت کرنیکے خیال سے بغاوت کی ترغیب دیکر عام طور پر سب کے خیالات ملیٹ دینے میں کامیابی حاصل کی تھی۔ (اس مفسد کمیٹی کا مفصل ذکر جس نے بڑا انقلاب پیدا کر دیا تھا آگے چلکر مرقع یونان میں کیا جاویگا) اگرچہ کریٹ میں بڑے زور شور سے بغاوت نے سر بلند کیا۔ لیکن سلطنت عثمانیہ نے اپنی باثر تدابیر سے باغیوں کی ایسی سرکوبی کی کہ اُن کو اپنی ناجائز اُمیدوں کے

حاصل کرنے میں کامیابی کا موقع نہ دیا۔ باوجود ان کوششوں کے اتریا کی مفسدانہ کمیٹی اور روسی دولتمند سوداگر اور یورپ کی مالی امداد نے اہلِ کریٹ کو مایوس نہ ہونے دینے کی غرض سے ان کو کبھی کبھی بدامنی پھیلانے پر امادہ کراہی دیا کرتے تھے۔ اگرچہ یہ اسایش تمام انکی زندگی بسر کرنیکے اسباب مہیّا تھے۔ لیکن وہ ناحق شناس بغاوت کرنے میں اپنے آپ کو نہایت مجبور اور مظلوم ظاہر کرتے تھے اور یورپ کے اخبارات کے ذریعے سے اپنی مصنوعی بیکسی اور مظلومی شائع کرنے میں انتہا درجہ کی کوشش کرتے تھے۔ دوسری جانب سے ممبران اتریا ان کی فریب دہی کو واقعی صورتوں میں دکھا کر اپنے اغراض حاصل کرنے میں سرگرم اور مصروف رہتے تھے ؛

اتریا کمیٹی نے اپنے فریبوں کو ایسی صفائی سے دکھایا کہ اس نے موہوم باتوں کو واقعی مظالم قرار دیکر دول یورپ کی گوش گذار بذریعہ اخبارات کرنی شروع کردی جس کا صرف یہ بھی مطلب تھا کہ جزیرہ کریٹ کے مظلوم ہونیکی بابت دول یورپ کی توجہ اُس کی نظم و نسق اور مداخلت میں پوری پوری ہو جاوے اور عیسوی ہمدردی کا دریا یورپ میں موجزن رہے۔ یورپ کی دست اندازی کے اعتماد پر ۱۸۶۶ء میں نہایت گرمجوشی کے ساتھ بغاوتیں ہونی شروع ہوگئیں۔ اور متواتر تین سال تک کریٹ کے باشندگان نے اہلِ اسلام پر ایسے وحشیانہ ظلم کیئے کہ کوئی مورخ ایسا نہیں ہے کہ اس خونریزی کے وقعات بیان کرتے ہوئے اُس کے خون کو جوش نہ آوے۔

گورنمنٹ یونان نے ۱۸۶۶ء کو کریٹ کے معاملات میں دست اندازی کی اور مقام ایتھنز و پیرہ شیرہ سے جہادی سپاہ مع سامان مہمات جنگ کریٹ میں روانہ کرکے باشندگان کو برانگیختہ کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اور کسی قسم کی کوتاہی باقی نہ چھوڑی۔ گورنمنٹ یونان کی اس دلیری اور عہدشکنی پر سلطنت عثمانیہ نے بذریعہ اپنے سفیر متعینہ ایتھنز کے حسب ذیل نوٹس دیا۔

(۱) گورنمنٹ یونان کو چاہیئے کہ ممالک یونان کے مختلف حدود میں مسلح جہادی سپاہ کے دستے پانچ یوم کی مدت میں منتشر کرکے آئندہ اس قسم کی حرکات سے اجتناب کرے ؛

(۲) (انوسیس) اور (کرید) و (پان الین نوم) نامی آگبوٹوں میں جو ڈاکوان کے اسلحہ اور سامان جنگ سے بھرے ہوئے ہیں گورنمنٹ یونان کی جانب سے ضبط کیئے جاویں۔ یا ہر سہ آگبوٹوں کو یونانی بندرگاہوں کے قریب و نزدیک آنے سے قطعی طور پر روکے جاویں ؛

(۳) باشندگان کریٹ جو علاقہ یونان میں کریٹ سے ہجرت کرکے چلے گئے ہیں اُن کو کریٹ کی طرف روانہ کرنے میں اتفاق کرے ؛

(۴) جن جن لوگوں سے جرم صادر ہوئے ہیں۔ یا کسی قسم کی حرکت خلاف قانون عثمانی سپاہ

یا رعایا عثمانی کے ساتھ واقع ہوئی ہے۔ بموجب قانون و دستور العمل کے سزا دیں۔ اور یہ کہ جس قدر نقصانات عثمانی رعایا کو پہنچا ہے منصفانہ طور پر اس کا معاوضہ ادا کرے ✦

(۵) اگر گورنمنٹ یونان شرایط مذکورہ کو جو بموجب عہدنامجات و حقوق الملل تسلیم شدہ ہیں منظور اور قبول نہ کرے گی تو دولت علیہ اپنے سفیر متعینہ یونان کو واپس طلب کر کے تمام دوستانہ تعلقات گورنمنٹ یونان سے قطع کر دیگی ✦

اسی اثنا میں سلطنت عثمانیہ کی طرف سے کریٹ کا باحتیاط تمام بذریعہ قوت بحری محاصرہ کیا گیا اور مہمات جنگ کی بندش اور بذریعہ قوت فوجی بری کے باغیان کریٹ کی کافی طور پر سرکوبی کردی گئی۔ ۱۸۶۶ء کی بغاوت کا خاتمہ قوت لشکری سے ہوگیا تھا۔ لیکن دول یورپ نے دست اندازی کر کے سلطنت عثمانیہ کو ایک خاص جداگانہ انتظام عمل میں لانے اور باشندگان کریٹ کو اختیارات دلانے پر مجبور کر دیا ✦

چونکہ بموجب جدید انتظام باشندگان کریٹ کے حوصلے بڑھ گئے تھے۔ جس سے قدیم سرکشی میں اور بھی ترقی پیدا ہونے لگی ✦

یونان کی استعانت اور یورپ کی حمایت کی وجہ سے اہل کریٹ اسباب بغاوت پیدا کرنے پر آمادہ رہنے لگے ✦

۱۸۸۹ء میں اُنھوں نے ایک اور بغاوت کی اور اُسی سال جون میں نقصان کا معاوضہ چاہا گیا۔ ترکوں نے اُس بغاوت کو بھی بدقت تمام رفع کیا اور اُس کے خاتمہ پر جزیرے کی عیسائی رعایا کو اُن کی بہبودی اور بہتری کے لئے کچھ مزید انتظامی حقوق دیدیے جن کے وسیلے سے کریٹ کی حکومت ایک نوع کی کونسٹی ٹیوشنل یا سلف گورنمنٹ کی قسم سے ایک حکومت ہوگئی تھی جزیرے کے چند سر آوردہ باشندوں کی مجلس کی۔ اور اندرونی انتظام کیلئے کچھ اختیارات بھی دیے گئے۔ اس پر بھی ۱۲ اگست ۱۸۹۶ء کو کریٹی عیسائیوں نے ایک رجمینٹ قایم کی اور اُس کا نام مقدس پلٹن رکھا گیا۔ ۲۰ ستمبر ۱۸۹۶ء کو تمام قریطش اقوام نے ایک عام جلسہ کر کے ترکی حکومت سے انکار کر دیا۔ اور کریٹ کو یونان کے ساتھ ملحق کر دینے کا اعلان دیدیا۔ یہ پلٹن جو مقدس کے نام سے قایم کیگئی اُس کے سپاہی اور سرغنے بڑے بڑے شورہ پشت باغی تھے۔ ان میں سب سے بڑھ کر ایک شخص مسمی نیکولاس کرسٹوڈولاکی بڑا مفسد شخص تھا۔ جس نے بغاوتوں میں بڑا بھاری حصہ لیا۔ جس کی تصویر ذیل میں دکھائی جاتی ہے ✦

یہ تصویر نیکولاس کرسٹوڈولاکی ہے۔ جو کریٹ کا ایک مشہور باغی ہے۔

(دیکھو تصویر نمبری ۷۴) +

تصویر نیکولاس کرسٹوڈولاکی (نمبری ۷۴)

یہ شخص کریٹ کے سردار باغیوں میں سے ایک مشہور سردار باغی ہے جو کہ دیر تک ریتھفیز میں پناہ گزیں رہا - جہاں اُس کی رعب والی شکل اور اُس کی سپاہیانہ طرز اور اُس کی لڑائیوں کی شہرت خاص و عام کی توجہ کا باعث ہوئی - اُس زمانہ میں اُس کی عمر ۴۹ برس کی تھی - اُس نے مختلف بغاوتوں میں بڑا حصہ لیا اور خاص کر سنہ ۱۸۶۶-۷۸ و ۷۷-۹۰ء اور نیز پچھلے سال کی بغاوتوں میں اس کو بڑی شہرت حاصل ہوئی - یہ باغی پہلے ترکی پولیس میں ملازم تھا - لیکن جب پہلے موسم گرما میں بغاوت شروع ہوئی

تو اُس نے نوکری چھوڑ دی اور پہاڑوں کو بھاگ گیا تھا + کیونکہ اُس کے ساتھ جو مسلمان ملازمت میں شامل تھے اُن کو کلی طور سے اُس کے باغی ہونیکا شبہ ہو گیا تھا - اِس لئے اُس کی زندگی خطرہ میں ہو گئی تھی - اِس پر اِس سے پہلے کورٹ مارشل بھی کیا گیا تھا - اور بغاوت کا الزام بھی لگایا گیا تھا اُسکا دوسرا بھائی ردسو کرسٹوڈولاکی جو کہ اپنے آپ کو نہ بچا سکا اِسی جرم کا مجرم قرار دیا گیا - اور وہ روڈس کے قیدخانہ میں قید ہے - غرضکہ کریٹ کے باغیوں نے ملکر بڑے زور شور کے ساتھ کریٹ کو یونان ملحق کرنے کا اعلان کر بھی دیا تھا جس پر بڑی تیزی کے ساتھ جنگ و جدل کی نوبت پہنچی - ۱۱ ستمبر ۱۸۶۶ء کو کچھ ترکی افواج مصطفٰے پاشا کے زیر کمان بھیجی گئی - لیکن ستمبر اور اکتوبر میں چھوٹی چھوٹی لڑائیوں میں یونانیوں کو غلبہ ہونے لگا اور وہی فتحمند نظر آئے - اسی اکتوبر میں یونانیوں نے ایک جہاز کو جس میں بہت سے والنٹیر بھرے ہوئے تھے مع سامان حرب و ضرب کینڈیا میں پہنچا دیا جس سے باغیوں کو بڑی جرأت پیدا ہو گئی - اور ۲۶ نومبر ۱۸۶۶ء کو خانقاہ ارقدمی محصور کر لی - اور محصورین کے اُڑا دینے سے طرفین کی جانوں کا بہت ہی نقصان ہوا - ۲۸ مارچ ۱۸۶۷ء کو آسٹریا - جرمنی - اٹلی اور سوئٹزرلینڈ کی طاقتوں کی طرف سے کینڈیا چھوڑ دینے کیلئے سلطان المعظم کی خدمت میں متفقہ یادداشت روانہ کیگئی جو فوراً - ۳۱ مارچ کو سلطان نے نامنظور کی - ۲۱ جون ۱۸۶۷ء کو زار روس کی سرکردگی سے پھر ایک متفقہ یادداشت لڑائی بند کر دینے کیلئے باب عالی میں پیش کیگئی - جس کا کچھ اثر نہ ہوا - اور ماہ جولائی میں برابر غیر منفصلہ لڑائیوں کا سلسلہ جاری رہا - اور ۱۹ اگست ۱۸۶۷ء کو ترکی جہاز نے یونانی جہاز ارقدمی کو جو یونانی والنٹیر لانے اور جزیرے سے عورتوں اور بچوں کو لیجانے میں مصروف تھا - گولا بار کر کے بالکل غرق کر دیا - ۲۲ ستمبر ۱۸۶۷ء کو یورپ کے ڈیلیگیٹوں نے ٹرکی وزیر سے ملاقات کی - اور اُسی مہینے میں ۲۸ تاریخ کو وزیر اعظم ٹرکی کے پہنچنے سے عام غدر فرو ہو گیا - اور امن و امان کا اعلان ترمیم قوانین کے وعدہ پر دیا گیا - اِس پر بھی وہ بس نہ کر سکے - چنانچہ نومبر میں یونانیوں نے پھر جزیرہ کا محاصرہ کرنا شروع کیا - اِس وقت عمر پاشا ٹرکی جزیرہ کا کمانڈر تھا - جس کی تصویر ذیل میں دکھائی جاتی ہے -

(دیکھو تصویر نمبری ۴۸ عمر پاشا) اس نے مجبور ہو کر اپنے عہدے سے استعفا دیدیا - کیونکہ گورنمنٹ ٹرکی نرمی اور چشم پوشی سے کام لیتی تھی اور باغیوں کو کافی سزا نہیں دیتی تھی جس سے وہ سخت دلیر ہو گئے تھے - جب سے کریٹی یورپ کی طاقتوں خاصکر روس اور فرانس وغیرہ کی دپردہ اور علانیہ مدد کے برتے پر ترکی گورنمنٹ سے برابر برسر فساد چلے آتے تھے - اِن سلطنتوں نے یونان کو ۱۸۲۹ء کے اخیر اور ۱۸۳۰ء کے شروع میں بھڑکا کر بہت کچھ حوصلہ دلایا تھا - جس کے سبب آزاد شدہ یونان کے بیشمار عیسائیوں نے کریٹ میں پہنچکر وہاں کے باشندوں سے بغاوت کرا دی - اور اُن کے ساتھ خود ملکر ترکی افواج

(تصویر نمبر ۴) عمر پاشا کمانڈر کریٹ
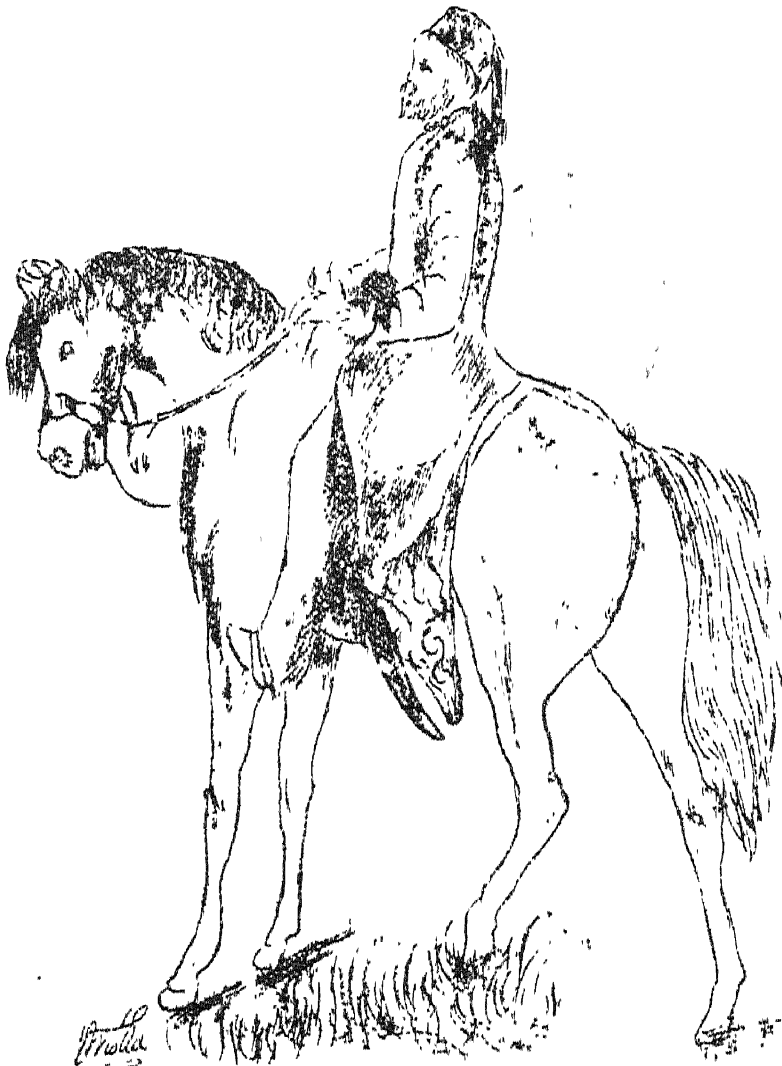
Omer Pasha

No. 19

رعائیتیں اُن سے واپس لیگئیں لیکن یہ شورہ پشت باغی کسی حالت میں نچلے نہیں بیٹھتے تھے - گو ترکوں کی طرف سے ہر معاملہ میں ان کی دلجوئی کی جاتی تھی - مگر پھر بغاوت کر بیٹھتے تھے - اِس بغاوت کے فرو کرنیکے لئے محمد علی پاشا جزیرہ کریٹ میں بھیجے گئے جنھوں نے اپنی عالی لیاقتی سے آتش فساد کو دبا دیا - اور امن قایم کردیا - اُسی زمانہ میں دول یورپ کے برخلاف شمالی البانیہ کے عیسائی اور مسلمان محض قومی و ملکی حمیت سے اپنے وطن کو صحیح و سالم رکھنے کیلئے بر سر بغاوت ہو گئے جس کو یونان سے ملحق کردیا گیا تھا - اِس بغاوت کے فرو کرنیکے لئے کریٹ سے محمد علی پاشا کو البانیہ میں روانہ کیا گیا - مگر چونکہ مسلمان برخلاف تھے - اِس لئے محمد علی پاشا کو اُس کی البانی باڈی گارڈ نے ۳ ستمبر ۱۸۷۸ء کو قتل کر ڈالا تھا - اِس وقت بجائے محمد علی پاشا کے ستمبر ۱۸۷۸ء میں غازی احمد مختار پاشا جزیرہ کریٹ میں بھیجے گئے اُنھوں اُسی مہینے میں مقام ہلیپہ باغیوں کے اکثر مطالبات کو دو تین ہفتوں کی بحث کے بعد منظور کرکے بہت اچھی طرح سے امن و امان قایم کردیا ۔

ذیل میں غازی احمد مختار پاشا کی تصویر دکھائی جاتی ہے اور ان کے حالات کی چند سطریں مسطور ہوتی ہیں (دیکھو تصویر نمبری ۴۹) ۔

غازی احمد مختار پاشا

(تصویر نمبری ۴۹)

غازی احمد مختار پاشا۔ حاجی ابراہیم آغا تاجر ریشم ایشیا کوچک کے پوتے ہیں۔ پیدا ہوتے ہی اس درتیم کے والد ماجد نے انتقال فرمایا دادا صاحب نے پرورش فرمائی ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوئے تھے ۱۲ برس کی عمر میں داخل اسکول ہوئے۔ اور قسطنطنیہ کے جنگی کالج میں چار سال میں اعلےٰ تعلیم حاصل کر کے لفٹنٹ کا عہدہ حاصل کیا۔ ۱۸۶۱ء میں اکرم پاشا کے ماتحت ہو کر کپتان اور مانٹی نگرو کو بھیجے گئے آپنے حسن خدمات سے افسران بالا کو نہایت ہی خوش کیا اور مقام پوسٹرک کے درے میں بڑی شجاعت اور بہادری سے معرکہ آرائی کی باوجود سخت زخمی ہونیکے استقلال کے ساتھ ثابت قدم رہے اور درجہ پنجم کا مجیدی تمغہ حاصل کیا ✤

بعد ازاں یہ لیٹری اکاڈمی میں علم ہیئت کے پروفیسر ہوئے۔ جنگی قلعوں کی تعمیرات میں بڑی دستگاہ رکھتے ہیں ✤

پھر درویش پاشا کے ماتحت اسکندریہ بحری اسٹاف کے چیف مقرر ہوئے ۱۸۶۳ء میں نائب کرنل پھر سلطان عبد العزیز کے ولی عہد خلف اکبر یوسف الدین کے اتالیق مقرر ہوئے اور اُن کی ہمراہ آسٹریا فرانس۔ جرمنی اور انگلستان کا سفر کیا ✤

لیجن آف ہنرڈی ریڈ انگل۔ دی کرون آف اسٹرن کے تمغے فرانس اور جرمنی سے عطا ہوئے۔ ۱۸۷۶ء میں واپس آکر مانٹی نگرو کے کمشنر ہوئے۔ در مالو برو ڈ گیاٹی پر قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں بوسنیا۔ ہرزیگونیا اور مانٹی نگرو کے کمانڈنگ افیسر مقرر ہوئے اور برابر ۲۰ لڑائیوں میں فتحیاب ہوئے۔ صرف ایک لڑائی میں ناکامیاب رہے تھے۔ یکم اکتوبر ۱۸۷۷ء کو جنگ روم و روس کی لڑائی میں غازی کا خطاب عطا ہوا ۱۸۷۸ء میں آرٹلری کے گرینڈ ماسٹر مقرر ہوئے۔ پھر جنینا کے حاکم مجاز ہوئے۔ بعد ازاں فرانسیسی زبان میں علم ہیئت۔ تقویم سمت اولارا سائینس ڈوگو اور نیٹ سولبری پارٹی ٹیمس ترک کتاب لکھی۔ اس کے بعد باب عالی کے سفیر کل مختار ہو کر مصر بھیجے گئے۔ اب تک مصر میں عمدگی سے کام کر رہے ہیں۔ اسی جنگ ۱۸۹۷ء میں آپکے فرزند بلند اقبال نے بڑی بہادری اور ناموری حاصل کی جس کا مفصل ذکر ڈوموکو کی لڑائی میں لکھا جاویگا ✤

جزیرہ میں امن وامان قایم ہونیکے بعد مفسدوں کو اور نئی سوجھی وہ پھر فساد پر تل گئے اور اپنے نقصان کی ذرا بھی پروانہ کی۔ اور ۱۸۸۹ء میں ہوم رول یعنی خود مختاری کا خبط سوجھا اور اس خود مختاری کے حاصل کرنیکے لئے تمام کریٹ والوں نے بہت سا شور و غل مچایا۔ اور بڑا بھاری فساد کیا۔ رحم دل سلطان نے وہ بھی منظور فرما کر اہل کریٹ کو ہوم رول خود مختاری عطا فرمادی ✤

لیکن تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ اُنھوں نے اپنے آپ کو خود مختاری کے ناقابل ثابت کیا ۱۸۹۶ء میں

شریر النفس مردمان نے آتش فساد کو بھڑکا کر جنگ و جدل کا شعلہ بلند کر ڈالا۔ اس پر طرہ یہ ہوا کہ یورپ کے اخبار نویسوں نے مسلمانوں کے برخلاف طرح طرح کی رنگ آمیزیاں کر کے اور فرضی مظالم کی تصویریں کھینچکر دنیا میں اُدھم مچا دی۔ ان مظالم کا نقشا بھی ویسا ہی تھا جیسے بلگیریا کے باب میں فرضی کارروائی دکھائی گئی تھی ✽

کریٹ کے باشندے نہایت ضعیف اور سادہ لوح ہیں۔ جس طرح یونان اُن کے کان میں پھونک دیتا ہے اُسی طرح مان لیتے ہیں۔ اور اپنے نفع و نقصان کو نہیں سمجھتے۔ ان فسادوں اور بغاوتوں کے بانی مبانی در اصل اہلِ یونان ہیں۔ اور ہر طرح سے کریٹ والوں کو امداد دیتے رہتے ہیں۔ علاوہ سامان حرب و ضرب کے وہ خود بھی کریٹ والوں کے شامل و شریک ہو کر کشت و خون کی گرم بازاری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے۔ اہلِ یونان مردِ میدان کبھی ثابت نہیں ہوئے۔ لیکن خانہ جنگیوں میں فساد اُٹھانیکی اُن کو بڑی بھاری مہارت حاصل ہے۔ اور اس کا اصلی منشا فساد کرانے سے یہ ہے کہ ترک دق ہو کر اور اہلِ یورپ کی دھمکی میں آ کر تمام کریٹ کا الحاق یونان سے کر دیں گے۔ لیکن وہ اِس خبط میں ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتا۔ زیادہ تر افسوس اس بات کا ہے کہ تمام یورپ ٹرکی کے برخلاف ہے ✽

سلطان المعظم جس وقت اپنے جلال شاہی سے بغاوت فرو کرنے میں کام لیتے ہیں تو تمام یورپ میں ایک قسم کا شور و غل مچا دیا جاتا ہے۔ طاقتیں علیحدہ چلاتی ہیں۔ اخبارات وہ طوفان بپا کرتے ہیں کہ الاماں۔ مفسد یہ غل کرنے لگتے ہیں کہ مسلمان ناحق کریٹ والوں کا خون بہاتے ہیں۔ غرض کہ کذب و دروغ جھوٹ اور طوفان کے پہاڑ تنبا دیے جاتے ہیں۔ انصاف اور راستی کا بالکل خون بہایا جاتا ہے۔ الغرض سلطان نے بہت دق ہو کر اپنے حکام کو بغاوت فرو کرنیکا حکم صادر فرمایا۔ اور کسی کی پروا نہیں کی۔ ایک ذرا سی سختی کے ساتھ کام لیا گیا تو ایک آن کی آن میں بغاوت فرو ہو گئی پھر نہ کریٹ کے باغیوں کا اور نہ یونان کے فسادیوں کا پتہ تھا۔ ایک دم سے امن و امان قایم ہو گیا۔ سلطان کی گورنمنٹ سے جس قدر رعایات اور جدید حقوق اہلِ کریٹ یا اہلِ آرمینیا کو دیے جاتے ہیں وہ اور بھی اس پر بجائے امن قایم کرنیکے برابر فساد کی آگ کو بھڑکاتے ہیں۔ سلطان ٹرکی رعایتی پالسی کے ہمیشہ طرفدار اور معاون رہتے ہیں۔ شروع زمانہ سے غیر مسلمان اقوام یعنی عیسائیوں کو جو کچھ مساوات سول معاملات میں مسلمانوں کے ساتھ حاصل تھی اُس کی توسیع پولیٹیکل معاملات میں مسلمانوں سے کئی درجہ بڑھ گئی ہے۔ اُن کو گورنمنٹ ٹرکی سے وہ حقوق اور رعایات حاصل ہوئیں جو اہلِ حکومت کو بھی حاصل نہیں ہوتی۔ منصف مزاج رعایا پرور سلطان نے بلا تعصب مذہبی اپنی عیسائی رعایا کو مسلمانوں سے بھی بڑھکر عہدہ ہائے جلیلہ اور منصب انتظامیہ عطا فرمائے ہوئے

ہیں۔ جس کے مستحق مسلمان ہی تھے مگر باب عالی نے کبھی مذہب اور ملت کا خیال نہیں فرمایا۔ بلاد ورعایت کے سکرٹری آف سٹیٹ۔ ڈائرکٹر جنرل۔ انڈر سکرٹری آف سٹیٹ۔ گورنر جنرل۔ سفیر وغیرہ وغیرہ عظیم الشان عہدے غیر مذاہب والوں یعنی عیسائیوں کو عطا فرمائے ہوئے ہیں اور تمام سلطنت ٹرکی گویا اُن کی مٹھی میں ہے۔ پھر بھی وہ ناشکری اور محسن کشی کریں تو بجز افسوس کے اور کیا کہا جاوے ہم ان رعایات کا مفصل حال آگے بیان کریں گے ایسے موقعہ پر مفسدوں کو جس قدر سزا دیجاوے وہ تھوڑی ہے مگر اعلیحضرت کی رحمدلی اور خدا ترسی کافی گوشمالی نہیں کرنے دیتی۔ خدا ایسے رحمدل سلطان کی عمر میں برکت دے۔ اس نے تن تنہا ملک میں وہ وہ اصلاحیں اور ترقیاں کی ہیں کہ صدہا عقلا و فضلا کی پارلیمنٹ نصف صدی میں بھی نہیں کر سکتی ✦

تہذیب اور انسانی ہمدردی کو ایسا پایہ عروج پر پہنچایا ہے کہ جس پر ایک عالم حیران ہے جن لوگونکو انسانی ہمدردی کا دعویٰ ہے وہ اس کا کوئی حصہ کرکے دکھائیں ✦

لیکن اُصول جہانداری اور قانون امن خلایق کے لئے ایسی رعایات ہمارے خیال میں ہمیشہ موجب نقصان ہوا کرتی ہیں۔ عام آزادی اور غیر اقوام کے ساتھ ضرورت سے زیادہ مراعات کا عطا کیا جانا گورنمنٹ ٹرکی کے حق میں مضر ثابت ہونے لگا ہے اور یہ حد سے بڑھی ہوئی رعاتیں آخر کار ایک چھوٹی سی نہ کھٹکنے والی پھانس سے ایک بڑے نشتر کے برابر معلوم ہونے لگی۔ باوجودیکہ آئے دن ترکوں کو چقلش پیش آتے رہے۔ مگر ترکوں نے باوجود ہر طرح کی قدرت کے روئے زمین پر عامتہ اور دول یورپ پر خاصکر اپنی رعایا پروری اور رحمدلی کو کافی طور پر ثابت کر دیا۔ مگر اس کا نتیجہ بہت برا برآمد ہوا۔ عیسائی رعایا کا مادہ فساد روز افزوں عفونت پذیر ہوتا گیا۔ ع

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی ✦

اور اس کی زہریلی کیفیت سلطنت کے تمام اطراف میں عموماً پھیل گئی جس کا بدیہی نتیجہ یہ ہوا کہ آج ٹرکی سلطنت اپنی قوت اور سطوط میں بہت کمزور اور بقول یورپ کے بیمار ہو گئی۔ اور وسعت میں گھٹتے گھٹتے اپنے مرکز کے قریب پہنچ گئی۔ اب بھی اگر ترکی سلطنت اپنے فاسد مادہ کو سنگینوں کی تیز نوکوں اور شمشیر دو دم کے تیز دم سے نہ نکالی تو اس کا قصور ہے۔ اور مدبران ٹرکی پر غیر منتظم ہونیکا بدنما دھبہ ضرور لگائیں گے اور اس کا انجام بھی خود سلطنت کے واسطے نہایت مضر ثابت ہوگا ✦

انسانی ہمدردی کے دلدادہ مہذب سی مہذب دول یورپ میں کو آج کوئی سلطنت ایسی نظر آتی ہے کہ سلطنت کی بنیادیں کھوکھلی اور غیر محفوظ دیکھکر خاموش ہو رہے۔ اور اس کا دفعیہ نہ کرے اس پر بھی اگر متعصب قومیں جنکی کھلی اور دیکھتی ہوئی آنکھوں پر تعصب کی گہری سفیدی چھائی ہوئی

اپنی متعصب طبیعت کے طفیل اعلیٰ حضرت سلطان المعظم کی شان میں ظالم اور جابر بادشاہ ہونیکے الفاظ استعمال کرے اور فرضی مظالم سے اپنے ملکی اخباروں کے سفید چہروں کو سیاہ کریں تو اس جہالت اور اندھیر کا کیا علاج ہوسکتا ہے۔ پہلے وہ اپنے گریبان میں منہ ڈالیں اور دوسروں کی آنکھوں میں اُس وقت تنکا ثابت کریں جب وہ اپنی آنکھوں سے شہتیر نکال چکیں۔ یورپ کی بڑی بڑی سلطنتیں سوا برطانیہ اعظم کے وہ وہ ظلم اور ستم ڈھاتی ہیں کہ جن کی نظیر بہت کم ملے گی۔ پہلے روس ہی اپنے ملک کے واقعات پر نظر ڈالے اور اُن بیگناہ اور مصیبت زدہ یہودیوں کو دیکھے جن کو طرح طرح کے ظلم کر کے جلاوطن کر ڈالے۔ جنہوں نے ترکوں کی سلطنت میں آکر پناہ لی۔ دیگراں را نصیحت و خود را فضیحت کی مثال صادق ہے۔ فرانس میں کیا کچھ گذرا۔ کیسے ظلم ڈھائے گئے۔ افسوس ان واقعات کے روشن چہرے پر کیوں باریک جالی کا نقاب ڈالا جاتا ہے۔ ٹرکی پر اس وقت منہ آنا چاہیے کہ جب وہ اپنی تہذیب اور انسانی ہمدردی کا عمل دخل اپنے ملک میں کر کے دکھادیں۔ سلطان ٹرکی نے بہت عاجز اور دق ہو کر کریٹ کے باغیوں کے ساتھ جب اپنے جلال شاہی سے کام لیا تو فوراً بغاوت فرو ہوگئی۔ اور امن و امان قایم ہوگیا۔ بہت سے مفسدوں کو سزائیں دیکر چھوڑ دیا اور اکثر باغیوں کو بلا سزا کے رہا کر دیا تاکہ مفسد اس بیجا شرکت سے باز آویں۔ مگر متعصب اُلٹا الزام مسلمانوں پر لگاتے ہیں کہ وہ بانی مبانی فساد کے ہیں۔ اگر سلطان ٹرکی اسی طرح اپنے آہنی بازو اور فولادی پنجہ سے حکومت کریں تو فساد اور بغاوت کا تمام مواد سلطنت سے باہر نکل جاوے۔ چنانچہ سلطان المعظم ٹرکی کے اس حسن انتظام اور دلچسپ کارروائی پر انگلستان کے بعض بعض اخبارات نے جو بلا تعصب اور عدل و انصاف کے خواہاں ہیں سلطان کے جلال شاہی کی کسی قدر تعریف کی ہے۔ چنانچہ لنڈن کے ٹائمز اخبار نے اس طرح لکھا تھا کہ "آخر کار گورنمنٹ عثمانیہ شجاعت اور استقلال کو کام میں لائی۔ اُس نے یہ اوّل ہی مرتبہ فرائض شاہی کو انجام دیا ہے۔ اس کارروائی کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ اس وقت کریٹ کی مصیبتیں کم ہوگئیں۔ ابتدا میں گورنمنٹ ٹرکی نے خاموشی اختیار کی اور شورش کرنے والوں نے جزیرے کے اندر و باہر بے پروائی کی علامتوں کو نہ خیال کیا اور اس سے بیباکی کو ایک قسم کی تحریص اور ترغیب دیجاتی ہے۔ صرف ایک مرتبہ اس نے علامات تشویش و تفکر ظاہر کی تھیں جب اِس نے اپنے ہم مذہبوں کو مسلح کرنیکا ارادہ کیا تھا۔ تو یہ خوف ہوا تھا کہ مبادا یہ بدنظمی آخر کو سول وار ہو جائے اور پھر زیادہ دقت ہو۔ خوش قسمتی سے یونانی اور یورپین سرکلر سے ترکی پر غصہ اِس امر کا باعث ہوا کہ ٹرکی نے مستعدی اور سرگرمی کے ساتھ کارروائی شروع کی ہے اس مستعدی اور سرگرمی سے جس کو قسطنطنیہ نے عرصہ دراز کے بعد ظاہر کیا دول عظام کا خوف اور تشویش و تفکر دور ہوگیا ہے وہ اس امر سے نہایت ہی مخوف تھے۔ کہ انٹرنیشنل بارود کے عظیم الشان

میگزین میں کریٹ یا اور کسی حصہ کی طرف سے آتش فساد کا کوئی پتنگا نہ آ پڑے۔ ان کی سمجھ میں یہ نہیں آتا تھا کہ مسئلہ کریٹ کے کیا معنے ہیں۔ کوئی قابل فہم تعبیر اس مسئلہ کی اس وقت تک نہیں کی گئی۔ اور یورپ اس امر سے بخوبی واقف ہے کہ وہ خواہ کسی فریق کی حمایت کرے اس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہو سکتا ہے کہ غلطی کا ہو جانا ممکن ہے۔ کریٹ کی ناراضی کسی طرح پر ٹرکی بدنظمی کا نتیجہ نہیں ہے۔ فساد اور سختی جزیرہ کریٹ کے عیسائیوں نے مسلمانوں پر کی ہے۔ عثمانیہ حکمرانوں کا قصور صرف اس قدر ہے کہ وہ زبردست فولادی پنجوں سے حکومت نہیں کرتے اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ وہ ظلم کریں یا ناروا مطلق العنان کو روکیں جو ترکوں نے عیسائیوں کو دے رکھی ہے۔ اگر کل ہی کریٹ کو ٹرکی سے علیحدہ کر لیا جائے۔ اس وقت ایک مستقل اور منصف مزاج حاکم کی ضرورت ہی جو اس امر سے بخوبی واقف ہو کہ کس قدر آزادی کو کام میں لانا۔ اور کس قدر مقامی بغض و حسد کو دور کرنا چاہئے بہرکیف یورپ میں اس امر کے دریافت کرنیکی سمجھ موجود ہے۔ مگر اُن کے پاس اس مشکل کے حل کرنیکے ذرائع موجود نہیں۔ اور جس برتاؤ سے باشندگان ملک نے جوابدہی کو اپنے ذمہ لیا ہے اس سے یہ برائی دور نہیں ہو سکتی"۔ (از لندن ٹائمز ۲۶ و ۲۷ راگست ۱۸۹۶ء) +

لنڈن ٹائمز کی یہ آزادانہ تحریر جس سے سراسر اہل کریٹ کا قصور اور محسن کشی ظاہر ہوتی ہے راستی اور صدق مقالی پر مبنی ہے لیکن عموماً یورپ کے اخبارات جو اپنے کالموں کے چھٹے گورے اور نورانی چہرہ پر سیاہ خال کی خال خال سخت سنجیاں کیا کرتے تھے کریٹ کے معاملہ میں بھدی اور فرضی رنگ امیزیاں کرکے بالکل سیاہ کر ڈالتے ہیں۔ وہ اپنی اور ملکی روسیاہی کا اس روشنائی کے زمانہ میں ترکوں کے برخلاف ذرا بھی خیال نہیں کرتے۔ اور جب کبھی ان کو ترکوں کی سرخروئی کا خیال مجبوراً اخباری دنیا میں اخباروں کے ذریعے سے افشا کرنا پڑتا ہے۔ تو اس پر سیاہ جالی کے نقاب ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں جو ان کے حسن کا دوبالا جلوہ روشن کرتی ہے +

کریٹ کے باغی ایسے پکے اُستاد کے پڑھائے ہوئے ہیں جو کبھی موقع کو ہاتھ سے نہیں دیتے خواہ اُن کو کیسی ہی ذلت کیوں نہ ہو۔ کریٹ کے عیسائیوں نے اپنی زیادہ تعداد اور دلی عداوت کی وجہ سے ہمیشہ کریٹ کے مسلمانوں کو بڑی بڑی اذیتیں اور تکلیفیں دی ہیں۔ چنانچہ سب سے آخری دفعہ جب کریٹ میں ۱۸۹۵ء کے درمیان بغاوت پھوٹی تو مسلمان باشندوں پر عیسائیوں نے سخت وحشیانہ ظلم کئے۔ عورتوں کے سینے۔ مردوں کے ناک اور کان کاٹ ڈالے۔ غرض ایسا ظلم کیا کہ عیسائی اخبارات اور انگلستان کے مدبروں نے علیسائیان کریٹ کے ظلم و ستم کا اعتراف کیا۔ لارڈ کرزن فارن سکرٹری انگلستان نے جو ایک بڑے لایق مدبر اعلیٰ اور جو اب ہندوستان کے گورنر جنرل اور وائسرائے ہیں

بڑے زور کے ساتھ ہوس آف کامنز میں زبان فیض ترجمان سے اس طرح فرمایا تھا کہ کریٹ کے مسلمانوں پر بڑے بڑے ظلم ہوئے ہیں۔ چنانچہ اسی سبب سے ہندوستان۔ مصر۔ جرمنی۔ اور دیگر ممالک سے اُن بدنصیب مسلمانوں کے لئے چندے جمع کئے گئے۔

اہل کریٹ کی اس اخیری بغاوت کے حالات کسی قدر تفصیل سے بیان کرنے مناسب معلوم ہوتے ہیں اور نیز ہم اپنے پیارے لارڈ کرزن کی اُن اسپیچوں اور تقریروں کو موقعہ بموقعہ دکھاویں گے جو حضور موصوف بصدر رہنے شرح و بسط اور بڑی فصاحت و بلاغت سے پارلیمنٹ کی عالی شان مجالس اور تاریخی ہالوں میں اپنے معقول معلومات کے ساتھ وقتاً فوقتاً بیان فرمائے ہیں۔ ہدیہ ناظرین والاتمکین کریں گے جس کے معلوم کرنے اور بیان فرمانے میں حضور والا منزلت نے بڑا بھاری حصہ لیا ہے +

۱۸۹۵ء میں پھر شریر النفس شورہ پشت فسادیوں نے بغاوت کے میگزین میں شور و شر اور فتنہ و فساد کی چنگاریاں ڈالدیں جس سے بغاوت کے بلند شعلے بھڑک اُٹھے۔ تمام جزیرہ میں غدر پھیل گیا۔ اسے ۱۸۹۵ء کے اخیر اور ۱۸۹۶ء کے شروع میں ترکی فوج نے اُن غداروں کو آہنی پنجوں سے اُدھیڑ ڈالا اور تمام بغاوت کا قلع و قمع کرکے رکھدیا جس باغی نے سر اٹھایا اُس کو وہیں کچل ڈالا۔

اس پر سفیران دول یورپ نے باب عالی میں یہ شکایت پیش کی کہ ترکی فوج نے نہایت ہی غصہ سے اہل کریٹ کو مسل ڈالا ہے اور ان کا مال و اسباب لوٹا ہے۔ اسی بنا پر دول یورپ کے سفیر متعینہ قسطنطنیہ کریٹ والوں کے طرفدار ہوگئے اور بہت کچھ شور و غل مچانے لگے۔ اور سلطان پر یہ زور ڈالا اور دباؤ دیا کہ کریٹ کی نیشنل اسمبلی (قومی جماعت) کے قوائد واپس لئے گئے ہیں پھر عطا کئے جائیں اور بحال رکھے جائیں +

اس لئے دول یورپ نے بجہتہ اتفاق کرکے معاملات کریٹ میں مداخلت کی اور جدید انتظامی ضوابط باب عالی میں پیش کئے گئے +

سلطان المعظم نے رفع فساد اور امن قایم رکھنے کی وجہ سے ان تجاویز کی تصدیق ۲۵ اگست ۱۸۹۶ء کو نافذ فرمادیں +

اس نئے قانون کے بموجب دول یورپ کے اتفاق سے جارجی بروچ پاشا پرنس آف سیموس کریٹ کا پہلا عیسائی گورنر مقرر کیا گیا۔ اور عہدنامہ ہلیپا کی تمام رعائتیں بحال کردی گئیں +

ذیل میں جارجی بروچ پاشا پرنس آف سیموس کی تصویر دکھائی جاتی ہے۔ (دیکھو تصویر

نمبری (۵۰) ؂

تصویر نمبر ۵ - جارجی بروویچ پاشا پرنس آف سیموس

جزیرہ کریٹ کا پہلا عیسائی گورنر

لیکن افسوس کی بات ہے کہ دول یورپ کے دباؤ سے سلطان ٹرکی نے بہت سی رعایات و مراعات کریٹ کو عطا فرمائی - اس پر بھی اہل کریٹ اپنی شرارتوں اور بغاوتوں سے باز نہ آئے اور ذرا بھی امن و امان قائم نہوا - برابر فساد پر تلے رہے - لیکن ترکوں نے علاوہ رعایات اور اصلاحات کے کریٹیوں کے ساتھ بہت کچھ تحمل اور بردباری سے ہی کام لیا کیونکہ سلطان المعظم ہرگز سختی کو پسند نہیں فرماتے - اور ہمیشہ ان کا شیوہ نرمی اور حلم کا رہا ہے -

اس کارروائی پر گو کریٹ میں کسیقدر امن و امان ہوگیا لیکن ان مفسدوں کی کمیٹیاں تمام ترکی

قلمرو میں پھیلی ہوئی تھی - کریٹ میں امن کی صورت ہوئی تو آرمینیا میں عیسائیوں نے شعلۂ فساد کو بھڑکا دیا۔ سلطان المعظم کریٹ سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ آرمینیا کی بغاوت فرو کرنے میں مشغول ہوئے - ابھی آرمینیا کا جھگڑا ہی ہو رہا تھا کہ قسطنطنیہ میں اندرونی پیچیدگیاں نمودار ہوئیں۔ اسی وجہ سے سلطان المعظم کو ان تمام جھگڑوں کا مقابلہ کرنا پڑا - اور باب عالی نے اپنی اندرونی مشکلات کی وجہ سے کریٹ کے باب میں نرمی اختیار کی - ایجنٹی و کونسلین متعینہ خانیہ کو انکی گورنمنٹ کی طرف سے ہدایت کیگئی تھی کہ اہالیان کریٹ کو اطلاع دیں کہ اگر وہ اُن رعایتوں کو جو اُن کو دی گئی ہیں منظور نہ کریں گے تو یورپ کو اُن کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں رہیگی - کریٹ کے متعلق جو تجاویز دول یورپ نے تجویز کیں اُن میں ایک تجویز یہ تھی - کہ ایک عیسائی گورنر ۵ سال کے لئے دول یورپ کے زیر ضمانت مقرر کیا جائے - باقی شرائط عدالتی اور تمدنی اصلاحات کے متعلق ہیں - جن کو سلطان المعظم نے کسی قدر تخفیف اور ترمیم کے بعد منظور کر لیا تھا - اور جدید گورنر جارجی پاشا اصلاحی تجاویز کے مطابق کریٹ کا عیسائی گورنر مقرر ہوا تھا جس کی تصویر نمبر ۵۰ میں دکھا چکے ہیں -

اعلیٰ حضرت نے ترکوں کا جوش دبا کر جو تمام یورپ سے لڑنے کو موجود تھے اس عالمگیر جنگ سے طرح دیکر اپنی رعایا کو سمجھا کر - اور شرائط میں ترمیم فرما کر مفصلہ ذیل شرائط کریٹ کی بابت ۲۵ اگست ۱۸۹۶ء کو منظور فرمائیں جو ذیل میں درج ہیں :-

اوّل - زیر ضمانت دول یورپ ایک عیسائی گورنر پانچ سال کیلئے مقرر کیا جاوے اُسے کریٹ کی مجلس وکلاء کی پاس کردہ تجاویزہ قوانین کو منسوخ کرنے کا اختیار ہوگا اور وہ مجلس کوئی ایسا قانون نافذ نہ کر سکے گی جو اعلے حضرت سلطان المعظم کے شاہانہ حقوق کے نقیض ہو اس شرط کی رو سے جارجی پاشا موجودہ گورنر صوبہ کا با اختیار گورنر مقرر ہوا +

دوم - جزیرہ والوں کو اندرونی معاملات میں قطعی آزادی ہوگی - اور امپیریل گورنمنٹ کو فقط سالانہ خراج دیا جاویگا جو نصف آمدنی کے برابر ہوگا +

سوم - پولیس اور مقامی فوج کی از سر نو ترتیب کی جائیگی +

چہارم - دیسیوں میں جو مقدمات ہوں اُن کی آخری اپیل خانیا کی عدالت اپیل تک ہو سکیگی +

پنجم - ملکی اور جنگی اقتدار گورنر جنرل کو حاصل رہیگا - چونکہ مسلمانوں کی آبادی عیسائیوں سے کم ہے اس لئے مجلس میں اُن کے ممبروں کی تعداد بھی کم رہیگی - مگر اُن کے حقوق کی کامل نگہداشت کیگئی ہے پہلے یہ قاعدہ تھا کہ جب تک مسلمان ممبروں میں سے دو تہائی کسی قانون سے متفق ہو نگے

تب تک وہ پاس نہوگا۔ یہ شرط اڑا کر اور انتظام کیا گیا۔ باغیوں نے اس شرط کے منظور کرنیسے انکار کیا۔ مگر روسی کونسل اور گورنر کریٹ نے صاف صاف کہدیا کہ ان رعایتوں کو منظور نہ کیا گیا اور عیسائی ممبران جو ایتھینز کو چلے گئے ہیں تین یوم کے اندر واپس نہ آئے تو باغیوں کے ساتھ پھر کوئی رعایت نہوگی۔ اور ان کا سختی سے تدارک کیا جاویگا۔ یہ سنکر باغی رضامند ہو گئے۔ اور تمام ممبر سوائے ایک ممبر کے ایتھنز سے واپس آگئے۔ لیکن مسلمان ممبر اس قدر رعایتوں سے جو عیسائیوں کو دی گئیں سخت ناراض ہوئے۔ اور اس کی منسوخی پر زور دے رہے تھے۔ کہ گورنمنٹ ٹرکی نے ان کو سمجھا لیا۔ گو مصر وغیرہ کے اخبارات بھی ان شرایط پر معترض ہوئے +

مذکورہ بالا شرائط پر ۱۲ ستمبر ۱۸۹۶ء کو قرار پاکر عمل درآمد ہوا۔ علی پاشا نے کریٹ کے انتظام اور اس کے باشندگان کیلئے دستور العمل بنایا جس کے جاری ہونے سے کریٹ اور اہل کریٹ کی بہبودی اور سرسبزی بخوبی متصور تھی لیکن افسوس ہے کہ کریٹ والوں میں کوئی ذاتی قابلیت اور استعداد نہ پائی گئی جس کی وجہ سے کوئی نتیجہ بہتر برآمد نہوا۔ بلکہ باشندگان کریٹ نے اپنے لڑکوں اور نوجوانان کریٹ کو تعلیم کیلئے یونان کو روانہ کرتے تھے۔ اور جب وہ تعلیم مفسدانہ سے معمور ہو جاتے تھے تو کریٹ میں داخل ہو کر ان وحشیوں کو اور بھی برانگیختہ کرتے تھے جو بغاوت پر ہمیشہ کمربستہ و طیار رہتے تھے انہوں نے یہاں تک نوبت پہنچائی کہ اپنے عبادت گاہوں اور مقدس مقاموں میں بھی بجائے رہبانیت اور تلقین دین عیسوی کے ترکی مخالفت پر زور دیتے تھے اپنے مقاصد اور اعتراض حاصل کرنیکے لئے ہر ایک جرم کا ارتکاب کرنا جایز طور پر کریٹی جاہلوں کے ذہن نشین کرتے تھے جس ذریعے اور وسیلے سے ممکن سمجھتے تھے۔ بیچارے اہل اسلام پر تکلیف اور نقصان پہنچاتے تھے +

کریٹی جن دیہاتی مسلمانوں کو فیصدی عـ۲۰ ۔ ۳۰ اور ۸۰ روپیہ سود پر قرضہ دیتے تھے ان کی جان اور مال کے خواہاں ہو گئے +

باشندگان قصبجات نے دول یورپ کے کانسلوں کو ہمیشہ بے اصل اور بے حقیقت خبریں پیش کیں اور ناجایز کارروائی کو جس کو کوئی صاحب ناموس قبول نہیں کرتا پیش کش کرتے رہے اور ان کو مسلمانوں سے منسوب کیا۔ اور صاف طور پر جھوٹ بولنا اپنا فرض منصبی قرار دے لیا +

اگرچہ کریٹ کی گورنری پر کوستاکی پاشا۔ اسکندر تھیوری پاشا۔ قوتیا ویس پاشا۔ ساوہ پاشا وغیرہ مختلف مذہب اور مختلف زبان کے گورنر مقرر کر کے بھیجے گئے۔ لیکن کریٹ کے وحشیوں نے کریٹ کی حالت درست نہ ہونے دی +

انتوپوسی پاشا نے اپنے عہد حکومت میں نہایت جانفشانی سے ان کی وحشیانہ حرکت کا تدارک

کرنا چاہا۔ مگر روز بروز جزیرہ کی حالت میں پیچیدگی بڑھتی گئی۔ باغیان کریٹ نے اپنی شورش کو خوب ترقی دی اور شور و شر کا عالم بپا کردیا جس کی وجہ سے سلطانی سپاہ سے کام لینے کی ضرورت پڑی چنانچہ شریر النفس باغیوں کی سرکوبی کے واسطے عبد اللہ غالب پاشا کسیقدر فوج لیکر کریٹ کو روانہ ہوئے جنکی تصویر ذیل میں دکھائی جاتی ہے۔ (دیکھو تصویر نمبری ۵۱)

عبداللہ غالب پاشا گورنر کریٹ حال وزیر اوقاف (تصویر نمبری ۵۱)

عبداللہ غالب پاشا نے نقشہ جنگ مرتب کرکے اور کسی قدر فوج کو ہمراہ لیکر مقام واموس کے محصور شدہ اہل اسلام کی خلاصی کے واسطے مقام کالیوہ میں داخل ہو کر بندرگاہ مسودہ میں پہنچے۔ اگرچہ واموس کے مسلمانوں کا محاصرہ موقع کے اعتبار سے سخت تھا مگر عثمانی سپاہ نے نہایت قابلیت سے غلبہ کرکے محاصرہ توڑ کر غالب ہو گئے۔ باغیوں کو مغلوب کرکے اُن کی سرکشی کی سزا دی اور چند ایام میں مقام سیر و تا اور روماتا کے محصور مسلمانوں کو محاصرہ سے چھڑا لیا۔ اور محاصرہ کرنے والے مفسدوں کو خوب مزہ چکھایا جس کو وہ عمر بھر یاد رکھیں گے۔ یہاں کے مسلمان ۱۸ یوم تک محاصرے میں رہے جو طرح طرح کی تکالیف برداشت کرتے رہتے تھے +

کریٹ کے مسلمانوں اور عیسائیوں کے خصایل و عادات کا مقابلہ اس نظیر سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ سیر و تا اور روماتا کے محصور مسلمانوں کا محاصرہ اٹھانے کی غرض سے مقام پردولیا کے مسلمانوں کی خلاصی پر منحصر کردی۔ مسلمانوں کے چھوٹے چھوٹے بچے اور مستورات حراست میں

جن کے ساتھ کریٹی نہایت بیرحمی سے پیش آئے۔ اور عیسائیان کریٹ کے مرو ہی صرف روک میں تھے جن کو گرجا میں بھی جانے کی ممانعت نہیں کی گئی۔ اور ان کو حوائج ضروری سے بھی تنگ نہیں کیا گیا۔ اہل کریٹ کی ان سختیوں پر کانسل فرنچ درمیان میں پڑ گئی اور دونوں فریقوں کو فہمائش کر کے صلح خیر کرانی چاہی کانسل فرنچ کی فہمائش کو مسلمانوں نے منظور اور قبول کر لیا۔ لیکن باغیان کریٹ نے اس کی تردید کی اور مطلق اس پر خیال نہیں کیا۔ اس وجہ سے مسلمانوں کی خلاصی قوت فوجی سے کرنی پڑی۔ اور بقیہ مقامات میں عبداللہ پاشا نے سپاہ عثمانی روانہ کر کے باغیوں کا سر کچل ڈالا اور تمام جزیرہ میں امن وامان قایم کر دیا۔ اور یہانتک نوبت پہنچی کہ کریٹ کی کسی سمت میں بھی بغاوت کا اثر باقی نہ رہا اور ہر ایک شخص باطمینان تمام اپنے کاروبار میں مشغول ہو گیا۔ چونکہ تمام جزیرے میں سایش کے اسباب مہیا ہو گئے تھے۔ اس وجہ سے اہل یونان کو سخت خار معلوم ہوا اور اُن کی ذاتی اغراض حاصل ہونے میں ناکامیابی کے آثار نمودار ہونے لگے۔

اہل یونان نہایت پریشان تھے کہ جزیرے میں کیوں امن ہو گیا۔ یونانیوں نے یونان سے جہادی سپاہ اور اسلحہ جنگ کریٹ کو روانہ کر دیے اور پھر بغاوت شروع کرا دی۔ لیکن عبداللہ غالب پاشا باغیوں کو کب غالب ہونے دیتے تھے۔ باغیوں کو وہ مزہ چکھایا کہ ان کو چھٹی کا دودہ یاد آگیا۔ لیکن سفیران دول یورپ نے باب عالی سے زبانی شکایت کی کہ عبداللہ پاشا مارشل ہونے کی وجہ سے پرنس جارجی پاشا ملکی گورنر کریٹ سے بڑا رتبہ رکھتے ہیں اس لئے کریٹ کے وہی گورنر ہیں۔ باب عالی ایسا فوجی افسر کریٹ کو روانہ کریں جو پرنس جارجی پاشا سے کم رتبہ رکھتا ہو۔ یا اُس کے ہم رتبہ کا ہو۔ یا پرنس جارجی کا رتبہ بڑھا دیا جاوے۔

اس پر باب عالی نے سفیروں کو جواب دیا کہ کریٹ میں اس وقت اس قدر عساکر قاہرہ موجود ہیں کہ انکی کمان کیلئے مارشل سے کم رتبے کا افسر وہاں نہیں رکھا جا سکتا۔ اس جواب کو سنکر تمام سفیر منہ دیکھتے رہگئے لیکن عبداللہ پاشا کے تبادلہ کی گھات میں رہے۔

یونانیوں نے یورپ کو برانگیختہ کرنیکی غرض سے ترکوں کے برخلاف جھوٹی اور لغو خبریں اخبارات کے ذریعے سے شائع کرانے میں پھر مصروف ہو گئے۔ تا کہ کسی ڈھنگ سے پھر فساد برپا ہو۔ لیکن اس وقت یورپ کے بعض بعض اخبارات نے بلا رورعایت مضامین لکھنے شروع کئے۔ چنانچہ ٹائمس نے چند مہینے پہلے اس قسم کے مضامین شائع کئے کہ "کریٹ کے عیسائی باشندوں کے ساتھ جس قدر نرمی کا برتاؤ کیا جاوے گا اُس قدر فساد برپا کرنے میں دلیری کریں گے۔ یہ قوم نہایت وحشی اور جاہل ہے اور یہ لوگ اختیارات دینے کے قابل نہیں ہیں"

اُس وقت دولت نو عبداللہ غالب پاشا اعلیٰ افسر کریٹ نے کریٹیوں کو سختی سے پکڑا اور اپنے حسن انتظام اور تدبیر صائب سے کریٹ کے باغیوں کو مطلق سر اٹھانے نہیں دیا۔ یونان والوں کی بھی اُن کے آگے کچھ پیش نہیں چلتی تھی۔ جب عبداللہ غالب پاشا سے باغی تنگ ہوئے تو یونان نے پھر مدد دینی شروع کردی اور خفیہ طور سے حرب و ضرب کے سامان مہیا کر دیے۔

چونکہ عبداللہ پاشا بڑے لایق مدبر ہیں۔ ان کی بہادری اور تدبیر پر رشک کھا کر اور سلطانی فرمان یونان کے نام جاری ہونے پر سفیران دول یورپ نے بہ تفق ہو کر باب عالی میں یہ درخواست پیش کی کہ عبداللہ پاشا جو کریٹ کا اعلےٰ افسر ہے ایک حار مزاج اور جلد باز آدمی ہے۔ وہ اپنے حکم کے اجرا میں بہت کم تامل کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے جو کریٹ میں بغاوت ہوتی ہے۔ اور امن کی صورت قایم نہیں ہوتی۔ اگر عبداللہ پاشا کا تبادلہ کریٹ سے کر دیا جائے تو صورت امن قایم ہو جائیگی۔ ورنہ تمام کاروائیاں بیکار ہیں۔ عبداللہ پاشا کی کارروائیوں سے باشندگان کریٹ کو اطمینان نہیں ہے۔ اور وہ اپنے آپکو ایک خطرناک حالت میں خیال کرتے ہیں۔ چونکہ سلطان المعظم ہمیشہ سے صلح پسند اور امن قایم رکھنے کے عادی ہیں۔ اِس لئے سفیروں کی یہ درخواست منظور فرمائی اور فوراً عبداللہ پاشا کا تبادلہ فرما دیا۔ اور بجائے اُن کے حسن ادیب پاشا کو جو طرابلس شام کے کمانڈر انچیف تھے انہیں اختیارات کے ساتھ کریٹ کو روانہ فرما دیا۔

جب حسن ادیب پاشا کریٹ میں داخل ہوئے تو اُنھوں نے اہل کریٹ کو زور سے زر سے دعا سے سحر سے غرض ہر تدبیر سے سمجھایا اور اپنی سحر البیانی اور خوش انتظامی سے تمام کریٹ کو رام کر لیا۔ مگر باغیوں کو یونانی مفسدہ پرداز کمیٹی سلطان کے برخلاف ہر وقت اُکساتی رہتی تھی۔ اسی اثنا میں ایک فرمان سلطان عبدالحمید خاں نے گورنر کریٹ کے نام روانہ فرمایا جس میں سلطان المعظم نے اپنے الطاف شاہانہ سے بہت سی رعایات اہل کریٹ کو بخشیں تاکہ فساد رفع دفع ہو۔ حسن ادیب پاشا نے ایک جلسہ منعقد فرمایا جس میں تمام عیسائی طلب کئے گئے۔ اوّل تو اُنھوں نے انکار کیا۔ مگر حسن کی حسن کارروائی سے وہ شریک ہوئے اور تمام فوجی و ملکی افسروں کے سوا جہازوں کے کپتان اور فوجی افسر بھی شریک ہوئے جو جزیرے کے ساحل پر لنگر انداز تھے۔ جب سلطان عبدالحمید خاں کے احکام سُنانے کی تجویز ہوئی تو مفسدہ پردازوں نے اعتراض کیا کہ فرمان شاہی کو یونانی زبان میں پڑھا جائے۔ اِس پر جارجی پاشا نے سخت افسوس ظاہر کیا۔ اور کسی قدر ردوبدل کے بعد قرار پایا کہ فرمان شاہی کو بعینہٖ اُسی زبان میں جس میں کہ وہ موجود ہے پڑھا جاوے۔ جارجی پاشا نے سلطانی احکامات بڑی عمدگی سے پڑھکر سُنائے جس کو حاضرین جلسہ نے بڑے غور اور دلچسپی کے

ساتھ سنا جو نہایت ہی تلطف آمیز رعایات واحکام تھے - اس پر عیسائی ڈپٹیوں نے اپنی درخواست کو جلسہ میں پیش کرنے سے انکار کیا اور یہ قرار دیا کہ ہم اپنی درخواست کو بذریعہ تار براہ راست سلطان کے پاس بھیجتے ہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا اور سلطان المعظم کے جواب آنے پر دوسرے جلسہ کا انعقاد قرار دیا گیا" چونکہ سلطان المعظم ہمیشہ سے عیسائیوں پر الطاف کریمانہ مبذول فرماتے رہے ہیں اُس عرضداشت کا جواب بھی سلطان کی طرف سے کریٹیوں کے مفید مطلب دیا گیا - مگر نمک حرام یونان وغیرہ کی اغوا سے پھر بھی اپنی شرارت سے باز نہ آئے اور فساد کی آگ کو سلگاتے ہی رہے +

"پامال گزٹ کا بیان ہے کہ کریٹ میں ہمیشہ عیسائی فساد کی ابتدا کرتے ہیں اور جس جگہ پر مسلمانوں کی آبادی کم دیکھتے ہیں وہاں پر وہ مجتمع ہو کر اور کثیر انبوہ سے مسلمانوں پر حملہ آور ہوتے ہیں اور ان کو لوٹنا اور قتل کرنا شروع کر دیتے ہیں - اگر گورنمنٹ ٹرکی اپنے ہم مذہب رعایا کو ان ظالموں کے دست برد سے بچا سکنے کے لئے ان ناہنجاروں کی قرار واقعی گوشمالی کرے تو سلطان ٹرکی کو کیونکر بُرا کہا جا سکتا ہے" +

اسی طرح سے انگلینڈ کے یونین اخبار نے لکھا کہ سلطان ٹرکی نے کریٹ کے باغیوں کے ساتھ انتہا درجہ کا سلوک اور بے پایاں رحم اور شفقت فرمائی - جو فرمان کریٹ کے نام سلطان عبدالحمید خاں کی طرف سے روانہ کیا گیا اُس سے بڑھکر مہربانی اہل کریٹ اور کیا چاہتے ہیں - گویا اب بانس پر چڑھا سا رہا گیا ہے +

ایک واقف کار عیسائی نے صاف صاف تحریر کیا کہ ہماری قوم کو صوبجات ڈینوب اور مشرقی یورپ کے باشندوں کی طبعی خونخواری اور وحشت کی کیفیت معلوم نہیں وہ لوگ بڑے سفاک اور شقی القلب ہیں - مگر چونکہ وہ اپنے آپ کو عیسائی کہلواتے ہیں اگر وہ اپنی کیفر کردار کو پہنچیں تو افسوس نہیں وہ بھولی قوم ان کو جھٹ پٹ شہیدوں کا مرتبہ بخش دیتی ہے - مشہور تو یہ کیا جا رہا ہے کہ کریٹ میں وحشی ترک عیسائیوں کو بیدریغ قتل کر رہے ہیں مگر اصل حقیقت یہ ہے کہ عیسائی مسلمانوں کی مسجدوں کو گرا رہے ہیں اور مسجدوں ہی میں سوؤروں کو ذبح کر رہے ہیں جو ان کی مذہبی اشتعال کا باعث ہے +

چونکہ بموجب نئے قانون کے گورنر کریٹ کا عیسائی ہونا لازمی تھا - نیکولاکی پاشا کے بعد مجبوری علی رضا پاشا نائب گورنر کریٹ مقرر ہوئے لیکن علی رضا پاشا سے باغی نہ دبے اور زیادہ فروغ بغاوت کو دیا گیا - جب باغیوں نے جزیرے کی اصلاح کو منظور نہ کیا تو شاکر پاشا نائب گورنر مقرر ہوئے اور وہی کمانڈر سپاہ مقرر کئے گئے (جنکی تصویر ذیل میں صفحہ ۹۲ پر دکھائی جاتی ہے دیکھو تصویر نمبری ۵۲) شاکر پاشا کی موثر تدبیروں سے جزیرہ میں امن وامان قایم ہو گیا اور جواد پاشا نائب گورنر کے زمانہ تک جزیرہ کی حالت بخوبی عمدہ اور سنبھلی رہی جواد پاشا کے بعد محمود جلال الدین پاشا نے نہایت قابلیت سے امن چین اور آسایش قایم رکھنے میں کامیابی حاصل کی +

(تصویر نمبری ۵۲) متعلقہ صفحہ ۹۱ - شاکر پاشا نائب گورنر کریٹ

چونکہ کریٹ کی ممبران کمیٹی جاہل اور خود غرض تھی اور ہمیشہ اپنی ناجایز خواہشوں کو مقدم رکھتی تھی اور اندرونی و بیرونی فریب میں آکر جزیرے کی بربادی کی باعث ہوتی تھی اور گورنر ممدوح ان کی اصلاح میں مصروف تھے کہ یکایک جزیرے میں فساد برپا ہوا - باغیوں کو گرفتار کیا گیا اور پانچ مجرموں کو قانونی جرم میں سزائے موت دی گئی +

اگرچہ دول یورپ کی کانسل پیشتر سے اس کارروائی کی منصفانہ طور پر عمل میں آنیکے قایل تھی لیکن باغیان کریٹ کے سرآوردہ سرغنوں نے جب شورش برپا کی تو بعض کانسل اپنے ذاتی اغراض حاصل کرنیکے لئے اس خیال سے منحرف ہوکر نکتہ چینی کرنے پر آمادہ ہو گئے +

یورپ کے بعض پولیٹیکل عہدداروں نے محمود جلال الدین پاشا سے اس معاملہ میں اس طرح سے دریافت کیا (پولیٹیکل افسر محمود سے) جو کہ آپ کی اپنی تجویز سے دو عیسائیوں کو تلف کرایا تھا نہایت افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ آپ سے یہ اُمید نہ تھی +

اِس کے جواب میں محمود جلال الدین پاشا نے اس طرح سے کہا کہ اِن ہر دو مقتول عیسائیوں کے اُس جرم کی طرف اگر آپ غور کریں کہ جنہوں نے چند بیگناہ اور بے قصور مسلمانوں کو قتل کر دالا تو آپ کو مطلق افسوس اور قلق نہو گا - اور یہ جو آپ نے فرمایا ہے کہ میری تجویز سے ہوا - یہ میری تجویز سے نہیں ہوا - بلکہ انصاف اور قانون نے تجویز کیا +

(پولیٹیکل افسر) قتل کئے جانیکے مستوجب کیا فقط عیسائی ہی تھے -

(محمود جلال الدین) نہیں آج ایک مسلمان باشندہ رسمو کو بھی سزائے موت دی گئی +

غرضکہ محمود جلال الدین پاشا سے یورپین کانسلوں نے سوال کئے اور جواب معقولیت سے پاتے رہے ہم اس مقام پر محمود جلال الدین پاشا کی تصویر دکھاتے ہیں (دیکھو تصویر نمبری ۵۳)

(تصویر نمبری ۵۳) محمود جلال الدین پاشا

محمود جلال الدین پاشا کے بعد ترخان پاشا نائب گورنر کریٹ مقرر کئے گئے اور ان کے بعد الکسانڈر پاشا گورنر کریٹ ہوئے۔ اگرچہ ان پاشاؤں نے جزیرہ مذکور میں امن و امان قائم رکھنے میں بہت کوشش اور تدبیریں کیں لیکن باشندگان (گریدا) کریٹ اپنی مفسدہ پردازی سے مطلق باز نہ آئے ۔

علاوہ ازیں کریٹ کے مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کے لئے اتریا کمیٹی کے ماسوا ایک اور کمیٹی مقام اپوکورونا میں قائم کیگئی جس کا نام اپیٹروپی رکھا گیا اور اس کمیٹی کے مقاصد و اصول یہ قرار دیے گئے کہ جس طرح ہو سکے مسلمانوں کو مالی اور جانی نقصان پہنچانے کے لئے ایسے وسایل بہم پہنچائے جاویں کہ جس سے مسلمانان کریٹ ویران اور برباد ہو جاویں۔ اس کمیٹی کی قوت قوی کرنے کے لئے بذریعہ پادریان اس کو ترقی دینے میں اس طرح کوشش کیگئی کہ تمام دیہات و قصبہ جات میں پادری لوگوں نے دورہ کرنا شروع کردیا۔ اور اس جزیرے کے باشندگان کو بذریعہ وعظ و لکچروں کے یہ ذہن نشین کرکے تعلیم دی کہ مذہب مسیحی کی یہی تعلیم ہے کہ مسلمانوں کو ہر طرح سے تکلیف پہنچا دے۔ اس کمیٹی کا سرگروہ و سرغنہ ایک بڑا نامی پادری تھا جو مالاکو کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ ترکوں نے چند دفعہ مفسدوں کی سرکوبی کی۔ مگر باغیان کریٹ اپنی خونخوار حرکت سے مطلق باز نہ آئے ۔

الکساندر پاشا کی موثر تدبیروں سے صرف اس قدر ظہور رہوا کہ شہروں اور قصبوں میں امن و امان قایم ہوگیا۔ لیکن دیہات میں پادریوں کی تعلیم کا اثر اس قدر ظاہر رہوا کہ باغی مسلح ہوکر نقص امن اور اہل اسلام کی تکلیف دہی میں مصروف ہوگئے اور اس پر یہ طرّہ ہوا کہ تمام یورپ کو دھوکا دینے کے لئے جو مظالم باغیوں سے سرزد ہوتے تھے وہ تمام اہل اسلام کی طرف منسوب کئے جاتے تھے اور اپنی مظلومی کی داد یلا کرکے یورپ والوں کے خیالات کو برانگیختہ کرتے تھے۔ اور مسلمانوں کے ذمہ بہتان رکھنے میں ذرا بھی دریغ نہ کرتے تھے۔ مفسدہ پرداز باغیوں کا یہ دھوکا کارگر ہوگیا۔ اور یورپ کے تمام اخبارات اس چکمہ میں آکر فرضی مظالم کو شایع کرنے لگے اور تمام مظالم مسلمانان کریٹ کے سر تھوپ دیے گئے۔ لیکن نیویارک ہرالڈ نامی گرامی اخبار نے واقعات کریٹ کی تحقیقات کیلئے اپنا ایک نامہ نگار جو نہایت عقلمند اور منصف مزاج تھا جزیرہ کریٹ کو روانہ کیا۔ جس نے کریٹ میں داخل ہوکر ان مظالم کی تحقیقات کی جو مسلمانوں کے سر تھوپے گئے تھے سراسر لغو اور بیہودہ پائے گئے اس لایق نامہ نگار اور اخبار نے سچے واقعات کو شایع کرنا شروع کیا اور یورپ کے اخبارات کی تردیدوں میں جو کریٹ کی لغو خبریں شائع کرتے تھے کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا۔ تاہم یورپ کے اخبارات اپنی ہٹ دھرمی سے نہیں چوکے +

الکساندر پاشا نے دق ہوکر استعفا داخل کردیا اور بیان کیا کہ عیسائیان کریٹ کسی قسم کی صلاح قبول کرنے کا مادہ اور قابلیت نہیں رکھتے ہیں۔ اس لئے الکساندر پاشا کی جگہ دوباز ترخان پاشا نائب گورنر مقرر ہوئے۔

چونکہ سالہا سال سے یونان کے خیالات اتریا کمیٹی کی خواہش سے کریٹ پر قبضہ کرنے کے ہو رہے تھے۔ دول معظمہ کی مداخلت یونان کو بہت ہی ناگوار گذری اتریا کمیٹی نے اپیتروی کمیٹی سے اتحاد کرکے پہلے سے زیادہ کریٹ کے مسلمانوں پر ناحق ظلم و ستم کرنے شروع کردیے۔ اپنی افترا پردازی سے بغاوت پھیلانے میں بڑی گرمجوشی دکھائی۔ اور دردانگیز مصائب میں مسلمانوں کو مبتلا کردیا۔ گورنمنٹ یونان اگرچہ اس فساد کی بانی مبانی تھی مگر ایتھنز کے اخبارات نے بہت زور شور سے اس قسم کے مضامین لکھے کہ جس کو صدق اور حقانیت سے کوئی مناسبت نہیں تھی اور ترکوں کے برخلاف یورپ کو برانگیختہ کرنے میں کسی قسم کی پہلوتہی نہیں کی۔ چنانچہ مقام اکروپولیس کے چند جملوں کا ترجمہ نظر ناظرین کیا جاتا ہے +

وہ جھوٹے لغو مضامین یہ ہیں :-

دشائستہ مخلوق کو بیچارے عیسائی باشندگان کریٹ کی حالت زار پر توجہ کرنی چاہیئے ان بیچاروں کی

زندگی اور ناموس وننگ و جان و مال کی حالت خطرناک ہو رہی ہے۔ ہر روز ہزاروں عیسائی تلف کئے جا رہے ہیں۔ اے مسیحی بھائیو اگر آپ اُن کی حالت زار کا معائینہ کریں تو آپ کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو ٹپکنے لگیں گے اور دل سے خون بہنے لگے گا۔ اگرچہ گورنمنٹ یونان ہماری مادر مہربان کی جگہ ہے ہم اُس کی آغوش حمایت میں جان بچائے ہوئے ہیں لیکن اپنی جان نثار کرنیوالے مسیحی بھائیوں کی امداد تمام بھائی سب کے سب ملکر کریں) +

یونانیوں نے اس لغو اور ہذیان کے بکنے میں دائرۂ اعتدال سے بڑھکر خروج کیا تھا جس کی کوئی حد نہیں تھی۔ بلکہ وقعی امر اس طرح پر تھا کہ اہلِ اسلام کی حالتِ حیات ہلاکت میں پڑ گئی تھی۔ اور اُن کا تمام مال و اسباب کریٹ کے باغیوں نے لوٹ لیا تھا۔ اور اُن کے مکانات اور جائداد کو آگ لگا کر خاک سیاہ کر ڈالا تھا +

کریٹ کے باشندگان اہلِ اسلام نے بذریعہ ایک عرضداشت کے جو گورنر جزیرہ کریٹ کی خدمت میں پیش کی گئی تھی واقعات مذکورہ کا کافی ثبوت دیدیا تھا۔ اور اُس عرضداشت کی ایک ایک نقل دول معظمہ کی کانسلوں کے پاس گورنر جزیرہ کریٹ نے بھیجدی۔ اور اُس کی چارہ جوئی کی درخواست کی تھی۔ اُس عرضداشت کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ جس سے ہلاکت و فلاکت کا نقشہ اور اور حیرت و یاس کا عالم بخوبی معلوم ہوتا ہے +

اس عرضی میں مظلومان اہلِ اسلام نے نہایت عبرت انگیز سانحات ظاہر کئے ہیں سیکڑوں مسلمانوں کو بلا قصور قتل کر ڈالے عورتوں اور معصوم بچوں کا خون نہایت بے رحمی اور بے باکی سے کیا گیا۔ بہت سے دیہات کو جلا کر خاکستر بنا دیا۔

کریٹ کے بدنصیب مسلمانوں کی حالت نہایت ہی دردناک ہے۔ اور اُس کی شور و فغاں نے آسمان پر آگ لگا دی۔ یہ ایک جزیرہ وسط بحر روم میں ہے جس کو تمام بڑی طاقتوں کی فوج نے فی الواقعہ ہر طرف سے گھیرا ہوا ہے۔ اِس جزیرے میں تخمیناً ایک لاکھ ذی روح مسلمان ہیں جن میں مرد عورت بچے سب شامل ہیں۔ جن کا مذہب اسلام ہے اور قوم کے یونانی ہیں۔ فاقہ پر فاقہ اٹھا رہے ہیں۔ وہ قتل اور دست درازیوں سے تنگ آکر جلا وطن ہو گئے" +

ان تمام لوگوں نے جو کریٹ کے باشندے ہیں یورپ کی مشترکہ طاقتوں کے پاس ایسی بُری حالت میں اپیل بھیجی تھی۔ جن کو پورا یقین تھا کہ ہماری بدحالت پر یورپ کی منصف سلطنتیں انصاف کو مدِ نظر رکھکر ہماری مدد اور حمایت کریں گی۔ جنہوں نے انسانی ہمدردی کا بیڑا تمام جہان میں اُٹھایا ہوا ہے لیکن افسوس صد افسوس وہ بادشاہ اور طاقتیں جو انصاف کی چوکی پر اپنے آپکو

صدر نشین کہلاتی ہیں کسی ایک نے بھی اس جور وستم پر خیال نہیں کیا اور جھوٹ موٹ بھی کوئی پرسان حال نہوا اور سوائے مصیبت اور دکھ درد کے اور کچھ ان لوگوں کو وصول نہیں ہوا۔ اس اپیل کے آخری الفاظ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں جس سے ہر ایک سچے مسیحی کا دل خواہ وہ کیسا ہی سنگ دل کیوں نہ ہو موم ہو جاتا ہے۔ مگر یورپ کی طاقتوں پر کچھ بھی اثر نہوا۔ وہ کہتے ہیں کہ :-

ہماری حالت ناقابل برداشت ہے ہم فاقہ کے پنجے میں گرفتار ہیں۔ جاڑے کا موسم آگیا اور ہمارے تن پر ایک چیتھڑا تک نہیں ہے۔ کیا جامۂ عریانی ہی ہمارا لباس ہے۔ ہم کیونکر سردی سے بچ سکتے ہیں۔ ہم بھیک مانگ کر گذارا کرتے ہیں۔ اب وہ بھی نہیں ملتی اور یہاں تک نوبت پہنچی ہے کہ جنگل کی پتیاں بھی ہم کو نصیب نہیں۔ عیسائیوں نے ہمارے زیتون کے درخت تک بھی جلا کر خاک سیاہ کر دیئے۔ اور چند دن میں یہاں لکڑی تک کا بھی نشان نہیں رہیگا۔ باوجودیکہ چاروں طرف فوجیں سلاطین یورپ کی حلقہ زن ہیں مگر ہماری فریاد کو کوئی نہیں پہنچتا۔ عیسائی ہمارے رہے سہے گلّے بھی لوٹ کر لیجا رہے ہیں اور کوئی ہماری بود و باش کا سامان نہیں چھوڑا۔ اکتوبر میں فصل بونیکا موسم ہے اگر ہم اپنے گھروں کو واپس نہ گئے تو ہمارا کیا حال ہوگا۔ جہانتک لوگوں میں توفیق تھی ہمکو خیرات دی۔ مگر اب امید نہیں کہ ایک ماہ تک بھی ہم اپنی پرورش کر سکیں۔ ہم بھی خدا کے بندے ہیں اور انسان ہیں۔ برائے انسانی ہمدردی ہمارے حال پر رحم کرو۔ ایک خاص گورنمنٹ اس معاملہ کی ذمہ وار ہے کیونکہ اس نے اگست ۱۸۹۶ء میں شمولیت انتظام بحری سے انکار کیا تھا جس سے سول وار خانہ جنگی کا آغاز ہوا تھا۔ اور اسی گورنمنٹ نے سلطان المعظم کو فوج برائے امداد مظلومان بھیجنے سے منع کیا تھا۔ سلطان اگر ادھم پاشا کی بہادر فوج کا ایک دستہ کریٹ میں بھیجدیتے تو ابھی چین اور امن و امان ہو جاتا۔ مگر اس گورنمنٹ نے سلطان کو اس بات سے منع کر دیا۔ موجودہ فوجوں سے چھ حصہ فوجیں درکار ہونگی تاکہ مسلمانوں کو کریٹ میں جا کر ان کے گھروں میں آباد کریں۔ کریٹ میں ترکی فوج کا ہونا ضروری ہے تاکہ نہ صرف ایک لاکھ مسلمانوں کو قتل عام سے بچا دے بلکہ اس لئے بھی کہ یورپین فوج کی کنارہ پر محافظ ہو ✦

سب سے بہتر یہ تجویز تھی کہ ادھم پاشا کو یورپ اجازت دے کہ وہ مسلمانوں کو اور ان کی جائداد کو عیسائیوں سے بچائے۔ ہمارے باغات اور کارخانوں کو جن میں ہزارہا من تیل نکالا جاتا تھا اور تمام کھیتوں کو جو ہرے بھرے کھڑے تھے جلا کر خاک سیاہ کر ڈالا اور جزیرہ میں قتل و غارت کا بازار باغیان کریٹ نے اب ایسا گرم کیا کہ مسلمان تباہ و برباد ہو گئے۔ اور اس عرضی کے آخر میں اس امر کا بھی ثبوت دیا گیا کہ بغاوت کریٹ میں ابتدا عیسائیوں کی طرف سے ہوئی اور مسلمانوں کی طرف سے بالکل نہیں ہوئی اور

تصویر نمبر (۵۶)

عیسائی باغی ایک گھر میں اموس کے پاس لڑائی سے پہلے بغاوت کا مشورہ کر رہے ہیں
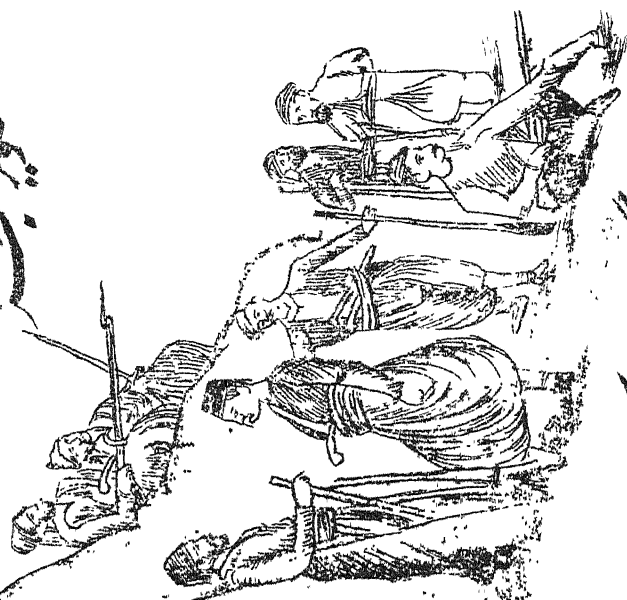
تصویر نمبر (۵۵) دہقان سفاکیا کا رہنے والا
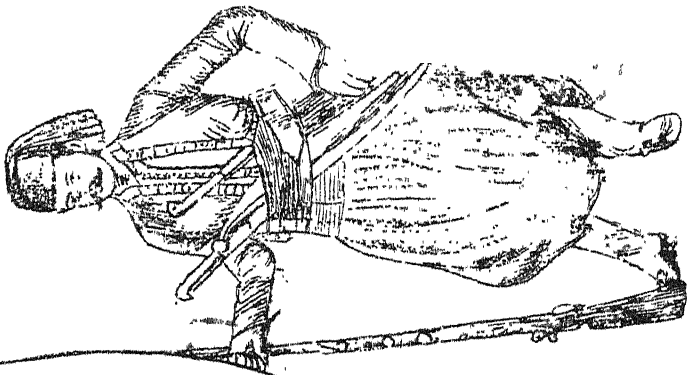
تصویر نمبر (۵۴) سردار باغیان کری
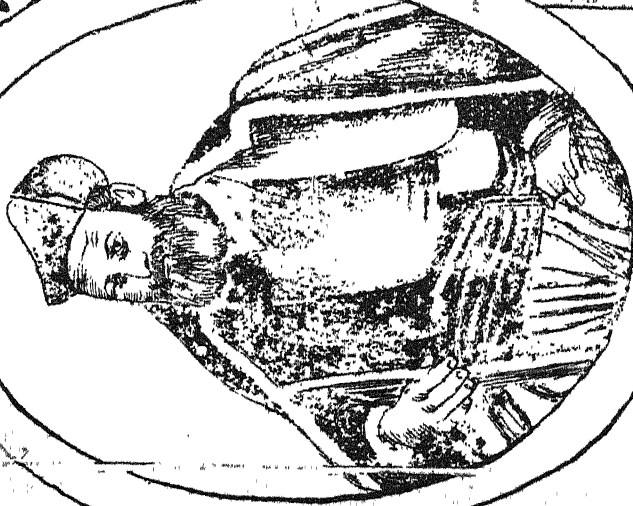
مسلمانوں کے ساتھ وہ وحشیانہ برتاؤ کیا گیا کہ جس کے عیسائیان کریٹ ایک سال سے عادی ہو رہے ہیں ✤

نہایت تاسف اور افسوس کا مقام ہے کہ مسلمانان باشندگان کریٹ کا استغاثہ بے نتیجہ رہا۔ گورنمنٹ یونان کی اشتعالک اور اشکارا امداد سے تمام جزیرہ میں بغاوت ہو گئی اور تمام تدبیریں بے سود رہ گئیں ✤

(تصویر ج) یہ کانیا کا ایک محلہ ہے جس میں جرمن و انس کا قنسل اور اٹلی کی کونسل کے مکانات ہیں جو اس نظارہ کے دہنے ہاتھ واقع ہیں۔ اور بائیں ہاتھ سپین کی کونسل کے مکانات ہیں۔

مرقع سوم
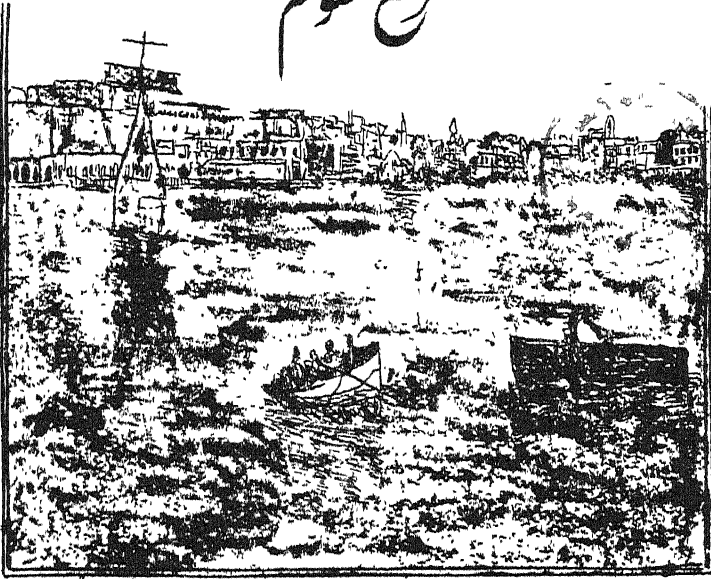
جزیرہ کریٹ میں ۱۸۹۶ء کی بغاوتیں اور واقعات

اسی ۱۸۹۶ء میں یونان کی سازش سے پھر اہلِ کریٹ نے علمِ بغاوت کو بلند کیا اور ایسا طوفان بے تمیزی برپا ہوا کہ فساد کی کالی گھٹائیں ترکی علاقوں میں چاروں طرف چھا گئیں۔ فتنہ پرداز۔ شورش پسند۔ مفسد لوگوں نے اِس فساد کو زیادہ تر اِس غرض سے بھڑکایا کہ سلطان عبدالحمید خاں کو بغاوتوں کے جھگڑوں اور ان کے فرو کرنے سے مطلق فرصت نہ دیجائے۔ اور عثمانیہ سلطنت تمام دنیا میں کمزور۔ نکمی اور بیمار سلطنت ثابت ہو جائے۔ ان بغاوتوں کے برپا کرنے اور سلطان روم کو طرح طرح کے جھگڑوں میں پھنسانیکے لئے سالہا سال سے مفسدانہ تجویزیں اور تحریکیں مدِ پردہ ہورہی تھیں۔ کریٹ کے عیسائیوں کو بھی فساد اور بغاوت کا سبق عرصہ سے پڑھایا ہوا تھا۔ اب صرف جھگڑا اُٹھانے کی دیر تھی۔ چنانچہ چند عیسائیوں نے جمع ہوکر اور باہمی اتفاق کرکے دو ترکوں کو ناحق قتل کر ڈالا۔ اس کے جواب میں ترکوں نے بھی ترکی بترکی اسی طرح سے جواب دیا کہ دو کریٹ کے عیسائیوں کو مار ڈالا۔ اس کارروائی پر کریٹ کے اور یونان کے عیسائیوں میں اتفاق عظیم پیدا کیا گیا۔ یونان نے درپردہ مدد دی ہوئی تھی۔ جس کے سبب کریٹ کے بڑے بڑے آدمیوں اور باغی سرداروں کو حوصلہ ہو گیا۔ بقول شخصے۔ حمایتی گدھا عراقی کے لات مارتا ہے۔ پوشیدہ طور سے

خفیہ کمیٹیاں ہونے لگیں بڑے بڑے باغی سردار ترکوں کے برخلاف صلح ومشورہ کرنے لگے ۔ دور دور کے لڑاکا باغی جمع ہونے شروع ہو گئے ۔ اور پوشیدہ ہی پوشیدہ مسلمانوں کے برخلاف تمام انتظام حرب ضرب کیا گیا ۔ اس موقعہ پر کریٹ کے باغیوں کا ایک گروپ پیش کیا جاتا ہے نمبر ۵۴ میں باغیان کریٹ کے لیڈر یعنی سردار کی تصویر ہے جس کا حلیہ ان کی کارروائیوں کو ظاہر کر رہا ہے دوسرے نمبر ۵۵ میں ایک دہقان کی تصویر دکھائی جاتی ہے ۔ جو کہ سفاکیا کا رہنے والا ہے ۔ بندوق ہاتھ میں لئے ہوئے پیٹی میں چھرا و کٹار لگائے ہوئے بڑی مستعدی کے ساتھ مسلمانوں کے برخلاف بغاوت پر تلا ہوا معلوم ہوتا ہے ۔ تیسرے نمبر ۵۶ میں وہ باغیوں کا گروہ ہے جو کہ متفرق طور پر ایک گھر میں بیٹھے ہوئے بغاوت سے پہلے صلح ومشورہ کر رہے ہیں اور بالکل لڑنے مرنے کو تیار کھڑے ہیں اور یہ تمام باغی مقام داموس کے متصل جمع ہیں (دیکھو تصویر نمبری ۵۴ و ۵۵ و ۵۶)

غرضکہ کریٹ کے عیسائیوں نے تمام انتظام کر کے اور ایکدم سے جمع ہو کر بے گناہ اپنے ہمسایہ ترکی مسلمانوں پر حملہ شروع کر دیا ۔ بری طرح ترکوں پر ٹوٹ پڑے ۔ مسلمان اس حملہ سے بالکل بے خبر تھے ۔ اگر ان کو معلوم ہو جاتا تو وہ بھی اپنے بچاؤ کی شکل اور مقابلہ کی صورت پیدا کر لیتے ۔ کریٹ کے عیسائیوں نے دھوکہ دیکر مسلمانوں کو قتل کر ڈالا اور ان کے مکانات اور گاؤں جلا کر خاک سیاہ کر ڈالے ۔ طرہ اس پر یہ ہوا کہ کریٹ کے باغیوں اور یونان کے مفسدوں نے تمام دنیا میں اخبارات کے ذریعہ یہ مشہور کر دیا کہ اس بغاوت کے بانی مبانی ترک ہی ہیں اور تمام فساد مسلمانوں کی طرف سے برپا ہوا ۔ اور بیان کیا کہ کاراتھیوڈوری پاشا مسلمانوں کی ناجائز حمایت کرتا ہے ۔ یونان نے اپنی خود غرضی سے بلاخوف وخطر کریٹ میں خفیہ طور سے فوجیں بھیجنی شروع کر دیں ۔ جب کریٹ میں یونانی پہنچے تو اہل کریٹ کو اور حوصلہ ہو گیا ۔ غرض یونانی اور کریٹی فریقوں نے ملکر ایسی پرغضب بغاوت کی کہ مسلمانوں کے لئے گویا قیامت برپا ہو گئی ۔ ؎

کسے نماند دیگر بہ تیغ ناز کشی   مگر کہ زندہ کنی خلق را و باز کشی

جب یہ خبر اعلیٰ حضرت سلطان المعظم کو پہنچی تو انہوں نے یونان کے نام حکم بھیجا کہ اگر کریٹ کی حالت ایسی رہی اور اہل کریٹ کو حدود یونان سے ہتھیار اور مدد ملتی رہی تو اس کے جواب دہ تم ہو گے ۔ کریٹ کے عیسائیوں نے جو سلطان المعظم کے برخلاف بغاوت کی تھی اس کا جواب اور انتظام یہی ہونا چاہئیے تھا کہ اعلیٰ حضرت بزور شمشیر ان شریر عیسائیوں کی بغاوت کو فرو کرتے مگر رحم دل سلطان نے ان مفسدہ پردازوں پر رحم فرما کر مفسدوں کو عام معافی دیدی کیونکہ سلطان ہمیشہ سے امن پسند رہے ہیں اور وہ اپنے دشمنوں کو بھی تکلیف اور رنج دینا نہیں چاہتے ۔ مگر فتنہ پرداز

باغیان کریٹ نے یونان اور اُس کی مفسدین کمیٹیوں کے کہنے سننے پر عمل کیا۔ اگرچہ ترخان پاشا نے جو بجائے کارتھیوڈوری پاشا کے گورنر کریٹ ہوئے تھے کچھ عرصہ امن قایم رکھا۔ لیکن کریٹ کے ریفارم کمیٹی نے جس کو کریٹ کے سرغنوں اور باغیوں کا مجمع کہنا چاہیئے۔ یونان کی مدد اور اغوا پر صاف صاف طور پر بیباک ہو کر اعلیٰحضرت سلطان المکرم کی شاہی معافی کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اللہ اللہ کفران نعمت ہو تو ایسا ہو۔ اُس پر ترخان پاشا گورنر کریٹ نے کریٹ کی پارلیمنٹ کے افتتاح کو اگست ۱۸۹۶ء تک ملتوی کر دیا ان فسادوں اور بغاوتوں میں کریٹ کا محاصل بھی وصول نہیں ہوا۔ بلکہ اعلیٰحضرت سلطان المکرم نے ملازمان کریٹ کی تنخواہوں کے واسطے پچاس ہزار پونڈ گورنر کریٹ کے پاس روانہ کئے۔ باغیوں کو ہر طرح سے سمجھایا جاتا تھا۔ اور اُن کے نفع و نقصان سے مطلع کیا جاتا تھا کہ بغاوت سے باز آویں۔ مگر یونان وغیرہ کی اغوا سے وہ مطلق باز نہ آئے۔ اور مئی ۱۸۹۶ء کے اخیر میں کریٹ کے مشرقی اضلاع میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ باغیوں نے ایک دم سے حملہ کر کے قلعہ داموس کا محاصرہ کر لیا۔ جہاں کسی قدر ترکی فوج تھی۔ باغیوں نے اُس ترکی فوج کو جو محصورین کی امداد کے لئے گئی تھی بہت بڑے نقصان کے ساتھ شکست دی اس شکست سے ترکوں کا بہت کچھ نقصان ہوا۔ اگر اعلیٰحضرت غازی عبدالحمید خاں چاہتے تو اس شکست پر قتل عام کا حکم دیدیتے مگر امیرالمومنین سلطان غازی نے اِس پر بھی کچھ خیال نہ فرمایا بلکہ ترخان پاشا گورنر کریٹ نے جو پارلیمنٹ کا افتتاح اگست پر رکھا ہوا تھا۔ اعلیٰحضرت نے کریٹ کے پارلیمنٹ کو ایک ہفتہ بعد کھولنے کا حکم دیدیا۔ تاکہ رعایا کریٹ کی خوشنودی کا باعث ہو۔ جو اُن کے مطالب ہوں پیش کریں۔ مگر یہ امر سمند ناز کو ایک اور تازیانہ ہوا۔ وہ کوتاہ اندیش ہرگز راہ پر نہ آئے انھوں نے شاہی الطاف پر ذرا بھی خیال نہ کیا اور بھی زیادہ بغاوت پر مستعد ہو گئے۔ چنانچہ مقامات ریتھیمو اور سفاکیہ میں یہ باغی سفاک لڑائی پر تل پڑے پھر تو ترکی سپاہیوں نے بھی ناچار ہو کر اور اپنے آپ کو بچانیکی غرض سے سنگینوں پر باغیوں کو اُٹھا لیا جب باغیوں نے دیکھا کہ ترکوں کا حملہ زبردست پڑنے لگا تو وہ فوراً پہاڑوں کو بھاگ گئے اور کسی قدر قتل ہوئے۔ بعدہ معلوم ہوا کہ باغیوں کے شاملات یونانی ۔ فرانسیسی اور روسی بھی تھے جو مقتولین کے زمرہ میں پائے گئے۔ اور وہ کونسلوں کے ملازم پائے گئے۔ اِس کے علاوہ ریتھیمو اور سفاکیہ کے کینیا وغیرہ میں بھی بغاوت پھوٹ نکلی۔ اور سخت لڑائی ہوئی۔ جبکہ باغی اپنی حد سے تجاوز کر گئے اور مسلمانوں کا خون کر کے قتل عام کے بعد بھی وہ مسلمانوں کے پیاسے رہے تو بموجب تحریر نامہ نگار لنڈن نیوز کے ترکی فوج نے باغیوں پر دعزیب مسلمانوں کے بیجا خون بہانے کی وجہ سے) حملہ کیا کیونکہ تحمل کی بھی کوئی حد ہوتی ہے ؎

تصویر نمبر (۱۵) کریٹ کے ریفارم کمیٹی اور سرغنوں کا مجموعہ
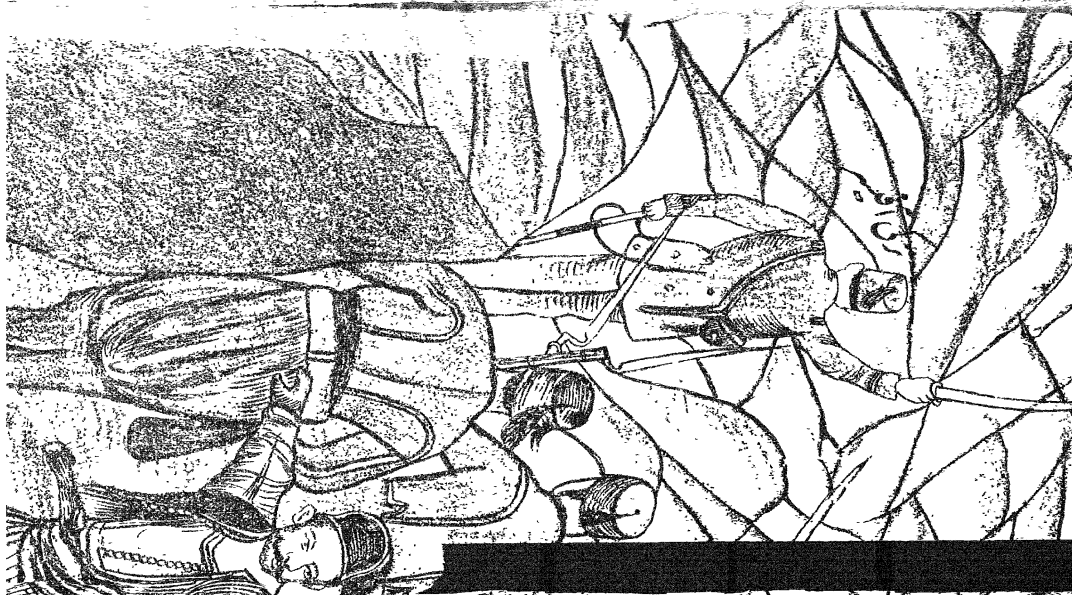
وقت ضرورت چو نماند گریز　　　　دست بگیرد سرِ شمشیر تیز

اس وقت عیسائی باغی کانیا کے نزدیک اپنے آپ کو ٹرکی حملے سے بچانیکے لئے پہاڑوں میں بھاگ گئے جیسا کہ اس نقشہ معرکہ کی تصویر سے ظاہر ہے۔ پہاڑ کی بلندی پر باغیان کریٹ کا بغاوتی نشان بخوبی معلوم ہو رہا ہے اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر کریٹی بھاگتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ دنیا میں کوئی قوم ایسی سخت ہوگی جو ترکوں کا مقابلہ کرسکے۔

اس وقت کی لڑائی کا نقشہ ذیل میں دیا جاتا ہے۔ (دیکھو تصویر نمبری ۵۸)

جب یہ خبر سلطان المعظم کو پہنچی تو فوراً سلطان المعظم نے عبداللہ بک کو گورنر کریٹ مقرر کر کے روانہ کیا اور اس کے بعد باب عالی نے کسی قدر ملکی افواج بھی کریٹ کو روانہ فرمائیں۔ اس فوج کے پہنچنے سے دول یورپ بھی گھبرا گئے۔ اور سب نے متفق ہو کر فرانس کی تجویز سے ایک متفقہ یادداشت اعلیٰ حضرت سلطان ٹرکی کی خدمت میں ارسال کی جس میں یہ چاہا گیا کہ کریٹ کے عیسائیوں کے ساتھ نرم برتاؤ کیا جائے اور ان کو رضامند کیا جائے۔ دول یورپ میں سے کسی کو بھی اس بات کا خیال نہ ہوا کہ سلطان ٹرکی نے کس قدر باغیوں کے ساتھ نرمی کی اور کتنے ان کو رضامند کرنے پر مجبور رہوئے۔ اور کسی نے ان شریر بدمعاش باغیوں کو ذرا بھی نہ کہا سنا اور نہ دھمکایا کہ وہ نمک حرام اپنے بادشاہ کے ساتھ ایسی بغاوت سے پیش نہ آئیں۔ اسی اثنا میں کریٹ کے مقام قصبہ کولا کے گلی کوچوں میں ترکوں اور عیسائیوں سے دست بدست لڑائی ہوگئی اور بہت سا خون خرابہ ہوا۔ انہیں واقعات کے درمیان قسطنطنیہ کی فوجیں کریٹ میں داخل ہوگئیں اور جو فوجیں مقام داموس میں باغیوں کا محاصرہ کئے ہوئے تھے ایکدم محاصرا کر کے مقام سیبولرا میں سے باغیوں کو نکالدیا اور محصورین کو محاصرہ سے چھڑا لیا۔ بعدازاں دونوں فوجیں اپنے مقام پر جو قریب سیبولرا کے تھا واپس چلے گئے باغیوں نے بعد میں آکر داموس کے سرکاری عمارت اور دیہات سیوارا اور دولیا کو جلا کر خاک سیاہ کر ڈالا۔

عیسائی طاقتوں نے قطعی طور پر یقین کرلیا کہ اب وہ وقت قریب آگیا ہے کہ باب عالی کریٹ کی بغاوت کو بزور شمشیر فرو کریں گے۔ کیونکہ سلطان ٹرکی کی گورنمنٹ نے باغیوں کی ہر طرح سے نرمی و دلجوئی کی مگر ان کو کسی اور ہی کے نشہ نے مست کر رکھا تھا اس لئے سلطان ٹرکی نے اور ۳۵ پلٹنیں کریٹ کو روانہ کرنے کا حکم دیدیا اس پر عیسائی طاقتوں کے بھی کان کھڑے ہوگئے اور باغیوں کے ہوش بھی پراگندہ ہوگئے۔ کیونکہ ترکوں کی فوج کے آنے سے پہلے ایک لڑائی باغیوں کے ساتھ سنگینی ہوچکی تھی۔ اس کی غضبناک دہشت سے باغی بھاگتے نظر آئے۔ جب اس فوج کی خبر باغیوں نے

سنی تو وہ پہاڑوں کو واپس چلے گئے اور انھوں نے کریٹ کو یونان کے ساتھ ملحق کرنیکا اعلان دیدیا

چنانچہ ہم سفاکیا کے بلند درے کی تصویر ذیل میں دکھاتے ہیں۔ اور ایک کریٹی اس سفاکیا درے سے جا رہا ہے جو پیچھے رہگیا تھا۔ (دیکھو تصویر نمبری ۵۹)

۱۴ جون ۱۸۹۶ء کو یونان نے تار برقی کے ذریعے سے مطلع کیا کہ ۵۰ ترکوں کو جو مقام داموس سے اسباب سامان لارہے تھے باغیوں نے قتل کرڈالا۔ اس پر یہ خطرہ ہوا کہ دول یورپ کی طرف سے سلطان ٹرکی کو یہ تحریک پیش کی گئی کریٹ میں عیسائیوں کا کشت و خون ہونے سے خطرناک نتائج پیدا ہوں گے۔ یونان میں ترکوں کے ایک ہی حملے سے بہت سی کھل بلی مچ گئی اور یہ شور وغل ہوگیا کہ ترک خوب طرح لوٹ رہے ہیں اور عیسائیوں کے مکانات جلا جلا کر خاک سیاہ کر دیے ہیں۔

اِدھر مسٹر کرزن صاحب بالقابہ نے ہوس آف کامنز میں متعدد سوالات کے جواب میں بیان کیا کہ "انگریزی گورنمنٹ باب عالی پر زور ڈال رہی ہے کہ دسمبر ۱۸۹۵ء سے جزیرہ کریٹ میں جو بد امنی پھیل رہی ہے اُس کو دور کرے اور کہ انگریزی کانسل متعینہ کینہ کو ہدایت کی گئی ہے کہ دوسری قونصلوں کے ساتھ ملکر کارروائی کرے اور ترکوں و باغیوں کے درمیان جو خط و کتابت ہو رہی ہے اُس میں مداخلت کرکے باہمی تصفیہ کرائے"!

ان تمام ہنگاموں میں جناب کرزن صاحب بہادر بالقابہ کی تقاریر جو اکثر پارلیمنٹ وغیرہ میں ہوتی رہی ہیں نہایت ہی دلچسپ اور صلح آمیز تھیں اور اِس تقریر سے بھی صاف صاف مطلب ظاہر ہے کہ کریٹ میں ہر طرح سے امن و امان قایم رہے کیونکہ گورنمنٹ انگلستان کا دلی منشا یہی تھا کہ سلطان المعظم کے ساتھ صلح رکھکر کریٹ کی بغاوت رفع کیجائے اور مخلوق خدا کو کشت و خون سے بچایا جائے۔

ادھر سلطان ٹرکی مطلق بغاوت اور بدامنی کو پسند نہیں کرتے تھے سلطان المعظم نے باغیوں کے ساتھ ہر طرح سے نرمی اختیار کی اور اُن کی دلجوئی میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا اگر سلطان کی طرف سے ذرا بھی سختی ہوتی ہے تو تمام سلطنتیں دخل در معقولات دینے کو موجود ہو جاتی ہیں۔ جس قدر دھمکیاں اور تشدد سلطان ٹرکی پر کیا جاتا ہے اگر یونان اور کریٹ کے باغیوں پر درحقیقت کیا جاتا تو کیا مجال تھی کہ بغاوت ہوتی مگر طاقتوں کا یہ حال بخوبی معلوم ہوگیا ہے کہ ادھر تو یونان اور کریٹ کو در پردہ سلطان کے برخلاف اکساتے ہیں اور سلطان جو بغاوت کو دباتے ہیں تو ان پر طرح طرح کے الزام لگائے جاتے ہیں۔ عادل مزاج عالی کرزن صاحب بالقابہ کی تقریر کے بموجب اگر کینیا کی کونسلیں ترکوں اور باغیوں کا فیصلہ باہم کرا دیتیں تو اس سے بہتر اور کیا ہو سکتا تھا*
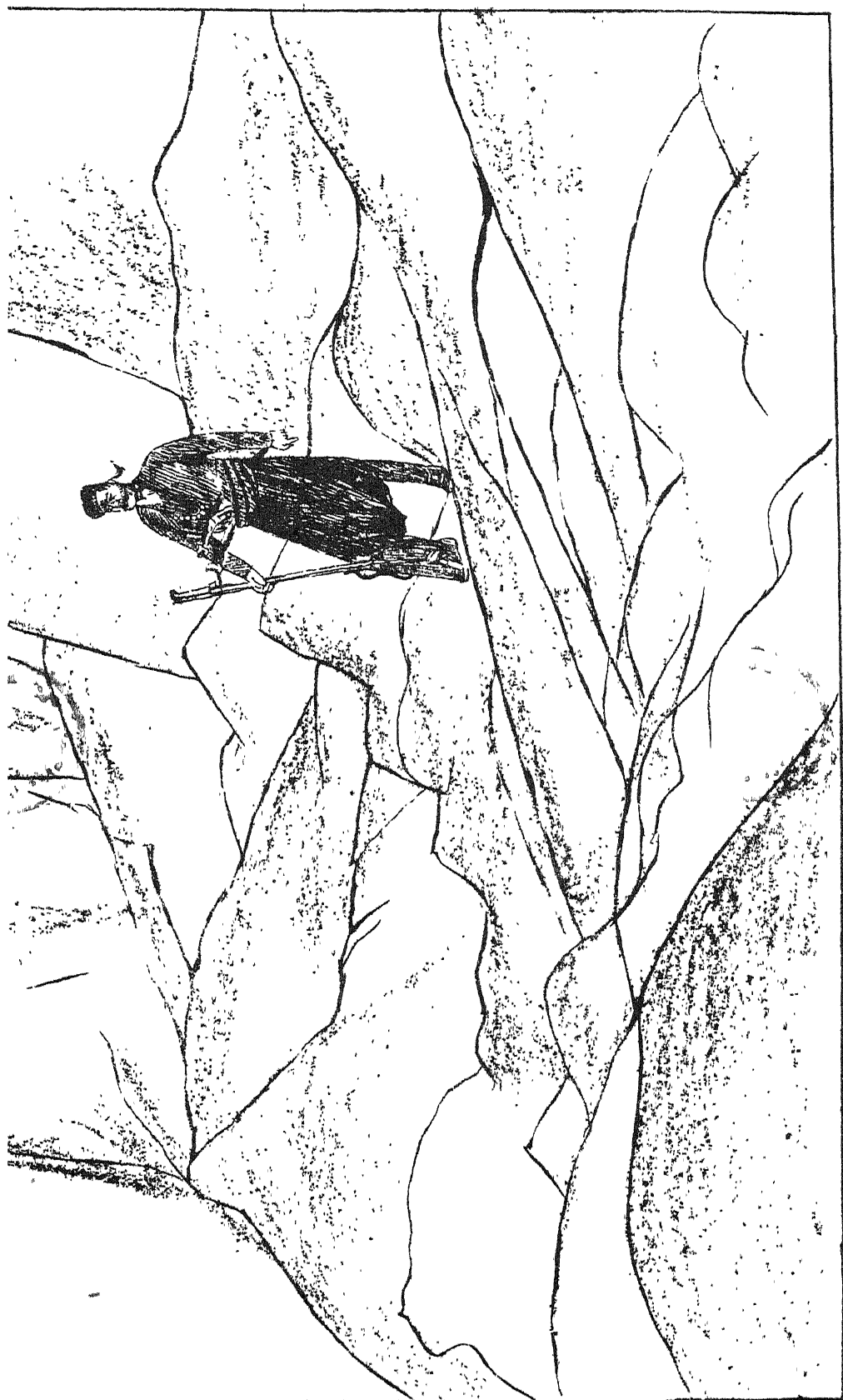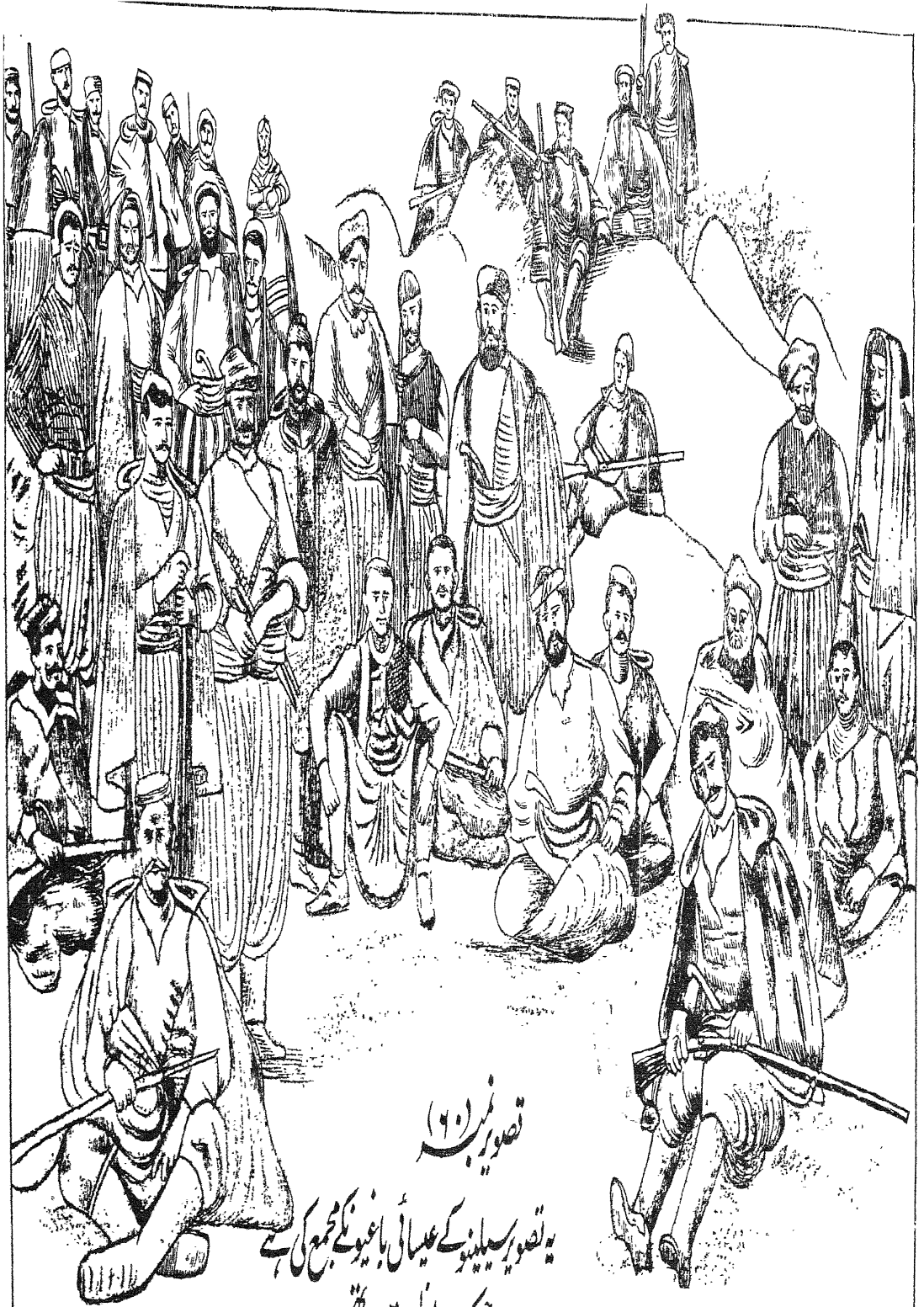
تصویر نمبر (۶۰)

یہ تصویر سیلینو کے عیسائی باغیونکے مجمع کی ہے
جو برسر بغاوت تھے۔

دول عظام کی طرف سے مسئلہ کریٹ کی بابت پھر ایک درخواست سلطان آف ٹرکی کی خدمت میں پیش کی گئی اور اِس میں یہ چاہا گیا کہ کریٹ میں عیسائی گورنر مقرر کیا جائے - اور باغیان کریٹ کو عام معافی دیجائے - چونکہ پچھلے عرصہ میں سلطان المعظم کی طرف سے کریٹ میں ایک عیسائی گورنر موجود ہی تھا جو کہ کریٹ والوں سے دق ہو کر مستعفی ہو گیا - اور پچھلے ایام میں بھی خود سلطان ٹرکی نے باغیان کریٹ کو معافی بخشی تھی - جس کو کریٹ والوں اور ان کے مددگاروں نے منظور نہیں کیا اور سلطان کے مقابلے کو کھلم کھلا موجود ہو گئے - کسی حوصلہ اور امداد سے تو اُنھوں نے کریٹ کے مسلمانوں کو تباہ اور برباد کر دیا - اب دول یورپ کو کھٹکا ہے کہ مسلمانوں کی اس قدر بربادی پر اگر سلطان ٹرکی نے بزور شمشیر بغاوت کو فرو کیا تو کریٹ کی تو کیا حقیقت ہے کہیں یونان بھی نہ بیچ میں پس جائے اس خیال سے باغیان کریٹ کی معافی کے واسطے دول یورپ نے سلطان ٹرکی پر زور دیا لیکن اس بغاوت کی اصل حقیقت یہ ہے کہ اگر دول یورپ چاہتے تو ہرگز ہرگز کریٹ میں بغاوت نہ ہوتی - ۲۴ مئی کو ایک چھوٹی سی لڑائی خاص کینیا میں اس وجہ سے ہو گئی کہ روسی اور یونانی کونسلیٹ کے خواص بازار سے ہو کر اپنے اپنے سفارت خانوں کو جا رہے تھے چونکہ بازار میں ازدہام ہو رہا تھا - روسی خواص کو اس انبوہ میں کسی کا دھکا لگ گیا - روسی خواص نے برافروختہ ہو کر ازدہام پر ریوالور چلا دیا - اور اُس گولی سے ایک بیگناہ مسلمان جو اپنی دوکان پر بیٹھا ہوا تھا مر گیا - اس پر تمام حاضر الوقت مسلمانوں کو طیش آ گیا اُنھوں نے بھی خواص مذکور کو قتل کر ڈالا - عیسائی اُس کی حمایت کو کھڑے ہو گئے اور بلوہ عام ہو گیا - جس کو ترکی پولیس اور فوج نے فرو کر دیا - لیکن ۱۷ عیسائی قتل اور ۲۰ زخمی ہوئے اور ۳ مسلمان قتل اور ۲۰ زخمی ہوئے *

چونکہ دول یورپ کا کریٹ کی بغاوت میں دخل دینا یہ معنے رکھتا تھا کہ جزیرے میں امن قایم رہے مگر اس کے برخلاف کریٹ میں روز بروز بغاوت نے پاؤں پھیلائے اور دول کی کونسلوں کی موجودگی میں کچھ بھی امن وامان نہ ہوا اور کیونکر امن ہو سکتا تھا جبکہ اُن کی کارروائیاں ظاہرا کچھ اور ہوتی تھیں اور در پردہ کچھ اور - یہی انتظام مدنظر تھا *

چنانچہ مقام کساموں اور سیلنو کے درمیان باغیوں اور ترکوں میں خوب ہی تلوار چلی - اس موقعہ پر باغیان سیلی نو کے مجمع کی تصویر دکھاتے ہیں (دیکھو تصویر نمبری ۶۰)

مگر سلطان ٹرکی عجیب و غریب حیرت میں مستغرق تھے کہ یورپ کی طاقتیں نہ خود امن قایم کر سکتی ہیں اور نہ گورنمنٹ ٹرکی کو کرنے دیتی ہیں - لنڈن کے دار العلوم میں بجواب ایک سوال کے لارڈ مسٹر کرزن نے بالتفصیل بیان کیا کہ دول یورپ کے سفیروں نے کریٹ کے متعلق جس قدر امور پیش

لئے تھے باب عالی نے ان کو بلا کسی شرط و شرائط کے قبول کر لیا ہے اس پر بھی فسادی اقوام نے ذرا خیال نہ کیا اور کریٹ کی بغاوت کو خوب ہی فروغ دیا۔ پھر انگلستان کے دارالعلوم میں جولائی کے شروع میں محکمہ خارجیہ کے اسٹیمیٹ پر مباحثہ ہونے کے دوران میں کریٹ پر بحث شروع کی گئی جناب مسٹر کرزن صاحب بہادر بالقابہ نے اس طرح سے بیان کیا کہ کریٹ کے عیسائی اور مسلمان دونوں ہی کوئی فرشتہ اور سلامت رو اشخاص نہیں ہیں مگر پھر بھی دونوں گروہ بدنسقی حکومت سے نقصان اُٹھا رہے ہیں۔ انگلستان دوسری عدالتوں کے ساتھ ملکر کارروائی کر رہا ہے۔ گورنمنٹ کا ارادہ وہاں تنہا کارروائی کرنے کا نہیں ہے۔"

افسوس ہے کہ تمام سلطنتوں سے بھی کریٹ کی بغاوت فرو نہو سکی اسی اثنا میں ایک ترکی جنرل نے المویڈ کے نام ایک خط لکھا جو ذیل میں درج ہے:۔

جزیرہ کریٹ کے ایک ترکی جنرل کا خط

آگ لگے اس برچھ میں جو جلگئے سارے پات — تم کیوں جلتے پنکھیو جو پنکھ تمہارے ساتھ

پھل کھایا اس برچھ کا اور بیٹ لوا ڈی پات — جینے کا یہ دھرم ہے کہ جلیں برچھ کیساتھ

۲۱/ جولائی ۱۸۹۶ء کے المویدمیں مصطفیٰ ابن محمد رشدی نے جو سلطانی فوج کا جنرل ہے المویدکے نام ذیل کا خط لکھا:۔

جناب اڈیٹر صاحب المویدـ آپکا اخبار اسلامی دنیا میں یکتا ہے۔ اور تمام دنیا کے مسلمانوں کی جن کی رنگ اور زبان میں اختلاف ہے حمایت کرتا ہے۔ اس لئے میں بھی آپکے اخبار کے ذریعے سے اپنے پیارے وطن جزیرہ قریطش کے حقوق کی شکایت کرتا ہوں جو نہایت بے دردی سے پامال ہو رہا ہے۔ میں جزیرہ قریطش کا باشندہ ہوں میری ولادت اور پرورش اسی جزیرے میں ہوئی ہے۔ اس جزیرے کی زمین میرے آبا و اجداد کے خون سے تر ہے۔ میں نے آجکل کے اخباروں میں پڑھا ہے کہ باب عالی نے قریطش کے عیسائیوں کے ساتھ اُن کی درخواست اور خواہش کے موافق بہت سی خاص رعایتیں کی ہیں۔ حالانکہ وہ اس سے پیشتر مسلمانوں کا خون بیدریغ بہا چکے ہیں۔ شہروں اور قریوں کو آگ لگا چکے ہیں۔ وہ تمام ملک میں فساد برپا کرتے ہیں اور خدا سے نہیں ڈرتے۔ عموماً سلاطین یورپ کی اور خصوصاً یونان کی مدد سے ان وحشیانہ افعال کے کرنے پر وہ دلیر اور بیباک ہیں۔ افسوس ہے یورپ کی نظر میں وہ ظلم و ستم نہیں کھٹکتے جو جزیرے کے عیسائی اپنے ہم وطن مسلمانوں پر کرتے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کونسی شریعت ہے

جو سلاطین یورپ کی نظر میں مسلمانوں کے خون کو ہرا کرتی ہے اور وہ بالعالی پر زور ڈالتے ہیں کہ جزیرے کے باغیوں اور فتنہ پردازوں کو معاف کیا جائے گویا سلاطین یورپ کے نزدیک مسلمانوں کے خون کی کچھ بھی قدر وقیمت نہیں۔ وہ اس پر بھی بس نہیں کرتے بلکہ چاہتے ہیں کہ سلطان کی گورنمنٹ خاص رعایتیں اور خاص حقوق عطا کرے۔ جن سے جزیرے کے باشندوں کا ایک فریق یعنی عیسائی ممتنع ہوں اور دوسرا فریق یعنی وہاں کے بدقسمت مسلمان محروم رہیں تاکہ اُس کے بعد مسلمانوں کی جانیں اور جائدادیں ظلم وستم کے تیروں کا نشانہ ہوں اور ہیومینٹی (انسانیت) اور انصاف پسند شریعتوں نے مساوات کے جو حقوق ان کو عطا کئے ہیں وہ سب اُن سے چھن جائیں۔ انجیل مقدس۔ توریت۔ زبور یا اور کسی آسمانی کتاب نے یورپ کو سکھایا ہے کہ وہ ایک ہی وطن کے باشندوں میں ایسا حکم جاری کریں شاید بابعالی نے اپنی آنکھوں سے وہ مصیبتیں اور تکلیفیں نہیں دیکھیں جو قریطش کے مسلمان برابر جھیل رہے ہیں۔ ورنہ مسلمان فاتحوں اور دلیروں کا خون جو پانی کی طرح بہایا گیا ہے اور دولت عثمانیہ نے تئیس برس کے عرصہ میں جو بیشمار روپیہ خرچ کیا ہے اُس کی نظر میں کیونکر چھپ سکتا ہے۔ خدا کی قسم یہ مصیبت نہایت عظیم الشان مصیبت ہے جس نے تاریخ کے چہرہ کو سیاہ کردیا ہے افسوس اس رسوائی اور فضیحت پر۔ افسوس اس ننگ وعار پر۔ افسوس اس غرور پر۔ افسوس اس جوانمردی پر!!! اے انسان۔ اے نوع انسان جزیرہ قریطش میں مسلمانوں کی قوم پر جو مصیبت نازل ہوئی کیا کوئی دیکھی یا سنی ہے! یا دنیا کی تاریخ میں پڑھی ہے کہ ایسی مصیبت کسی اور قوم پر نازل ہوئی جزیرے کی سرزمین پر مسلمانوں کا خون بہایا جاتا ہے۔ اُن کی تمام دولت لٹ رہی ہے اُن تمام جائدادیں چھن رہی ہیں یا جلائی جاتی ہیں۔ اُن کی راحت اور اسایش معدوم ہے پھر ان سب کا معاوضہ یہ ہے کہ مجرموں کو معاف کیا جاتا ہے اور اُن کی مصلحت کو بدقسمت مسلمانوں کی مصلحت پر مقدم سمجھا جاتا ہے انا اللّٰہ وانا الیہ راجعون +

اے وسیع اور شاداب جزیرے تجھکو سلام ہے۔ اے پیارے وطن تجھکو سلام ہے۔ اے پیارے جزیرے تجھکو اُس دوست کا سلام ہے جس کے آباد اجداد کا خون اپنے وطن اور قوم کی حمایت میں بہایا گیا ہے۔ پیارے قریطش تم کو اُس عاشق کا سلام ہے جو تیری ہوا اور مٹی کے سونگھنے کا ہمیشہ سے مشتاق ہے۔ اے پیارے جزیرے اے پیارے وطن۔ اے پیارے قریطش۔ اے ہمارے محب اے ہمارے دوست۔ اے ہمارے وطن۔ اے پیارے وطن ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ خدا تجھکو ظالم اور بدکار دشمنوں کے پنجے سے چھڑائے۔ اے میرے

ہموطنو! اے میرے دوستو تم جو باغیوں اور فتنہ پردازوں کے ہاتھ سے سخت مصیبتوں اور تکلیفوں میں مبتلا ہو ٭ ہم خدا کے ذریعہ سے یا اس تحریر کے ذریعے سے تمہاری ماتم پرسی کرتے ہیں اور اے قریطش ہم تیری عیادت کرتے ہیں اور ہم تجھکو خدا کے سپرد کر کے دیکھتے ہیں کہ دول یورپ تیری قسمت کا فیصلہ کیا کرتے ہیں جس کے ہم منتظر ہیں" ٭

اِس خط کے پڑھنے سے کریٹ کے مسلمانوں کی مصیبت اور مظلومیت من وعن معلوم وظاہر ہوتی ہے - افسوس اہل یورپ نے کریٹ کے باغیوں اور اُن کے مددگاروں کو یوں بھی نہ کہا کہ کیا وجہ ہے جو بیگناہ مسلمانوں کو قتل و ذبح کیا جاتا ہے ؟ سوائے اس کے کہ یونان نے درپردہ باغیوں کو مدد اور شہ دی اور دیگر ممالک دیگر مسلمانوں کا خون اپنی گردن پر لیا اور اُلٹا الزام مسلمانوں ہی پر رکھا جس سے کریٹ کے مفسد اور باغی بہت ہی دلیر ہو گئے - ذیل میں ایک گروپ کریٹ کے باغیوں کا دکھایا جاتا ہے جس کو عیسائی نیشنل کریٹی اسمبلی بھی کہتے ہیں اُن کی سرکشی بخوبی ظاہر ہو سکتی ہے - ادپر کی تصویریں اُن دیہاتی باغیوں کو دکھاتی ہیں جو ضلع سفاکیا کے رہنے والے ہیں اور کریٹ کے باغیوں میں سب سے زیادہ لڑنے والے اور تندخو ہیں اور ان میں عیسائی ڈپٹی بھی شامل ہو رہے ہیں (دیکھو تصویر نمبر ۲۱)

گورنمنٹ ٹرکی کا دل خوش کرنے کے لئے یورپ کے سفیروں نے یونان کو لکھا کہ کریٹ میں شعلۂ فساد نہ بھڑکایا جائے اُس کے جواب میں یونان نے کہا کہ ہرگز یونان بغاوت کو نہیں بھڑکاتا بلکہ یہ سب ترکی مظالم کا نتیجہ ہے کیا طوطی مینا کیطرح سے بات چیت ہو رہی ہے - دنیا میں کون نہیں جانتا تھا کہ یونان کی فوجیں اور بغاوتی کمیٹیں اور مفسد مردمان کریٹ میں نہیں تھے - اور جس قدر سازشیں کریٹ وغیرہ میں ہوئیں وہ سب طشت از بام ہو گئی ہیں - اِس پر یہ ایک اور طرہ ہوا کہ جولائی ۱۸۹۶ء کے وسط میں کریٹ میں مجلس وکلا کا انعقاد ہوا - چونکہ طرفین کے دلوں میں آتش بغض و حسد دبی ہوئی تھی ترک اپنی ترکی پر نازاں تھے اور وکلا دول اپنے اتفاق باہمی پر مغرور ہو رہے تھے - آخر کار عیسائی اور مسلمانوں میں سخت بدمزگی پیدا ہونے لگی اور بُرے آثار نظر آنے لگے - مسٹر کرزن صاحب بالقابہ کا خیال تھا کہ ترک اور وکلا ملکر بغاوت کو فرد کریں بالکل اس کے برخلاف ظہور ہوا اور کریٹ میں بہت سی متوحش پیچیدگیاں پیدا ہو گئیں -

ہوس آف کامنز میں ظاہر کیا گیا کہ دول عظام نے باب عالی میں سخت شکایات کی ہیں اور تاکید کی ہے ترکی افواج کریٹ میں حفاظتی کارروائی کے سوا اور کچھ نہ کرنے پائے ٭

اِس کا یہ ظہور ہوا کہ ۱۸ جولائی کو جمعرات کے روز مقام اپوکرونا میں سخت لڑائی ہوئی -

تصویر نمبر (٦١) کیبنیا میں عیسائی نیشنل اسمبلی کریٹین کا مجموعہ

باغیوں نے ترکی فوج کو سخت زک دی اور ترکی فوج مقام کالی ویس کو اپنی بارگوں میں واپس آگئی - لیکن باغیوں اور کونسلوں کو معلوم ہوگیا کہ ترک اپنی ترکی تمیز پر تو نیست و نابود کر کے رکھ دیں گے اسی بنا پر کونسلوں نے باغیوں کو سمجھایا ۔ اُن کے دعووں کے پیش کرنے کا فیصلہ کر لیا لیکن بندرگاہ کینیا میں پھر قتل کا بازار گرم ہوگیا ۔ جس پر کونسلوں نے جنگی جہازوں کے بھیجے جانے کی درخواست کی اور انہیں مقامات میں جنگ و جدل شروع ہوگئی اور انگریزی و فرانسیسی جہازات ہرقلیان میں پہنچ گئے - ۲۲ر جولائی کو پھر کینیا میں سخت فساد ہوگیا جس کی وجہ سے انگریزی - آسٹرین اور اٹالین بحری سپاہیوں کو خشکی پر اُترنا پڑا - اور انگلستان کی بحری سپاہ کا بیڑہ ۱۸ر جولائی کو گو کہ یہ سب کچھ کریٹ میں موجود تھا - مگر باغیوں کو امن قایم رکھنے کے لئے کوئی بھی مجبور نہ کرتا تھا - اور ہر طرف سے ترکوں ہی کا قصور بتایا جاتا تھا کہ ترک کریٹ پر ظلم کر رہے ہیں لیکن باغیوں کی نسبت خواہ وہ کسی قدر بغاوت کریں معافی میں داخل تھا بلکہ ترکوں کی شکایت کی نسبت زار روس نے پرنس لوبنیاف وزیر خارجیہ روس کی معرفت کریٹ میں ترکی فوج کے طریق عمل پر افسوس ظاہر کیا - ۲۴ر جولائی کو ترک قصبہ ہرکلیان میں جمع ہوئے اور شہر میں اُن کا داخل ہونا بیان کیا گیا مگر گورنر اُن کی مزاحمت کرتا رہا +

فساد مقدونیہ

قصد ظالم برائے کشتن ماست ۔ دل مجروح ما بسوئے خداست
او دریں فکر تا بما چہ کند ۔ من دریں فکر تا خدا چہ کند

ایک اور طرفہ ماجرا وقوع میں آیا وہ یہ کہ ۲۵ر جولائی کو یونانیوں کے ایک گروہ عظیم نے مقدونیہ پر حملہ کیا - اور ایک ترکی فوج کے ایک دستہ کو شکست دی ایسے ۔ دو بدل میں باغیوں کی طرف سے دھمکی دی گئی کہ ایک ہفتہ کے اندر اگر باغیوں کے مطالبات ترکوں نے پورے نہ کئے تو وہ لڑائی شروع کر دیں گے ۔ اُس کے جواب میں کریٹ کے مسلمان بھی بگڑ گئے انہوں نے ایک درخواست امیر المومنین کی خدمت میں روانہ کی کہ عیسائیان کریٹ کو کوئی مزید رعایات عطا نہ فرمائی جائیں - یا ہم کو یہاں سے ہجرت کرنے کی اجازت بخشی جائے ۔ غرضکہ جولائی کے اخیر میں کریٹ کا خاکا خوب ہی اُڑتا رہا - اہل کریٹ اور یونان نے بہت سی جھوٹ اور مبالغہ سے بھری ہوئی خبریں ترکوں کے برخلاف انگلستان وغیرہ کے اخبارات میں شائع کرائیں جس سے ایک طوفان بے تمیزی دنیا میں برپا ہوگیا - اِدھر باب عالی نے بھی ایک سرکلر باغیان کریٹ کی نسبت جاری کیا کہ یورپ کے عیسائی اخبارات مسلمانان کریٹ اور شاہی افواج کے مظالم

کے جو افسانے مشہور کر رہے ہیں وہ محض من گھڑت ہیں۔ وہ مفتریوں کے بیہودہ دماغ کا نتیجہ ہیں ان کا کوئی وجود نہیں بلکہ اس کے برخلاف عیسائی باغی مسلمانوں پر طرح طرح کے ظلم و ستم کر رہے ہیں +

جولائی ۱۸۹۶ء کے آخیر میں یونان کے باغیوں نے سامان جنگ طلب کیا یونان نے فوراً باغیوں کے لئے لگاتار ہتھیار اور سامان حرب بھیجنا شروع کر دیا اور کسی دول کی کونسلوں یونان کو نہ روکا۔

بیار آنچہ داری زمردی و زور کہ دشمن بپائے خود آمد بگور

جب یونان نے کریٹ والوں کو پے درپے اسلحہ جنگ سے امداد دینی شروع کر دی تو باب عالی کی طرف سے ایک شکایتی مراسلہ بنام یونان اور روانہ کیا گیا کہ کیوں کریٹ والوں کو سامان حرب و ضرب روانہ کیا جاتا ہے اور مقدونیہ میں یونانی جماعتیں کس لئے داخل ہو رہی ہیں۔ ان تمام امورات کا جواب دہ یونان ہوگا۔ باوجود باب عالی کے مراسلے کے دول یورپ کی طرف سے بھی یونان کو ایک مشترکہ یادداشت روانہ کی گئی اور یہ لکھا گیا کہ اگر یونان اُن نصیحتوں پر جو اس کو پہلے دی گئی ہیں کاربند نہ ہوگا تو دول یورپ باب عالی کو امن قایم کرنیکے لئے اجازت دیں گے۔ لیکن یہ ایک نمایشی دھمکی تھی +

ادھر تو یہ نامہ و پیام ہوتے رہے ادھر کریٹ میں بغاوت کے شعلے بھڑکنے لگے اور یہ شکایت کی گئی کہ مسلمان جو قصبہ ہرکلیاں کے رہنے والے ہیں اجنبیوں پر حملہ کر رہے ہیں اور حکام اُنکے روکنے سے عاجز ہیں۔ اور انگریزی قونسل سراسیمگی کے ساتھ کینیا کو بھاگ آیا ہے اور ساتھ ہی اس کے یہ بھی مشہور ہوا۔ کہ ہزاروں کریٹ کے عیسائی یونان کو چلے گئے ہیں۔ یونان میں مشہور کیا گیا تھا کہ ۲۵ عیسائیوں کو کینڈیا میں مسلمانوں نے قتل کر ڈالا۔ اور ایک پادری کو زندہ جلا دیا یہ لڑائی مقام اناپولیس کی خانقاہ میں ہوئی تھی۔ یہ مشہور ہوا کہ کریٹ کے سرغنوں نے ریفارم کمیٹی کو توڑ دیا ہے اور یہ وہی کمیٹی تھی جو انقلاب حکومت کی کوشش کر رہے تھے۔ اور جس نے کریٹ والوں کو سمجھایا تھا کہ یونان کے ساتھ کریٹ کو ملحق کرنیکے لئے زور دیا جاوے۔ جب فساد کی آگ کریٹ میں بھڑکی ہوئی تھی تو یہ ریفارم کمیٹی کیونکر ٹوٹ سکتی تھی۔ اگر یہ کمیٹی ٹوٹ جاتی تو امن قایم ہو جاتا +

۱۷ اگست کو مقام ابوکرونا میں اور لڑائی ہوئی اور ایک ڈیپوٹیشن اہالیان کریٹ کا ذہنی پاشا کی خدمت میں حاضر ہوا جن کی تصویر ذیل میں صفحہ ۱۰۹ پر درج کی جاتی ہے (دیکھو تصویر نمبری ۶۲)

تصویر احمد ذہنی بک پاشا - (نمبری ۹۲)

اور مطالبات کا تقاضا کیا - ذہنی پاشا نے جواب دیا کہ تمہارے مطالبات اعلیٰحضرت سلطان المعظم کے حقوق شاہی کے نقیض ہیں - اگر تم اُن کی ترمیم کردو تو وہ درجۂ اجابت کو پہنچ سکتے ہیں - اسی اثنا رمیں یونان کا ایک گروہ مع توپخانہ کے کینڈیا کے قریب جزیرے میں داخل ہو گیا ع

بلا ایک نازل ہوئی آسماں سے

مقام ہرکلیان میں عیسائیوں کے قتل کئے جانے کی خبریں مشتہر کی گئیں - جب یہ خبریں سکندریہ (مصر) میں پہنچی تو وہاں کے چند باشندوں نے اپنے عزیزوں سے بذریعہ تار کے اس موقع کا حال دریافت کیا - ان کے عزیزوں نے صاف صاف جواب دیا کہ یہاں فساد کا نام تک نہیں سنا گیا اور نہ فساد ہوا بلکہ ہر طرح سے امن و امان ہے - ہاں تمہارے تاروں میں فساد کا نام دیکھا گیا ہے - اسی قسم کی جھوٹی خبریں اکثر عیسائیوں نے مشہور کیں +

اسی اگست ۱۸۹۶ء میں باغیان کریٹ نے مسلمانوں پر بڑے بڑے ظلم و ستم کئے - صوبہ سلینو کے قصبہ قسطائی میں باغی عیسائی ترکی سپاہیوں کا محاصرہ کئے ہوئے تھے دول اجنبی کی کونسلوں نے باغیوں کو اس حرکت سے باز آنے کی فہمائش کی +

۲۵ر اگست کو کئی مسلمانوں کی لاشیں اور مجروح مسلمان خانیا میں لائے گئے ۔ ۲۸ر اگست کو تقریبًا تین ہزار باغیوں نے بیس چھوٹے چھوٹے دیہات پر جن میں تین سو سے زیادہ مسلمان آباد تھے چھاپہ مار کر کئی مسلمان قتل کر ڈالے اور ۱۹ دیہات کو جلا دیا اور ایک ہزار مویشی مسلمانوں کے چھین کر لیگئے ۔ اگرچہ مسلمان لڑنے مرنے کو مستعد ہو گئے ۔ مگر ترکی حکام نے ان کو روک دیا +

ایک امریکن اخبار کے نامہ نگار نے وزیر خارجیہ سے اثنار گفتگو میں دریافت کیا کہ دولت علیہ کریٹ کے عیسائیوں کے ساتھ اب آخری کارروائی کیا کرنا چاہتی ہے ۔ وزیر خارجیہ نے اطمینان سے جواب دیا کہ باشندگان کریٹ کی حالت اب اصلاح طلب نہیں رہی اور گمان کرتا ہوں کہ ذات شاہانہ (سلطان) کے مراحم خسروانہ اور ان بدبختوں کی سرکشی اور ناعاقبت اندیشی کی انتہا ہو چکی ہے ان کو یہ خواہش ہے کہ جزیرہ کریٹ یونان کے ساتھ ملحق کر دیا جائے یا وہ بذات خود مستقل صوبہ رہے ۔ جو ہرگز پوری نہیں ہو سکتی ۔ ہم نہیں چاہتے کہ کسی قوم پر ہماری طرف سے تشدد کیا جاوے ۔ ہماری خواہش نہیں ہے کہ ہم لوہے کے ہاتھوں سے حکومت کریں مگر ہاں کسی حالت میں ہم یہ نہیں دیکھ سکتے کہ کوئی فرد بشر مولانا سلطان المعظم کی اطاعت سے سرکشی کرے ۔ کریٹ کا فتنہ اگر فرو نہوا تو دولت علیہ عثمانیہ وہی کارروائی کرنے پر مجبور ہو گی جو شخصی سلطنت ایسے باغیوں اور نافرمانوں کے ساتھ کیا کرتی ہے

ڈیلی گرافک کا نامہ نگار کریٹ بغاوت کے واقعات اور اپنے سفر کا حال لکھتا ہے جس کا خلاصہ ذیل میں درج ہے :- وہ سفر کرتا ہوا موضع پلیٹینیا Platania میں پہنچا اور وہاں کے سردار مسمی ایم مینوساکس کانداس M. Mamousakis. کا مہمان ہوا جسکی تصویر ذیل میں کھینچی جاتی ہے (دیکھو تصویر نمبری ۶۳)

ایم مینوساکس
پلیٹینیا کا سردار

(تصویر نمبری ۶۳)

اُس سے جو اگلے گاؤں کا حال دریافت کیا تو اُس نے جواب دیا کہ موضع کے لوگوں نے گاؤں کو چھوڑ دیا ہے اور مستورات کو امن وامان کی جگہ پہنچا دیا ہے۔ اور مردمان مسلح ہو کر کچھ تو سواری میں اور کچھ پیدل ہو کر امرس وادی کو جو کہ کرٹو ناڈو Kartounnada کی طرف ہے چلے گئے۔ رات دن اُس کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہ افسوسناک واقعات چھ ہفتوں سے ہو رہے تھے۔ سردار مذکور نے بیان کیا کہ ترک رات کو آئے اور کورفو Korfoo کے گاؤں کو جلا دیا جو یہاں سے ڈیڑھ میل کے فاصلے پر واقع ہے اور ۸ عیسائیوں کو مار ڈالا نامہ نگار بیان کرتا ہے کہ جب ہم نے سُنا کہ اگلی منزل پر جو گاؤں ہے وہاں کھانیکو کچھ نہ ملے گا تو ایک شخص کو کھانے کی اشیاء بہم پہنچانے کے لئے فورنٹ کی طرف روانہ کیا جو ایک گھنٹہ کے بعد واپس آیا۔ اور اپنے ہمراہ دو بکرے لایا۔ ہم بکرے کا گوشت اور سیل کئے ہوئے انڈے اور وہاں کی دیسی شراب جس کا رنگ سرخ تھا کھا پی کے روانہ ہوئے۔ اور ہم نے قرار دیا تھا کہ رات اگلے گاؤں میں بسر کریں گے۔ راستے میں ہم کو دو سنتریوں نے ٹوکا ہم نے جواب دیا۔ ایک گھنٹہ کے بعد ہم ایک پہاڑی پر پہنچے جس پر ایک قلعہ واقع تھا اُس کی دیواریں دریا کریں لٹن کے کناروں تک تھیں اور لمبائی انگوروں کے کھیتوں کی تمام لمبائی کو گھیرے ہوئے تھی جو وادی کے عین سرے پر تھی۔ اُس کے دوسری طرف پندرہ بیس آدمی سوئے ہوئے تھے۔ ہم نے بھی اپنے بستر بچھائے اور صبح تک سوتے رہے۔ چونکہ حملہ کا عمدہ وقت ہے۔ صبح کو ۵ بجے کے قریب دریا کے بائیں کنارے کی طرف جو دو میل نیچے کو ہے۔ گولیاں آنی شروع ہوئیں۔ اور ہم بھی اُس طرف کو روانہ ہوئے۔ راستہ میں ہم کو رفو کا گاؤں ملا جو جل بجھ کر خاک سیاہ ہو گیا تھا کچھ آثار اُس کے باقی تھے۔ اور ایک کُتّا نیم بسمل کی طرح ایک ٹوٹے ہوئے دروازے میں دیکھا۔ اس افسوسناک سین کو دیکھ کر ہم وادی کے بائیں طرف کی پہاڑی پر چڑھے اور ہم نے چھوٹے چھوٹے مجمعے کریٹ کے باغیوں کے جو پوشیدہ مقامات میں تھے دیکھے۔ ہم اس مقام پر کریٹ کی باغی جماعت کے پریزیڈنٹ کی تصویر دیتے ہیں جسکا نام Manousos مانوسوس کانڈرس Coundouros ہے اور ساتھ ہی ہم ایک کریٹن سپاہی کی تصویر دیتے ہیں جو سفر میں ہے (دیکھو تصویرات ہر دو صفحہ ۱۱۲ پر نمبری ۶۴ و ۶۵)+

ایک کریٹین سپاہی جو [illegible] ہے (تصویر نمبر ۶۴)

مانوساس کاندرس جو کریٹ اسمبلی جماعت کا پریسیڈنٹ ہے (تصویر نمبر ۶۵)

کریٹ کے باغیوں کی عجیب لڑائی

جب کریٹ کے باغی ترکوں کے برخلاف لڑنا چاہتے ہیں تو وہ خواہ مخواہ بغیر کسی

نشانہ کے گولیاں چلانی شروع کردیتے ہیں۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ جب کریٹ کے باغی اپنی گولیوں کی آواز سنتے ہیں تو ترکوں کے برخلاف جمع ہونے شروع ہوجاتے ہیں پھر لڑنے کی طیاری کرلیتے ہیں۔ جس پہاڑی پر ہم جارہے تھے وہ کرلونا ڈو کے اوپر کی طرف ہے۔ چونکہ کریٹ کے باغی تعداد میں بہت زیادہ تھے اور مسلمان تھوڑے تھے۔ اس لئے باغیوں نے بڑے زور شور سے گولیاں چلائیں اور طرفین سے لڑائی ہوتی رہی اور دس بجے لڑائی ختم ہوگئی کیونکہ مسلمان تھوڑے تھے وہ واپس ہٹ گئے۔ اور کریٹی باغی بھی انگوروں اور میوہ دار درختوں کے جھنڈ سے نکلکر پیچھے کو ہٹ گئے جو اس زرخیز وادی میں زیادہ تر پیدا ہوتے ہیں۔ میں پلیٹنیا Platania میں تین دن رہا۔ رات کو زمین پر سوتا تھا اور دن کے وقت ترکوں کو ان کے بلاک ہوس سے لڑائی کے واسطے باہر لانے کی کوشش کرتا تھا (نامہ نگار کی اس تحریر کو ملاحظہ فرمائیے کہ کریٹ کے معاملات میں اس کی رائے اور دلی منشا لڑائی کرانے کا تھا نہ کہ صلح کا) مجھے یقین تھا کہ اگر کریٹوں کے پاس پہاڑی توپیں ہوتیں تو بہت مدت سے ترکوں نے جزیرے کو چھوڑ دیا ہوتا۔ جتنی مدت تک کہ جزیرے میں رہیں گے کریٹی دن بدن ان کے دشمن ہوتے جاویں گے۔ اور ان کے ساتھ لڑائی کرنے میں خوش ہوں گے۔ ایم مانوساکس بھی لڑائی میں ہوتا ہے۔ اور جب کسی لڑائی میں نہیں تو وہ وکالت باغیان کرتا ہے۔ اُس نے صاف صاف بیان کیا ہے کہ سلطان کی رعایتوں سے ہم کو کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اور گرد و نواح میں کبھی لڑائی بند نہیں ہوگی اور چھ مہینے تک ہوتی رہیگی۔ اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ۱۸۶۷ء کی لڑائی کے تین سال بعد سے ہم لڑ رہے ہیں؟

ایک کارآمد باغی دوست کی تصویر

یہ ایک نہایت ہی مشہور باغی عورت ہے جس کی تصویر ذیل میں صفحہ ۱۱۴ پر دیجاتی ہے (دیکھو تصویر نمبری ۶۶)

اُس کا نام میری کنٹی لیر ہے۔ وہ بغاوتیں جو ۱۸۶۶ء کے بعد میں ہوتی رہی ہیں ان میں یہ عورت عجیب و غریب ڈھنگ سے اپنے کام کو نبھاتی رہی۔ وہ باغیوں کی چٹھیوں کے تھیلوں کو کینیا۔ ریتھمنو اور کینڈیا میں جیسی کہ ضرورت ہوتی رہی لیجاتی اور پہنچاتی رہی ہے

میری کنٹی لیر باغیوں کی چٹھی رساں (تصویر نمبری ۲۶)

وہ پہاڑوں کے چپے چپے اور ایک ایک انچ بھر مقامات کو بخوبی جانتی ہے اور جب کبھی اس کو کام پڑا ہے تو وہ ترکوں کے کمپوں اور لال ٹینوں میں سے ہو کر گزری ہے اور اُس کے اوپر بہت دفعہ گولیاں بھی چلائی گئیں اور وہ ایک دفعہ زخمی بھی ہوئی ہے۔ انعام اور بخشیش کے دور اندیش مصارف نے اس کو بہت دفعہ بغیر کسی ضرر کے بہت سے موقعوں پر بچایا ہے۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کا یہ کام پر از خطر ہے اس چٹھی رساں عورت کے کینیا میں اور دیگر مقامات میں بہت سے آسودہ حال اور متمول لوگ دوست ہیں لیکن جب اس کو بطور نصیحت کے یا اُس کے حوصلہ کو پست کرنے کے اس کام کے چھوڑنیکی

بابت کہا جاتا ہے تو وہ اُسے مطلق نہیں سنتی۔ اور ۱۸۹۶ء میں اُس کی عمر ۵۶ سال کی تھی۔ یہ عورت باغیوں اور بیرونی دنیا کے درمیان ایک سلسلہ ہے ✦
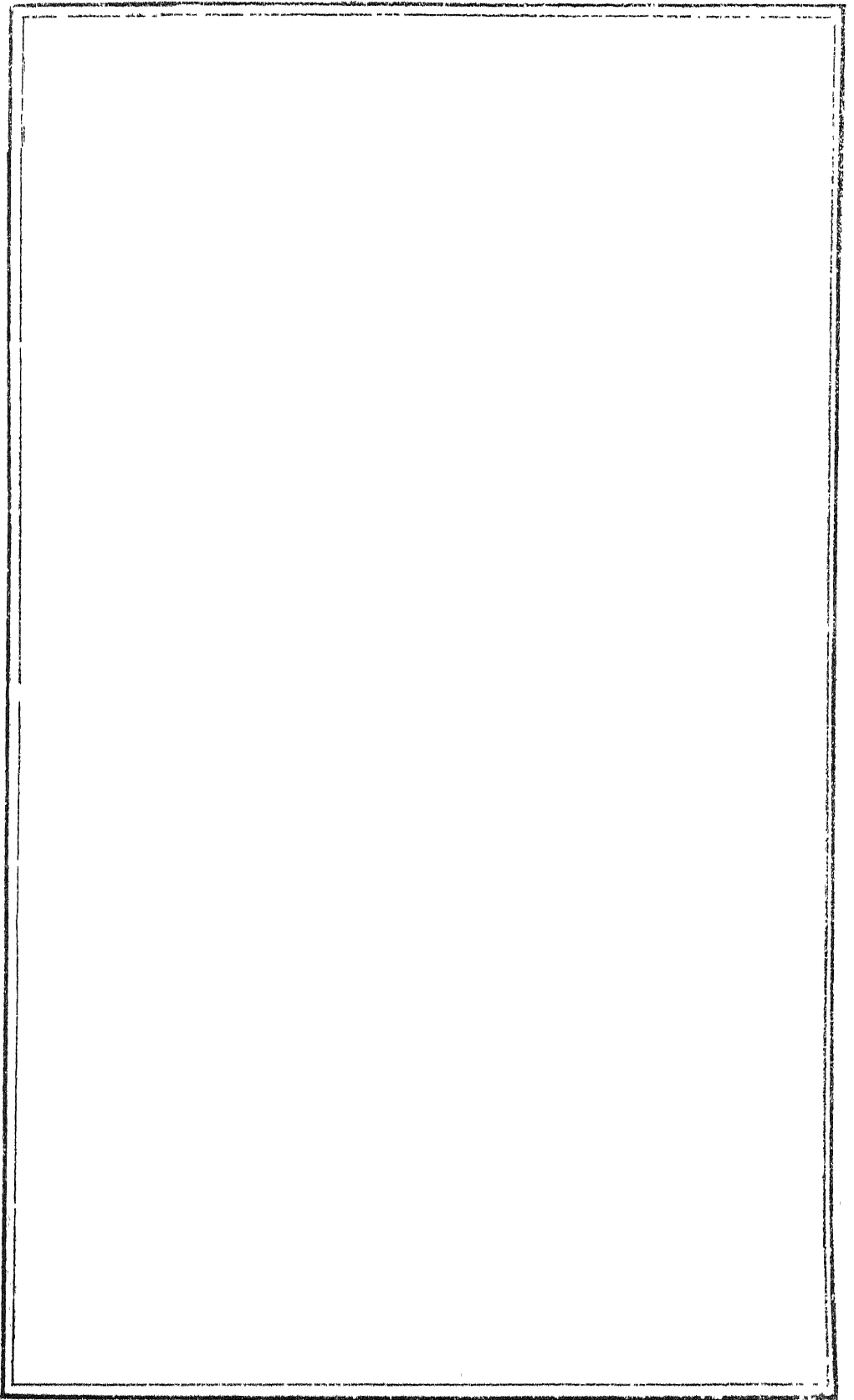
مرقّع چہارم

باز آن حبیب مست بہ نخچیر مے رود | ہوشم ز دست و دست ز تدبیر میرود
او اسپ مے دواند و ما کشتہ مے شویم | لشکر ملاک مے شود و میر مے رود

واقعات کریٹ بابت ۱۸۹۷ء

اور دول یورپ کے مباحثے

اگرچہ ۱۲ ستمبر ۱۸۹۶ء کو شرائط مذکورہ باغیان کریٹ نے رضامندی سے تسلیم کر لیں مگر پھر بھی جزیرہ میں امن و امان قایم نہیں رہا۔ سلطان المعظم نے کریٹ میں امن قایم رہنے کے واسطے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ مگر طاقتوں نے اپنی خود غرضی اور یونان کی حمایت سے سلطان آف ٹرکی کو ایسا مجبور کیا کہ تحریطش کی بغاوت میں ان کو ذرا بھی دخیل نہیں ہونے دیا اور سب نے متفق ہو کر یہ ذمہ لیا۔ کہ ہم کریٹ کا انتظام ہمیشہ کے لئے عمدگی سے کریں گی۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ سلطان آف ٹرکی

کے اعزاز اور حکومت میں بھی جو انکو کریٹ میں حاصل ہے کسی قسم کا حرف نہ آسکے گا۔ اس تجویز کے قرار پانے پر کریٹ میں طاقتوں کے جہازات اور فوجیں داخل ہو چکی تھیں۔ اور جزیرے کا محاصرہ کر لیا گیا تھا۔ لیکن مسلمانان کریٹ کے ساتھ یہ کارروائی نہایت بے منصفی سے کی گئی کہ ان پر زور دیکر ہتھیار لے لئے گئے۔ پہلے ان کو یہ کہہ کر تسلی دی گئی کہ اگر تم لوگ ہتھیار رکھ دو گے تو عیسائیوں کی اشتعال کا بالکل دب جائیگی اور وہ کشت و خون سے باز رہینگے۔ چنانچہ کریٹ کے مسلمانوں نے طاقتوں کے اس حکم کو صداقت سے لبریز سمجھا اسکی تعمیل فوراً کر ڈالی اور اپنے اسلحہ اُتار کر رکھ دئیے باغیان کریٹ کے سامنے بے دست و پا ہو کر بیٹھ گئے۔ کریٹ کے باغیوں اور یوروپ کے بادشاہوں کے رحم پر اپنے آپ کو چھوڑ دیا۔ ؎

سپردم بہ تو مایۂ خویش را   تو دانی حساب کم و بیش را

باغیوں اور یونانیوں کو دول یوروپ کی اس چال پر بہت عمدہ موقع مل گیا۔ بلا خوف و خطر بیگناہ مسلمانوں کو بے دریغ بھیڑ بکری کی طرح ذبح کرنا شروع کر دیا۔ سوا اسے رحم دل عیسایوں کے ظالم سے ظالم دشمن بھی شاید نہ کر سکے۔ دول یوروپ کے لئے سلطان ٹرکی کا جزیرہ گویا ایک نہایت ہی دلربا منظر تفریح طبع کے لئے تفرج گاہ یا کھیل و تماشے کی جگہ بنایا گیا تھا۔ افسوس کریٹ کے باغیوں نے دول یوروپ کے سامنے بے ہتھیار مسلمانان کریٹ اوران کے ننھے ننھے بچوں ہی کو قتل و غارت نہیں کیا بلکہ مسلمان عورتوں کو بے حرمتی اور بے عزتی سے جان لینے میں بھی کوئی فروگذاشت نہیں کی اور انکے پردۂ عصمت کو بڑی رذالت کے ساتھ پھاڑ ڈالا۔ علاوہ ازیں ان ظالموں نے چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کو بھی اپنی زہر آلودہ سنگینوں سے گاجر اور مولی سے زیادہ حقیر سمجھ کر اپنی دل لگی کا آلہ بنایا اور بڈھے ضعیف العمر مسلمان کیا کہہ کر بچ سکتے تھے۔

کیا دول عظام یوروپ اور ان کے افیسر جو کہ کریٹ میں موجود تھے ان شرمناک اور قہر آلودہ واقعات کو نہیں جانتے؟۔

جن لوگوں نے ان ہنگاموں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا یا سُنا خواہ وہ کیسے ہی شقی القلب کیوں نہ تھے مگر ان بیچارہ مسلمانوں پر بہت ہی افسوس و رنج کیا۔ چنانچہ بعض بعض طاقتوں کے لوگوں نے اُن باغیوں کو دھمکایا اور برائے نام ان پر آگ بھی برسائی۔ لیکن یہ تمام باتیں سب کی سب نمائشی معلوم ہوئیں۔ کیونکہ جب تمام یوروپ کے جہازات اور فوجیں کریٹ میں اسی فساد کے رفع کرنے کے لئے موجود تھیں پھر اُن کی آنکھوں کے سامنے بے گناہ مسلمانوں پر معدودے چند باغیوں کی کیا جرأت۔ اور حیثیت تھی کہ سر اٹھاتے اور اس طرح ظلم و ستم کر سکتے جنکے سننے سے روح کانپتی ہے جسم پر رونگٹے

کھڑے ہو جاتے ہیں اگر دول یوروپ اپنی خود غرضی سے کام نہ رکھتے۔ عدل و انصاف کو مدنظر رکھتے انسانی ہمدردی کو کام میں لاتے تو کیا تمام یورپ باغیان کریٹ کے مقابلہ میں ایسا پست اور ہیبت زدہ ہو گیا تھا کہ ان کے آگے چوں تک نہ کر سکے۔

اُدھر تو کریٹ میں یہ ظلم و ستم ہو رہے تھے اِدھر انگلستان۔ روس۔ جرمنی۔ فرانس۔ آسٹریا اور اٹلی کے بادشاہوں میں اور ان کے وزرا اور پارلیمنٹوں میں سلطان عبد الحمید خاں اور جزیرہ کریٹ کی بابت بڑی شد و مد سے مباحثہ اور تقریریں ہو رہی تھیں۔ اس مقام پر بادشاہان یورپ کی تصویریں ملاحظہ ناظرین کے لئے پیش کی جاتی ہیں یعنی ایڈورڈ ہفتم نمبری ۶۷۔ روس نمبری ۶۸ جرمنی نمبر ۶۹ فرانس نمبری ۷۰۔ آسٹریا نمبر ۷۱۔ اٹلی نمبر ۷۲۔ سلطان ۷۳۔ بلجیم ۷۴۔ پرتگال ۷۵۔ سویڈن ناروے ۷۶۔ ڈنمارک ۷۷۔ سپین ۷۸۔

دیکھو تصویرات نمبری ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸

تصویر نمبر (۶۷) ایڈورڈ ہفتم کنگ آف گریٹ برٹن امپیرر آف انڈیا

دول معظمہ کی فلیٹ نے جبکہ اکروٹیری میں باغیان کریٹ و باغیان یونان پر گولہ باری کی تو گورنمنٹ المان و فرانس اور انگلستان کے صیغہ خارجیہ کے وزرا نے اپنی اپنی پارلیمنٹ میں تقریریں بیان کر کے سرکاری طور پر بیان کیا کہ دول معظمہ واقعات کریٹ کو اتفاق باہمی سے معقول تدبیروں کے ساتھ طے کریں گے اور کریٹ کے بارہ میں گورنمنٹ یونان کی ناجائز کارروائی کا انسداد اس صورت سے کیا جاویگا۔ کہ یوروپ کے عام امن اور آسایش میں کسی قسم کا رخنہ واقعہ نہ ہووے۔

بارون ود مارشال

وزیر خارجیہ گورنمنٹ المان نے جلسہ رائکشتاک (پارلیمنٹ) میں حسب ذیل اسپیچ بیان کی :۔

"ہمارا جنگی اگبوٹ (کایزہ رین اگوستانامی) بندرگاہ کریٹ میں پہنچگیا ہے۔ ہمارے اس اگبوٹ نے باتفاق بیڑہ جہازات جنگی روس وانگلستان اور آسٹریا کے باغیان یونان پر جو (حانیہ) کریٹ کے مشرقی جانب سے پیش قدمی کرکے حملہ آور ہوا چاہتے تھے گولہ باری کرکے باغیان مذکور کو پسپا ہونے پر مجبور کردیا۔ گورنمنٹ المان عام صلح کے قایم رکھنے میں پوری پوری کوشش کررہی ہے اور مشرقی معاملات میں دول یوروپ کے ساتھ متفق ہوکر عملی کارروائی کریگی۔ اور بذات خود تنہا ہوکر معاملات مشرقی میں کوئی پالیسی اختیار نہیں کرے گی۔ (سامعین سے نہایت درست ہے کی صدائیں بلند ہوئیں) جہاں تک ہم سے ممکن ہوگا سب سے بڑھ کر صلح جوئی کے خیالات میں سرگرم رہیں گے۔ چونکہ گورنمنٹ یونان نے عہد شکنی کی ہے اور حقوق دول کی رعایت مطلق نہیں رکھی ہے۔ اور کریٹ کے امن اور آسایش میں خلل ڈالا ہے۔ اسلئے دول معظمہ اس بغاوت کے فرو کرنے سے متکفل اور ذمہ وار ہوگئی ہیں (سامعین جلسہ بہت خوب نہایت درست ہے) ہمارے کمانڈر متعینہ کریٹ نے رپورٹ بھیجی ہے کہ جب تک گورنمنٹ یونان کے معاملات کریٹ سے دست انداز رہے گی اس وقت تک کریٹ میں بدامنی اور بغاوت بڑھتی جاویگی۔ دول یوروپ کا منصبی فرض یہ ہے کہ اس خطرناک حالت کا تدارک کریں اور یہ تدارک اسی حالت میں ممکن ہوسکتا ہے کہ سلطنت عثمانیہ کے حقوق کی حفاظت کی جاوے۔ دول معظمہ معاملات کریٹ میں ایسی صورت سے اصلاح کرکے آسایش کا اعادہ از سرنو کریں گی کہ کریٹ ممالک عثمانیہ کا ضمیمہ رہیگا اور اس علاقہ میں سلطنت عثمانیہ کی افسری میں کسی قسم کا خدشہ واقع نہ ہوگا۔

اس زمانہ میں ہماری خدمات کا جزو اعظم یہی ہے کہ عالمگیر جنگ کے احتمال پر غور کرکے رفع کرنے کی تدبیروں سے کوشش کرتے رہیں۔ اور یہ بخوبی ظاہر ہے کہ اس خطرناک حالت کا دفعیہ اگر نہ کیا جائے تو اس کا نتیجہ نہایت وحشتناک نظر آتا ہے۔

اس تقریر کے بعد موسیو لیبر نے اس طرح سے بیان کیا کہ گورنمنٹ المان کے فارن افس پر سبکو اعتماد کامل طور پر حاصل ہے ہم خواہش کرتے ہیں کہ گورنمنٹ یونان کی جزیرہ کریٹ میں بدامنی پھیلانے پر سرکوبی کردی جائے۔

تصویر نمبر ۶۸ - نیکولس دویم شہنشاہ روس

بعد ازیں موسیو ریکتر نے بیان کیا کہ پیشتر اُن معاملات پر غور کیا جاوے جو کریٹ کی بغاوت کا سبب ہوا ہے اور جس سے جنگ چھڑ جانے کا اندیشہ ہے بہتر ہوتا اگر پہلے ہی اس جنگ کے نہ چھڑنے کا تدارک کیا جاتا اور ملک یونان کا محاصرہ

میں لے لینا واجبات سے ہے۔ (وار بورگ) کے ملکی ممبر (موسیو اسمیت) نے دریافت کیا کہ یونان نے بمقابلہ اپنے قرضخواہوں کے دوالانکال کر اعلان افلاس مشتہر کر دیا ہے۔ گورنمنٹ اس اس معاملہ میں مداخلت کرے گی یا نہیں۔

موسیو مارسال

ہمارے ملک کے اہل سرمایہ کے قبضہ میں دو ملین حصہ کے یونانی کاغذات موجود ہیں۔ ہم کو امید ہے کہ گورنمنٹ یونان اسکا تدارک کر کے قرضہ کی ادایگی کرے گی۔ اگر ہماری امید کے برخلاف کچھ ظاہر ہوا تو گورنمنٹ المان بموجب قرار داد (جلسہ رانگشتاک) کے دول یوروپ کے ساتھ متفق ہو کر گورنمنٹ یونان سے قرضہ ادا کرانے میں قرض خواہوں کا ساتھ دیگی اس بنا پر بحث کریگی جو جلسہ مذکور میں قرار پایا ہے

جس وقت کہ بارون دومال شال ملکی ممبروں کے جلسہ میں بذریعہ اسپیچ کے اپنے خیالات کو ظاہر کر رہے تھے۔ اسی طرح سے موسیو هانوتو وزیر صیغہ خارجیہ فرانس نے بھی جلسہ ممبران ملکی میں گورنمنٹ فرانس کی پالیسی کا بیان کیا کہ ملک فرانس کے باشندے جو کہ عام طور پر بیہودہ خیالات کے پیرو رہتے ہیں اور ایسی بے اصل واقعات کو جنکو عقل سلیم کسی حالت میں تسلیم نہیں کر سکتی نہایت جلدی منظور اور قبول کر لیتے ہیں۔

گورنمنٹ یونان کے مظالم اور ناجائز کارروائی کو حق بجانب تصور کر کے ہمدردی کا خیال ظاہر کرنے میں آسمان تک فریاد و فغان پہنچا رہے ہیں۔ گورنمنٹ فرانس پر زور دیا جاتا تھا کہ یونان کی حمایت کرنے میں تنہا براہ راست عملی کارروائی کرے اور دول معظمہ کے اتحاد میں شریک ہونے پر گورنمنٹ پر عاجز اور ناتوان ہونے کا دھبہ لگایا جاتا تھا۔

زمانہ گذشتہ میں ایک بار گورنمنٹ فرانس بڑی ہلاکت میں گرفتار ہوگئی تھی سلطنت عثمانیہ نے ہلاکت سے بچا کر از سر نو آباد ہونے میں نہایت درجہ کی عالی حوصلگی کا برتاؤ کیا تھا۔ اور ایک دفعہ باشندگان یونان نے گورنمنٹ فرانس کی بری حالت سے شکست کھانے پر نہایت خوشی کا اظہار کر کے جشن کیا تھا۔ اسکے معاوضہ میں کفران نعمت کر کے سلطنت عثمانیہ کی بدخواہی اور گورنمنٹ یونان کی خیر خواہی میں جابجا جلسہ کرنے میں دلیری کی گئی ہے اور قدیمی دوستانہ تعلقات کو یک قلم فراموش کر دیا۔ گو کہ دین عیسوی پر مسلمانوں نے حملہ کیا ہے اور اسکا مدافعہ گورنمنٹ فرانس سے براہ راست طلب کیا جاتا ہے۔

اخبارات فرانس بالکل بے اصل مضامین شائع کر کے گورنمنٹ کو برانگیختہ کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ بڑی حیرت کا مقام ہے کہ اخبار تان جو بڑا نامی گرامی اخبار ہے۔ اپنے اخبار کو ترقی دینے اور خریدار پیدا کرنے کی غرض سے زبان درازی کرنے میں بڑے زور شور سے یونانی اخبارات کے قدم بقدم چل رہا ہے اور سچے واقعات کو پوشیدہ کرنے میں اور بے اصل اور بے وجود واقعات کو شائع کرنے میں نہایت سرگرمی سے مصروف ہو رہا ہے۔ چونکہ باشندگان فرانس نے بخوبی اس امر کو سمجھ لیا تھا کہ گورنمنٹ آشکارا طور پر کسی قسم کی حمایت اور امداد دول یورپ کے برخلاف گورنمنٹ یونان کو نہیں دے سکتی تاہم نہایت اشتیاق اور بڑے اضطراب سے گورنمنٹ فرانس کی پالیسی اور وزیر صیغہ خارجیہ **موسیو ھانوتو** کی اسپیچ کے عام طور پر منتظر تھے۔

۲۲ فروری ۱۸۹۷ء کو آکرہ توری کے واقعہ کے بعد گورنمنٹ ہاؤس میں ملکی ممبروں کا جلسہ منعقد ہوا۔ تمام سفراء دول یورپ اور ملازمان سرکاری اور خاص باشندگان فرانس سے تمام کمرے بھرے ہوئے تھے۔ گورنمنٹ یونان کی حمایت اور ہمدردی میں ہوا پرست فرنچ کی عورتیں اعلیٰ درجہ کا لباس زیب تن کئے ہوئے موسیو ہانوتو کے خیالات دریافت کرنے کی غرض سے شریک جلسہ ہوئیں۔ یہ ملکی ممبروں کا جلسہ ماتحت موسیو بریسون کے منعقد ہوا اور موسیو ملاین وزیر اعظم فرانس اور موسیو ہانوتو وزیر صیغہ خارجیہ بھی اس میں شامل ہوئے۔ طیار شدہ فہرست میں ممبران ملکی میں سے موسیو دنیس کوشن اور موسیو دولا کوسن مشرقی معاملات میں اور موسیو ژورس

تصویر نمبر (۶۹) سلطان عبد الحمید خان ٹرکی

کریٹ کے واقعات میں گورنمنٹ فرانس کی پالیسی دریافت کرنے اور معاملات و واقعات مذکورہ میں بحث کرنیکے واسطے مقرر کئے گئے تھے۔

سب سے پہلے موسیو دینیس کوشن نو کھڑے ہوکر مشرق کے متعلق معلومات بیان کرنے شروع کئے۔ بے اصل یا نہایت مبالغہ آمیز مظالم کا ذکر کرکے ارمنی واقعات میں اپنا ذاتی علم بیان کیا اور کریٹ کے بارہ میں ایسی بیہودہ عبارت اور الفاظ استعمال کئے کہ کوئی مہذب و شایستہ شخص اپنی زبان پر نہیں لا سکتا اور ایسی فضول تقریر کسی جاہل کی زبان سے بھی نہیں نکل سکتی۔ کریٹ میں تمام مظالم اہل اسلام کی طرف منسوب کئے گئے۔ بغاوت کے بانی مبانی فقط مسلمان ہی ٹھیرائے گئے۔ سلطنت عثمانیہ کی طرف سے کسی قسم کا انتظام نہیں کیا گیا۔ آخر میں بیان کیا کہ جو ملت اور قوم آزادانہ طور استقلال حاصل کرنا چاہے اسکو کسی قسم کی ممانعت کرنی ناجائز ہے۔

اس تقریر کے جواب میں موسیو ھانوتو وزیر صیغہ خارجیہ نے حسب ذیل اسپیچ اس طرح سے بیان کیا کہ

اس مقام میں ایک ایسے معاملہ پر بحث کی جاتی ہے کہ اگر واقعی طور پر محاکمہ نہ کیا جائے تو گورنمنٹ فرانس اور باقی دول یوروپ کی عملی کارروائی منصفانہ طور سے ہرگز معلوم نہ ہو سکے گی۔

مشرق میں واقعات موجودہ ارمنی واقعات سے شروع ہوئے ہیں۔ تین سو برس سے مشرقی معاملات کے فیصلہ کرنے میں پولیٹکل حیلے ناکامیاب رہے ہیں۔ واقعات حال نے یوروپ کو مشرقی معاملات کی طرف متوجہ کر دیا ہے۔ مشرقی معاملات پولیٹکل لحاظ سے نہایت مہم ہیں دول یوروپ نہایت غور اور تامل سے طے کرنے کے لئے مجبور ہو رہے ہیں۔ لیکن ابتک قطعی طور پر

یہ امر قرار نہیں دیا گیا کہ جبری طاقت کو استعمال کیا جائے۔ یا نرمی اور فہمایش سے یہ معاملات یکطرف ہو سکتے ہیں۔ اگرچہ انگلستان میں مدبران ملکی کے مخالف گروہ نے نہایت شدت سے گورنمنٹ پر زور ڈالا تھا کہ جبری قوت سے انفصال ہونا واجبات سے ہے۔ لیکن اسکا نتیجہ کیا حاصل ہؤا۔ کچھ بھی نہیں۔ اگر بموجب اس رائے کے گورمنٹ عمل کرتی کہ استنبول میں کوئی فیلیٹ روانہ کرے تو معقول نتیجہ حاصل ہوتا۔ کیا یہ ممکن ہو سکا؟ مطلق نہیں۔ ہماری جانب سے جبری قوت کے استعمال نہ کئے جانے میں وہی مجبوری ہے جو دوسری گورنمنٹ کو حاصل تھی جبکہ دوسری گورنمنٹ ایک کارروائی نہ کرسکے اُسی کارروائی کے صادر نہ کئے جانے کے بارہ میں کسی قسم کی بازپرس کا استحقاق آپ صاحب ہم سے نہیں کہہ سکتے۔ دیکھو یہ امر نہایت غور کرنے کا ہے اور معتدل درجہ کا خون جس کی رگوں میں ہے وہ اسکا محاکمہ بخوبی کرسکتا ہے (مرکز یا اہل سامعین سے صدائیں آنے لگیں کہ بجا ہے درست ہے اور نہایت سچ ہے) (بائیں جانب سے اعتراض ہؤا) کیا گورنمنٹ فرانس نے مشرقی معاملات کو معمولی نگاہ سے دیکھ کر کوئی کارروائی نہیں کی۔ کوئی شخص اسکا جواب نہیں، ہرگز نہیں دے سکتا۔ سب سے پہلے مشرقی معاملات کے بارے میں گورنمنٹ فرانس نے اصلاحات کا پروگرام ترتیب دینے میں کامیابی حاصل کی۔ سب سے پہلے گورنمنٹ فرانس نے باتفاق انگلستان معاملات مشرقی کے حل کرنے پر غور کرنے میں سبقت حاصل کی ہے۔

اس کے بعد جو مشرقی معاملات واقع ہوئے ہیں ہماری کیبینٹ خود مختار اور با اقتدار نہیں تھی اس وجہ سے معاملات مذکورہ کے بارے میں ہماری کیبینٹ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

ہماری کیبینٹ کو ۱۸۹۶ء میں اقتدار حاصل ہوا ہے۔ اُس زمانے سے آج تک فارن آفس نے باتفاق سفیر فرانس متعینہ استنبول مشرقی معاملات کے فیصلہ کرنے میں ہمیشہ بڑی کوشش سے غور کی ہے ہماری اس کارروائی کا کوئی کسی حالت میں انکار نہیں کرسکتا۔

اس اثنا میں کابینٹ سابق کے وزیر موسیو لیون بورژوا نے یہ سوال کیا کہ کیا ہمارے کیبینٹ جلسہ نے سفیر استنبول کے ساتھ متفق ہو کر کسی خدمت کا انجام نہیں دیا ہے میں کیبینٹ حال کی کارروائی اس وقت بیان کرتا ہوں۔

معاملات مشرقی میں گورنمنٹ فرانس براہ راست بغیر اتفاق دول یوروپ کے پولیٹیکل لحاظ سے کسی کام کا انجام نہیں دے سکتی۔ اسوجہ سے کسی کو یہ حق نہیں پہنچ سکتا کہ ہم سے ایسی بازپرس کرسکے۔ دیکھو غور کرنے کی بات ہے کہ معاملات مشرقی میں ہمارا اور ہمارے سفیر کا نہایت اعلیٰ درجہ کا اثر واقع ہو رہا ہے۔ اگرچہ خدمات مذکورہ کے انجام دینے میں دول یوروپ نے

تصویر نمبر (۱۰۷) ولیم دوم امپر آف جرمنی

ہماری کارروائی کی نگاہ سے دی۔ لیکن ہم دوسرے پر اور باز پرس باز نہیں آتے خوب بہت خوب)

کو بڑی قدر و منزلت دیکھ کر مبارکباد آپس میں ایک بوچھاڑ کرنے کرنے سے ہرگز (سامعین چیرز

صاحبو۔ بالفعل اب ہم سے اسقدر باز پرس کرتے ہیں کہ جبری طاقت معاملات مذکورہ کے حل کرنے میں کس وجہ سے عمل میں نہیں آسکتے۔ بنظر انصاف دیکھو۔ مشرق میں ادنے درجہ کی بے احتیاطی صادر ہونے سے مغرب میں بہت بڑی خرابی پیدا ہوسکتی ہے۔ اسوجہ سے انگلستان نے باوجود خاص تعلق مشرقی معاملات کے اب تک کسی قسم کی سختی نہیں برتی۔ تمام کارروائی انگلستان نے دول یورپ کے ساتھ متحد ہوکر کی ہے۔ اور براہ راست نہ کرنے میں نہایت احتیاط کا برتاؤ کیا ہے۔

دیکھو مشرق کے متعلق ہماری پالیسی فقط یہ ہے۔ میں نہایت ازادانہ طور سے اس پالیسی کو غور کرنے کے لئے آپ کی مواجہ میں پیش کرتا ہوں۔

گورنمنٹ فرانس ہمیشہ کے لئے صلح جوئی کے خیالات میں ہے (چیرز) اسایش اور عام امن کے قایم رکھنے میں تمام مشکلات اور تکالیف کی برداشت کرے گی۔ (سامعین چیرز نعرہ بہت اچھا اور نہایت خوب ہے) گورنمنٹ فرانس کے حق میں سلامتی کا شاہراہ یہ ہے کہ وہ ہمیشہ

تصویر نمبر (۱۷) لیوبٹ پریزیڈنٹ فرانس

عام صلح کی طرفدار
راست کسی قسم
نہ کرے ۔ اور
کو اس اتحاد
موقع حاصل ہے
آئندہ کے لئے
کامیابی کیساتھ
دیکھو سالہا سال
کرتے ہم اتحاد
ہوئے ہیں ۔
سچ ہے درست ہی
کوئی شخص انکار

رہ کر جداگانہ براہ
کی عملی کارروائی
چونکہ ہماری گورنمنٹ
میں ایک خاص
اُسکی حفاظت کرکے
تقویت دینے میں
کوشش کرتی ہے
سے کوشش کرتے
کرنے میں کامیاب
(سامعین چیرز)
ہماری خدمات کا
نہیں کرسکتا ہے

عام اسایش یوروپ میں خلل انداز معاملات اور رخنہ انداز واقعات کو ہر وقت پیش نظر رکھ کر اُسکے تدارک کرنے اور اسکے وسائل کے ایسے اسباب تلاش کرنے میں جن سے عام آسایش قایم رہے ہم تدبیریں کررہے ہیں)۔ کبھی یہ ہوتا ہے کہ ایک خفیف بے احتیاطی سے نہایت ہی بُرا نتیجہ ظاہر ہوتا ہے۔ جو کسی کے ذہن اور خیال میں نہیں آتا تھا۔ ایسے احتمالات کو رفع کرنے میں ہماری سعی قابل انکار کب ہوسکتی ہے ۔ نہایت شکر گذاری کا مقام ہے کہ پہلے (کیبنٹ) جلسوں کی بھی یہ ہی پالیسی تھی۔ پہلے (کابینٹ) جلسے منفرد ہوکر کوئی عملی کارروائی نہیں کرتے تھے ۔ اور جداگانہ کام کرنے کے بُرے انجام اور خراب نتیجے کو ہر وقت اپنے مطالعہ میں پیش نظر رکھتے تھے ۔

صاحبو۔ گورنمنٹ فرانس جیسی سربرآوردہ بااقتدار گورنمنٹ کی کوئی پالیسی یا کوئی پولیٹکل حالت اس سے اعلےٰ درجہ کی تصور نہیں ہوسکتی ۔ گورنمنٹ فرانس اپنے اندرونی انتظام میں مصروف رہ کر غیر ممالک کی ناجائز امیدیں برلانے سے نہایت اجتناب کرتی ہے ۔ لیکن ہر حالت میں اپنے دوست اور خیر خواہ کے حقوق کی حفاظت میں کوشش کرتی رہتی ہے ۔

صاحبو۔ جیسا کہ میں اوپر بیان کرچکا ہوں کہ پہلے کابینٹ جلسوں کا عملدرآمد اتحاد قائم رکھنے پر ہورہا ہے

تصویر نمبر (۷۲) فرنسیس جوزف دول امپرر آف آسٹریا کنگ آف ہنگری

FRANCIS JOSEPH I
EMPEROR OF AUSTRIA KING OF HUNGARY

ہماری کابینیٹ
اور کیا کام کرسکتی
ہے۔ کہ ہماری
عہد میں اتحاد
نمودار ہورہے
کرنے کا مقام ہے
(جبل لستان)
کے باشندگان
دول یوروپ کے
سے کس قدر
اپنی زندگی باآسائش
ہیں۔ اتحاد دول
عثمانیہ نے قبول
کہ کریٹ کی موجودہ
انتظام کرکے آیندہ

اسکے علاوہ بالفعل
ہے۔ اسنے اسقدر
کیا ہے کابینٹ
کے آثار زیادہ
ہیں۔ دیکھو غور
(سی سام).
(دوم ایلی مشرقی)
اہل اسلام وعیسائی
اتحاد کی خیروبرکت
میل جول کے ساتھ
تمام بسر کررہے
کی وجہ سے سلطنت
اور منظور کرلیا ہے
حالت کا شفقت
کے لئے آسائش سے

زندگی بسر کرنے کے لوازم پورے کردیے جائیں۔ جبکہ اس قسم کی حالت ہے بالفعل ایک ایسی قوم اور ملت جوکہ قدیم سے دول یورپ کے سایہ حمایت میں تھی خواہش نفسانی سے برانگیختہ ہوکر اور ناجائز طور پر جس جگہ اُسے کسی قسم کا استحقاق نہیں ہے۔ دست اندازی کرکے یوروپ کی عام آسایش میں خلل انداز ہونے کی وجہ سے ایک عالمگیر جنگ کے اسباب پیدا کرنے چاہے تو کیا دول یوروپ کو یہ استحقاق حاصل نہیں ہے کہ اس عام ہلاکت کا تدارک کرے۔ اسی اثنا میں ممبر ملکی (موسیو ژورس) نامی نے برانگیختہ ہوکر سوال کیا۔ سوال۔ تان کیا اناواریں کے انتظام کے بارے میں یہ رعایت کی جاتی ہے۔ **جواب**۔ (موسیو ہانوتو) ہرگز نہیں کریٹ میں تمام دول یوروپ نے اپنی قوت بحری اس غرض سے روانہ کی ہے کہ کوئی سلطنت جداگانہ کوئی کارروائی ایسی نہ کرے کہ دوسری سلطنت کی اغراض کے برخلاف ہو۔ تمام دول یورپ کریٹ میں امن وآسایش کے اعادہ کردینے کے ذمہ وار ہورہے ہیں۔ نہایت ضروری امر یہ ہے کہ کریٹ ممالک عثمانیہ سے رہیگا کیونکہ اس میں خلل واقع ہونے سے یورپ میں بہت بڑا انقلاب ہوجانے کا اندیشہ ہے۔ غور کرنے کا

کا مقام ہے۔ کہ اگر دول معظمہ میں سے کوئی سلطنت حالت موجودہ کے دوران میں استفادہ حاصل کرنے کی غرض سے جداگانہ تنہا ہوکر کسی قسم کی عملی کارروائی کرے تو ضرور ہے کہ اس اتحاد میں فرق پڑ جاویگا دول متفقہ کے اتحاد میں تغیر آنے سے جزیرہ نما بلقان میں پہلے آگ لگے گی۔ پھر رفتہ رفتہ یورپ کے ہر گوشہ میں سرایت کر کے تمام یورپ دہشت ناک آگ سے بھڑک اٹھیگا۔ دیکھو اسی خیال نے دول یورپ کو متحد ہونے پر مجبور کر دیا ہے۔ فن سیاست اور پولیٹیکل معاملات اسکے مقتضے ہیں کہ کل کا تدارک آج ہی سے کرنا چاہیئے۔ میں اپنے مدعی کے ثبوت میں ایک نظیر بیان کرتا ہوں۔ جو مسٹر ایبلعو دینے انگلستان کی پارلیمنٹ میں بیان کی ہے بعض ملکی ممبران یہ خواہش ظاہر کر رہے ہیں کہ گورنمنٹ یونان خواہ بذات خود خواہ بطور نیابت دول یورپ کی جانب سے جزیرہ کریٹ میں آزادانہ طور پر کارروائی کرنے کی مجاز کی جاوے۔ ممبران مذکور اس امر پر غور نہیں کرتے کہ یہ حرکت یورپ میں ایک عالمگیر جنگ کے اسباب پیدا کر سکتی ہے۔ چونکہ اگر گورنمنٹ اس طریقہ کو اختیار کرے تو فوراً دول یورپ کی طرز حکومت میں خلل پڑ کر ایک دیگر گون صورت ہو جاویگی۔

دیکھو انگلستان کے خیالات بھی ہمارے خیالات کے مطابق ہو رہے ہیں۔ دول یورپ کا یہہ مقصد ہے۔ کہ اصول وضوابط (حقوق الدول والملل) کے بموجب عالم میں شائستگی کی ترقی دینے میں کوشش عمل میں آتی رہے۔ میں قوی امید رکھتا ہوں۔ کہ اس طرح پر جزیرہ کریٹ کا بندوبست بسہولیت تمام ہو سکتا ہے۔

اس تقریر کے ختم ہونے کے بعد (موسیو ہانوتو) نے دریافت کیا۔ کہ ممبروں کا جلسہ اس پالیسی کو منظور و قبول کر سکتا ہے یا نہیں۔ اور اگر اس سے بہتر اور مناسب و معقول پالیسی پیش ہو سکتی ہو۔ تو ہماری کابینٹ اختیار کرنے پر آمادہ ہے۔ رئیس جلسہ نے باتفاق اکثر اہل مشورہ کے قبول کر کے تصدیق کر دیا اور محبان یونان کی بیہودہ کوشش اور ناجائز امیدیں اس دفعہ بھی بے نتیجہ رہ گئیں۔

اسی طرح سے انگلستان کے ہاوس آف کامنس میں مسٹر کرزن صاحب بہادر نائب وزیر صیغہ خارجیہ کی اور مسٹر (بالفور) کی سپیچ جو قریب قریب (بارون دو مارشال) اور موسیو ہانوتو کے خیالات کی تھی۔ اکثر اہل مشورہ کی طرف سے تسلیم کی گئیں۔

اس معاملہ کے متعلق یوروپ کے اخبارات کا اقتباس مختصر طور پر کیا جاتا ہے۔

وزیر صیغہ خارجیہ گورنمنٹ المانیہ و وزیر صیغہ خارجیہ فرانس اور نائب وزیر صیغہ خارجیہ انگلستان نے اپنے اپنے خیالات (درایکشتاٹ) یعنے جلسہ ممبران ہاوس آف کامنس میں کریٹ کے متعلق واضح طور پر بیان کر دئے ہیں۔ اس بارے میں دول معظمہ کا اتفاق دو امور پر ہو گیا ہے۔ اول یہ کہ گورنمنٹ یونان

کو جزیرہ کریٹ میں کسی طور پر مداخلت کرنے کا موقع نہ دینا۔ دوم۔ دولت عثمانیہ کے حقوق حکمرانی کی حفاظت کرنی۔ اگرچہ دول معظمہ کا فرداً و کریٹ میں امن قایم کرنے اور گورنمنٹ یونان کی سپاہ اور بیڑہ جہازات کو کسی ذریعہ سے دفعہ کرنے کے بارے میں کسی سپیچ میں ظاہر نہیں کیا گیا۔ لیکن بالفعل دول معظمہ کی آپس میں گفتگو ہو رہی ہے۔ اس بارے میں دول معظمہ کی باہم دو راے مختلف طور پر ہو رہی ہیں۔ گورنمنٹ المانیہ نے یہ راے ظاہر کی ہے کہ یونان کی قوت فوجی بحری و بری کو کریٹ سے جبراً دفع کرکے ملک یونان کا متفقہ قوت فوجی سے محاصرہ کر لینا ضروریات سے ہے۔ اس راے کو گورنمنٹ آسٹریا اور گورنمنٹ روسیہ نے قبول کرکے شریک ہونا منظور کر لیا ہے۔ انگلستان فرانس اور اٹلی نے پہلے ہی نرمی سے فہمایش کی جانی اور ممکن تدبیروں سے گورنمنٹ یونان کی دست اندازی کو روکنا باہمی مشورہ سے ظاہر کیا ہے۔ اس سے دریافت ہوا۔ کہ دول یورپ میں اس بارے میں فقط اسقدر اختلاف ہے کہ اس حرکت سے ممانعت کرنے کے لیے جبری قوت یا پیشتر دوستانہ فہمایش عمل میں لائی چاہیے۔ اس اختلاف سے اصل اتحاد دول یوروپ میں کسی قسم کے خلل پڑنے کا اندیشہ نہیں کیا جاسکتا۔ دول یورپ کی جانب سے یونان کو راہ راست پر لانے اور کریٹ میں سلطنت عثمانیہ کے قدیم حقوق کی حفاظت کرنے کے بارے میں متفقہ کوشش ہو رہی ہے دول متفقہ گورنمنٹ یونان کو الٹیمیٹم یعنے آخری اطلاع دیکر یورپ میں عام امن اور آسایش قایم رکھنے کی تدبیر اور عالمگیر جنگ کے خطرہ کا تدارک جو گورنمنٹ یونان کی حرکت سے پیدا ہوا ہے۔ اس طرح پر کرینگے کہ اگر (ایتھنز) میں الٹیمیٹم کے قبول کرنے میں کسی قسم کا تردد واقع ہوگا تو دول متفقہ قوت جبری کا استعمال کرکے اپنا اثر گورنمنٹ یونان پر ضرور ڈالیں گے۔

تصویر نمبر (۴۳) وکٹر ایمینوول سویم کنگ آف اٹلی

VICTOR EMMANUAL III
KING OF ITALY

گورنمنٹ یونان نے خطرناک شاہراہ میں اپنے آپ کو ڈالدیا ہے۔ کیا ناکامیاب ہونے کے بعد ہوش و حواس درست ہونگے۔ دول معظمہ اور دولت علیہ کے مقابلہ پر اصرار کرنے میں یونان اپنی بیہودگی اور یاوہ گوئی کو کب ختم کرے گا۔

اگرچہ دول یورپ کی وساطت سے ہمکو قوی امید ہے کہ موجودہ حالت کا انتظام نہایت خوبی کیساتھ طے کرینگے۔ لیکن باوجود اس امر کے گورنمنٹ یونان کی حرکات کی وجہ سے جیساکہ دولت علیہ جنگ کی طیاری میں مصروف ہو رہی ہے۔ دول متفقہ اس جنگ کو نہ روکیں گے۔ کیونکہ ہر دو جانب کی سپاہ ایک دوسری کے مقابلہ پر صف آرا ہو جاوینگی۔ تو اس کا نتیجہ یونان کے حق میں مفید نہو گا۔

تصویر نمبر (۴۷) لوپولڈ دویم کنگ آف دی بلجیم

پہلے گورنمنٹ یونان اس خیال میں پڑی ہوئی تھی کہ دول معظمہ کی جانب سے فقط ایک نمایش ظاہری کے طور پر قوت جبری کے استعمال کرنے کی دھمکی دی جاتی ہے۔ لیکن بالفعل اس امر کا ممکن الوقوع ہونا اس نے دریافت کر لیا ہے۔ ماہ حال کی چودھویں اور پندرھویں تاریخ کے درمیان شب میں سپاہ یونان نے مقام (پلاتانیہ) میں داخل ہونے کی دلیری کی ہے اس عہد شکنی سے گورنمنٹ یونان کو باز لانے کیلئے دو ذریعے دول معظمہ اختیار کر سکتے ہیں ایک یہ کہ کریٹ میں سپاہ یونان اور اسلحہ اور سامان و رسد وغیرہ داخل کرنے کی ممانعت کی جاتی۔ دوم یونانی بندرگاہوں کا (ایلوکہ) یعنے محاصرہ کر لینا۔

دول معظمہ نے آپس میں دس روز تک گفتگو کر کے اسی امر کو قرار دیدیا ہے کہ دول متفقہ کی قبلیت نے جس طرح سے کہ کریٹ میں بمقابلہ یونان کے سامان جنگ نہ داخل کرنے کا انتظام کر لیا ہے۔ اسی طرح ملک یونان کے بندرگاہوں کا ایلوکہ یعنے محاصرہ کئے جانے کے بارہ میں دول متفقہ کی آخری اطلاع سننے کے واسطے بالفعل یونان کو آمادہ رہنا چاہئے۔ بموجب حقوق الدول محاصرہ بوقت ضرورت تجارتی مال

کی آمد و رفت اور سامان رسد وغیرہ کے بند کرنے کے لئے قانوناً جائز رکھا گیا ہے اور قدیم زمانہ سے دوستانہ تعلق قطع کرنے والی اقوام اور ملتوں کا دستور العمل چلا آتا ہے۔ گورنمنٹ فرانس کی طرف سے ۱۸۳۱ء میں پرتگیز اور ۱۸۳۸ء میں مکسیکا اور ۱۸۸۳ء میں چین میں جزیرہ فارموزہ اور ۱۸۸۶ء میں دول متفقہ کی طرف سے یونان کا ایلوکا محاصرہ کیا گیا تھا۔ ۱۸۵۶ء میں پیرس کی کانگرس میں ایلوکہ کے معنی نہایت تشریح کے ساتھ وضاحت کئے گئے۔ کہ قوت فوجی سے ایک ایسا محاصرہ کرنا کہ کامل طور پر تمام آمد و رفت اشیاء تجارت وغیرہ کی بند ہو جاوے اور اس جملہ کا بطور ضمیمہ یا ذیل کی کانگرس مذکور میں بحث ہو کر اضافہ کیا گیا۔ اگرچہ زمانہ گذشتہ میں ایلوکہ اس طرح پر نہ تھا۔ لیکن ۱۸۵۶ء کی سولھویں اپریل کو پیرس کی کانگرس میں ایک (پروٹوکول) کے ساتھ ایلوکہ کے معنی کی تحقیق کی گئی کہ جنگی آگبوٹوں کے ذریعے سے کمانڈر کی جانب سے اعلان جاری ہو کر کیا جاتا ہے۔

ڈنمارک کی طرف سے ۱۸۶۴ء میں بمقابلہ استانتینہ کے جو ایلوکہ کیا گیا تھا قانوناً اس میں خامی رہنے کے باعث ناکامیابی کا باعث ہوا تھا۔ جبکہ ایلوکہ کا اثر مال و تجارت پر بھی قانوناً پڑنا چاہیئے تو بندرگاہ پیرہ کا ایلوکہ گورنمنٹ یونان کے راہ راست پر لانے کو کافی ہو سکتا ہے۔ لیکن دول متفقہ قوت بحری سے پیرہ۔ پاتیراس۔ کوریٹ اور تمام گذرگاہوں کا ایلوکہ کر کے گورنمنٹ یونان کو متنبہ ہونے پر مجبور کرینگے۔ زمانہ گذشتہ میں مقام پیرہ اگرچہ ماہی گیروں کا ایک موضع تھا۔ لیکن اب پچیس ہزار باشندگان اس میں آباد ہیں اور ایتھینز کا بندرگاہ ہے۔

تجارت اور صنعت پیرہ میں ترقی پر ہے۔ یونان کی سالانہ تجارت کی اوسط ۲۸ ملین آمد و رفت مال کی قیمت ہے۔ ۱۸۹۴ء میں نو ہزار تین سو آٹھ ۹۳۰۸ تجارتی جہازات کی آمد و رفت ہوئی۔ مال تجارت تقریباً نصفی براہ پیرہ آتا جاتا ہے۔ ایلوکہ یعنے محاصرہ کرنے سے طرح طرح کے نقصان گورنمنٹ یونان کو برداشت کرنے پڑینگے۔ ہمکو امید ہے کہ اس قسم کی حرکات سے جنکا نتیجہ اُسکے حق میں اچھا نہیں یونان ضرور اجتناب کریگا۔

کریٹ کی بغاوت اور گورنمنٹ یونان کی بدعہدی سے باب عالی کو یہ اندیشہ لگا ہوا تھا کہ مبادا گورنمنٹ یونان کوئی موقع پا کر یا دھوکہ دیکر جزیرہ کریٹ پر فوج کشی کر کے قبضہ کر بیٹھے اور بعد قبضہ ہونے کے اگر دولت علیہ عثمانیہ دول یوروپ سے چارہ جوئی کی درخواست کرے تو ایسا نہ ہو کہ دول یورپ کی طرف سے یہ صاف جواب ملے کہ اب کیا ہو سکتا ہے جبکہ یونان کریٹ پر قبضہ کر چکا۔ ان ہر دو امور کا خیال کر کے باب عالی نے ایک پالیسی اختیار کر لی۔ اگرچہ جزیرہ کریٹ پر یونان کا قبضہ ہونا دشوار اور محالات سے ہے۔ لیکن چند گروہ مسلح راہزنوں کے عثمانی حدود میں براہ مقام کرانیہ اور کوہ بند کے بھیجے

تصویر نمبر (۵۷) چارلس اول کنگ آف پرتگال

گئے تھے اور ایتھنیز کے لوکل اخبارات نے ڈاکوؤں کا ہر طرح سے کامیاب ہونا اور مقدونیہ کے تمام عیسائیوں کا بغاوت پر آمادہ ہوجانا مشتہر کردیا تھا۔ اگرچہ یہ خبریں سراسر جھوٹی اور لغو تھیں۔ مگر یوروپ کے اخبارات میں منقول ہوکر شائع ہوئیں۔ اسی اثنا میں یونان نے اپنی بحری و بری قوت کی تکمیل کرانے اور نواح سب میں ایک فوجی صدر مقام مقرر کرنے سے تمام دول یورپ کے خیالات معاملات کریٹ کی طرف متوجہ ہوگئے۔ اکتوبر ۱۸۹۶ء میں انتریا کمیٹی کے ممبروں نے کریٹ میں داخل ہوکر باغیوں کے رئیس اور سرغنوں کو گورنمنٹ یونان کے خیالات اور پالیسی سے آگاہ کیا اور اُن جاہلوں کو بغاوت کی اشتعالک دی۔ جس سے جزیرہ کریٹ کے ہر گوشہ اور ہر سمت میں بغاوت پھوٹ پڑی۔ اور شورش کا میدان گرم ہوگیا۔ لیکن لشکر عثمانیہ کے بہادرانہ حملوں نے باغیوں کا قلع قمع کرکے رکھ دیا اور بغاوت کا نام و نشان تک جزیرہ میں نہیں چھوڑا اور امن و امان قایم ہونے پر یورپ کی کانسلوں نے ترکی سپاہ کی اعلےٰ درجہ کی قابلیت اور بہادری تسلیم کی۔

زاں بعد پھر کریٹ میں شورش برپا ہوئی اور رفتہ رفتہ ترقی کرتی گئی۔ دول معظمہ کے جنگی اگبوٹ کریٹ کے سمندر میں لنگرانداز رہتے ہی تھے مگر جس قدر بغاوت بڑھتی جاتی تھی۔ اسی قدر جنگی اگبوٹوں کی تعداد بھی بڑھتی جاتی تھی۔ کریٹ میں دول معظمہ کا اصلی مقصد قوت بحری کے روانہ کرنے سے صرف اس قدر تھا کہ معاملات مشرق میں رخنہ پڑنے سے یورپ کی عام آسائش اور اس میں خلل واقع نہو۔ اسوجہ سے دول معظمہ نے اس آگ کے بجھانے کی تدبیر میں کوشش کی۔ لیکن یونان اپنے ذاتی اغراض اور بیہودہ امیدوں سے باز نہ آیا۔

انتریا کمیٹی کی سازش سے جسوقت جزیرہ کے عیسائی مسلمانوں کے دیہات جلانے اور مال

واسباب لوٹنے میں مصروف ہو رہے تھے اس وقت گورنمنٹ یونان نے موقع پاکر بغیر کسی قانونی استحقاق کے ھانیہ یعنی کریٹ کی طرف ھیدرا نامی اھن پوش اور الفون نامی جنگی اگبوٹوں کو روانہ کردیا —

اس وقت گورنمنٹ عثمانیہ اور گورنمنٹ یونان میں کوئی اعلان جنگ نہیں ہوا تھا اور بموجب قواعد حقوق الدول یہ امر واجبات سے تھا کہ بندرگاہ ھانیہ میں داخل ہونے کے بعد عثمانیہ باوجہٹہ یعنے ترکی نشان کو رسم سلامی ادا کرے - لیکن حیدرا نامی آہن پوش نے بندرگاہ میں رسم سلامی ادا نہیں کی فی الفور باب عالی کی جانب سے اس واقع کی اطلاع دول یورپ کو دی گئی - آخر کار ایڈمرل انگلستان نے یونانی آہن پوش کو رسم سلامی ادا کرنے پر مجبور کردیا — اتریا کمیٹی کے ساتھ اپیٹروپی کمیٹی کے فسادی ممبروں نے باہم ملکر باغیان کریٹ اور چند جہادی مسلح گروہوں کو کریٹ کے شہروں پر حملہ کرنے کی ترغیب دیگر بدامنی پھیلائی جب یہ راز بھی طشت از بام ہوا تو دول معظمہ کے کانسلوں نے جزیرہ کی خرابی اور اسکی بری حالت کی رپورٹ اپنی اپنی گورنمنٹوں کو دی - موسیو بلان کانسل فرانس متعینہ ھانیہ نے یونانی مفسدوں کی اطلاع جو وزیر صیغہ خارجیہ گورنمنٹ فرانس کو ۷ فروری ۱۸۹۷ء میں دی تھی پیرس کے اردو دفتر میں مندرج ہے —
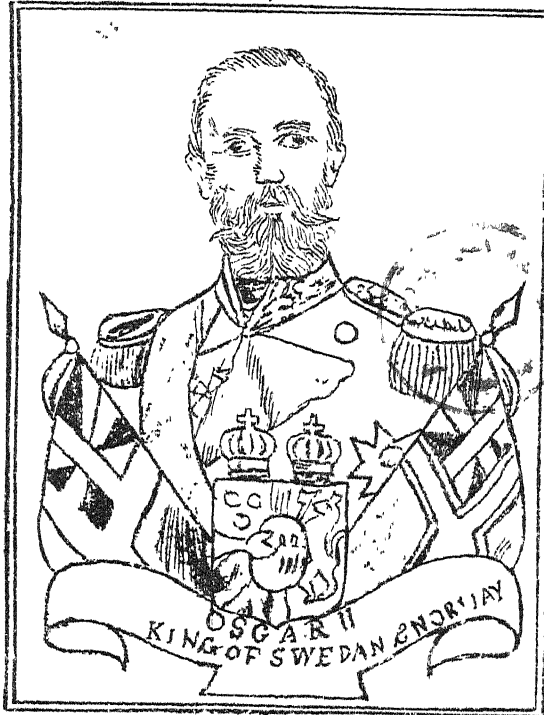
تصویر نمبر (۲۶) عسکر دویم کنگ آف سویڈن اینڈ ناروے

OSCAR II
KING OF SWEDAN & NORWAY

۷ فروری سے ۹ فروری ۱۸۹۷ء تک کریٹ کے معاملات دول معظمہ میں پیش ہوتے رہے اور تمام کارروائی سر انجام دینے کے بعد جو قرار دیا گیا وہ کارروائی باب عالی میں پیش کی گئی جو پذیرائی کے درجہ کو پہنچی —

گورنمنٹ یونان کو اس حرکت سے ممانعت کرنے کے واسطے دول معظمہ میں سے سب سے پہلے

شہنشاہ ولیم نے دول معظمہ کو متفق ہونے کی طرف توجہ دلائی کہ یونان کی اس ناجائز دست اندازی سے یورپ میں بدامنی پھیلنے اور یورپ کی عام آسایش میں خلل واقع ہونے کا اندیشہ ہے۔

تصویر نمبر (۷۷) کرسچن نہم کنگ آف ڈنمارک

CHRISTIAN IX
KING OF DENMARK

اسپر دول متفقہ نے ایتھینز کی کابینٹ کو کریٹ کے موجزن سمندر سے قوت بحری کو واپس طلب کرنے کے واسطے ہدایت کی اور ساتھ ہی اسکے اس امر سے بھی آگاہ کردیا کہ اگر کسی بندرگاہ پر یونان کی جانب سے آگ برسائی گئی تو متفقہ فلیٹ یونان کے برخلاف گولا باری کریگی۔ اس اطلاع کی جواب میں گورنمنٹ یونان نے بری الذمہ ہونے کے باب میں ایک مہمل سا جواب دیا جس سے یونان کی حقیقت اور کیفیت یورپ کو معلوم ہو گئی۔ اس سے پہلے پیش بندی کے طور گورنمنٹ یونان نے دول یورپ کو باضابطہ مطلع کیا تھا کہ اگرچہ جزیرہ کریٹ کی بغاوت کے بانی مبانی اہل اسلام ہیں۔ لیکن گورنمنٹ یونان کسی عیسائی کی حمایت باوجود ہم قوم۔ ہم مذہب اور ہم ملت ہونے کے ہرگز نہ کریگی۔ فقط جزیرہ کی حالت کی سیر دور ہی دور سے دیکھیگی"

"یونان نے کس قدر سیاسی دھوکہ دینا اختیار کیا کہ ایک طرف تو باعیان کریٹ کو امداد دیدی کر اہل اسلام پر چشپانہ ظلم کرایا اور دوسری جانب اسقدر بے تعلقی ظاہر کرکے۔ دول یورپ کو اس مضمون کا نوٹس دیا۔ اسپر یہ اور طرہ ہوا کہ سفیر یونان مقیم لندن نے سفارت فرانس متعینہ لندن سے یہ درخواست کی کہ کریٹ کے افسوسناک واقعات کے دفعیہ کی تدبیریں دول معظمہ کی جانب سے عمل میں لانی واجبات سے ہیں۔ اور یہ تمام مضمون زرد دفتر پرس میں مندرج ہے۔"

گورنمنٹ یونان کے مہمل جواب دینے سے ہاؤس آف کامنز میں مسٹر کرزن صاحب بالقابہ نائب وزیر صیغہ خارجیہ لندن نے جواب اور اسپر اسمبلی میں اپنے خیالات اس طرح پر ظاہر کئے۔

ہمارے اڈمرل اور کانسل متعینہ (دنانیہ) کریٹ نے اطلاع دی ہے کہ شورش اور فساد کے بانی مبانی اہل اسلام نہیں ہیں۔ ایام گذشتہ میں یونان نے باغیان کریٹ کے رئیس وسرغنوں کو ایتھنز میں طلب کیا تھا۔ یہ نہیں دریافت ہوا کہ وہ کس صورت سے طلب کئے گئے تھے۔ رؤسا مذکور کسی قدر زمانہ کے بعد پھر کریٹ میں واپس پہنچ گئے چند روز کے بعد ایک مشہور بانکر سوداگر باشندۂ ایتھنز کا منشی مع ایک دو اشخاص کے کریٹ میں وارد ہوا۔ اشخاص مذکورہ بالا اور رؤسا باغیان کے درمیان ایک زمانہ تک گفتگو ہوتی رہی اور بعض بعض کریٹ کے عیسائی باشندے جو شہروں میں سکونت پذیر تھے۔ اپنے اپنے اہل وعیال اور مال واسباب اور مویشی وغیرہ کو لے کر پہاڑوں میں چلے گئے۔ اسکے بعد کینڈیا میں بغاوت پھوٹی۔ بغاوت پھوٹنے کے بعد بہت سے مسلمانوں نے مع اپنے اہل وعیال کے اپنی جانیں بچانے کے واسطے انہیں گھر چھوڑ کر شہروں میں پناہ گزین ہوئے۔

گورنمنٹ یونان جس فساد کا بہانہ کر رہی ہے اس فساد کی بانی مبانی وہ خود ہی ہے۔

اسی اثنا میں یوروپ کے بعض بے غرض اور بیطرف اخبارات نے بھی آشکارا طور سے اس بغاوت کو یونان کی طرف منسوب کیا۔ چنانچہ ایک مشہور اخبار کے مضمون کو اقتباس کیا جاتا ہے:۔

ایک عرصہ سے کوئی روز ایسا نہیں گذرتا کہ اخبارات یونان ہمارے مطالعہ سے نہ گذرتے ہوں اگر واقعی طور پر بنظر انصاف اخبارات مذکور کی کیفیت دیکھی جاوے تو سلطنت عثمانیہ کو جھوٹی بے اصل تہمتوں اور الزاموں کا ہدف بنا رکھا ہے جس سے ہم کو نہایت ہی حیرت ہوتی ہے سلطنت عثمانیہ تمام رعایا اور کل اہل مذہب کے حقوق مساوی طور پر جانتی ہے۔ اور سب کے ساتھ یکساں برتاؤ رکھتی ہے۔ اگر کریٹ کی موجودہ حالت کا موازنہ میزان تحقیق میں کیا جاوے تو کریٹ کے رہنے والے مسلمانوں کے حقوق کو سخت نقصان پہنچا ہے۔ کریٹ کے عیسائی باشندے اپنے آپ کو نہایت مظلوم ظاہر کر کے امداد طلب کر رہے ہیں جس سے سخت حیرت ہوتی ہے۔ اگر خود غرضی کو درمیان سے

تصویر نمبر (۸۷) الفونس تیرھواں کنگ آف سپین

ALPHONS XIII.
KING OF SPAIN

رفع کرکے انصاف
تمام واقعات کو
محاکمہ کیا جاوے
منصبی فرض یہ ہے
پر جسقدر نقصانات
بغاوت میں پہنچے
بلکہ آشکارا کردیے
اور واقعی یہ امر
کہ دول یورپ کو
کے حالات اور
کی کیفیت پہلے سے
نہ ہوتی تھی۔ اور
مسلمانوں نے اپنی

کیا جاوے اور
دائرہ حقیقت میں لاکر
تو تمام اخبارات کا
کہ حقانیت کے طور
مسلمانوں کو اس
ہیں پوشیدہ نہ کریں
جاویں۔
نہایت درست ہے
کریٹ کے مسلمانوں
اور اسقدر مظلوم ہونے
دریافت و معلوم
اس بغاوت میں
جان اور ناموس

کو بچا کر انسانیت کا منصبی فرض ادا کیا ہے۔ یونان کی شورش سے کریٹ کے مسلمانوں کو ہر جانب سے زراعت اور تجارت میں سخت نقصان پہنچا ہے جس سے وہ دردانگیز مصائب میں گرفتار ہوگئے۔ اب زیادہ عرصہ نہ گذریگا کہ یونان اپنے آپ کو بھی بڑی مصیبت میں ڈالیگا۔ گورنمنٹ یونان اپنے بجٹ کا اندازہ نہیں کرتی۔ اپنے قرضہ کی ادائگی کا انتظام مدنظر نہیں رکھتی۔ اپنے ملک کا بندوبست نہیں کرتی۔ اپنے ملک میں اسباب امن و اسایش مہیا نہیں کرسکتی۔ بعض خودغرض اشخاص کی فریب دہی میں آکر نامعقول حرکت کے اختیار کرنے میں سلامتی کا شاہراہ بند کردیا ہے۔ یوروپ میں آگ بھڑکانے کا نتیجہ خود یونان ہی کے حق میں مہلک ہوگا۔"

اسی اثنا میں فرمد نیلا ت نے حسب ذیل مضمون شائع کیا۔ :-

گورنمنٹ یونان معاملات کریٹ میں نہایت دلیری سے بیہودہ خیالات کی پیرو ہوئی ہے جسکی وجہ سے یوروپ کے پولیٹکل جلسوں میں حقارت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔ اسکی یہ نامعقول حرکت آشکارا طور پر نہایت خراب نتیجہ اُسکے حق میں پیدا کرے گی۔ اسکے خیرخواہوں کو ناشایستہ حرکت اختیار کرنے سے سخت اندیشہ ہورہا ہے جیسا کہ یورپ کے پولیٹکل جلسوں نے اس حرکت سے باز لانیکے لئے

آگاہ کیا ہے۔ اسی طرح کابینیٹ اسٹریا نے بھی دوستانہ طور پر فہمایش کی ہے کہ یونان نے کریٹ کے امن میں رخنہ ڈالنے کے علاوہ سلطنت عثمانیہ کی اصلاحات مجوزہ کو جو وقتاً فوقتاً کریٹ کی نسبت عمل میں آتی رہتی تھیں۔ اس دست اندازی کے باعث ناتمام چھوڑا کر دول یوریپ کی عام صلاح میں خلل ڈالنے کے اسباب پیدا کر دیے ہیں۔ واقعی یہ ہے کہ سلطنت عثمانیہ کی پالیسی کریٹ کے معاملات میں امن قایم رکھنے کے لئے کافی ہے۔ دول معظمہ کو باہمی تعلقات و دوستانہ اور عام صلح قایم رکھنے نہایت ضروری ہونے کی وجہ سے بے استحقاق قانون کی دلیری کرنے میں ہرگز سکوت اختیار نہ کیا جاویگا اور اس ناشایستہ حرکت کو معمولی نگاہ سے نہ دیکھا جاویگا۔ سلطنت عثمانیہ نے باوجود اپنے اقتدار کے یوریپ کی دوستانہ نصایح کو بخوشی تمام منظور اور قبول کر لیا ہے۔ اور گورنمنٹ یونان نے ناجائز دست اندازی کرنے اور دول یوریپ کی فہمایش پر عمل نہ کرنے میں ہم کو ایک حیرت میں ڈال دیا ہے۔ گورنمنٹ یونان باغیوں کی امداد ایسی حالت میں کرنا چاہتی ہے جبکہ وہ خود قرضہ کے دریا میں ڈوب رہی ہے۔ ایسی گورنمنٹ سے باغیان کریٹ ہرگز ہرگز مدد حاصل کرنے کی امید نہ رکھیں۔ اور دول یوریپ کو باغیان کریٹ کی حمایت و مدد کرنی ہرگز مدنظر نہیں ہے کیونکہ ان کی شرارت اور عدم قابلیت بخوبی ثابت ہو گئی ہے۔ یونان کی ناشایستہ حرکت بعینہ ایک ایسے شخص کی نامعقول حرکت کے مشابہ ہے کہ جو جواہر کا صندوق اچک لینے اور اڑا لینے کی غرض سے بھڑکتی ہوئی آگ میں اپنے آپ کو اس امید میں ڈالدے کہ میری ہلاکت کو میرے دوست بچا لینگے۔ یوریپ کی سلطنتوں میں سے کوئی سلطنت یونان کی امداد کسی قسم سے نہیں کر سکتی جو شخص ایسا خیال کئے ہوئے ہیں وہ بیہودہ امیدوں میں ناکامیاب رہیں گے۔

دول یوریپ یونان کے ساتھ صرف اسقدر خیر خواہی کر سکتے ہیں کہ اسکو پند و نصایح سے مطلع کریں اور اس کی ناجائز حرکات سے اجتناب کرائیں۔

گورنمنٹ یونان کو برانگیختہ کرنے والے آخر کار نادم ہو کر یونان ہی کی حرکات پر اعتراض کرینگے۔

۱۰ فروری ۱۸۹۷ء میں شاہ یونان نے دوسرے پرنس مسٹر جارج (جارج) کو جہازی بیڑہ کے معائنہ کے لئے روانہ کیا اور ساتھ اسکے یہ ایما کیا کہ اپنے زیر کمان چھ تارپیڈو ڈسٹرائر بوٹ لیکر کریٹ کو روانہ ہوئے۔ رخصت کے وقت آئین مذہبی ادا کی گئی۔ اور شاہ یونان مع ہر سہ شہزادگان کے رخصت کرنے کے لئے اسٹیشن کی طرف روانہ ہوئے۔ ان کی تصویر ذیل میں درج ہے (دیکھو تصویر نمبری ۷۹)۔ اس وقت باشندگان یونان میں ایک عام جوش پھیلا ہوا تھا۔ شاہی محل کے سامنے اور ایتھینز و پیرہ کے گذرگاہوں میں عام مجمع مجتمع تھی۔ جس وقت

تصویر نمبر (۷۹) پرنس جارج آف گریس معہ جہاز اکریٹ

پرنس شرودڈ (جارج) ایسفا کٹریا نامی اگبوٹ میں سوار ہوئے۔ تو مذکورہ بالا مقامات
میں نہایت جوش وخروش سے کہ (یونان آباد رہے) اور (کریٹ آباد رہے) کے بلند نعرے بلند
ہوئے۔ اور چیئرز وحرہ حرہ کی صدائیں پرجوش سینوں سے نکلتی تھیں غرضکہ تمام شب سرود
خانوں اور رقص خانوں میں رقص وسرود کے دور سرگرم رہے اور جابجا خوشی کے باجے اور راگ
ورنگ ہوتے رہے۔ اور مسرت کے پرجوش نعرے مارتے رہے۔ جب یونان نے حقوق الدول کے
برخلاف دلیری کی تو شہنشاہ ولیم (جرمنی) نے سفیران دول متعینہ برلن کو مطلع کیا کہ دول معظمہ کا
فرض منصبی یہ ہے کہ متفق ہو کر گورنمنٹ یونان کی ناجائز حرکات کو قوت جبری سے روکیں اور سلطنت

عثمانیہ کے حقوق کی حفاظت کریں۔ شہنشاہ ولیم کی اس تحریک پر دول معظمہ نے یہ قرار دیا کہ پہلے یونان کو دوستانہ طور پر فہمایش کی جاوے۔

چنانچہ دول یورپ کی طرف سے یونان کو مکرر فہمایش کی گئی مگر اس نے کچھ پرواہ نہیں کی پھر گورنمنٹ رشیا نے بہ نسبت اطلاع سابق کے کسی قدر سختی سے یونان کو آگاہ کیا۔ اور سفیر المان مقیم ایتھنز نے اس طرح سے کہا کہ شہنشاہ ولیم دوستانہ فہمایش نہیں کرنا چاہتے ہیں بلکہ حکم دیتے ہیں۔ اور سفیر فرانس مقیم سینٹ پیٹرسبرگ نے پیرس کے صیغہ خارجیہ کو اطلاع دی کہ گورنمنٹ رشیا یونان کی ناجائز خواہش کی قطعی طور پر مخالفت کریگی۔ کریٹ کے بارے میں جس طرح پہلے یونان کو مطلع کیا تھا اسی طرح اپنے سفیر متعینہ ایتھنز کی طرف ضروری احکام روانہ کر دیے کہ یورپ کی کانسلوں۔ اور متفقہ فلیٹ کے کمانڈروں اور کریٹ کے انتظامی ملازموں کے ساتھ باہمی مشورہ سے کریٹ کی امن و آسایش سے اعادہ کرنے میں بہت کوشش کریں اور باتفاق متفقہ فلیٹ کریٹ کے سمندر سے یونانی بحری قوت کو دور کرنا واجبات سے ہے۔ اور سفیر فرانس مقیم استانبول نے پیرس کے صیغہ خارجیہ کو یہ ٹیلیگرام روانہ کیا کہ سفیران دول معظمہ متعینہ قسطنطنیہ بموجب اطلاع اپنے اپنے کانسل مقیم ھانیہ۔ کریٹ میں آسایش قایم کرنے کے لئے امور ذیل پر متفق ہوگئے ہیں۔

اول یہ کہ جزیرہ کریٹ کی طرف از سر نو سپاہ عثمانی روانہ نہ کی جائے۔

دویم یہ کہ یونان کی بحری قوت کو کریٹ کے پانی سے دفع کیا جائے۔

سویم یہ کہ تا استقرار امن و آسایش۔ کریٹ کا انتظام یورپ کے متفقہ لشکر سے کرنا چاہیے۔

چہارم یہ کہ جدید پولیس و جاندرم بہت جلد مقرر کرکے جزیرہ کی اصلاح کرنی ضروریات سے ہے۔

مندرجہ بالا امورات پر یونان کے موسیو سکوزس وزیر صیغہ خارجیہ نے جس کی تصویر صفحہ ۲۲ میں دیکھو بذریعہ سفیران متعینہ ایتھنز دول معظمہ سے یہ درخواست کی کہ کریٹ کے معاملہ میں گورنمنٹ یونان دول معظمہ کے اتفاق میں داخل ہو کر بحث کریگی اور یہ مراسلہ قوانین مروجہ و شروط سیاسی کے برخلاف لکھا گیا ہے اور جو امور اس میں بیان کئے گئے ہیں وہ وہم و خیال میں بھی نہیں آسکتے۔ مراسلہ مذکور سے کسی قسم کا اثر سفراء متعینہ اتھینس پر نہیں پڑا۔

۱۳ فروری ۱۸۹۷ء کو **فواد** نامی اگبوٹ عثمانیہ کسی قدر سپاہ بندرگاہ کینڈیا سے لے کر جزیرہ کے دوسرے بندرگاہ کی طرف جاتا تھا کہ یکایک امرال میاو لیس نامی جنگی اگبوٹ یونان نے عثمانی اگبوٹ پر دو گولے مارنے میں دلیری ظاہر کرکے حرکت سے روک دیا۔ فی الفور سرھاریس ایڈمرل

انگلستان نے جسکی تصویر ذیل میں مزین ہے (دیکھو تصویر نمبری ۸۱) یونان کے کمانڈر کو مطلع کیا کہ اگر
آئندہ سے اس قسم کی حرکت وقوع میں آئی تو یونان کے مقابلہ پر جبری قوت کا استعمال کیا جاویگا
چنانچہ لندن کے دفتر کمبوڈا اور پیرس کے زرد دفتر سے سر ہاریس ایڈمرل انگلستان کا اس طور پر سختی
سے آگاہ کرنا دریافت ہوتا ہے۔ البرٹ ایچ ہیرس ایڈمرل انگلستان

یہ تیسرے درجہ کا
کی طرف سے متحدہ
کی طاقتوں کی
کو مشغول ہے۔ یہ الیوپچ
کریٹ کی مشکلات
میں روانہ کیا گیا اور
عہدہ پر مقرر
اسکے بعد فلیٹ
ایڈمرل نے بموجب
کے کمانڈر یونان
دیا اس وقت
تصویر ذیل میں
دیکھو تصویر

امیر البحر انگریزی گورنمنٹ
بیڑہ میں ہے جو یورپ
پالیسی کو کام میں لانے
جہاز کو لے کر جیسا کہ
کا سامنا ہوا اسی ۱۸۹۶ء
اسی مئی میں وہ اس
کیا گیا۔
متفقہ کے ہر ایک
حکم اپنے اپنے گورنمنٹ
کو حسب ذیل نوٹس
کے امیر البحروں کی
دکھاتے ہیں)۔
نمبر ۸۳)

تصویر نمبر ۸۲ - ای ڈمیرل امیر البحر رابرٹ ایچ - ہیرس

اس تصویر میں اول تصویر سر ہاریس ایڈمرل انگلستان کی ہے دویم تصویر انڈریٹ امیر البحر
رشیا ہے۔ سویم چوتھیہ ایڈورل فرانس ہے۔ چہارم کانوواردو امیر البحر اٹالیا۔ پنجم ہنکیہ
امیر البحر کیچھ ہے۔ ششم فونتر ایڈمرل المانیہ (جرمنی) ہے باقی اور اشخاص ہیں جنہوں نے باہم
متفق ہو کر یہ نوٹس دیا۔ (دیکھو تصویر نمبر ۸۳)

ہم جنکے ذیل میں دستخط ہیں۔ اپنی اپنی گورنمنٹ کے احکام کے بموجب کمانڈر فلیٹ یونان کو
اس وجہ سے کہ اس نے برخلاف حقوق دول یونانی فلیٹ کے طرف سے سلطنت عثمانیہ کے
مقابلہ پر بغیر اعلان جنگ کے عہد شکنی کی ہے۔ لہٰذا ہم سب کمانڈر مذکور کو ذیل کی اطلاع دیتے ہیں:-
ایسی بیجا حرکات سے جو باعث عہد شکنی ہو پرہیز کرنا چاہئے۔ اور ہمیشہ اپنی حرکتوں کو قوانین مروجہ
اور حقوق دول کے مطابق منضبط کرنا نہایت ضروری ہے۔ اور آئندہ جو کارروائی کرنی منظور ہو

تصویر نمبر (۸۲) جزیرہ کریٹ میں چھ طاقتوں کے امیر البحر (جنکے نام ذیل میں درج ہیں) ✤
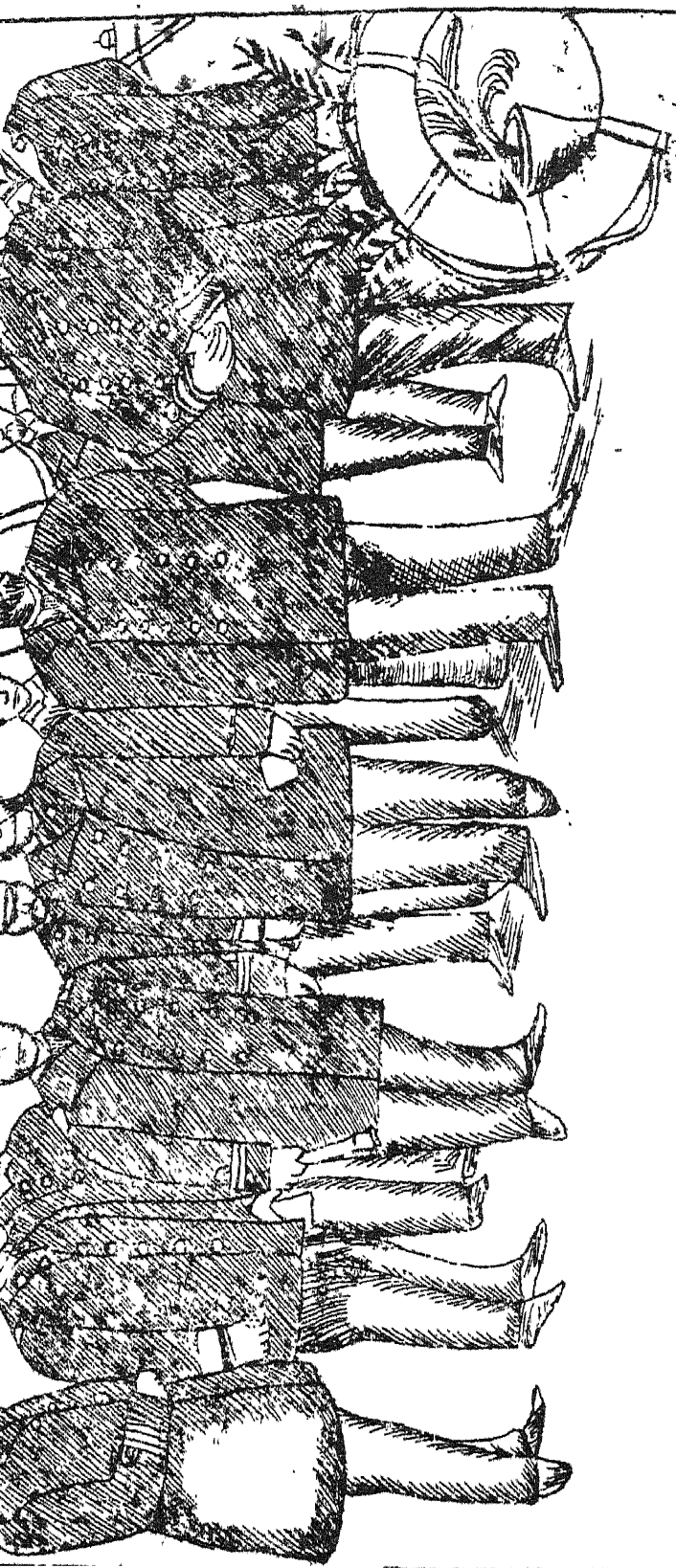
اُس سے ہم کو آگاہ کر دینا ضروری اور لازمی ہے۔ اگر ہماری بغیر اطلاع یا ہمارے برخلاف کوئی حرکت یا کوئی کارروائی ظہور پذیر ہوئی تو سخت باز پرس کی جاوے گی جسکا نتیجہ نہایت خراب ہوگا۔ ہماری اس اطلاع کو منظور و قبول کرنے کے باب میں تحریری جواب حامل اعلان ہذا کے سپرد کیا جاوے۔ کمانڈر یونان نے اس نوٹس کا جواب معلق و مبہم دیا۔ اور ایسی ایسی کارروائیوں کو چٹکی میں اڑا دیا۔

تصویر نمبر ۸۳ موسیو ڈلیانی وزیر اعظم یونان

سلطنت عثمانیہ و گورنمنٹ یونان کے دوستانہ تعلقات باوجود قطع نہ ہونے کے باضابطہ موسیو ڈلیانی وزیر اعظم یونان نے جسکی تصویر ذیل میں درج ہے (دیکھو تصویر نمبری ۸۳) ملکی ممبروں کے جلسہ میں بیان کیا کہ جزیرہ کریٹ کو ملک یونان کا ضمیمہ تصور کرنا چاہیے اور گورنمنٹ یونان کی جانب سے جہادی فوج اور جہازات جنگ روانہ کرنے اور پرنس ژورژ کے ماتحت تارپیڈو کشتیاں روانہ کرنی جنگ اعلان وغیرہ کے میں سے لشکر جب مع یونان سے اگبوٹوں

Moseou Daiyaui Wazir-I-Azim of Greece
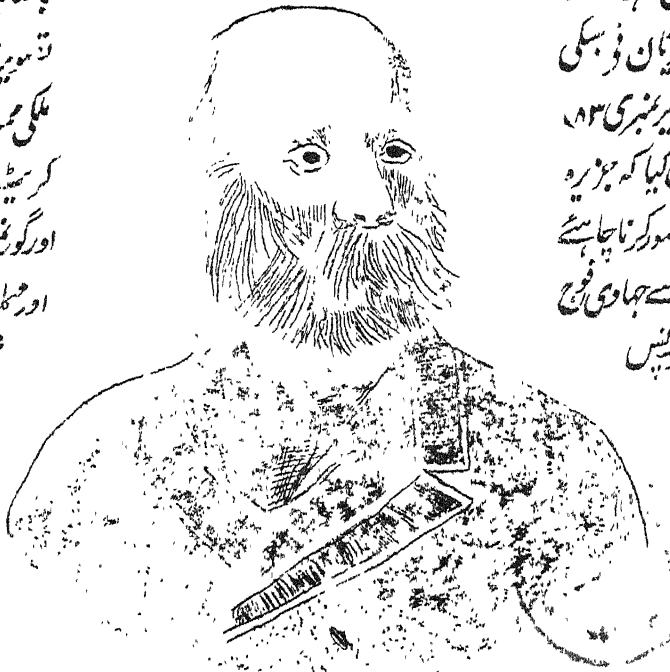
جزیرہ کریٹ میں داخل ہونے لگے۔ تو پھر سفیران دول متعینہ ایتھنز نے یونان کی کیبنیٹ پر حسب ذیل نوٹس دیا۔

ہم کو معلوم ہوا ہے کہ گورنمنٹ یونان نے جنگی اگبوٹ اور تارپیڈو جزیرہ کریٹ کے سمندر میں روانہ کئے ہیں۔ ہم پہلے بھی مطلع کر چکے ہیں کہ دول یورپ کی اصلی خواہش اور رفاقتی مقصد کی نہایت منافی ہے۔ دول یورپ کی متفقہ پالیسی یہ ہے کہ مشرق کی اسایش میں خلل نہ پڑے ہمکو برابر خبریں

پہنچ رہی ہیں کہ یونان اپنی سپاہ کو جزیرہ کریٹ میں اُتارنے کی کوشش وسعی کر رہا ہے - اگر یہ خبر صحیح ہے تو سر دست میں اپنی گورنمنٹ کے احکام کا ہماری طرف سے منتظر ہونا ایک طبعی امر ہے - اس قسم کی حرکت کو دول یورپ نہایت قبیح تصور کرتے ہیں اور اسکا بد انجام یونان ہی کو برداشت کرنا پڑیگا - یورپ کے تمام کابینٹ جلسوں میں یونان کی بیجا حرکت باعث اندیشہ اور نہایت ہی خوفناک ہے -
اراکین یونان نے اس سیاسی مثل کو (قیمت آنو نپلی یعنی دیجو کچھ کریگا تیرے ہی کام آویگا) اپنا رہبر سمجھکر ہر ایک پیچیدہ دستی کے مادی ہو رہے ہیں - دول معظم کے نوٹس کو وقعت کی نگاہ سے نہیں دیکھتی - اور اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہیں آتے اور اپنی سپاہ جزیرہ کریٹ کو برابر روانہ کئے جاتے ہیں - اور اس پر بیجا یہ ہوا کہ شاہ یونان نے ایک اعلان جاری کیا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ کریٹ کے عیسائی باشندگان منتصب اور تنگ مزاج قوم کے ماتحت دکھ نیست و نابود ہونے کے قریب پہنچ گئے ہیں - کوئی ان کا فریادرس نہیں ہے گورنمنٹ کے ہم مذہب اور باعث ان کی زبان انکی چال ڈھال اور رکھ رکھاؤ کی صورت سے گورنمنٹ یونان واسوس ایک بریگیڈ میں اسائیش قائم کرنے مقام پر کرنل واسوس ہیں (دیکھو تصویر نمبر ۸۴) یونانی فوج لیکر جزیرہ نیوانکو خثالث بہالر کے

تصویر نمبری ۸۴ - کرنل واسوس کمانڈر یونان

یونان باشندگان کریٹ ہم جنس ہونے کے حالت کو دیکھتا اور ناموس کو خطرہ میں گوارا نہ کریگی اسوجہ زیرکمان کرنل روانہ کرنے اور کریٹ پر مجبور ہوئی (اس کی تصویر دیکھیا تے) جب کرنل واسوس کریٹ کو روانہ ہوتے اس طرح سے کہا گیا کہ آپ جزیرہ کریٹ کے کسی مناسب موقع پر سپاہ یونان کو اُتاریں اور جزیرہ کے انتظامی امور میں یونانی دستور العمل کے مطابق فرال ژورژ کے نام سے مداخلت کریں - اور اس مداخلت کے باب میں ایک اشتہار دیکر باشندگان کریٹ کو خوشخبری سنادیویں -
کرنل واسوس کے زیرکمان بہت سی سپاہ مع ایک باڑی توپخانہ کے ہانیہ کے نواح میں - پلانو نیا مقام پر پہنچکر داخل ہو گئی اور پرنس جارج کے پہنچنے کی خبر ایتھنز میں پہنچ گئی - جب کریٹ

میں یونانی سپاہ داخل ہوگئی تو یونان کے تمام ملک میں خوشی کے جلسے کئے گئے۔ اور یونانی اخباروں نے برملا مشہور کردیا کہ اب کریٹ ہمارا ہوگیا ہے ہم جزیرہ کے مالک ہیں۔ اس قسم کے مضامین شائع کرکے عالم سیاست کو بڑی قہقہے سے ہنسایا۔ یوروپ کے پولٹیکل جلسوں میں اس ناشائستہ حرکت کا اثر خراب پڑا۔ گورنمنٹ رشیا کی کابینٹ نے سفیروں کے ذریعے سے دول معظمہ کو اطلاع دی کہ اسکا تدارک کیا جاوے جیسا کہ زرد دفتر پیرس میں مندرج ہے سفیر فرانس مقیم سینٹ پٹرسبرگ نے اپنے وزیر صیغہ خارجیہ کو حسب ذیل ٹیلیگرام دیا ہے کہ کہ سپاہ یونان سے جزیرہ کریٹ میں بدامنی پھیلنی ممکن ہے۔ کونٹ موراوف وزیر صیغہ خارجیہ رشیا نے یہ تجویز پیش کی ہے۔ کہ فلیٹ متفقہ کے تمام ایڈمرل باتفاق باہمی سلطنت عثمانیہ ارکین انتظامیہ کے ساتھ مشورہ کرکے کریٹ کی آسایش کا اعادہ کریں۔ اور جس قدر ضرورت ہووے متفقہ قوت بحری کی سپاہ خشکی میں اتار لیں تاکہ امن وامان قائم کرنے میں ارکین انتظامیہ عثمانیہ کو سہولیت حاصل ہو۔ گورنمنٹ روسیہ کی تجویز مذکورہ کو دول معظمہ نے متفق ہوکر سلطنت عثمانیہ سے منظور کرالیا۔ فیلیٹ متفقہ کے امیر البحر جو کہ کریٹی سمندر کے لئے مقرر کئے گئے تھے ان سب میں سے باعتبار عہدہ خدمات کے مسمی کالنوارو اٹالین ایڈمرل کا استحقاق بڑھا ہوا تھا اسلئے کالنوارو امیر البحر کو معاملات کریٹ کے مشورہ کرنیوالی کمیٹی کا پریزیڈنٹ یعنے رئیس جلسہ مقرر کیا۔ اس مقام پر کالنوارو کی تصویر دکھاتے ہیں (دیکھو تصویر نمبری ۸۵)

تصویر نمبر (۸۵) کالنوارو۔ اٹالین ایڈمرل جو کریٹ کے امراء البحر کا پریزیڈنٹ تھا

دول معظمہ کی جانب سے اپنے اپنے امیر البحروں کو جو احکام روانہ کئے گئے ہیں اس میں سے ایڈمرل پوتیہ کی طرف یہ ضابطہ کی اطلاع دی گئی۔ جو زرد دفتر پیرس میں مندرج ہے۔ کہ گورنمنٹ روسیہ کی ڈپلومیسی تجویز پر عملدرامد کرنے کے لئے کریٹ کو بیرونی دست اندازی سے روک کر اور امن قائم کرنے کی غرض سے متفقہ سپاہ جزیرہ میں داخل ہونی چاہئے۔ وزیر صیغہ خارجیہ پیرس نے وزارت بحری کے ذریعے ایڈمرل پوتیہ کو مطلع کیا کہ دول متفقہ کے امیر البحروں کے ساتھ باہمی گفتگو کرکے

اس بارہ میں تحریری قرار دینا چاہئے۔ تجویز مذکورہ کی شروط میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بالفعل فقط ہانیہ میں متفقہ سپاہ روانہ کی جاوے اور اگر آئندہ ضرورت محسوس ہوئی تو ٹیمیو۔ کینڈیا کی طرف روانہ کی جاویگی۔ فقط ۱۲ فروری ۱۸۹۷ء

سول اور ملٹری گزٹ لاہور نے لکھا تھا کہ یوروپ میں سب سے طاقتور قیصر جرمن ہے اور انگلستان و فرانس کے وزرا اور پریزیڈنٹ اس کی کسی خواہش کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ قیصر جرمن کو سلطان آف ٹرکی کے ساتھ نہایت ہی الفت اور دوستی ہے یہ بھی بیان کیا تھا کہ ۱۸۸۲ء سے سلطان المعظم کی ٹرکی فوج میں انتظام کرنے کے واسطے اس نے جرمن افیسر مقرر کئے تھے اسوجہ سے شہنشاہ جرمنی سلطان المعظم ٹرکی کو بہت دوست رکھتے ہیں اور عزیز سمجھتے ہیں۔ اور جرمنی کا یہ بھی خیال ہے کہ اگر جرمنی کو روس سے کسی موقع پر جنگ کرنے کا اتفاق پڑا تو سلطان ٹرکی کے دوست ہونے کی وجہ سے وہ رشین کے مقابلہ میں بہادر ترکوں کو بھڑا دیگا۔ بہرحال یہ بات بخوبی ثابت ہوگئی کہ قیصر جرمنی سلطان ٹرکی کا دلی دوست۔ سچا ہمدرد اور پورا خیرخواہ ہے اور علی ہذا القیاس انہیں وجوہات سے بظاہر زار رشین بھی سلطان عبد الحمید خان خلد اللہ ملکہٗ وسلطنتہٗ کے ساتھ دوستانہ برتاؤ کر رہا ہے۔ یونان کو کریٹ سے نکالنے کی غرض یہ تھی کہ دول عظیمہ بالاتفاق کریٹ کا انتظام اپنے ہاتھ میں لیں اور کریٹ کو ایسی حالت میں چھوڑیں کہ اس سے کوئی طاقت فائدہ نہ اٹھاسکے۔ اسی غرض سے زار روس نے ایک سرکلر جاری کیا کہ طاقتیں فوراً دو دو ہزار فوج کریٹ میں بھیجدیں اور بعد پہنچنے کریٹ کے وہاں اپنا قبضہ کرلیں اور یونان کی فوج کو نکلنے پر مجبور کریں۔

انگلستان نے بڑے زور کے ساتھ یہ تجویز پیش کی تھی کہ کریٹ میں امن قایم کرنے کا کام یونانی فوج سے لیا جائے چنانچہ یونان نے بھی یہی تجویز پیش کی تھی مگر روس و جرمنی اور آسٹریا و فرانس نے اس تجویز کو غیر مناسب سمجھا اور یونانی فوج کو کریٹ سے نکالنے پر اور زور دیا بلکہ اول الذکر چار سلطنتوں نے اپنی بحری افواج کو کریٹ کے بندرگاہ پر روانہ کر کے حکم دیا کہ فوراً کریٹ میں داخل ہو کر محاصرہ کرلیا جاوے۔ جب یہ تجویز قرار دی گئی تو انگلستان نے بھی ۱۴ مارچ کو مالٹا سے ۴ گنبوٹ اور ایک تارپیڈو روانہ کر کے کریٹ کی بندرگاہ میں داخل ہونے کا حکم دیدیا۔ غرض کہ طاقتوں کے جہازات کریٹ کا محاصرہ کرنے کی غرض سے روانہ ہوگئے اور سمندر کو طے کرتے ہوئے قلعہ پیلی او کاسٹرو میں پہنچ گئی جو خلیج سودا میں واقع ہے چنانچہ ان جہازوں کی تصویر دکھائی جاتی ہے (دیکھو تصویر نمبری ۸۶ و ۸۷) جس میں انگریزی و آسٹریا اور ترکی جہازوں کا بیڑہ بخوبی معلوم ہوگا۔ اور ساتھ ہی قلعہ پیلی کاٹرو کا نظارہ بھی ناظرین والاتمکین ملاحظہ فرماوینگے۔ جب دول یوروپ کی جہازات کی خبریں بڑی سرگرمی

سے کریٹ میں داخل ہونے کی مشتہر ہو رہی تھیں۔ تو باغیان کریٹ بھی غافل نہ تھی وہ اپنے معاونوں اور مددگاروں کو دم بدم بذریعہ سگنل یعنے آتشین آئینہ کو چمکا کر کریٹ کی تمام خبروں سے مطلع کرتے تھے اور بڑے بڑے اونچے پہاڑوں پر کھڑے ہو کر تمام امور کی اطلاع اور اپنے دور دراز مقاموں کے رہنے والے دوستوں کو آگاہی دیتے تھے چنانچہ اس موقع پر آئینہ چمکانے والے کریٹیوں کی تصویر دکھائی جاتی ہے (دیکھو تصویر نمبری ۸۸) چونکہ دول یورپ کی بحری و بری افواج کی آمد آمد کی خبریں پہلے ہی سے سرگرم تھی۔ چنانچہ ۱۵۔ فروری ۱۸۹۷ء کو دول متفقہ کے جہازات کا بیڑہ بندرگاہ کریٹ میں پہنچ گیا [illegible] ہر شش دول یورپ کے ہر شش جہازات بڑی شان و شوکت سے کریٹ میں داخل ہو گئے بعض تحریروں سے واضح ہوا کہ ان جہازات میں جو داخل بندرگاہ ہوئے چھ چھ سو سپاہیوں سے لبریز تھے اور بعض تحریروں سے ثابت ہوا کہ صرف ایک ایک سو سپاہی ان میں بھرے ہوئے تھے اور آسٹریا کے کل پچاس ہی آدمی تھے۔ غرضکہ طاقتوں کے چھ جہاز بندرگاہ کریٹ میں وارد ہوئے جنکی تصویر ذیل میں درج ہے (دیکھو تصویر نمبری ۹۰)۔ انگلستان نے اپنے امیر البحر کو حکم دیا کہ تنہا کوئی کارروائی نہ کرے مگر شاہ یونان اپنی کارروائی سے ہرگز نہیں چوکا اس نے لارڈ سالسبری کو لکھا کہ ہم ترکی فوج کو کریٹ میں ہرگز داخل ہونے نہ دینگے اور طاقتوں کو یونان نے مطلع کیا کہ کریٹ میں جو کچھ کارروائی تمہاری طرف سے ہوگی اسکے ذمہ وار ہم خود ہیں چنانچہ اسی بنا پر یونانی جنگی جہازوں نے ترکوں کے ایک تجارتی جہاز کو جو کریٹ کو آرہا تھا روکا۔ چونکہ یونان کے جنگی جہاز اسلحہ جنگ لیے کر ساحل تھی اوڈرو پر لنگر انداز تھے (تھی اوڈرر اور جہازوں کا نقشہ علیحدہ علیحدہ ہے) اسلئے ساحل پر ترکی تجارتی جہاز سے مٹھ بھیڑ ہو گئی اور اسی ساحل پر طاقتوں کے جہازات بھی آ گئے جن کی تصویر ذیل میں دکھائی جاتی ہے (دیکھو تصویر نمبری ۸۹ و ۹۰ اور ۹۱)

تصویر نمبری ۸۹ میں جزیرہ تھی اوڈرو کو دکھایا جاتا ہے جو ساحل کریٹ پر واقع ہے اس جزیرہ کے عقب میں یونانیوں نے اپنی فوجیں مع اسباب جنگ کے اتاری تھیں۔

تصویر نمبری ۹۰ میں ہر شش دول یورپ کے جہازات کا نظارہ پیش کیا جاتا ہے جو بغاوت کریٹ کے فرو کرنے کی غرض سے وارد ہوئے تھے۔

اوّل جہاز ایچ۔ ایم۔ ایس۔ برف لئر

دوئم۔ فرینچ ایچ۔ ایم۔ ایس۔ ڈریگون

سوئم۔ انگلش ایچ۔ ایم۔ ایس۔ ریوینج فلیگ شپ آف ایڈمرل ہیرس

چہارم فرینچ فلیگ شپ چینر۔ ایچ۔ ایم۔ ایس ایڈمرل برووٹر

پنجم ایچ۔ ایم۔ ایس۔ راڈنی ششم فرینچ بڑوڈ

تصویر نمبری ۹۱ میں یونانیوں کے وہ جنگی جہاز ہیں جو ترکوں کے تجارتی جہازوں کو روکتے تھے اور جو اُن کے قریب آتے تھے۔ جب طاقتوں کے جہازات و افواج بندرگاہ میں داخل ہوئے تو عجیب و غریب نظارہ تھا کریٹ کے مسلمانوں کو طاقتوں کے جہازات اور یورپین افواج پہنچنے سے بڑی بھاری تسلی ہوئی اور ان کا خیال تھا کہ جزیرہ میں امن و امان کے سوا انتظام بھی بہت عمدہ ہو جائیگا۔ کریٹ اور یونان کے باغیوں کو ایک گونہ تفکر تھا کیونکہ وہ سمجھے ہوئے تھے کہ صرف انگلستان ہی ہماری حمایت میں آئیگا لیکن طاقتوں کے درمیان کریٹ اور باغیوں کی نسبت جو کچھ بحث و مباحثے ہو رہے تھے اُن پر اہل یونان اور خاصکر یونان کے وہ فوجی لوگ جو اس طرف کان لگائے ہوئے بیٹھے تھے کسیقدر تشویش میں پڑ گئے چنانچہ یہ باغی لوگ سگنل یعنی شیشہ کے ذریعے سے جہازات اور یونان کی باتوں کو ایک دوسرے کے گوش گذار کر رہے تھے۔ مسلمانوں کا خیال تھا کہ طاقتیں ہم مظلوموں کی فریاد اور مدد کو آئی ہیں بعض باغی یہ سمجھے ہوئے تھے کہ ہمکو بھی مدد دینے آئے ہیں۔ غرضکہ طاقتوں کی فوجیں جہازات سے اُتریں جس وقت انگلستان کی فوج جزیرہ میں داخل ہوئی بڑی شان و شوکت سے اتری اس کی تصویر ذیل میں دی جاتی ہے۔ یہ وہی فوج انگلستان ہے جو کہ ایجنج جہاز سے اتری تھی (دیکھو تصویر نمبری ۹۲)

کریٹ کے بندرگاہ پر جب تمام فوجیں اُتر چکیں تو اُنہوں نے بندرگاہ کے کسی قدر فاصلہ پر ایک میدان میں جو ایک پہاڑی کے دامن میں جہاں ٹرکی قلعہ واقع تھا اپنا کیمپ قایم کیا اور سب نے اپنے تنبو اور خیمے استادہ کر لئے اور اسی پہاڑ پر جس کے دامن میں یہ کیمپ قایم کیا گیا تھا تمام طاقتوں نے اپنے اپنے شاہی نشانات یعنی پھریرے ہوا میں اُڑانے والے پرچم استادہ کر دیے جو عجیب لطف اور بہار دکھا رہے تھے جس کو دیکھ کر گہری نظر سے دیکھنے والے خیال کر رہے تھے اور کہتے تھے کہ دیکھئے تمام دُنیا کے جہازات اور فوجیں کریٹ میں داخل ہوئے ہیں خدا جانے کریٹ اور سلطان کی نسبت کیا کچھ کر کے رہیں گے۔ عجیب طرح سے لوگوں کے خیالات اپنے اپنے قیاس اور قیافہ کے موافق استغراق کے عالم میں تھے اس مقام پر ہم اپنے ناظرین کے لئے اس موقع کی تصویرات پیش کرتے ہیں جہاں کہ طاقتوں کے جھنڈے اُڑ رہے تھے۔ اور یہ مختلف قسم کی پانچ تصویریں ہیں جنمیں سے ایک تصویر صفحہ ۱۴۷ پر چھوٹی شکل میں دکھائی جاتی ہے باقی چار تصویریں علیحدہ کاغذ پر ہیں (دیکھو تصویرات نمبری ۹۳ - ۹۴ - ۹۵ - ۹۶ - ۹۶ الف۔

یعنی ۱۵ فروری ۱۸۹۷ء کو کانیہ کے قلعہ پر عثمانیہ باؤٹر یعنی ٹرکی نشان کے برابر فرنچ انگلستان

تصویر نمبر ۹۳ - طاقتوں کے جھنڈے
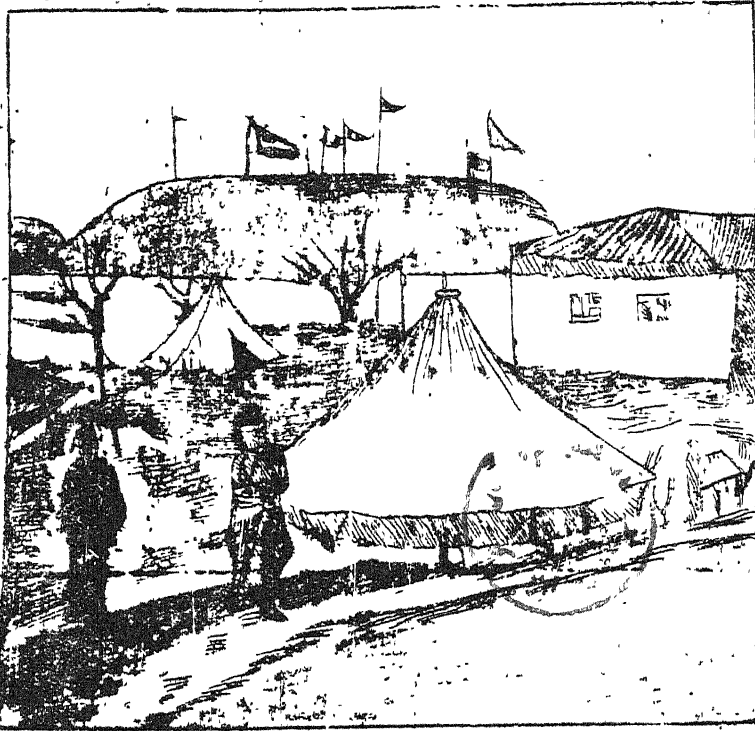
روسیہ - آسٹریا - اٹلی اور وغیرہ بادشاہوں کے جھنڈے نصب کئے گئے - اور دول معظمہ کے سپاہیوں کا ایک دستہ اٹالین افسر کے زیر کمان بندرگاہ مذکور میں اُتارا گیا اور اسی طرح دوسرا دستہ زیر کمان فرنچ افیسر کے داخل ہوا - یونان کے کمانڈر کو متفقہ اطلاع دی گئی کہ جزیرہ کریٹ کی کفالت دول معظمہ کی جانب سے کی گئی - گورنمنٹ المان کے حکم سے جرمنی جنگی اگنبوٹ جبرالٹر سے پچاس جرمنی سپاہی ساتھ لئے ہوئے بندرگاہ کریٹ میں داخل ہوا - جیسا کہ افواج یورپ کی اقامت گاہ کے نقشوں سے معلوم ہوگا -

۱۸۹۷ء کے آغاز میں اہل کریٹ کی دست اندازیوں نے مسلمانوں کو نہایت ہی دِق کر ڈالا تھا جس سے کریٹ کے مسلمان بھی ہاتھ پاؤں ہلانے پر مجبور ہوئے - فروری کے شروع میں جب باہمی خانہ جنگیوں کا بازار گرم ہو رہا تھا تو ایک عیسائی جج اور تین چار مسلمان قتل کئے گئے اس وقت سے مسلمانوں کی رگوں میں کسی قدر جوش پیدا ہونے لگا - اگرچہ عیسائیوں کا لشکر مسلمانوں سے کئی حصہ زیادہ تھا مگر مسلمانوں نے عیسائیوں کو ایسا تنگ کیا کہ وہ تاب مقابلہ نہ لا سکے - انہیں ایام میں یہ خبر مشتہر ہوگئی کہ مسلمانوں نے تین سو عیسائیوں کو ہلاک کر ڈالا اور بہت سے مکانات کو بھی مسمار کر دیا - اس

خبر وحشت اثر کے سننے سے پھر گورنمنٹ یونان نے کئی جنگی جہاز اور بہت سی سپاہ کریٹ کے قبضہ
اور مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کی نیت سے روانہ کئے جب یونانی فوج جزیرہ میں داخل ہوے
تو اور بھی بغاوت کی آتش میں شعلے بھڑکنے لگے۔ اس بدامنی پر طاقتوں کے جنگی سپاہیوں نے کینیا
کے بازاروں میں پہرہ دینا شروع کر دیا مگر باغیوں کے آگے ان کی بھی کچھ نہ چل سکی اور تمام جزیرہ میں عناد
اور فساد کی تند و تیز ہوا کا طوفان آگیا اور ایسی تاریکی چھائی کہ ایک کو ایک دشمن نظر آنے لگا۔ اور
جسکا موقع پڑا فوراً قتل کر ڈالا چنانچہ ۱۵ فروری کو باغیوں نے دھاوا کر کے ایک ترکی قلعہ پر قبضہ کر لیا
اور ڈھائی سو ترک گرفتار کر لئے اور ترکی فوج کینیا کو واپس ہٹی

یونان کی ہٹ دھرمی نے دول یورپ کو ایسا ذلیل و خوار کیا تھا کہ اگر اتحاد یورپ قایم رہتا تو خدا جانے
یونان اور اسکے ملک کا کیا حال ہوتا۔ اگر انگلستان کی پالیسی یونان کے حق میں نرمی کے ساتھ نہ
ہوتی تو یہ ایک چھوٹی سی ریاست صفحۂ عالم سے معدوم ہو جاتی۔ اسی وجہ سے طاقتوں کی متفقہ راے
اور انکے اتحاد کا شیرازہ دم میں منتشر ہو گیا۔ یہ روس اور جرمنی کی متفقہ رائے کا دباؤ تھا جنکا تمام طاقتیں
لوہا مانتی ہیں۔ اور انہیں دونوں طاقتوں کی رائے پر کریٹ کا محاصرہ کیا گیا اور یونان کی فوج کو نکلنے
کا حکم دیدیا گیا اور ساتھ ہی یہ تجویز بھی کر دی گئی کہ اگر یونان کریٹ سے نکلنے میں چیں و چرا کرے تو اسکے
ملک کا بھی محاصرہ کر لیا جاوے اور نیز یونان کے پریس اور لاٹ اکا تار گھر کا بھی بلاکیڈ کر دیا جاوے۔ ان
تجاویز کی بنا پر طاقتوں کی فوجیں کریٹ میں داخل ہوئیں اور یہ بھی فیصلہ کر دیا گیا کہ یونان کے نوٹوں کا
بھی جواب نہ دیا جائے اسکی کوئی بات سننے کے قابل نہیں۔ انگلستان کے متعصب اخبارات نہایت
ہی برافروختہ ہوئے اور باہم یوں بڑبڑانے لگے کہ انگلستان اور فرانس کو ان کی پالیسیاں اور ان
کی قوم کچھ نہیں کرنے دیتی بلکہ ان کے پاؤں میں پارلیمنٹ نے زنجیریں ڈال رکھی ہیں۔ روس اور
جرمنی ایسے قیود سے آزاد ہیں وہ انگلستان اور فرانس کو ناک سے پکڑ کر جس طرف چاہتے ہیں گھسیٹ
لے جاتے ہیں۔

۱۹ فروری ۱۸۹۷ء کو مقام سیلینہ کے قریب باغیوں نے ایک اور زبردست حملہ مسلمانوں
پر کیا اور ایک سو چار (۱۰۴) مسلمان قتل کئے گئے اور منجملہ ان کے ۴۶ بچے اور ۲۰ عورتیں بھی تھیں

اس مقام پر ہم باغیوں کے اس بڑے گروہ کی تصویر دکھاتے ہیں جس میں بہت سے کریٹی
باغی اور یونانی بھی شامل ہیں اور بہت سے نوجوان بچے بھی نظر آئینگے (دیکھو تصویر نمبری ۹۷)

جب طاقتوں کے امیر البحروں اور افسران فوج وغیرہ نے اپنے اپنے کیمپ کے ضروری انتظام
فرصت پائی تو ششدول یورپ کے امیر البحروں اور سکرٹری وغیرہ نے مشورت کر کے ایک کمیٹی

۱ آسٹریا کا امیر البحر ۲ اٹلی کا امیر البحر ۳ فرانس کا امیر البحر ۴ جرمنی کا کپتان ۵ روسی امیر البحر ۶ انگریزی امیر البحر ۷ انگریزی سیکرٹری
۸ انگریزی جھنڈے کا لفٹنٹ ٭

قایم کی اور اُس کمیٹی کے واسطے برٹن کلان کا جہاز ایوینچ مقرر کیا گیا اور اُس ایونچ جہاز میں بیٹھ کر کریٹ اور اُسکے باغیوں اور مسلمانوں کی نسبت صلاح اور مشورے کئے گئے جبکہ یہ افیسر امیر البحر صلاح و مشورت کر رہے تھے اس وقت کی تصویر ناظرین کے لئے ذیل میں درج کی جاتی ہے غور سے ملاحظہ فرمائیں۔ (دیکھو تصویر نمبری ۹۸)

تصویر نمبری ۹۸ کے متعلق

دول ہائے متفقہ کے بیڑوں کے افیسر ریونچ جہاز میں بیٹھے ہوئے کریٹ کی بابت صلاح مشورہ کر رہے ہیں۔

(۱)۔ نمبر اول میں اسٹریا کا امیر البحر ہے
(۲) نمبر دو میں اٹلی کا امیر البحر ہے
(۳) نمبر تین میں فرانس کا امیر البحر ہے
(۴) نمبر چار میں جرمنی کا کپتان ہے
(۵) نمبر پانچ میں روسی امیر البحر ہے
(۶) نمبر چھ میں انگریزی امیر البحر ہے
(۷) نمبر سات میں انگریزی سکرٹری ہے
۸۔ نمبر آٹھ میں انگریزی جھنڈے کا لفٹنٹ ہے

کریٹ میں یہ مشورے ہو رہے تھے ادھر جرمنی کے امپیرر ولیم نے جس کی بڑی تصویر اس مقام پر دکھائی جاتی ہے اور جسکو سلطان کا دوست اور طرفدار بیان کیا جاتا ہے (دیکھو تصویر نمبری ۹۹) اپنے کمانڈر مقیمنہ کریٹ کو اس طرح سے آگاہ و مطلع کیا کہ میری یہ رائے ہے کہ یونان کی سرکشی اور اس کی شورہ پشتی کو دفعہ کرنے کے لئے سختی کی جائے۔ نہایت مناسب اور معلوم ہوتا ہے کہ بندرگاہ پیرا کا محاصرہ کیا جائے۔

موسیو لوزہ سفیر فرانس متعینہ ویانہ نے شہنشاہ ولیم جرمنی کی تجویز سے اپنی گورنمنٹ کو مفصل ذیل ٹیلی گرام روانہ کیا کہ کونٹ گولوکوفسکی وزیر صیغہ خارجیہ نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ امپیرر المان نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ یونان کی قوت بحری کو کریٹ کے پانی سے جبراً رفع کرنے کے لئے دول متفقہ کی طرف سے پیرا کا محاصرہ کر لینا چاہئے۔ اگر اس تجویز کو بقیہ دول یوروپ نے قبول کر لیا تو گورنمنٹ آسٹریا بھی قبول و منظور کرنے کو آمادہ ہے واقعی شہنشاہ جرمنی کی تجویز عام صلح قایم کرنے کے واسطے نہایت مناسب تھی اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ معاملات کریٹ کا ایک زمانہ تک طول کھینچنا اور سلطنت عثمانیہ و گورنمنٹ یونان کے درمیان جنگ کا چھڑ جانا شہنشاہ ولیم کی تجویز کے مطابق عملدرامد نہ ہونے کا باعث ہے۔ بندرگاہ پیرہ کے محاصرہ کی تجویز میں انگلستان نے بعض مشکلات کے بڑھ جانے کا احتمال ظاہر کر کے ڈپلومیسی وسایل سے معاملات یونان کا طے کرنا مناسب بیان کیا۔ اور گورنمنٹ فرانس و اٹلی نے باتفاق انگلستان یونان کی فہمایش کرنے

کے بارے میں باقاعدہ نوٹس دینا قرار دیا۔

اور گورنمنٹ المان نے اس طور پر اطلاع دینی غیر مفید ہونے کے باعث اپنے سفیر متعینہ ایتھینس کو اس طور پر آگاہ کیا جو زرد دفتر پرس میں مندرج ہے۔ کہ سفیر فرانس مقیم ایتھینس نے وزیر صیغہ خارجیہ کی طرف یہ ٹیلیگرام روانہ کیا کہ سفیر المان کو جو اطلاع اسکی گورنمنٹ کی طرف سے پہنچی ہے اس سے دریافت ہوتا ہے کہ باتفاق دول یورپ یونان کو ایک نوٹس دیا جانا غیر ممکن ہے وزیر صیغہ خارجیہ المان نے اپنے سفیر مقیم ایتھینس کو یہ خبر روانہ کری کہ دول معظمہ کے مقابلہ پر گورنمنٹ یونان کی طرف سے ۱۳ جنوری سنہ ۱۸۹۷ء میں جو جواب دیا گیا اس جواب سے گورنمنٹ المان اپنی شرف و شکوہ سلطنت کے خلاف اس امر کو سمجھتی ہے کہ آئندہ سے کسی قسم کی پولیٹیکل اطلاع یونان کو دی جاوے اسی وجہ سے سفیر المان نوٹس پر دستخط نہ کرے گا۔ بالفعل ہمکو یہ اطلاع ملنی ضروری ہے کہ تنہا گورنمنٹ فرانس کی طرف سے یا باتفاق بعض سفراء کی تدبیر کو ترک کرنے اور نہ کرنے کے بارے میں اجازت طلب کی جاتی ہے۔ اگرچہ دول یورپ میں اس امر پر کلی طور سے اتفاق تھا کہ یورپ میں عام صلح قایم رکھنے کی غرض سے گورنمنٹ یونان کو نامعقول حرکات اور ناجائز دلیری سے ممانعت کرنی واجبات سے ہے لیکن بصورت اجراء میں عقد اسقدر اختلاف تھا کہ گورنمنٹ انگلستان یونانی بحری قوت اور دست اندازی کو کریٹ کے دریا سے نصیحت آمیز اطلاع اور دوسری ممکن تدبیروں سے روکنا چاہتی تھی اور گورنمنٹ المان کی طرف سے قوت جبریہ کے استعمال پر اصرار کیا جاتا تھا۔ ہمارے اس خیال کی تائید لارڈ سالسبری کی تقریر سے جو ہاؤس آف لارڈس میں بیان کی۔ ہوتی ہے۔

جزیرہ کریٹ کی اصلاح کرنے کے زمانہ میں جو یونان نے سرکشی سے قوت بحری وانہ کر کے سپاہ کو خشکی میں اتارا۔ دول معظمہ نے اس کارروائی کو نہایت حقارت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ گورنمنٹ یونان کی عہد شکنی کے مقابلہ میں گورنمنٹ انگلستان بقیہ دول یورپ کے ساتھ متحد ہو کر کارروائی کریگی اور کسی حالت میں یورپ کے اتحاد سے علیحدہ نہ ہوگی۔

کریٹ کے سمندر میں جو بحری افسر متعین کئے ہوئے ہیں۔ ان کو مطلع کیا گیا ہے کہ تنہا بذات خود کوئی کارروائی نہ کریں۔ تمام معاملات دول متحدہ کے کمانڈروں کے ساتھ ملکر باہمی اتفاق سے طے کریں۔

بالفعل نہیں کہا جا سکتا کہ دول متفقہ کس کس تدبیر سے کارروائی کرینگی البتہ یہ امر ضروری ہے کہ دول متفقہ کے اتحاد میں کوئی فرق نہ آنے پاویگا اور کوئی سبب جس سے دول یوروپ کے اتحاد میں رخنہ پڑنے کا اندیشہ ہو موجود نہیں ہے۔ انگلستان کی پالیسی یہ ہے جو بیان کی گئی اور گورنمنٹ المان کی پالیسی اس بارہ میں یہ ہے کہ بقیہ دول یورپ کے ساتھ متفق ہو کر کارروائی کی جائے جب

یونان نے اپنی فوج کریٹ میں وانہ کرنے کی تجویز کی تھی - تو اسپر امپیرر ولیم نے اپنے وزیر اعظم پرنس هوهن لوه اسپیریل چنسر سے (جس کی تصویر ذیل میں دی جاتی ہے) (دیکھو تصویر نمبری ۱۰۰) سے مشورہ کرنے کے بعد بذات خود گورنمنٹ رشیا - انگلستان - فرانس اور آسٹریا کے سفیروں سے ملاقات کر کے یونان کی عہد شکنی کا تدارک اور یونانی حرکات کے نگہداشت کی غرض سے دول معظمہ کے متحد ہونے کی تجویز پیش کی تھی - فرانس کے وزیر صیغہ خارجیہ نے دول معظمہ کے کابینیٹ حلقوں سے مراسلت کر کے اتحاد یورپ میں داخل ہوکر یہ ظاہر کیا تھا کہ اتحاد مذکور سے کسی صورت میں علیحدہ نہ ہوگا - رشیا - اسٹریا - اٹلی کی نسبت پوری طرح سے تسلی ہو کہ اس اتفاق میں داخل ہیں -

جزیرہ کریٹ میں سلطنت عثمانیہ کے حقوق و افعات سیاسی سے باوجود تسلیم کئے جانے کے اور جزیرہ مذکور باضابطہ زیر ضمانت و کفالت دول یورپ ہو جانے کے گورنمنٹ یونان نے حدود عثمانی کی طرف مہمات جنگ اور سپاہ و لشکر روانہ کرنے شروع کر دیے -

سلطنت عثمانیہ کو اس میں نہایت سہولیت تھی کہ یونان نے جس طرح پر کریٹ میں دست اندازی کر کے سپاہ ھانیہ کی طرف روانہ کی اس حرکت کے مقابلہ میں ترک فوراً علاقہ تھسلی پر قبضہ کر کے سپاہ یونان کو کریٹ کے نکلنے پر مجبور کرتی - لیکن اس طرح پر بغیر اعلان جنگ کئے ہوئے کارروائی کرنی سلطنت عثمانیہ کی داب و شکوہ کے منافی تصور کی گئی - حالانکہ یونان کی طرف سے قوت بحری گریٹ کے سمندر میں روانہ کی جاتی اور سپاہ کا خشکی میں اتارنا اور فواد نامی آگبوٹ پر دو گولے مارنے وجوہات مذکورہ کے لحاظ سے اعلان جنگ کرنے کا کلی طور پر استحقاق حاصل ہو گیا تھا -

مگر دول یورپ کی درخواست کرتے اور عام آسایش کے قایم رکھنے کی غرض سے دول یورپ کی تجویز پر معاملات مذکورہ کا حصر کر دیا گیا اسی وجہ سے اعلان جنگ کی ضرورت نہ سمجھی گئی سلطان المعظم نے امور ممکن الوقوع کا تدارک احتیاطاً ضروری سمجھ کے حدود یونان پر سات بریگیڈ کی طیاری اور نقل و حرکت کا حکم صادر فرما دیا اور حدود عثمانیہ کو نہایت مستحکم کر دیا گیا -

ایک طرف دول یورپ فساد کے فرو کرنے کے لئے تدابیر عمل میں لا رہی تھی - دوسری جانب گورنمنٹ یونان حدود عثمانی میں سپاہ پے در پے روانہ کرتی تھی اور مہمات جنگ فراہم کرنے میں مصروف تھی - تیسری جانب کرنل واسوس نے باغیان کریٹ سے مل جل کر ہر قسم کے جرایم کا ارتکاب کرنا شروع کر دیا اور بڑے زور و شور کے ساتھ بغاوت برپا کی ہوئی تھی اور کرنل واسوس نے یہ اور گل کھلایا کہ جس وقت یونانی سپاہ کریٹ میں داخل ہوئی تو اس نے تمام کریٹ میں یہ مشہور کر دیا کہ کریٹ یونانی قبضہ میں داخل کر لیا گیا ہے اور مقام کوینیا اور مناستر سے ایک

اشتہار عام طور سے جاری کیا گیا کہ جزیرہ کریٹ یونانی سلطنت میں لیلیا گیا ہے اور یہاں کے امور انتظامی مطابق
قوانین یونان کے جاری کئے جاوینگے ۔ اور تمام فیصلہ فرال ژورژ یعنی شاہ جارج کے نام فیصیل ہونگے۔
اور اہل اسلام کے حقوق عیسائیوں کے برابر محفوظ کئے جاوینگے غرضکہ کرنل واسوس نے کریٹ میں داخل
ہوکر کریٹ کے قبضے کا پورا یقین دلا دیا۔ عیسائی باشندگان نے جو وحشت اور جہالت میں بہائم
سے کچھ کم نہیں اس اشتہار کو واقعی سچا سمجھ کر جزیرہ کے ہر طرف کے مسلمانوں کے برخلاف سخت
بدامنی پھیلانی شروع کردی۔ اور روز بروز بغاوت کو ترقی ہونے لگی۔ جب یہانتک نوبت پہنچی تو
فلیٹ متفقہ کی طرف سے کینڈیا۔ رسمو۔ استیمہ میں مداخلت کرلی۔ یورپ کے امیر البحروں نے دانیاک
کمانڈر افواج بحری یونان کو اور کرنل واسوس کو بذریعہ اطلاع نامہ کے مطلع کیا کہ ان شہروں کو جو دول
متفقہ کی زیر حفاظت ہونے کے باعث محفوظ ہیں کسی قسم کی مداخلت یونان کی طرف سے نہ کی جاوے
غرضکہ دول یورپ کے امیر البحروں نے بہت کچھ تاکید رانیاک اور واسوس کو کی گئی لیکن کرنل واسوس نے
اسکے جواب میں اطلاع دی کہ مجھ کو شاہ یونان کی طرف سے احکام پہنچ رہے ہیں کہ تمام جزیرہ میں یونانی
مداخلت کی جاوے ۔

اگرچہ دول متفقہ کی فلیٹ نے یونان کے جنگی اگبوٹوں کی نگہداشت پوری طور سے رکھی لیکن جزیرہ
کے اندر ایسے وحشیانہ مظالم کئے گئے کہ جنکے تصور اور خیال سے بھی روح کو صدمہ ہوتا ہے۔

دوکولیس میں اہل اسلام کا عام طور سے قتل عام کیا گیا جسکے بیان کرنے سے جان وجگر سے خون
ٹپکتا ہے قلم کو یارا نہیں کہ لکھ سکے سوائے اسکے کہ وہ خونی آنسو بہاوے۔

دول یورپ کے کانسل اور ایڈمرل اور نیز یورپ کے اخبارات کو بھی بخوبی ثابت ہوگیا کہ اس قتل عام
میں باغیان کریٹ کے علاوہ یونانی بے رحم سپاہ نے مسلمانوں اور ان کے ننھے ننھے بچوں اور عورات
کو بڑی آزادی سے قتل کر ڈالا اور بہت سے مظلوم مسلمانوں کو آگ میں جلا ڈالا۔ یونانی پادریوں نے مسلمانوں
کے شیر خوار بچوں کو گلا گھونٹ گھونٹ کر مار ڈالا۔ اگرچہ کریٹ کے مسلمان جنگ وجدل میں اعلیٰ درجہ
کی مہارت رکھتے ہیں اور باغیان کریٹ انکے سامنے کچھ حقیقت نہیں رکھتے لیکن باغیان کریٹ نے
مسلمانوں کو دھوکہ دے کر مارا۔

اول باغیان کریٹ و یونان نے پوشیدہ طور سے مشورہ کرکے یہ صلاح کی کہ عنصر اسلام کے وجود کو بالکل جزیرہ سے
نیست ونابود کردیا جاوے اور ایسے وقت میں حملہ کیا جاوے کہ کسی مسلمان کو خبر نہو چنانچہ یکایک بیخبری کی
حالت میں باغیان نے حملہ کرکے قتل عام شروع کردیا اور یہ واقعات مقام کستل۔ سادا کینہ۔ استیمہ
دوکولیس میں ہوئے لیکن جس وقت مسلمانوں کو باغیان کریٹ کے حملہ کی خبر ہوجاتی تھی تو وہ بھی اسکے

تصویر نمبر (۱۰۰) پرنس ہوہن لہ امپیریل چانسلر اف جرمنی

تصویر نمبر (۱۰۱)

(مالاکسا) کی جنگی چوکی پر باغیوں کا ہجوم

تصویر نمبر (۱۰۲) باغیان کریٹ کے (حانیہ) کیطرف پیشقدمی کرنے پر عثمانیہ و متفقہ قوت بحری کا ۴۵ منٹ تک آگ برسانا
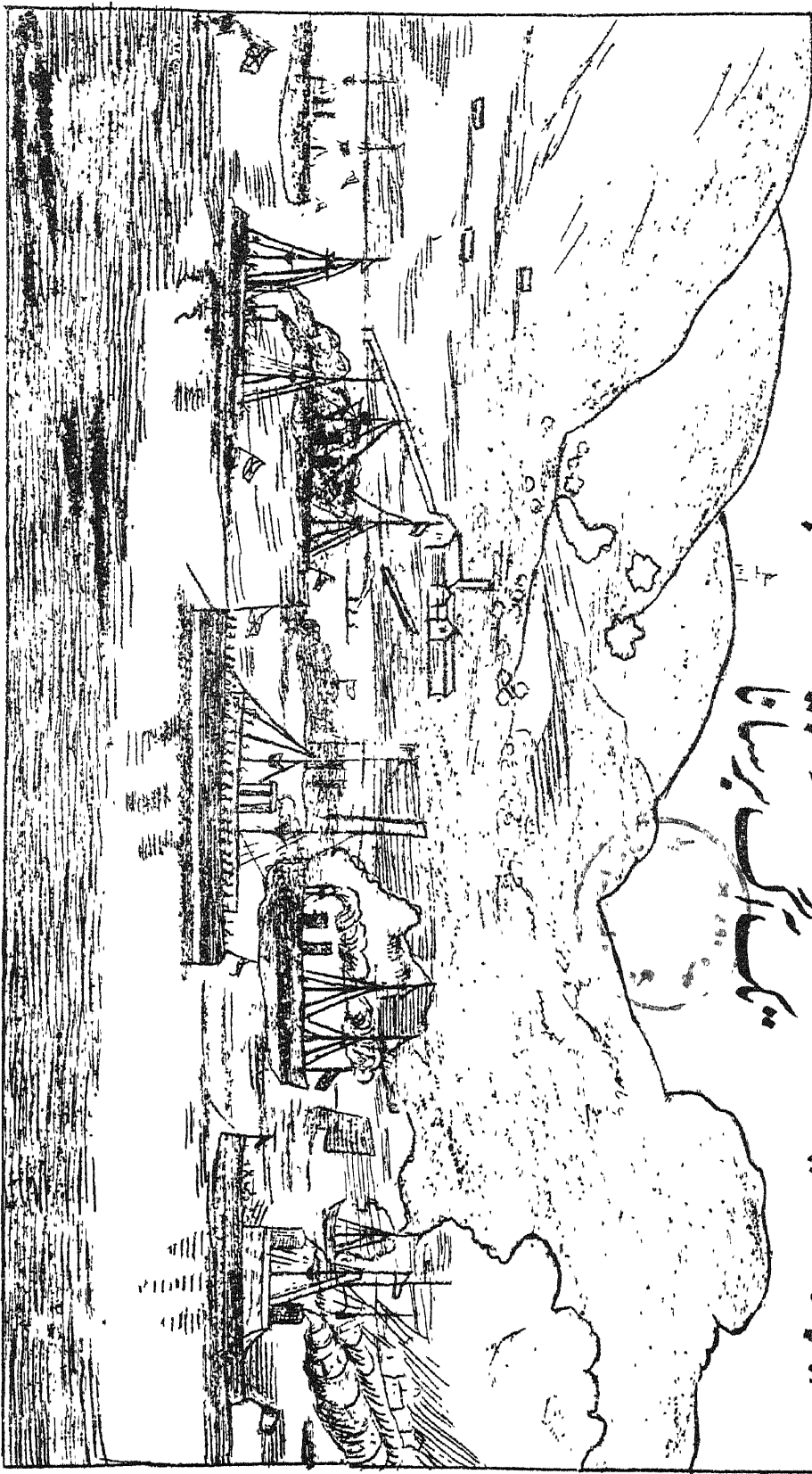
تصویر نمبر (۱۰۳) - حانیہ کے قلعہ میں عثمانی توپخانہ
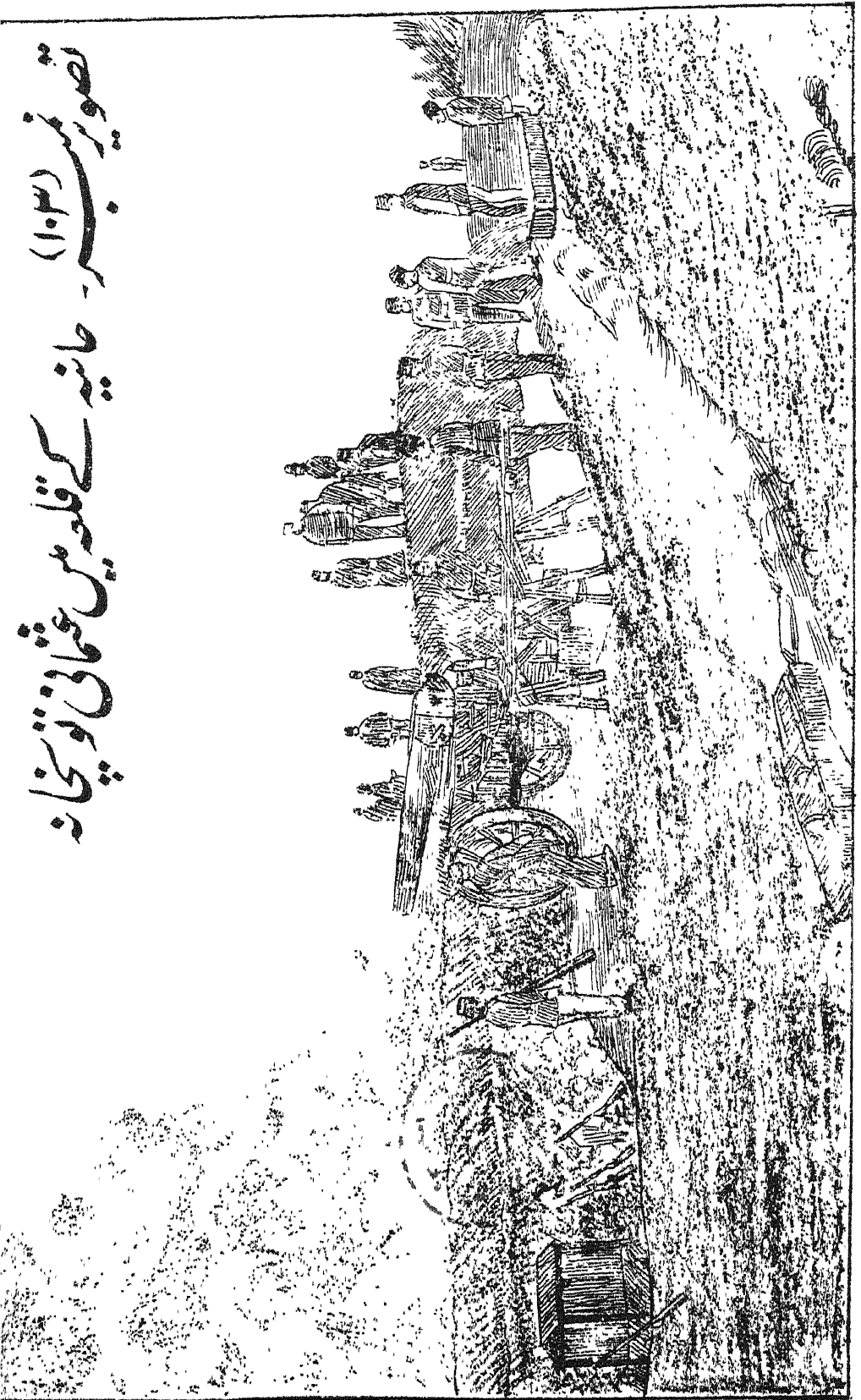
تصویر نمبر (۱۰۴) انگریزی آہن پوش بگردو یا قامپرداون
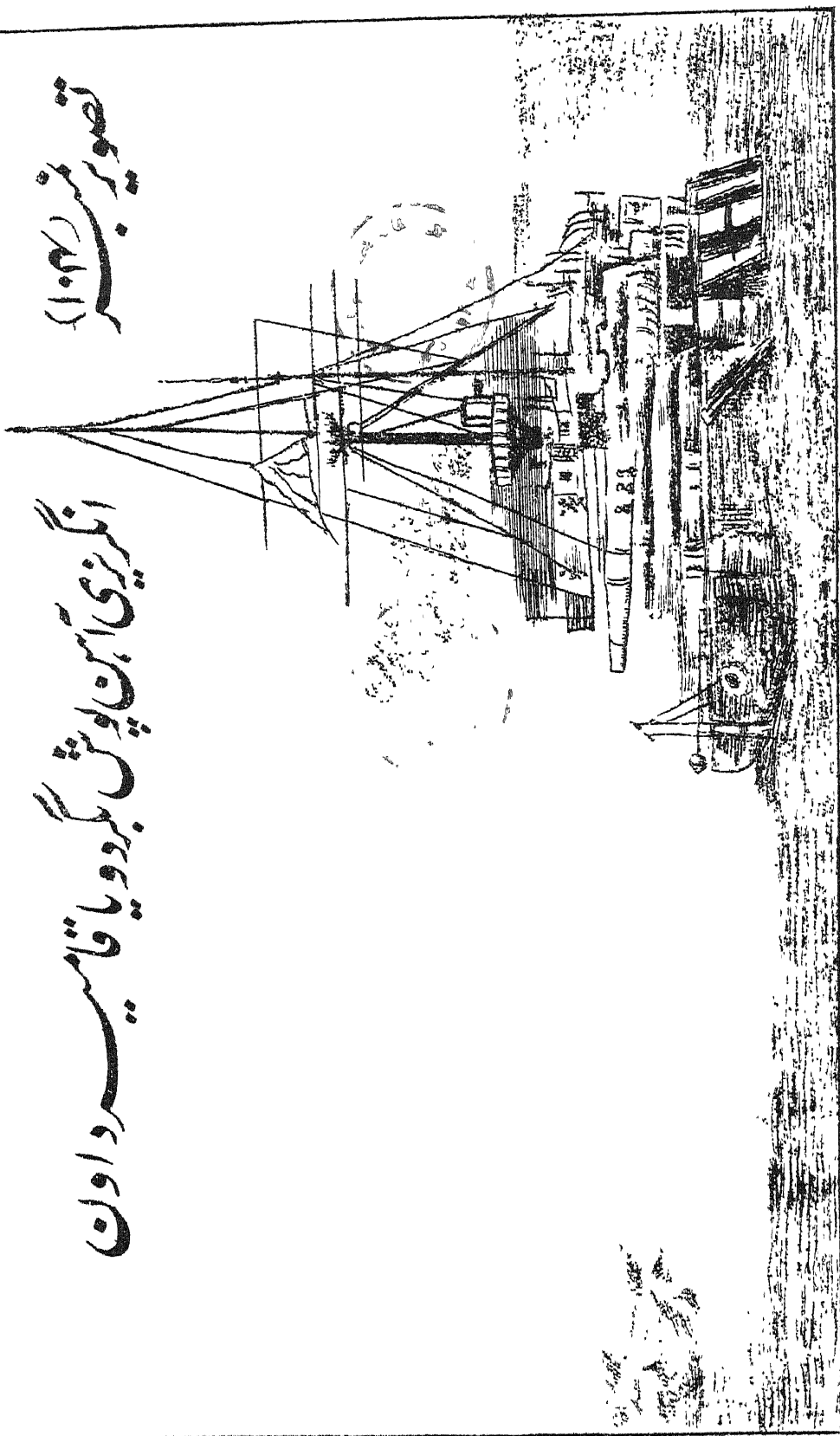
دفعیہ کے لئے ہمہ تن طیار ہو جاتے تھے اور جب آشکارا طور پر نبرد آزما ہوتے تھے تو باغی لوگ نہایت ذلت اور خواری سے بھاگتے تھے اور کسی طرح کامیاب نہ ہوتے تھے۔

کرنل واسوس نے ناچار ہوکر باغیوں کے سرغنوں کو اصول جنگ کے مطابق افسر مقرر کر کے باضابطہ سپاہ کے طور پر مقرر کیا اس وقت باغیوں کی قوت ایک بریگیڈ کی قوت کے برابر ہو گئی تھی۔ لیکن اس طرح پر جنگ کرنے سے سپاہ عثمانی کے بہادرانہ حملہ سے میدان جنگ میں یونانی و باغی تاب جنگ نہ لاسکتے تھے اور فوراً مقابلہ کرتے ہی ادھر ادھر نہایت خواری و ذلت سے منتشر ہو جاتے تھے جب باغی لوگ مقابلہ کی لڑائی سے پائمال ہوئے تو باغیان کریٹ کی امداد میں یونانی بھی شامل ہو کر ڈاکہ زنی کے طور پر حملہ کرنے لگے۔ جب اس میں بھی یونانی کامیاب نہوئے تو اصول جنگ کو پیش نظر رکھ کر یونانی و باغیان کریٹ مالاکشا کے جنگ میں دو بدو ہوگئے۔

ہانیہ کے سطح میدان میں مالاکسا کی بلندی دمدمہ کے طور پر ہے جسکی تصویر ذیل میں دکھائی جاتی ہے (دیکھو تصویر نمبری ۱۰۱)۔ سپاہ یونان اور کریٹ کے باغیان مالاکشا کی چوٹی پر بڑے ہجوم سے جمع ہوئے یہ مقام لڑائی کے لئے نہایت عمدہ تھا مگر مسلمانوں نے نہایت بہادری سے حملہ کیا اور وہ فنون جنگ کام میں لائے کہ یونانیوں اور کریٹیوں کو فاش شکست ہوئی یونانیوں کی اس شکست اور مسلمانوں کی اس فتح پر دول متفقہ کی سپاہ اور امیر البحر وغیرہ عش عش کر گئے۔

۱۲ فروری ۱۸۹۷ء کو نروکور۔ چیقالاردیا۔ عزیزیہ کی سمت کو سپاہ یونان و کریٹی باغیان سراسیمہ ہو کر فرار ہوئے چونکہ مقامات مذکور بطور ایک حد فاصل کے درمیان میں تھے اور ہمیشہ باغی حملہ آور ہوا کرتے تھے۔ لیکن آخری جمعہ میں سپاہ عثمانی نے سپاہ یونان اور کریٹ کے باغیان کو مقامات مذکور پر قبضہ کرنے سے مایوس کر دیا۔ جسوقت یہ جنگ و جدل کی معرکہ ہو رہے تھے دو واقعہ اہل اسلام کے حق میں نہایت خوشی کے ہوئے۔

اول یہ کہ لادریا نامی ایک یونانی اگبوٹ جو اسلحہ و سامان جنگ یونان سے لاد کر کریٹ میں لا رہا تھا متفقہ فیلیٹ نے گرفتار کر لیا۔ دوم ایک بڑا فرقہ باغیوں کا جو زیر انتظام دو یونانی بیرسٹر اور راندرہ اکاکودی نامی سرغنہ باغیان گرینڈ ۱۸۸۹ء کے بندرگاہ ہانیہ کے قریب ایک محفوظ پہاڑی کی چوٹی پر پناہ گزین تھا گروہ باغیان مذکور کی پیش قدمی کرنے پر عثمانی جنگی اگبوٹ اور کارخانہ بحری سے نہایت تیزی کیساتھ آگ برسائی جاتی تھی۔ دول معظمہ کی فیلیٹ نے بھی ۵۰ منٹ تک باغیان مذکور پر گولا باری کی۔ اسوقت کا نقشہ ذیل میں دکھایا جاتا ہے۔ (دیکھو تصویر نمبری ۱۰۲)۔ اگرچہ باغیان مذکور نے بڑے اہتمام سے ہانیہ کی طرف پیش قدمی کرنے کے لئے اکروتوری اور ملاکسا کی چوٹیوں پر اور قلعہ و کارخانہ بحری پر

بڑی بہادری سے حملہ کیا تھا لیکن ناکامیاب ہو کر پسپا ہو گئے ۔

فلیٹ متفقہ کے امیر البحر نے باغیان مذکور کو پیشتر یونانی بادشاہ (جھنڈا) اُٹھا کر اطاعت قبول کرنے کے بارہ میں آگاہ و مطلع کر دیا تھا مگر باغیان نے اس حکم کی سماعت و تعمیل نہ کی فلیٹ متفقہ نے یونانی باغیان مذکورہ پر گولہ باری شروع کر دی تھی ۔ پیشتر سے امیر البحر نے بذریعہ امرال میاؤلیس نامی جنگی اگبوٹ یونانی کمانڈر نے کرنل واسوس کو اپنے قرار داد سے آگاہ کر دیا تھا کہ اگر کرنل واسوس نے تائید پر حملہ کیا تو دول معظمہ کی متفقہ قوت بحری یونان کے جنگی اگبوٹوں پر آگ برسائی جاوے گی ۔

اس جنگ کے متعلق عثمانی کمانڈر بحری کریٹ نے حسب ذیل ٹیلیگرام صیغہ بحری استانبول کی طرف روانہ کیا اور یہ ٹیلیگرام اخبارات میں شائع کیا گیا ۔

کل کے روز بتاریخ ۱۱ فروری رومی مطابق ۲۳ فروری ۱۸۹۷ء باغیوں کے ایک بڑے جرگہ نے اکروتوری ۔ ملاکسا کی چوٹیوں پر اور قلعہ و کارخانہ بحری پر نہایت زور سے حملہ آور ہونے کے سبب کارخانہ بحری اور جنگی عثمانی اگبوٹوں سے پوری طرح پر مقابلہ کیا گیا ۔ خدا کا شکر ہے کہ طرفین سے گولا باری ہوتی رہی لیکن ہمارا نقصان کسی قسم کا نہیں ہوا ۔ باغیان مذکور پسپا کئے گئے ۔ یہاں پر عثمانی توپ خانہ کی تصویر دکھاتے ہیں جو متصل قلعہ تانیہ واقع ہے (دیکھو تصویر نمبر ۱۰۳)

دول معظمہ نے اس خیال سے کہ جزیرہ میں خون ریزی نہو ہر چند یونانیوں اور باغیوں کو سمجھایا اور فہمایش کی لیکن وہ ہرگز باز نہ آئے ۔ اسوجہ سے متفقہ قوت بحری نے بموجب اجازت اپنی اپنی گورنمنٹوں کے اکروطوری کے عیسائی باغیوں پر خانیہ کی طرف سے آگ برسائی ۔ اس موقع پر بگرڈوون یا قامپر داؤن انگریزی آہن پوش جہاز کی تصویر دکھاتے ہیں جس میں بڑی توپ سے آگ برسائی گئی (دیکھو تصویر نمبری ۱۰۴)

اگرچہ یونان کی شورش اور باغیان کی سرکشی کے مقابلہ میں متفقہ قوتوں کا گولہ باری کرنا ایک ادنی درجے کی نمایشی حرکت تھی ۔ لیکن اس لحاظ سے وہ قابل وقعت شمار کی جاتی ہے کہ دول معظمہ کا اتفاق ثابت ہوا اس واقع پر یونان کے اخبارات نے فریاد و فغان مچانا اور اپنی عادت قدیم کے موافق صاف و صریح جھوٹ بکنا شروع کیا کہ بیچارہ عیسائی نیست و نابود ہو رہے ہیں دول معظمہ کے جنگی اگبوٹوں سے ان بیچارے مظلوموں پر گولہ باری کی جاتی مسیح مذہب کے بالکل خلاف ہے ۔

جب ان واقعات کی حقیقت من وعن معلوم ہوئی تو باغیوں کو بیچارے اور مظلوم کہنا کتنا بڑا ظلم و ستم ہے غرضکہ یونانی اخبارات نے باشندگان یونان کو بھڑکانے بھڑکانے آخری درجہ تک پہنچا دیا ۔ بعض باشندگان یونان نے تماشا اور سانگ بھر بھر کر دول معظمہ کی رذیلانہ نمایش ایتھینز اور پیرہ کی گلیوں کی

جب یہ لوگ شاہی محل کے سامنے پہنچے تو فرمانروائے یونان نے بالاخانہ پر چڑھ کر ان کی حرکات کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھ کر حب الوطنی کے بارے میں تقریر بیان کی۔ اسی طرح موسیو ڈلی یانی نے بھی پرجوش اسپیچ میں اپنے خیالات ظاہر کئے۔

یونان کی یہ مصنوعی اور دھوکہ دینے والی صدائیں تمام یوروپ میں سوائے چند فرانسیسی اور چند انگریزی اخبارات کے کسی نے نہ سنیں یونانی اخبارات اس امر کے مدعی تھے کہ اس واقعہ میں ظلم و تعدی کی ابتدا اہل اسلام سے ہوئی۔ ہم اس آشکار ابہتان کی تردید فقط ایڈمرل پوتیہ کے ٹیلیگرام سے جو اس نے سرکاری طور پر وزیر صیغہ خارجیہ فرانس کو روانہ کیا اور زرد دفتر پریس میں مندرج ہے کرتے ہیں اور ایڈمرل پوتیہ یونان کا بڑا خیر خواہ اور دوست ہے۔

دول معظمہ کے کمانڈروں نے بتاریخ ۲۱ فروری ۱۸۹۷ء بذریعہ ٹیلیگرام اپنی اپنی گورنمنٹوں کو اطلاع دیدی تھی کہ جزیرہ میں شورش روز افزوں ترقی پر ہے۔ جب تک قوت بحری سے سپاہ یونان کریٹ اور کریٹ کے سمندر سے نہ نکالی جاوے اور سامان رسد پہنچانے کی ممانعت نہ کی جاوے تب تک جنگ کا روکنا ممکن نہیں۔ ۲۲ فروری کو اہل یونان و باغیان کو بخوبی مطلع کر دیا گیا تھا کہ اپنی ناجائز حرکات سے باز آویں برخلاف اسکے یونانی اور باغی مجتمع ہو کر کارخانہ بحری اور سپاہ عثمانی پر حملہ آور ہوئے۔ جن کو امیر البحروں نے بچشم خود دیکھا جب وہ باز نہ آئے تو فلیٹ متفقہ کی طرف سے سپاہ یونان و باغیان کریٹ پر گولہ باری کی گئی اور جب تک یونانی نشان سرنگون نہ ہوا گولہ باری بند نہ ہوئی۔ اس واقعہ سے پہلے رشیا۔ انگلستان۔ اٹلی کے کانسل مقام سلنہ اور کساموکے اہل اسلام کو جو باغیان کریٹ و باغیان یونان کے محاصرہ میں تھے ان کی خلاصی کے لئے روانہ ہوئے لیکن ناکامیاب ہو کر ۲۲ فروری کو واپس آئے۔ ھانیہ کے اہل اسلام نے ایک عرضداشت دول متفقہ کے امیر البحروں کی خدمت میں بایں مضمون پیش کی کہ سلنہ و کساموکے مسلمان باغیوں کے محاصرہ سے معرض خطر میں ہیں اور تمام مقامات میں غارت گری اور قتل عام کے واقعات باغیان یونان و باغیان کریٹ کی طرف سے وقوع میں آئے اور آرہے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ سلنہ و کساموں کے چار ہزار مسلمان اس طرح سے تلف کر دیئے جائیں۔ اسلئے گذارش ہے کہ دول متفقہ مداخلت کر کے مسلمانوں کی جان بچانے کا تدارک کریں۔ ۲۲ فروری ۱۸۹۷ء

۲۳ فروری ۱۸۹۷ء کو چپکالا ریا۔ مسودہ۔ نروکو دیر باغیوں نے ہجوم کیا۔ اس وقت سپاہ عثمانی نے بغیر کسی نقصان کے نہایت بہادری سے سب کو منتشر کر دیا۔

۲۴ فروری ۱۸۹۷ء کو مسٹر بلیو ٹ انگریزی کانسل نے جو نہایت ہی منصف مزاج تھا دوم اسلئے

بنام کوستی پروتوپوزاکی اور یور یوسر غنہ باغیان۔ پالیوخورا کی طرف روانہ کئے
تاکہ سلنہ اور کساموں کے محاصرہ کو اٹھالیں۔

۲۵ فروری کو دو اگبوٹ عثمانی بندرگاہ کریٹ سے اشیاء خوردنی محصور مسلمانوں کے لئے لیکر کستل اور پالیوخورا کی طرف روانہ ہوئے۔ اثناء واقعات مذکورہ میں دول معظمہ کے امراء البحر نے باشندگان کریٹ کو حسب ذیل اشتہار دیا۔

المان۔ انگلستان۔ آسٹریا۔ فرانس اور اٹلی کے امراء البحر بحیثیت نیابت اپنی اپنی گورنمنٹ کی جانب سے باشندگان جزیرہ کریٹ کو آگاہ کرتے ہیں کہ جب تک مناسب تدبیروں سے معاملات کریٹ طے کئے جاویں۔ دول معظمہ نے ہانیہ۔ بندرگاہ مسودہ۔ رسمو۔ کینڈیا۔ اسپتیہ کو اپنی حمایت میں لے لیا ہے۔ دول متفقہ کا اصلی منشا فقط اس قدر ہے کہ جزیرہ کریٹ میں امن قایم ہو کر اصلاح ہو جاوے۔ دول متفقہ کے ایڈمرل مقامات مذکور میں اسایش اعادہ کرنے کے بارے میں ہر قسم کی دست اندازی کو روکینگے۔ باشندگان کریٹ سے قوی امید ہے کہ اس اطلاع کو قبول و منظور کرینگے اور کسی قسم کی شورش اپنی طبائع میں نہ پیدا کرینگے۔ جس قدر جلدی اس دوستانہ اطلاع کو بخوشی منظور کرینگے اس قدر جلدی معاملات مذکورہ ایسی صورت سے طے کر دئے جاوینگے کہ تمام باشندگان کریٹ خوشنود ہونگے۔

اگرچہ اس اشتہار کے جاری کرنے سے باغیان کریٹ کی حالت رو باصلاح ہونی چاہئے تھی۔ لیکن ایتھنز سے برابر اس کے برخلاف احکام پہنچ رہے تھے جنکا یہ مطلب تھا کہ یورپ کی احکام جو باشندگان کریٹ کو پہنچ رہے ہیں محض بطور نمایش ظاہری کے ہیں۔ دول متفقہ اگرچہ ظاہر میں ہماری مخالفت کریں لیکن باعتبار باطنی ہمارے اور اسکے دل ایک ہی ہیں۔ تم جزیرہ میں جس قسم کی کارروائی کرو اسکے انجام ظاہری کی طرف ہرگز غور نہ کرو۔ بلکہ جزیرہ کریٹ کو یونان کے ساتھ شامل کرنے میں اپنے خیالات اور اپنی کارروائی کو ہرگز ترک نہ کریں۔

جبکہ یونانی کمانڈر نے دول متفقہ کے احکام کی طرف کچھ بھی غور نہ کی۔ تو باغیان کریٹ کی جرئت اور باغیانہ خیالات سے کیا امید ہو سکتی ہے اس وجہ سے امراء البحر کی یہ تدبیر بے سود رہ گئی۔

۲۶ فروری کو مقام لیوادیا میں سپاہ یونان و باغیان کریٹ نے سپاہ عثمانی پر بڑی دلیری سے حملہ کیا اور ثابت قدمی دکھائی مگر بکثرت تلف ہو کر پریشان حالت میں فرار ہو گئے

۲۸ فروری کو کسی قدر عثمانی سپاہ سامان رسد لیکر مقام ہانیہ سے مالاکسا کی جانب جا رہی تھی مقام نروکود اوچو ملکجی کے قریب باغیان و یونان کی سپاہ نے جو گھات میں بیٹھی ہوئی تھی

نکل کر حملہ کیا مقام مالا کسا تک پہنچتے پہنچتے چار ترکی سپاہیوں کو شہید اور ۹ سپاہیوں کو زخمی کر دیا۔

۵ مارچ کی ۸ تاریخ تک اقرہ طوری۔ چیکالاریا اور نزکودر کے نواح میں کریٹ کے باغی اور یونان کے سپاہی لشکر عثمانیہ کی طرف چند بار پیش قدمی کرکے حملہ آور ہوئے لیکن ایک قدم بھی آگے بڑھنے کی مہلت نہ دی گئی اور لشکر عثمانی کا کوئی نقصان مالی یا جانی نہیں ہوا۔ مصیبت زدہ اہل اسلام کے واسطے سلطان المعظم کی طرف سے ساڑھے چار ہزار بستہ (بوریاں) آرد کی کریٹ میں روانہ کی گئیں جو غریب مصیبت زدوں کو تقسیم کیا گیا جنکے مال اور جائداد وغیرہ سب باغیوں نے تباہ برباد کرکے جلا وطنی پر مجبور کئے گئے تھے۔ بارگاہ سلطانی میں اس آٹے کے وصول ہونے پر شکریہ ادا کیا گیا۔ ۹ مارچ ۱۸۹۷ء کو نزدکودر۔ ارتیبرو کی سپاہ عثمانی پر یونان اور باغیان نے ملکر حملہ کیا جو ناکامیاب ہوکر واپس ہوگئے۔

۷ مارچ ۱۸۹۷ء کو عنایت نامی اگبوٹ محصور مسلمانوں کو لیکر کستل سے ہانیہ میں داخل ہوا اور پھر کستل کو واپس گیا۔ اسی تاریخ کو جزیرہ سیلو سے دو آہن پوش جنگی یونانی مع پانچ تارپیڈو کے کریٹ کے دریا میں پہنچنے کی خبر عام طور سے مشہور ہوئی اور یورپ کے متفقہ قوت بحری اور قلعہ عثمانی سے گولہ باری کی طیاری کی گئی۔ یہ معلوم نہیں ہوا کہ یورپ کے امیر البحروں کو کیوں اس قدر اضطراب رہا۔

۹ مارچ ۱۸۹۷ء کو باغیان کریٹ وسپاہ یونان نے ایک بری قوت سے کارخانہ بحری پر ہجوم کیا سفائن آہن پوش کی گولہ باری سے سب منتشر ہوگئے۔ اسی تاریخ میں ایاکریا کی نامی چشمہ سے اٹالین بوٹ پانی لینے کی غرض سے گیا ہوا تھا جب یہ بوٹ ھالپا کے قریب پہنچا باغیوں نے گولیاں مارنی شروع کیں ایک اٹالین سپاہی سخت زخمی ہوا۔ مثل مشہور ہے کہ پانی پیتے ہوئے سانپ بھی نہیں کاٹتا۔ اس سے باغیان کریٹ کا اندازہ معلوم ہوسکتا ہے کہ یہ کس قسم کی مخلوق ہے۔ اٹالین ایڈمرل نے بردباری سے اس حرکت کا کچھ خیال بھی نہیں کیا۔

دول یورپ کی جانب سے ایک نوٹس گورمنٹ یونان کو دیا گیا تھا جسکے جواب دینے کی مدت ۱۶ مارچ تھی میعاد کے گذرنے پر بھی جواب موصول نہ ہوا۔ اس پر دول یورپ کی جانب سے یہ کارروائی ہوئی کہ یونانی کانسل خانہ کا محاصرہ کرکے وائیس کانسل اور تمام اخبارات کے مخبروں کو گرفتار کرکے سب کو اٹالین بوٹ میں سوار کر دیا۔ اور جزیرہ سے باہر نکال دیا۔ اس کارروائی پر یونانیوں کو ایک موقع ہاتھ آگیا۔ اسکا بڑا بھاری شور و غل ہوا۔ تمام عالم کو پریشان کرنے والے۔ اور بے اصل اور ہر قسم کا بہتان اٹھانے والے۔ عام خیالات کو برانگیختہ کرنے والے دراصل یونانی کانسل اور یونانی اخبارات اور اسکی خبر دینے والے نامہ نگار ہیں اس کارروائی کی وجہ سے تمام باغی اور یونانی بھڑک اٹھے۔

لارڈ کرزن کا بیان

فرودزیا کی چوٹیوں پر مقام ابو مایو میں جو عثمانی سپاہ رہتی تھی اس پر ایک رات اور ایک دن متواتر ہجوم کیا گیا۔ دلاوران عثمانی نے نہایت بیباکی سے باغیوں اور یونانیوں کی سرکوبی کرکے پسپا کر دیا گیا جس پر یورپ کی متفقہ قوت نے حیرت کی ساتھ دیکھا ترکوں کے ۳ آدمی زخمی ہوئے اور ایک شہید۔
مسٹر کرزن صاحب بہادر بالقابہ نے ہوس آف کامنز میں ایک سوال کے جواب میں کہا کہ کریٹ کے سفیروں کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ پچھلے ہنگاموں میں پیش دستی عیسائیان کریٹ ہی سے کی تھی۔ نہ کہ مسلمانان کریٹ سے۔

باغیان، یونان و دول یورپ کا غدر

۱۴ فروری کو یونان نے تین جہازوں میں فوج بھر کر کریٹ کو روانہ کر دی جسکے پہنچنے پر باغیان کریٹ نے کینیا کا محاصرہ بڑے زور شور سے کر لیا جسکے خوف سے کریٹ کا عیسائی گورنر اور مانتی نگرو کی سپاہی اور ممالک غیر کے سفیروں نے مع اپنے قبایل کے کینیا کو خالی کرکے بھاگ پڑے اور ممالک غیر کے جنگی جہازوں میں پہنچکر پناہ لی۔ چونکہ باغیوں کا زور شور تھا۔ ایک ترکی جہاز کانڈیا سے باربرداری لیکر جارہا تھا ایک یونانی جنگی جہاز نے توپیں مارکر بندرگاہ کو واپس کر دیا اور کینیا کے قلعے پر بے دھڑک گولہ باری کر دی۔ اسوقت سفیران متعینہ قسطنطنیہ نے طاقتوں کو اطلاع دی کہ کینیا۔ ریٹیمو اور کانڈیا پر مسلمانوں کی حفاظت کے واسطے قبضہ کر لیں مگر کون سنتا تھا آخر کینیا کے محصورین مسلمانوں نے تیج کے وقت قلعہ سے نکل کر عیسائیوں پر حملہ کیا تمام دن لڑائی ہوتی رہی۔ یونان کی فوجیں کینیا کے قریب اُترنے میں کامیاب ہوئیں۔ یونان نے طاقتوں کو صاف صاف کہدیا اور سفیران متعینہ ایتھینز کو بھی اطلاع دیدی کہ وہ کریٹ میں اپنی فوجیں بھیجنے کا سلسلہ برابر جاری رکھیگا اور کپتان واسوس کو بھی شاہ یونان نے تاکیدی حکم دیدیا تھا کہ وہ جزیرہ پر قبضہ کرے باغیوں اور یونان کی فوج نے ملکر قلعہ اعنیا پر حملہ کیا اور اُس قلعہ کو لے لیا اور چار سو مسلمانوں کو جن میں سو ترک بھی تھے گرفتار کر لیا۔ ممالک غیر کے کمانڈروں نے جو کریٹ میں تھے یونانی افسروں کو یہ پیغام دیا کہ کریٹ کے سمندروں کو چھوڑ دیں۔ جسپر کوئی جواب نہیں ملا انگلستان نے اسپر زور دیا کہ کریٹ پھر ترکی سلطنت کے ماتحت نہ دیا جائے تو مسٹر بالفور نے جواب دیا کہ ایسے نازک موقع پر ایسا بیان کرنا یورپ کے اتفاق کو توڑ دیگا۔ جو ترکی سلطنت کو معدومیت سے ایک یورپ کی جنگ عام کے خوف سے بچا ہوا ہے۔ کریٹ میں یونان کی بیباکانہ کارروائی نے عجیب تماشا دکھایا۔ کینیا کی یونانی سفارت پر یونانی جھنڈا چڑہایا گیا لیکن طاقتوں کے اصرار سے پھر اُتار لیا گیا اسوقت ٹائمز نے یہ خبر بھی مشتہر کر دی جو اسکے نامہ نگار نے دارالخلافہ روس سے لکھی تھی کہ روس کی فوج اور جنگی جہاز طیار ہیں کہ قسطنطنیہ میں روس کی طرف سے اگر ضرورت ہو جنگی کام کے واسطے آمادہ رہیں۔ لارڈ سالسبری نے سلطنتوں کو اطلاع دی کہ اگر یونان کے

برخلاف کوئی عمل کیا گیا تو اس سے پہلے کریٹ کی آئندہ حکومت کی نسبت طاقتوں کی رائے کو معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ اور سفارش کرتا ہوں کہ سلیموس کی طرح کریٹ کو بھی خود مختار بنا دیا جائے سلطنت اٹلی نے لارڈ سالسبری کی اس رائے کو پسند کیا اور اسکی تائید کی لیکن شہنشاہ جرمنی نے کریٹ کی آئندہ حکومت کی نسبت خط و کتابت کرنے سے انکار کر دیا لیکن دو شرطوں کے پورا ہونے پر اول یہ کہ کریٹ کا یونان سے کوئی الحاق نہ ہوگا۔ دوئم یہ کہ یونان کو کریٹ خالی کرنا پڑیگا۔ لیکن انگلستان اس امر کا خواہشمند رہا کہ یونان کو کریٹ چھوڑنے پر مجبور کرنے کے واسطے وسائل جائز عمل کرنے چاہئیں اور یونان پر نا مناسب باؤ نہ ڈالنا پڑے کیونکہ انگلستان خوب سمجھے ہوئے تھا کہ یونان نے اپنی طاقت اور مقدور سے بڑھ کر یہ کام کیا ہے۔ اس موقع پر اگر طاقتیں چاہتیں تو یونان کو بہت کچھ ذلیل اور خوار کر سکتی تھیں مگر طاقتوں نے اپنی بے حرمتی پر بھی کچھ خیال نہیں کیا کیونکہ یونان تو وہی بچہ ہے جو یورپ کے دامنوں میں چھپا ہوا ہے اور انھیں کے زعم میں ایک شیر ببر سے مقابلہ کر رہا ہے اور دوسرے مقابلہ کے لئے بڑے زور شور سے سرگرمیاں دکھا رہا ہے۔ اسی غرض سے اس نے مقدونیہ اور تھسلی میں افواج کو بھیجنا شروع کر دیا۔ یونان کو بہت ہی بڑا زعم تھا کہ اس نے علاوہ کریٹ کے تھسلی میں سرحد تک پیر پاؤں پھیلانے شروع کئے۔ چیونٹی کے پر لگے مرنے کو۔

گو کہ سفیروں اور دولتوں کے درمیان کریٹ کی بابت طرح طرح کی تجاویز ایک سے ایک نئی اور انوکھی نکلتی جاتی تھیں مگر باغی اپنی شرارت سے کب باز آتے تھے۔ وہ برابر بیباک ہو کر بغاوت پر تلے ہوئے تھے اور بہت سے مسلمانوں کو تہ تیغ بے دریغ کرتے تھے۔ لیکن سیلنوس نے جو کہ باغیوں کا ایک بڑا سردار تھا باغیوں کو سمجھا کر ایک ہفتہ کے لئے صلح کر لی اور جو تجویزیں یورپ نے تجویز کی تھیں انکو باغیان کریٹ نے منظور کر لیا۔ لیکن یونان نے ان کو بڑا اکسایا اور ان عہد شکنوں نے مسلمانوں کے ساتھ قتل اور غارتگری اختیار کی اور ناحق مسلمانوں کا خون بہایا اس وقت طاقتوں نے کریٹیوں کو بہت کچھ منع کیا مگر وہ کب مانتے تھے آخر طاقتوں کے امیر البحروں نے باغیوں پر گولے برسانے شروع کر دیے جس وقت ستر گولے طاقتوں کی توپوں سے نکل چکے تو یونانی جھنڈا اتار لیا گیا پہلا گولہ انگریزی جہاز سے چلایا گیا صرف ۲۵ منٹ تک گولے چلے تھے کہ یونانی اور باغی لوگ سب بھاگ گئے۔ انگلستان میں جب یہ خبر پہنچی تو اس گولہ زنی پر بڑا شور و غل مچایا گیا۔ اور اسپر بہت کچھ بحث اور مباحثے ہوئے۔ اور کہا گیا کہ عیسائیوں پر عیسائیوں نے کیوں گولے چلائے۔ بعض لوگوں نے اس کو پسند کیا اور بعض نے ناپسند کیا۔ جتنے منہ اتنی باتیں۔ لیکن اس گولہ باری پر باغی بھاگ کر نچلے نہ بیٹھے بلکہ انھوں نے طاقتوں کے سفیروں پر جو مصالحت کے واسطے اڑے ہوئے تھے گولیاں

چنانچہ وہ کینیا کو واپس چلی آئی۔ اسپر باغیوں نے مسلمان قیدیوں کو قتل کر ڈالا اگر مسلمانوں نے بھی کریٹی قیدیوں کو اُن
کے جواب میں قتل کر ڈالا جیسی کرنی ویسی بھرنی۔ اور کئی ایک مقامات کا بھی مسلمانوں نے محاصرہ کر لیا اسی
اثنا میں اور فوج یونان کی کریٹ میں داخل ہوگئی۔ اسپر کریٹ کی خود مختاری کی نسبت آسٹریا کے بیچ بچاؤ
کرنے سے انگلستان اور جرمنی میں اتفاق ہوگیا کہ کریٹ میں عیسائی گورنر رہیگا جو سلطان ٹرکی کی سلطنت
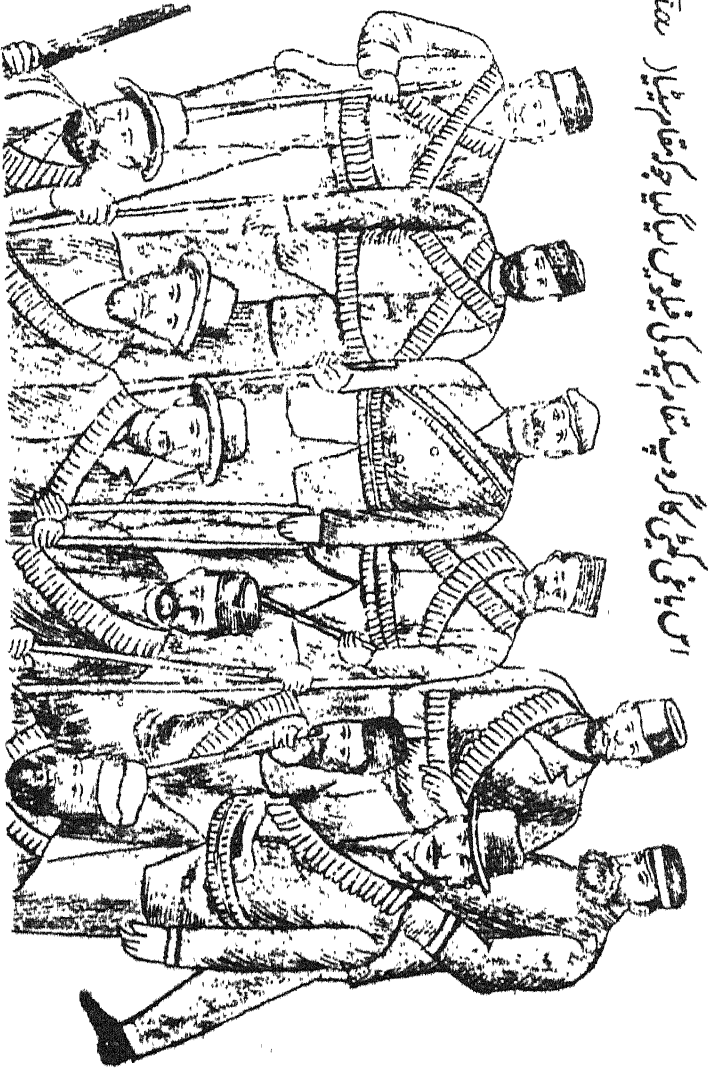
تصویر نمبری ۱۰۵ - باغیان کریٹ کے بعض سرگروہ

اس باغی کمیٹی کا گروپ مقام پیکو کی فیلو میں لیا گیا جو کہ مقام سیٹیا (Sitia) سے ڈھائی میل کے فاصلہ پر ہے۔

کے ماتحت سمجھا جائیگا چنانچہ یہ قرار پایا کہ سلطان المعظم ٹرکی کو اطلاع دی جاوے کہ کریٹ کا انتظام طاقتوں نے

اپنے ہاتھ میں لیلیا ہے۔ لارڈ سالسبری نے ہوس آف لارڈ میں ایک مراسلہ سُنایا جو طاقتوں کو کریٹ کی خود مختاری کی نسبت بھیجا گیا تھا کہ کریٹ ٹرکی سلطنت کی ایک جزو کی صورت میں خود مختار رہیگا۔ ٹرکی اور یونان اگر اطلاع دینے پر اپنی فوجیں کریٹ سے نہ لائیں گے تو طاقتیں زبردستی تعمیل کرائیں گی اور ایک قلیل فوج سلطان کی حکومت اعلیٰ کے اظہار کی شکل میں کریٹ میں رہے گی۔ کریٹ کے باغیوں کی تصویر جو پسکو کی فیلو میں لیگئی (دیکھو تصویر نمبری ۱۰۵ صفحہ ۴۴۔ اس باغی کمیٹی کا گروہ مقام پسکو کی فیلو (Pisko ke Ihelo) میں لیا گیا۔ سیٹیا سے ڈھائی میل کے فاصلہ پر ہے۔ جس پر انگریزی فرانسیسی اور اٹلی کے جہازوں سے ۱۰ مارچ ۱۸۹۷ء کو گولیاں چلائی گئیں جب یونان کے کھلم کھلا ایک فوجی دستہ کرنل واسوس کے زیر کمان اور ایک جنگی بیڑہ پرنس جارج کے ماتحت کریٹ کو روانہ کردیا تو اس وقت زار روس نے جرمنی ۔ اسٹریا اور فرانس کی رضامندی سے یہ تجویز قرار دی کہ روسی سفیر متعینہ ایتھنز کی معرفت ۲ فروری ۱۸۹۷ء کو صاف صاف دو ٹک مطالبہ کیا اور یہ حکم طاقتوں کی طرف سے جاری ہوا کہ یونان تین یوم کے اندر اندر جزیرہ کریٹ سے اپنی بڑی و بحری فوج اور مع دیگر سپاہ کے واپس یونان بلالے اگر اسپر بھی یونان نے کسی طرح سے مزاحمت کی یا اور زیادہ مشکلات کریٹ میں پیدا کریگا یا اپنے خود غرض اور اپنا نفع ڈھونڈھنے والی دوستوں کی اغوا اور اُن کے پھندوں میں آگیا اور ان کی شہ دینے پر اکڑتا رہا تو روس فی الفور جوابی کارروائی شروع کردیگا اور یونانی بندرگاہوں کے بحری محاصرہ کا اعلان کردیگا۔ اس الٹی میٹم کا جس نے یونان پر بڑا گہرا اثر ڈالا ایکم مارچ ۱۸۹۷ء تک کوئی جواب یونان نے نہیں دیا۔ ادہر دول یورپ کے بیڑوں کے امیر البحروں نے ۲۵ فروری کو کریٹ والوں کے نام اعلان شائع کردیا کہ یوروپین افواج نے خونریزی کو روکنے کے لئے قصبات کینیا اور ہرکلیون پر قبضہ کرلیا ہی اور یہ قرار پایا کہ جب تک مسئلہ کریٹ کا قطعی فیصلہ قرار نہ پائے یہ قبضہ قایم رہے گا۔ اس اعلان کا باغیوں نے یونانی بحری کمانڈر ای تاک کی معرفت امیر البحر کانی وارد کو یہ جواب دیا کہ کریٹ اور باب عالی کا باہمی تعلق بالکل منقطع ہوچکا ہے اور کریٹ والے اسکے سواے اور کوئی تصفیہ منظور نہیں کرینگے کہ کریٹ کو یونان کے ساتھ ملحق کردیا جائے اس جواب پر باغیوں کے کئی سرغنوں کے دستخط تھے اسوقت کریٹ میں آتش فساد بدستور تیزی کے ساتھ مشتعل تھی اور جابجا باغیوں اور مسلمانوں میں مٹ بھیڑ ہورہی تھی ۲۸ فروری کو مسلمان باشندے سامان رسد لانے کے لئے نظام فوج کی پناہ میں کینیا سے باہر نکلے باغیوں نے ان پر حملہ کردیا اور لڑائی میں کئی مسلمان اور نظام فوج کے سپاہی شہید ہوگئے اسپر ایک ترکی فرانگیٹ۔ جو بندرگاہ میں موجود تھا باغیوں پر گولہ باری شروع کی مگر وہ صرف تین گولے ہی

چلانے پایا تھا کہ دول اجنبیہ کے امیر البحروں نے اُسے روک دیا۔ اور وہ اس آتش باری سے باز رہا اور مسلمان سامان رسد لیکر جھٹ پٹ شہر کو واپس ہوئے۔ اسی دن باغیوں نے قصبات اکاریا اور نیروکودو کو آگ لگا کر تودہ خاک بنا دیا۔ جب روس کی دھمکی بھی بے اثر رہی تو ٹرکی نے بسرعت تمام جنگ کی طیاریاں شروع کردیں اور یونان تو برسوں سے یہ طیاریاں کر رہا تھا۔ باب عالی نے سالونیکا حکم بھیجا کہ فوج ردیف کی ۲۷ پلٹنیں یونانی سرحد کو روانہ کردی جائیں۔ یہ پلٹنیں ایشیائی علاقہ سے یعنی بحیرہ مارمورا کے یورپین ساحل کے بندرگاہ پر روڈوسٹو کے راستہ سالونیکا قسطنطنیہ ریلوے سٹیشن کے ذریعے سے مقام شورلو پہنچکر وہاں سے یکے بعد دیگرے ایک سو ریلوے ٹرینوں پر سالونیکا جمع ہوتی جاتی تھیں اور پھر وہاں سے ہیڈ کوارٹر میں پہنچتا تھا ہیڈ کوارٹر اور فوج کے قیام کے لئے کمپ بمقام کیلا (قایم کیا گیا یہ قصبہ سالونیکا مناسطر ریلوے کے سٹیشن سودوچ سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر ہے دوسری طرف (اس امر کے حفظ ما تقدم کے لئے کہ کہیں بلگیریا بھی ٹرکی کو یونان کی طرف مشغول دیکھ کر برسر فساد نہ ہو جائے) توپ خانے اور رائفلیں و سامان حرب کی ایک سو گاڑیاں قسطنطنیہ سے ایڈریانوپل بھیجدی گئیں ان انتظاموں کے جواب میں یونانی گورنمنٹ نے ۲۷ فروری سنہ ۱۸۹۱ء و سنہ ۱۸۹۲ء کے ریزرو سپاہیوں کی طلبی کا حکم صادر کردیا۔ یونان نے کئی روز کے بعد دول یورپ کے مراسلہ کا جواب نفی میں دیا اور کہا کہ اپنے بھائیوں کی مدد کرنے کے لئے جدید مفسدوں میں مداخلت کرنا اُسپر فرض عین ہے مزید براں مجوزہ خود مختاری سے اس مسئلہ کا تصفیہ نہیں ہوسکتا کیونکہ اس تجویز کی کامیابی کے لئے مقدم شرط یہ ہے کہ کریٹی بھی اُسے منظور کرلیں اور چونکہ انہوں نے اُسے نامنظور کردیا ہے یونان اُن کے فیصلے کے ساتھ اتفاق کرنے پر پابند ہے یونان نے اس جواب میں یہ بھی لکھا کہ بیڑہ اور فوج کے واپس بلانے پر یقیناً مزید فساد برپا ہو جاوینگے۔ جن کو دیکھ کر یونانی کبھی نچلے نہیں رہ سکیں گے۔

یونان کی اس سفیہانہ کم ظرفی کے برعکس ٹرکی نے دول یورپ کی مشترکہ یادداشت کو صورت حال کی اہمیت پر لحاظ کرکے بلا حجت بتاریخ ۲ مارچ قبول کرلیا اور اس قبولیت کے ساتھ صرف یہ ازدیاد کرنے پر اکتفا کیا کہ اُسے امید ہے کہ کریٹ کی مجوزہ اندرونی خود مختاری کے متعلق دول یورپ کے ساتھ اسکا عنقریب سمجھوتہ ہوسکیگا۔ چونکہ یونان اور ٹرکی میں فوجی طیاریاں بھی بدستور سرگرمی کے ساتھ جاری تھیں فوجی آراستگی کے لئے باربردار سٹیمر لگاتار سامان حرب و رسد اور اسلحہ تھسلی کو پہنچا رہے تھے اور ٹرکی سرحد پر یونانی فوج مستعدی کے ساتھ جمع ہو رہی تھی یونانیوں کی پرجوشی کمال کو پہنچ گئی تھی فرانسیسی مجاہدین کا جو لڑائی میں شامل ہونے کے لئے آئے تھے ایتھنز میں اس جوش و خروش سے

استقبال کیا گیا جو جنوں کی حد تک پہنچ گیا تھا۔ ادہر ترکوں نے اسوقت تک جنوبی البانیا اور ضلع یلم کی چھاونیوں کی فوج کا حصہ کثیر سرحد تھسلی پر بھیجدیا تھا اور سرکاری طور پر ظاہر کیا گیا تھا کہ ۲۰ مارچ تک چالیس ہزار فوج پیدل اور سولہ میدانی باتریاں اور ۴۰ رسالے یونانی سرحد پر جمع ہو جائینگے جنوبی البانیا کی ہین ولایتوں کے باشی بزوقوں کا جو تعداد میں چھ سات ہزار کے درمیان تھے مستقل بالذات علٰحدہ دستہ بنایا گیا اور ان تمام افواج کی اعلیٰ کمان مشیر ادھم پاشا کو تفویض کی گئی دول یورپ بھی اپنے کام میں برابر مشغول تھے انھوں نے (یونان کی بجاے) اب کریٹ کے بحری محاصرہ کا عزم بالجزم کر کے ٹرکی کو اس فیصلہ سے مطلع کیا جسپر یونانی گورنمنٹ نے اپنے جنگی جہاز موسومہ الفیوس اور میوپس کریٹ سے واپس منگوا لیئے یونانی کروزر موسومہ میکالی ۸ ارمارچ کی رات کو اس سے پیشتر پائیرس کو واپس چلا گیا تھا بعد ازاں فرنچ اور اطالین افسروں نے یونانی کیمپ میں جا کر کرنل واسوس کو ۲۴ گھنٹوں کے اندر اپنی فوج کو لے کر جزیرہ سے چلے جانے کا پیغام پہنچایا مگر اس امر کا ابھی کوئی فیصلہ نہ ہوا تھا کہ یونانیونکے چلے جانے کے بعد کریٹ پر کس کا قبضہ رہے کوئی طاقت یہ دردسر خرید نے پر بظاہر تیار نہ دکھائی دیتی تھی۔ اٹلی اور فرانس نے تو اپنے اپنے ملک کی عام راے کے لحاظ سے بالکل کنارہ کشی کر لی تھی اور روس و انگلستان میں سے بھی کوئی آگے بڑھنے پر رضامند نظر نہ آتا تھا نہ گورنر کی تقرر کے لیئے ابھی کوئی باضابطہ تجویز سوچی گئی تھی اور بدامنی کا یہ عالم ہو رہا تھا کہ کینڈیا کے جرمن نایب قونصل نے شکایت کی کہ قونصل خانہ کے عام نشان و علم پارہ پارہ کر دیئے گئے ہیں تصفیہ تنازعہ کے متعلق گفتگو کرنے کے لیئے ۱۹ مارچ کو سرغنہ باغی اطالین امیر البحر کے جہاز پر گئے مگر کوئی فیصلہ نہو سکا اور انہوں نے اندرونی خود مختاری کو قبول کرنے سے انکار کر دیا لیکن اس انکار کے باوجود امیر البحر نے دوسرے دن بازاروں میں اشتہار چسپاں کر کے کینیا میں اس خود مختاری کا اعلان کر دیا کسا موس ریتی مو۔ ھرکلیان اور سیٹیا سے باغیوں کی پشید ستی پر لڑائی ہونے کی خبریں پے درپے موصول ہو رہی تھیں ۱۹ مارچ کی رات کو کینیا کے قرب و جوار میں پھر لڑائی ہوئی جس میں ۵۲ زخمی اور ۹ قتل ہوئے ۱۸ مارچ کو آسٹریا کے تارپیڈو (نساف) وار کروزر سبی نکو نے ایک یونانی جنگی جہاز کو جس نے کریٹ کے ساحل کے قریب اسٹرین جہاز پر گولاباری کی تھی سمندر میں غرق کر دیا مگر اہل جہاز تیر کر ساحل پر پہنچ گئے اور جاں بر ہو گئے۔ (قسمت اچھی تھی)۔

یونان کو جب کریٹ کے بحری محاصرہ کے عزم کی باضابطہ اطلاع دی گئی تو یونانی گورنمنٹ نے سفرا دول متعینہ ایتھنز کے پاس اسکے برخلاف اعتراضی مراسلہ بھیجکر لکھا کہ محاصرہ سے جزیرہ میں سخت قحط پڑ جائیگا کیونکہ فساد کے باعث خود جزیرہ میں کوئی پیداوار نہیں ہوئی اور باشندگان کا

دارومدار صرف باہر کی اجناس پر ہے جن کی درآمد محاصرہ سے رک جائے گی مگر اس کی اس دلیل کا ابطال ان
اسی سے ثابت ہوگیا کہ محاصرہ کے باوجود باغیوں کے دم خم میں کچھ فرق نہ پڑا اور لڑائی برابر جاری رہی۔
۲۳ مارچ کو انہوں نے کینیا کے قریب ترکی بعید کی چوکیوں پر حملہ کر کے بالخصوص گڑھی ملاکسا پر بڑی
سختی سے دھاوا کیا اور اس پر گولہ باری بھی کی جس پر گڑھی کے قلیل التعداد گریسن (مقیم دستہ) کو ۲ آدمیوں کے
شہید و مجروح ہو جانے کے بعد اسے خالی کر دینا پڑا۔ دوسرے دن پھر لڑائی شروع ہو گئی اور تمام دن
ہوتی رہی۔ ترکی نائب امیر البحر ساحی پاشا نے اسی دن ایک ترکی جہاز باربرداری سے
خشکی پر اتر کر جہاز سے جنگی سامان اور گولہ بارود کی بھی کچھ مقدار اتار لی امیر البحر نے باغیوں کے سرغناؤں
کو دول کی مجوزہ خود مختاری سے پھر اطلاع دی مگر انہوں نے تسلیم یا قبول کرنے سے دوبارہ انکار
کر دیا۔ ۲۳ اپریل کو کینیا کے قریب مسلمانوں اور باغیوں میں پھر سخت لڑائی ہوئی جس میں فریقین کو
بہت نقصان پہنچا۔ لڑائی کے بعد دول یورپ کے بحری کمانڈروں نے آئندہ کے قیام
امن کے لئے یہ منصفانہ فیصلہ کیا کہ مسلمانوں کے سرگروہوں کو جزیرہ رہوڈس بھیج دیا یا جلاوطن
کر دیا۔ آسٹرین اگن بوٹ سلینو نے کساموتک ساحل کا دورہ کر کے ان یونانی کشتیوں
کا جو محاصرہ کنندگان سے چوری گذرنے کی کوشش کرتی تھیں تعاقب کرتے رہے۔ محاصرہ کی شدت
سے جزیرہ میں غلہ کا ذخیرہ ختم ہوگیا اور میٹھے پانی کے لانے کے راستے بند ہوگئے جس سے چیچک
اور ٹائیفس بخار نمودار ہوگیا تاہم باغیوں نے یونانی سپاہ کی مدد سے لڑائی کو سختی کے ساتھ جاری
رکھا اور ایتھنز اور یونان کے دیگر قصبات و حصص میں باغیوں کی حمایت اور اعانت کا جوش
روز افزوں ترقی کرتا گیا۔ یہ ادھر یونانی ترکی سرحد پر عنقریب جنگ شروع ہو جانے کی یقینی
علامت — ادھر یونانی اور ترکی سرحد پر فوجیں جمع ہونے لگیں ادھر کریٹ میں اور گل کھلنے لگا۔

کریٹ کے مسلمان پولیس سے انگریزی افسروں کی جنگ و جدل کینیا میں

کیسی آفت یہاں یہ آئی ہے
دوست بھی بن گئے ہیں سب دشمن

مسلمانوں کی بد قسمتی سے علاوہ بغاوت کریٹ کے ایک اور معرکہ آرائی درمیان پولیس کینیا
اور برٹش وغیرہ افسروں کے واقع ہوئی۔ اس کی مجمل کیفیت اس طرح ہے کہ کینیا کی پولیس پر
گویا دول یورپ کے افسر افسر ہو بیٹھے۔ جب ان سے ہر قسم کا کام لیا گیا تو دول یورپ کے

تصویر نمبر (۱۰۹) - طاقتوں کی فوج - روسی - اٹلی - وغیرہ کی مسلمان پولیس پر گولیاں چلا رہے ہیں -
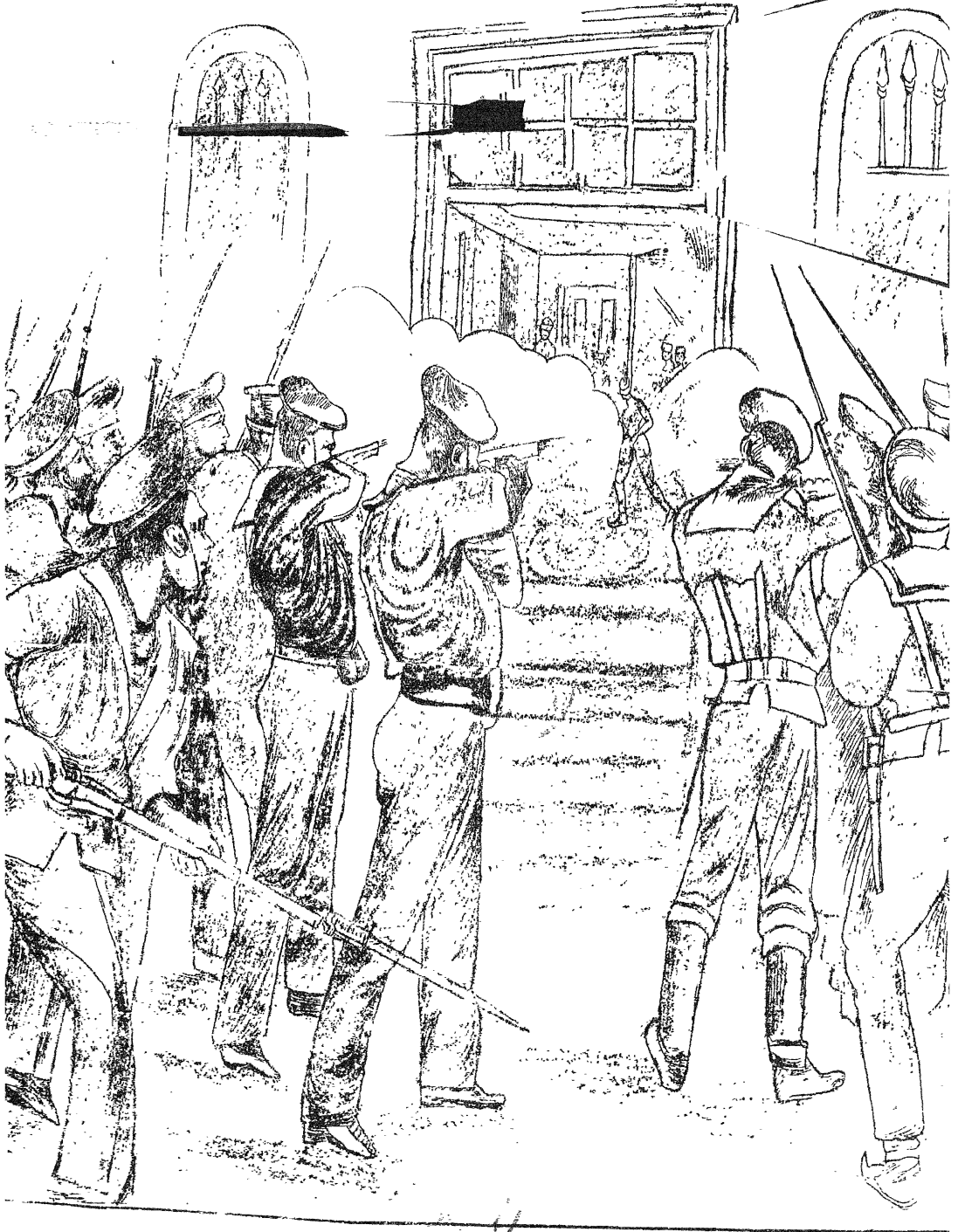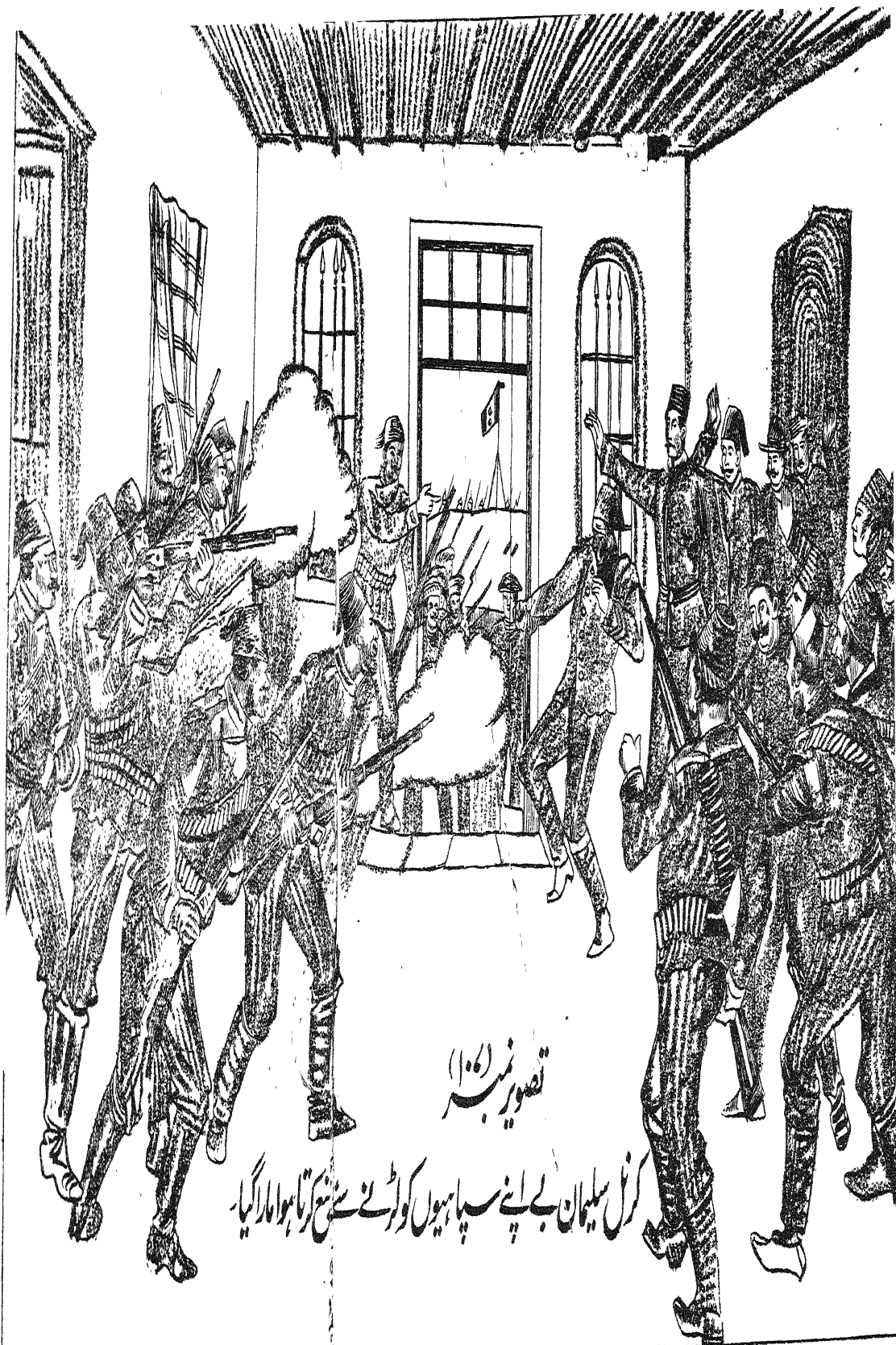
تصویر نمبر (۱۰۷)

کرنل سلیمان بے اپنے سپاہیوں کو لڑنے سے منع کرتا ہوا مارا گیا۔

افسروں سے اس ترکی پولیس کے سپاہیوں نے ۴ مارچ ۱۸۹۷ء کو یہ درخواست پیش کی کہ ترکی مسلمان سپاہیوں کی تنخواہیں بارہ مہینے کی باقی ہیں۔ اس ایک سال کی تنخواہوں کی ادائگی کا انتظام کیا جائے کرنل بور نے تمام مسلمان سپاہیوں کو ایک جگہ جمع ہونے کا حکم دیا اور جمع کر کے انکو صرف تین مہینے کی تنخواہ لینے پر مجبور کیا۔ تمام پولیس کے سپاہیوں نے اس قلیل تنخواہ کے لینے سے انکار کیا۔ کرنل بار نے یہ حال دیکھ کے اسیوقت بحری طاقت کے سپاہیوں اور فوج کو بلا کر ایکدم حکم دیدیا کہ اس مسلمان پولیس سے ہتھیار لے لئے جائیں۔ یہ حکم سنکر پولیس کے سپاہی بھی جب وہ بے ہتھیار ہونے لگے بگڑ بیٹھے۔ اس وقت طاقتوں کی فوج نے ان مظلوموں پر حملہ شروع کر دیا اور طرفین سے معرکہ آرائی شروع ہوگئی اور گولیوں کا مینہ برسنے لگا (اس وقت کی تصویر ذیل میں درج کیجاتی ہے۔ دیکھو تصویر نمبری ۱۰۶) - ایک عرصہ تک یہ لڑائی بڑی چستی کے ساتھ ہوتی رہی اور کرنل بار نے پولیس کے سپاہیوں کو اپنا مطیع فرمان کرنے کی کوشش کی مگر نوبت جنگ و قتال تک پہنچگئی تھی اسلئے بے سود رہے جبکہ گولیوں کی بارش طرفین سے بڑی تیزی کے ساتھ ہو رہی تھی اسوقت کرنل سلیمان بے کو معلوم ہوا کہ یورپ کی طاقتوں اور اُسکی پولیس کے سپاہیوں سے خوب معرکہ آرائی ہو رہی ہے تو سلیمان بے جو کہ مسلمان پولیس کی فوج کا اعلیٰ افسر تھا کسی قدر آدمیوں کو اپنے ہمراہ لیکر اس غرض سے روانہ ہوا کہ اپنے ماتحت سپاہیوں کو سمجھا کر لڑائی بند کرادی اور اس بات کا فیصلہ کرے جسپر یہ ہنگامہ برپا ہوا لیکن جب کرنل سلیمان بے اُس جلتی ہوئی آگ میں داخل ہوا اور اپنی پولیس کو سپاہیوں کو اشاروں سے اور آوازیں دیکر روکتا تھا اور منع کرتا تھا لیکن آتش جنگ شعلہ مار رہی تھی کسی نے کرنل موصوف کی بات نہ سنی اور ان کے اشاروں کی پروانہ کی وہ نہایت بھڑکے ہوئے تھے کہ انہوں نے اندھے ہوکر اپنے افسر سلیمان بے کی طرف بھی حملہ کیا اور سلیمان بے بقول انگریزی اخبارات کی اپنی پولیس کے سپاہیوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ (یہ تصویر جو ذیل میں درج کی جاتی ہے اسی وقت کی ہے جبکہ کرنل سلیمان بے اپنے سپاہیوں کو منع کرتا ہوا مارا گیا۔ دیکھو تصویر نمبری ۱۰۷)

جب کرنل سلیمان بے کے مارے جانے کی خبر پولیس کے سپاہیوں کو پہنچی تو ان کو بہت افسوس ہوا اور باوجود اسکی طاقتوں کی فوج کے آگے گنتی کی پولیس سپاہیوں کی کچھ حقیقت نہیں تھی اس وجہ سے پولیس کے سپاہی اپنے افسر کے مارے جانے سے مخوف ہوکر انہوں نے اپنے آپ کو اپنے دشمن کے حوالے کر دیا اور مغلوب ہوگئے۔ لیکن اس سخت لڑائی میں علاوہ سلیمان بے کے دو اور آدمی مرے اور طرفین میں سے بہت سے اشخاص سخت زخمی ہوئے۔ کرنل بور نے تمام پولیس والوں کو گرفتار

کرلیا اور ان کو سرنا کے قید خانہ میں روانہ کرنے کے وقت اُن سے مخاطب ہو رہے ہیں۔ اس وقت تمام طاقتوں کے افسر وغیرہ موجود تھے۔ جس کی تصویر ذیل میں نمبروار دی جاتی ہے (دیکھو تصویر نمبر ۱۰۸)

(نمبر ۱) میں اٹلی افسر جس کی پوشاک سیاہ تھی لیکن حاشیہ سُرخ تھا اور چھپالی سفید۔

نمبر ۲ میں روسی افسر ہے جو کہ سیاہ اور سُرخ وردی پہنے ہوئے تھا۔

نمبر ۳ میں اٹلی کا امیر البحر

نمبر ۴ میں انگریزی افسر لال کوٹ والا

نمبر ۵ میں روسی ملاحوں کی ایک لین جنکے کپڑے سیاہ اور قمیص نیلی پہنے ہوئے تھے۔

نمبر ۶ میں اٹلی کا ایک ملاح جس کے تمام کپڑے سیاہ تھے۔

نمبر ۷ میں کرنل بور ہے۔

نمبر ۸ میں پولیس کے مسلمان اسیر شدہ قیدی ہیں جنکے مختلف لباس تھے۔

نمبر ۹ میں روسی ملاحوں کی ایک لین جو کہ دیوار پر کھڑے تھے۔

۱۱ مارچ ۱۸۹۷ء کا ٹیلیگرام جو ایتھینز سے ٹائمز کے نامہ نگار نے لکھا تھا مظہر ہے کہ کینڈیا کی مسلمانوں کی رہائی یورپین بحری طاقت کے ذریعے ہوئی وہ ایک بڑی بھاری مصیبت میں تھی اگر یہ بیچارے مسلمان تھوڑی دیر کے لئے باغیوں کے قابو میں رہتے تو ذبح اور قتل اور آگ انہیں بیخ و بنیاد سے اُکھاڑ دیتے۔ کیونکہ سرا۔ کینیا وغیرہ کے مسلمان ایسی بھاری مصیبتوں کا شکار ہو چکے تھے۔ یہ بڑا کام سر بلیو ٹی قونصل سرکار انگلشیہ کے ہاتھ سے ہوا جس نے انسانی ہمدردی میں اپنی جان جوکھوں میں ڈالدی۔ پہلی دفعہ یہ اس غرض کے لئے ... محلہ میں گئے تھے کہ جس جگہ مسلمان جو ذبح کئے جا رہے تھے ان کی مصیبت میں کام آئے۔ اگرچہ روس اور اٹلی کے کانسل وہاں بھی گئے تھے مگر باغیوں نے اُن پر بلا تحاشا بندوقیں سر کردیں جس سے وہ مجبوراً واپس چلے آئے پھر روس اور اٹلی کی کانسل نے دوبارہ جانے سے انکار کر دیا۔ مگر انگلش کانسل سر بلیو ٹی برابر باغیونکے مجمعوں میں جاتے رہے اور اکیلی جان نے کمال ہمت اور شجاعت سے انہیں قید اور قتل سے بچا لیا۔ اس سبب دنیا میں مسٹر البرٹ بلاٹی کی تعریف ہوئی جنکی تصویر ذیل میں درج ہے (دیکھو تصویر نمبر ۱۰۹)

انگلش نامی اخبار نے بھی ایک تار برقی نقل کی تھی کہ اس شہر کے محاصرین کی تعداد ۴ ہزار تھی جو سب مسلح تھے اور اگر وہ چاہتے کہ اس توج کو بھی نابود کردیں جو مسلمانونکے چھوڑانے کے واسطے آئی تھی بیشک وہ ایسا کرسکتے تھے۔ کیونکہ دول یوروپ کی سپاہ نے باغیونکے ساتھ سختی سے برتاؤ نہیں کیا۔ مگر خوش قسمتی سے انھوں نے قیدیوں کو چھوڑ دینا مان لیا۔ مگر مسلمانوں کو انتہا تکلیف پہنچا دیں۔

تصویر نمبری ۱۰۹۔ مسٹر البرٹ بلاٹی سی۔ بی۔ سی ایم۔ جی برٹش کانسل متعینہ کینیا واقعہ جزیرہ کریٹ۔

مسٹر البرٹ نے کریٹ کی پیچیدگیوں کے سلجھانے میں بہت کوشش کی اس وقت انکی عمر ۶۰ سال کی
تھی۔ کریٹ کے مسلمانوں کی بابت ان کی ہمدردی قابل تعریف تھی اور ان ہی کارروائی بلا رد و
رعایت ہوتی رہی۔ موصوف الصدر مسلمانوں کے بڑے خیر خواہ ہیں۔ سنہ ۱۸۴۹ء میں ڈپلومیٹک
خدمت میں داخل ہوئے۔ پھر وہ مکری میں وائس کونسلیٹ کے کلرک ہوئے۔ ایک سال بعد جزیرہ روڈس
میں گئے۔ سنہ ۱۸۵۶ء میں وہیں کانسل بلا تنخواہ رہے۔ سنہ ۱۸۶۳ء میں وائس کانسل شپ میں ملازم ہوئے۔ سنہ ۱۸۷۳ء کو
طرابزون میں وائس کونسل مقرر ہوئے سنہ ۱۸۷۹ء میں طرابزون کی پاشالک کے واسطے کنسل ہوئے۔ پھر سنہ ۱۸۸۳ء میں
طرابزون اور سواس دو نو جگہ کی پاشالک کے واسطے کنسل ہوئے۔ سنہ ۱۸۸۵ء میں کریٹ میں کنسل بنائے
گئے۔ سنہ ۱۸۸۶ء میں سی۔ ایم۔ جی کا خطاب ملا۔ سنہ ۱۸۹۰ء میں سی۔ بی کا خطاب عطا ہوا۔ فقط

ملیو کے عیسائیوں نے ان محصورین کا تعاقب کیا ان پر اور یورپین طاقتوں کے آدمیوں پر آگ برسائی۔ جہاز پر سوار کرانے کے وقت ان پر گولیاں اولوں کی طرح سے برستی تھیں۔ ان ثقہ لوگوں سے جو بچشم خود یہ حال دیکھ رہے تھے وہ کہتے تھے کہ واقعی مسلمانوں کی حالت از حد بدبختی اور طرح طرح کی مصیبتوں اور آفتوں میں گرفتار تھے۔ مسلمانوں کی حالت دیکھ کر جگر پھٹ جاتے تھے اور دل لرز جاتے تھے کیونکہ ان وحشیوں نے پہلے معاہدہ کر کے دھوکا دیا اور یہ کہہ کر کہ ہم انکو کچھ نہیں کہیں گے۔ ایک بارگی ان پر ٹوٹ پڑے اور مویشی غلہ باربرداری وغیرہ کے جانور زبردستی چھین لے گئے اور ان کا قیمتی اسباب بھی لوٹ لیا۔ اسپر بھی قناعت نہ کی۔ ان کے بچے ان کے ہاتھوں سے چھین لئے تا کہ ان کے والدین کے دل جلیں اور بھنیں اور انکو چین سے سانس نہ لینے دیں۔

سینڈرڈ کے نامہ نگار نے خانیہ سے لکھا تھا کہ جب مسلمان خانیہ میں پہنچے تو انہوں نے یورپ کی کانسلوں کی خدمت میں عیسائیوں کی تعدی اور ظلم کی شکایت کی۔ افسوس ہے کہ یورپین لشکر نے جو ان کے چھوڑانے کے لئے گیا تھا کچھ بھی ہاتھ پاؤں نہ ہلائے اور ڈرتے رہے کہ کہیں ہم بھی نہ ساتھ ہی مارے جائیں۔ اگر یہی بات تھی تو کس بر تہ پر تہ پانی کرتے تھے۔ چنانچہ بڑی مصیبت سے سمندر کے کنارہ پہنچے جب وہاں بھی ۳۰ ہزار باغی اپنے وحشی پن سے باز نہ آئے تو یورپین جنگی جہازوں نے ان پر آگ برسائی جس سے ۲۵ باغی مارے گئے اور ۱۷ زخمی ہوئے۔ چونکہ طاقتوں کے افسروں کو بھی باغیوں کی طرف سے خوف تھا اس لئے انہوں نے انگریزی اور فرانسیسی ملاحوں کا پہرہ لگا دیا۔ (دیکھو تصویر نمبری ۱۱۰)

مسلمان محصورین کینڈانا کے پاس دو سو خچریں تھیں جنپر انہوں نے اپنا اسباب لاد رکھا تھا جو سب کی سب راستہ میں لٹ گئیں۔ اور بہت تھوڑا حصہ سمندر کے کنارے پہنچا کیونکہ مفسدین کریٹ نے راستہ میں حملہ کر کے ان مسلمانوں سے سب کچھ لوٹ لیا اور انکو ایسی حالت میں کر دیا جسے ہر ایک کے بہ مقتضائے انسانیت دیکھ کر آنسو بھر آتے ہیں۔

اگرچہ اس وقت کریٹ میں کینیا کے نزدیک ترکی فوج پٹرول کر رہی تھی۔ مگر بہت فاصلہ پر تھی جس کو انگریزی و فرانسیسی ملاح دیکھ رہے تھے۔ ذیل میں ترکی پٹرول کی تصویر ہے (دیکھو تصویر نمبر ۱۱۱)

۵ مارچ ۱۸۹۷ء کو عیسائیوں نے ایک قلعہ پر جہاں ترک محصور تھے حملہ کیا اور یورپین جہاز تماشا دیکھتے رہے۔ حتے کہ یونانی قلعہ میں داخل ہو گئے اور تمام ترکوں کو قتل کر ڈالا اس وقت آسٹریا کے جنگی جہاز سے مسلمانوں پر یہ ظلم و ستم دیکھ کر رہا نہ گیا اور قلعہ پر گولہ باری شروع کر دی

۱ ۔ اٹلی افسر جسکی پوشاک سیاہ ہے لیکن حاشیہ سرخ چھاتی سفید ہے ؛ ۲ ۔ روسی افسر جو کہ سب
ہنے ہوئے ہیں ؛ ۶ ۔ اٹلی کا ایک ملاح جسکے تمام کپڑے سیاہ ہیں ؛ ۷ ۔ کرنل ما

ہ اور سرخ وردی پہنے ہوئے ہیں ؛ ۳ ۔ اٹلی کا امیر البحر ؛ ۴ ۔ انگریزی فسرا/ادالا ؛ ۵ ۔ روسی ملاحوں کی یک پلٹن جنکے کپڑے سیاہ اور قمیض نیلی
ہ ؛ ۸ ۔ قیدیان جن کے پاس مختلف کپڑے ہیں ؛ ۹ ۔ روسی ملاحوں کی جو کہ دیوار ... پر کھڑے ہیں ؛

۹

تصویر نمبر ۸

کینیا میں مسلمان پولیس والونکا ماوت کرنل مار قیدیونکو جیلخانہ
میں اور پھر سمرنا میں جانے سے پہلے انکو مخاطب کر رہا ہے ۔
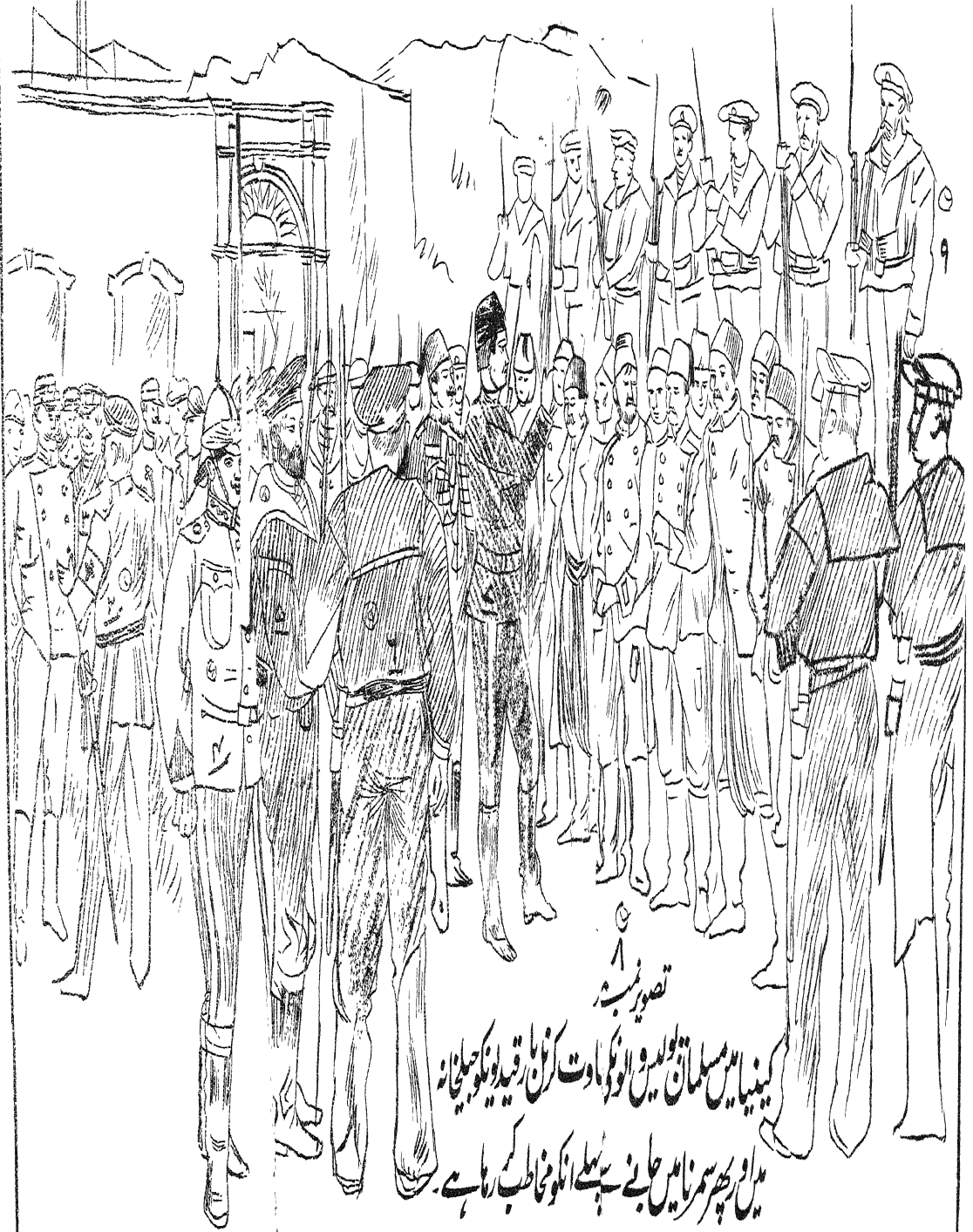
تصویر نمبر (۱۰) انگریزی اور فرانسیسی ملاحوں کا کیمپ اور سوڈا والی سڑک پر (باغیوں کے خوف سے) حفاظت کر رہا ہے ترکی پٹرول کچھ فاصلہ پر ہے

تصویر نمبری ۱۱۱

ترکی فوج کینیا میں پترول کررہی ہے

کچھ دیر کے بعد قلعہ مسمار کردیا گیا صرف ۸ یونانی جیتے بچے مگر غالباً مقتولوں کی تعداد زیادہ تھی کریٹ کے اندرونی حصے میں ۳۰۰ مسلمان باشندے ایک چھوٹے سے قلعے میں گھرے ہوئے تھے ان کو بھی عیسائیوں نے قتل کرڈالا۔

مجبوراً سلطان طاقتوں کے منہ کو دیکھتے تھے اور اس ظلم و ستم پر جو کریٹ میں ہورہا تھا بڑی سختی سے صبر کئے ہوئے بیٹھے رہے اور قسطنطنیہ میں اس رازِ ظالمانہ کو ظاہر نہ ہونے دیا ورنہ مسلمان سلطان اور طاقتوں سے بگڑ جاتے۔

چونکہ طاقتوں سے بغاوت فرو کرنے کا انتظام معقول طور سے ظہور پذیر نہیں ہوا تھا اور مسلمانوں کو طاقتوں کے افسروں نے باغیوں کا جواب دینے سے ہی منع کردیا تھا اور نیز مسلمانوں سے کسیقدر ہتھیار بھی لیلئے تھے اور انہوں نے بموجب کہنے افسرانِ یورپ کے عمل بھی کیا جس سے مسلمانوں کو باغیوں کی تلواروں سے بہت نقصان پہنچا مگر افسوس باغیوں کو بغاوت کرنے سے نہ روکا گیا اگرچہ افسرانِ یورپ نے بظاہر باغیوں کو بغاوت سے منع کیا اور بہت کچھ دھمکایا اور انپر گولہ باری بھی کی مگر یہ تمام کارروایاں نمایشی تھیں ورنہ کیا مجال تھی کہ افسرانِ یورپ سے اور خاصکر افسران دولِ عظام کے کہنے پر باغی سرکشی کرتے؟ وہ تو دولِ یورپ کے ہم مذہب اور ہم قوم تھے اور خاص کریٹ ہی کی ہمدردی اور ہم مذہبی کے واسطے وہاں گئے تھے۔ ان کی طاقت نہ تھی کہ افسران یوروپ کے فرمان سے نافرمان ہوتے۔ سچ ہے ہاتھی کے دانت دکھلانے کے اور ہوتے ہیں اور کھانے

کے اُور ہوتے ہیں سخت افسوس یہ ہُوا کہ نہ تو خود ہی بغاوت فرو کی اور نہ سلطان المعظم کو فرو کرنے دی اور یہانتک نوبت پہنچی کہ جنگ وجدل کا آغاز ٹرکی اور یونان میں ہو گیا - ان واقعات اور اس انتظام سے یوُرپ کی تاریخ میں نہایت ہی بدنما دھبا لگا ہُوا ہے اور سلطان عبد الحمید خانِ ٹرکی کی حلیمی - بردباری اور صبر و تحمل دنیا کی تاریخ میں آفتاب کی طرح روشن رہیگا -

یُورپ کی طاقتوں سے بغاوت تو فرو نہ ہوسکی مگر اُسکو یہ خوب سوجھی کہ حلیم الطبع رحمدل سلطانؒ کی کو اس بات پر مجبور کیا کہ کریٹ میں عیسائی گورنر مقرر ہو اور ٹرکی فوج کو کریٹ سے نکالدیا جائے - علاوہ اسکے کریٹ نے نامہ نگاروں نے جو غیر واقعہ اور من گھڑت خبریں یورپ کے اخبارات میں چھپوا دیں تو ہر سمت سے یعنی ممالک غیر سے مجاہدین کی صورت میں کریٹ کی حمایت کرنے کے واسطے والنٹیر

تصویر نمبری ۱۱۲ - فرنچ والنٹیر و اینی جین پٹیرو پاکس

آنے شروع ہو گئے جنہوں نے مسلمانوں کے تباہ کرنیکا بیڑا اُٹھایا تھا چنانچہ فرانس کے ۳ سو بحری سپاہی کینیا میں اور سیقد رسیتیار میں ۱۲ تاریخ کو اُترے ع این ہم اندر عاشقی بالائے غم ہائے دگر
اس موقع پر ہم صرف ایک فرنچ والنٹیر کی تصویر پیش کرتے ہیں جو کہ بندوق ہاتھوں میں لئے ہوئے

مسلمانوں کے مارنے کے واسطے کریٹ میں داخل ہوا اور ایک بڑھیا عورت سے جو کہ کریٹ کی رہنے والی ہے اور جسکا نام اینی جین پیٹر و پاکس ہے نہ باتیں کر رہا ہے (دیکھو تصویر نمبری ۱۱۲)
بلو بک انگلستان اور زرد دفتر پیرس سے دریافت ہوتا ہے کہ پہلے گورنمنٹ رشیا کی طرف سے یونان کو نوٹس دینے کی تحریک ہو کر لارڈ سالسبری کے خیالات کے مطابق مرتب کی گئی - اس کی تائید واقعات سے بھی ہوتی ہے -
کونٹ موراڈف وزیر خارجیہ رشیا نے کریٹ کے معاملات میں دول یورپ کو اتفاق کرنے کے لئے پہلے بھی مطلع کیا تھا - جس وقت جزیرہ میں امن واسایش قایم کرنے میں ناکامیابی ہوئی تھی - پھر دوبارہ وزیر مذکور رشیا نے دول معظمہ کو ضروری تدبیروں اور مناسب وسایل سے امن قایم کرنے کی طرف توجہ دلائی - اسپر لارڈ سالسبری نے اپنے سفراء انگلستان متعینہ یورپ کو حسب ذیل ٹیلیگرام ۲۴ فروری کو روانہ کیا -
جس سلطنت کے دربار میں آپ سفیر ہیں اُس سلطنت کو مطلع کریں کہ انگلستان کے خیالات کے مطابق حسب ذیل تجویزوں میں دول متفقہ کے خیالات بھی موافق ہونگے -
(اول) - دول متفقہ کی سپاہ کی واپسی اور مداخلت کی انتہا جزیرہ کریٹ میں جدید ضوابط و اصول انتظام کے مرتب کرنے کے بعد ہوگی -
(دویم) جزیرہ کریٹ میں باوجود جدید قوانین انتظامی مقرر ہونے کے جزیرہ مذکور سلطنت عثمانیہ کے ممالک میں داخل رہیگا -
(سویم) دول متفقہ اپنے قرارداد کی اطلاع سلطنت عثمانیہ و گورنمنٹ یونان کو ایک ہی وقت میں دینگے -
(چہارم) دول متفقہ جس وقت چاہے اس وقت سلطنت عثمانیہ و گورنمنٹ یونان کی سپاہ جزیرہ کریٹ سے علیحدہ کر دینگے -
اسکے بعد معاملات کریٹ ہوس آف لارڈ میں پیش ہوئے اس وقت لارڈ سالسبری نے اپنے خیالات اس طرح سے ظاہر کئے کہ سلطنت عثمانیہ کی سپاہ بالفعل کریٹ سے علیحدہ نکیجاویگی بلکہ جس وقت خواہش ہوگی یا جدید قوانین انتظامی مرتب کرتے ہوئے سپاہ عثمانی کی کریٹ سے علیحدہ ہونے کی ضرورت محسوس ہوگی -
مذکورہ بالا دفعات کے بموجب دول متفقہ نے منظور و قبول کر کے اپنے امیر البحروں کے ذریعہ سے ایک اعلان کر دیا جسکو ہم بیان کر چکے ہیں - ۱۰ مارچ ۱۸۹۷ء کو ایتھنز میں ایک

جلسہ ممبران ملکی کا غیر معمولی طور سے منعقد ہوا جس سے عوام کے خیالات میں ایک جوش پیدا ہوا۔
موسیو ڈیلے یانی وزیر اعظم یونان نے کھڑے ہو کر بیان کیا کہ اکرہ تو د کی جنگ کی ابتدا اہل اسلام سے ہوئی ہے اور عیسائیوں کی طرف سے نہیں ہوئی۔ دول معظمہ کے اگبوٹوں نے اکرہ تو د کے عیسائیوں پر جو گولہ باری کی ہے وہ مذہب عیسوی کے برخلاف اور ایک قسم کی وحشیانہ حرکت ہے۔ سامان رسد کی مخالفت کرنی قوانین حقوق دول کے بالکل برخلاف ہے۔ کسی ایڈمرل کو کسی کابینٹ نے گولہ باری کرنے کی اجازت نہیں دی ہے فقط اپنی جانب سے امرالبحر نے یہ کارروائی کی ہے۔ کہ وجوہات مذکورہ کے لحاظ سے گورمنٹ یونان بڑے زور سے پروٹسٹ کریگی۔ وزیر یونان کا یہ صریح جھوٹ ہے جس کی تردید کی بھی ضرورت نہیں۔
۲۸ فروری ۱۸۹۷ء سے یکم مارچ تک یہ نوٹس مرتب ہو کر سفراء دول متفقہ متعین استھینز نے ۲ مارچ ۱۸۹۷ء میں گورنمنٹ کو دیا گیا۔
موجودہ حالت سے یوروپ کی عام آسائش میں خنہ پڑنے کا اندیشہ ہے اور اسکا انتظام و تدارک نہ ہونے سے خطرناک نتیجہ نظر آتا ہے۔ اس وجہ سے سفراء دول متفقہ بموجب احکام اپنی اپنی گورنمنٹوں کے اطلاع دیتے ہیں کہ دول متفقہ نے ذیل کے دو امور پر اتفاق کر لیا ہے۔
اول۔ کریٹ کسی حالت میں گورنمنٹ یونان کو نہ دیا جائیگا۔
دوئم سلطنت عثمانیہ کی فرمانروائی کے حقوق کی حفاظت ہو کر ماتحت حکمرانی سلطنت عثمانیہ کی جداگانہ اور باہمی اتفاق سے جزیرہ کریٹ کا مستقل انتظام کیا جاویگا۔
دول متفقہ کا قرار داد اسی حالت میں جاری ہو سکتا ہے کہ یونان اپنی طاقت بحری و بری کو کریٹ سے واپس کرے۔ لہذا یونان سے امید ہے کہ اپنی کارروائی پر کسی قسم کی ہٹ دھرمی نہ کرے اور قوت بحری و بری کو کریٹ سے طلب کرے۔ اگر یونان کی طرف سے اس قرار داد میں مخالفت ہوگی اور چھ روز کے عرصہ میں سپاہ یونان بحری و بری کو نہ طلب کیا تو دول متفقہ گورنمنٹ یونان کو اس بارہ میں مجبور کرنے کے لئے ضروری تدبیریں کرینگی۔ پھر ہم آگاہ کرتے ہیں اور اپنی اپنی کابینٹ کے احکام کے بموجب پھر مطلع کرتے ہیں۔
سفراء دول متفقہ متعینہ استنبول نے اس نوٹس کی دوسری نقل بذریعہ بارون دوکالیس سفیر آسٹریا جو باعتبار قدیمی خدمات سفارت کے تمام سفیروں سے استحقاق نوٹس مذکور کے پیش کرنے کا رکھتا تھا ۴ مارچ کو باب عالی میں پہنچکر پیش کر دیا۔
مسٹر کرزن صاحب بہادر بالقابہ سکرٹری وزیر خارجیہ انگلستان نے ہوس آف کامنز

میں جزیرہ کریٹ کے سوالات کے جواب میں بیان کیا کہ ایک سال کا عرصہ ہوا کہ جب کریٹ میں بغاوت ہوئی تھی تو دول یورپ کریٹ میں امن قایم کرنے کی متکفل ہوگئی تھی۔ آج جو کریٹ کی اصلاح کے متعلق دول یورپ کی طرف سے کوشش ہو رہی ہے اُسکے تکفیل اور ذمہ داری کی وجہ سے ہو رہی ہے۔ اس سے پہلے جو کریٹ کے سمندر میں جنگی اگبوٹ بغرض حفاظت انگلستان کی طرف سے روانہ کئے گئے تھے۔ اس زمانہ سے آجتک وہاں کی حالت قابل اطمینان نہیں ہے۔ یہ امر قابل تسلیم ہے کہ اس نازک حالت کے باعث سپاہ اور جنگی اگبوٹ انگلستان نے روانہ کئے ہیں اس باب میں انگلستان کی پالیسی کی بنا دو ضروری امور پر ہے۔ اوّل یہ کہ بقیہ دول یورپ کے ساتھ متفق ہوکر اپنے فرض منصبی ادا کرنے میں ثابت قدم رہنا۔ دویم یہ کہ کریٹ میں امن قایم کر کے آیندہ کے لئے رفاہ عام کی کوئی معقول صورت نکالنی۔ اس پالیسی میں کسی قسم کا خلل واقع نہیں ہوا ہے۔ لارڈ سالسبری کے خیالات کے بموجب دول معظمہ کی طرف سے انگلستان کو اطلاع دی گئی ہے جہانتک حالت موجودہ دیکھی جاتی ہے اسکے لحاظ سے جزیرہ کریٹ کسی صورت سے یونان کو دیا جانا ممکن نہیں ہے۔

اسپر مسٹر بالفور نے حسب ذیل تقریر بیان کی۔ اگرچہ دول یورپ کا اس معاملہ میں متحد ہو جانا کسیقدر غیر ممکن ہے لیکن انگلستان کے علحدہ ہو جانیسے سلطنت عثمانیہ کی کوششیں بے نتیجہ رہجاوینگی یوروپ میں کوئی سیاسی شخص ایسا نہیں ہے کہ جو یورپ کی عام صلاح اور عام آسایش برقرار رکھنے کی اسباب اتفاق دول کے علاوہ دوسرے اسباب سے خیال کرسکتا ہو۔ کریٹ یونان کو ہرگز نہ دیا جاویگا۔ موجودہ حالت کی خرابی سے ممالک عثمانیہ میں خرابی پڑنے کا سخت اندیشہ تھا۔ اس قسم کے خطروں کا تدارک کرنے کے لئے دول یوروپ کے اتفاق میں انگلستان کا شامل ہو جانا باعث مسرت ہے اب یونان کو بخوبی دریافت کرلینا چاہئے کہ کریٹ کو خالی کرنا پڑیگا۔

فیفارو اخبار کے نامہ نگار مقیم ایتھینز (اتھنیس) نے موسیو ڈلی یانی وزیر اعظم یونان سے اثنا ملاقات میں دریافت کیا کہ گورنمنٹ یونان دول متفقہ کے نوٹس دینے کی وجہ سے اپنی پالیسی کو تبدیل کریگی یا نہیں موسیو ڈلی یانی نے جواب دیا کہ ہرگز نہیں بدلینگے۔ نامہ نگار کو اس جواب سے تعجب ہوا۔ نامہ نگار نے متعجب ہو کر ڈلی یانی سے کہا۔ کیا آپ کو یہ خیال ہے کہ دول متفقہ کسی طرح کا جبر یونان پر نہ کرینگی ـ موسیو ڈلی یانی البتہ دول متفقہ جبر بھی کرسکتے ہیں نامہ نگار کو اور زیادہ حیرت ہوئی موسیو ڈلی یانی دول متفقہ کی طرف سے قوت جبریہ کا استعمال یونان پر کئے جانے یا نہ کئے جانے کے باب میں آپ کا کیا خیال ہے نامہ نگار مجھے اس سوال کے جواب دینے میں ہرگز قابلیت نہیں ہے۔ موسیو ڈلی یانی نے کسی قدر تامل کرنے

میں جزیرہ کریٹ کے سوالات کے جواب میں بیان کیا کہ ایک سال کا عرصہ ہوا کہ جب کریٹ میں بغاوت ہوئی تھی تو دول یورپ کریٹ میں امن قایم کرنے کی متکفل ہوگئی تھی۔ آج جو کریٹ کی اصلاح کے متعلق دول یورپ کی طرف سے کوشش ہو رہی ہے اُسے تکمیل اور ذمہ داری کی وجہ سے ہو رہی ہے۔ اس سے پہلے جو کریٹ کے سمندر میں جنگی اگبوٹ بغرض حفاظت انگلستان کی طرف سے روانہ کئے گئے تھے۔ اس زمانہ سے آجتک وہاں کی حالت قابل اطمینان نہیں ہے۔ یہ امر قابل تسلیم ہے کہ اس نازک حالت کے باعث سپاہ اور جنگی اگبوٹ انگلستان نے روانہ کئے ہیں اس باب میں انگلستان کی پالیسی کی بناء دو ضروری امور پر ہے۔ اوّل یہ کہ بقیہ دول یورپ کے ساتھ متفق ہو کر اپنے فرض منصبی ادا کرنے میں ثابت قدم رہنا۔ دوئم یہ کہ کریٹ میں امن قایم کرکے آئندہ کے لیئے رفاہ عام کی کوئی معقول صورت نکالنی۔ اس پالیسی میں کسی قسم کا خلل واقع نہیں ہوا ہے۔ لارڈ سالسبری کے خیالات کے بموجب دول معظمہ کی طرف سے انگلستان کو اطلاع دی گئی ہے جہانتک حالت موجودہ دیکھی جاتی ہے اسکے لحاظ سے جزیرہ کریٹ کسی صورت سے یونان کو دیا جانا ممکن نہیں ہے۔

اسپر مسٹر بالفور نے حسب ذیل تقریر بیان کی۔ اگرچہ دول یورپ کا اس معاملہ میں متحد ہوجانا کسیقدر غیر مکمل ہے لیکن انگلستان کے علحدہ ہوجانیسے سلطنت عثمانیہ کی کوششیں بے نتیجہ رہجاوینگی یوروپ میں کوئی سیاسی شخص ایسا نہیں ہے کہ جو یورپ کی عام صلاح اور عام آسایش برقرار رکھنے کی اسباب اتفاق دول کے علاوہ دوسرے اسباب سے خیال کرسکتا ہو۔ کریٹ یونان کو ہرگز نہ دیا جاویگا۔ موجودہ حالت کی خرابی سے ممالک عثمانیہ میں خرابی پڑنے کا سخت اندیشہ تھا۔ اس قسم کے خطروں کا تدارک کرنے کے لیئے دول یوروپ کے اتفاق میں انگلستان کا شامل ہوجانا باعث مسرت ہے۔ اب یونان کو بخوبی دریافت کرلینا چاہیئے کہ کریٹ کو خالی کرنا پڑیگا۔

فیگارو اخبار کے نامہ نگار مقیم ایتھینز (ایتھنیس) نے موسیو ڈلی یانی وزیر اعظم یونان سے اثنا ملاقات میں دریافت کیا کہ گورنمنٹ یونان دول متفقہ کے نوٹس دینے کی وجہ سے اپنی پالیسی کو تبدیل کریگی یا نہیں موسیو ڈلی یانی نے جواب دیا کہ ہرگز نہیں بدلنے کی۔ نامہ نگار کو اس جواب سے تعجب ہوا۔ نامہ نگار نے متعجب ہوکر ڈلی یانی سے کہا۔ کیا آپ کو یہ خیال ہے کہ دول متفقہ کسی طرح کا جبر یونان پر نہ کرینگی۔ موسیو ڈلی یانی البتہ دول متفقہ جبر بھی کرسکتے ہیں نامہ نگار کو اور زیادہ حیرت ہوئی موسیو ڈلی یانی دول متفقہ کی طرف سے قوت جبریہ کا استعمال یونان پر کئے جانے یا نہ کئے جانے کے باب میں آپ کا کیا خیال ہے نامہ نگار مجھے اس سوال کے جواب دینے میں ہرگز قابلیت نہیں ہے۔ موسیو ڈلی یانی نے کسی قدر تامل کرکے

کے بعد کہا یہ جو میں نے آپ سے کہا ہے۔اس سے میری غرض یہ نہیں ہے کہ گورنمنٹ یونان کا عزم کیا ہے لیکن اسقدر ضرور ہے کہ اگر کسی وجہ سے جنگ ہوا تو اس میں شک نہیں ہے کہ تمام یورپ میں سرایت ہوکر عالمگیر جنگ ہوجاویگا۔

دول متفقہ کے نوٹس کا جواب سلطنت عثمانیہ کی طرف سے حسب ذیل دیا گیا۔

سفراء دول معظمہ نے ۴ مارچ ۱۸۹۷ء کے نوٹس میں یہ ظاہر کیا تھا کہ جب یونان کی سپاہ جزیرہ کو خالی کردیگی تو سپاہ عثمانی ان قلعجات میں جن میں دول معظمہ کی سپاہ رہتی ہے منتقل کی جانی واجب سے ہے سفراء دول معظمہ کو کلی طور سے آگاہی ہورہی ہے کہ جب سے واقعات کریٹ شروع ہوئے ہیں اس زمانہ سے آجتک عام صلح قایم رکھنے میں دول معظمہ کی خالصانہ خواہش کے مطابق تمام امور میں واقفیت کی جاتی ہے۔ آجتک سفراء دول معظمہ کے قرارداد کے بموجب جیسا کہ حالیہ عہدنامہ کی شرایط اور اصلاحات منظور اور قبول کی گئی بالفعل جزیرہ کریٹ میں مستقل انتظام تجویز کیا جانا قبول ہے۔لیکن جو مستقل انتظام تجویز ہوگا وہ سلطنت عثمانیہ اور سفراء دول معظمہ میں بحث ہوکر باہمی قرارداد سے دستور العمل تسلیم کیا جاویگا۔ دیگر یہ کہ یونان کی سپاہ اور قوت بحری نکلنے کے بعد سپاہ عثمانی کے قلعجات کی طرف منتقل کرنے میں سفراء دول کے ساتھ باہمی مشورہ ہوکر قلعجات مذکورہ میں بھیجی جاویگی۔ یہ کارروائی اس وقت ہوگی جب اسکا وقت آویگا۔ ۱۴ مارچ ۱۸۹۷ء

سلطنت ٹرکی کا یہ جواب کابینیٹ جلسوں میں وقار کی نظر سے دیکھکر منظور ہوا۔ گورنمنٹ یونان کا جواب جو ہر ایک لحاظ سے منتظم طور پر مرتب نہیں کیا گیا تھا اسپر نکتہ چینی کی گئی جو ذیل میں تحریر کیا جاتا ہے۔

"دول معظمہ نے متحد ہوکر جو نوٹس روانہ کیا ہے اسکے مضمون کو نہایت غور سے دیکھا۔ جو قرارداد کریٹ کی بابت ہوا ہے اس سے نہایت خراب نتیجے پیدا ہونگے اس وجہ سے جواب دینے میں شتابی کی جاتی ہے۔ جہانتک خیال کیا جاتا ہے بارہا تجربہ ہوچکا ہے وہ امر عرض کیا جاتا ہے گورنمنٹ یونان نے بیشتر دول معظمہ کے خیالات کی طرف جو صلح عمومی اور عام آسایش قایم رکھنے کے بارے میں ہیں نہایت غور کیا۔ خود گورنمنٹ یونان بھی انتہا درجہ کی صلح برقرار رکھنے میں باوجود ساعی ہونے کے طرح طرح کی مصیبت سے باشندگان جزیرہ کریٹ کو چھڑائیگی۔ باشندگان کریٹ کو حیثیت عرض منصبی اپنے کے نیست و نابود ہونے سے بچاویگی۔ جس طرح پہلے مختلف طور پر کریٹ کے انتظام میں تغیر و تبدل کرنے سے امن قایم ہوا اس طرح بالفعل جدید مستقل انتظام کرنے سے بھی جزیرہ کی حالتیں اصلاح نہ ہوگی۔ جزیرہ میں بغاوت ہمیشہ سے ہوتی رہتی ہے۔ یہانتک کہ اب ویران اور کھنڈر ہوگیا ہے۔

گورنمنٹ یونان کے مسلمات سے یہ امر ہو رہا ہے کہ مستقل جدید انتظام سے آئندہ کو بغاوت فرو نہ ہونے کے علاوہ اسایش اعادہ کرنے میں بھی ہر طرح سے ناکامیابی رہے گی۔ بغاوت جزیرہ کو ویران کر دیگی اور بیچارے باشندگان کریٹ (عیسائی) ستمگر متعصب قوم کی شمشیر قہر سے ہلاک ہو جاوینگے۔

دول معظمہ نے جب یہ یونان کا جواب دیکھا نہایت افسوس ظاہر کر کے ازسرنو باہمی گفتگو کرنی شروع کی۔ اس گفتگو کے نتیجہ کا انتظار نہایت بےصبری سے عام طور پر کیا جاتا تھا۔

یونان نے فریب دہی۔ دھوکہ بازی کو اپنا وسیلہ اختیار کر کے یہ شائع کیا کہ اگر دول معظمہ نے طاقت جبری سے دست اندازی کی تو جزیرہ نما بلقان میں سخت شورش پھیل کر آگ بھڑک جاویگی۔ اور حدود عثمانی میں فوراً جنگ شروع کی جاویگی۔ رہزنوں کے بڑے بڑے مسلح جرگے حدود عثمانی میں داخل ہو کر بدامنی پھیلانے کے لئے آمادہ ہو رہے ہیں۔ سلونیکا اور اسکوب کے درمیان دار داد کا پل ڈاکوں کے توڑ دینے سے وہ عثمانی ٹرین ریل جس میں اسباب جنگ بھرا ہوا تھا دریا میں جا پڑی۔ یونان نے بہت سی اسی قسم کی جھوٹ اور بیہودہ لغو خبریں شائع کیں۔ گورنمنٹ یونان اس اندیشے سے کہ مبادا ایمپیرر ولیم کی تجویز کے موافق یونان کا محاصرہ نہ کیا جاوے اسلئے بندرگاہ پیرہ سے علوص کی طرف سامان رسد و لوازمات جنگ بڑی سرگرمی سے روانہ کرتی رہی۔

ایتھینز کی سڑکوں اور گلیوں میں آٹھ فرنک یعنی سوا پانچ پانچ روپیہ میں ایک ایک بندوق مع کارتوس اور چھرو نکے عام طور سے نیلام کی گئی۔ اور ہتھیاروں کو گاڑیوں میں بھر کر ہر گلی کوچہ میں گشت کرتے تھے۔ ایک جانب سے ممبران انتکی اتریا کمیٹی بڑی کوشش سے فساد کرانے میں سعی کرتے تھے۔ گورنمنٹ یونان نے اپنے برادران مسیحی کو مصیبت سے بچانے اور حمایت کرنے کے لئے مسلح ہو کر اور آخری درجہ تک کمر بستہ رہنے کے لئے اشتہارات شایع کئے گئے۔ اگرچہ یونان اور اتریا کمیٹی نے جزیرہ نما بلقان کے لوگوں کو بھڑکانے میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا لیکن جزیرہ نما بلقان کی سلطنتیں سب کی سب متفق ہو گئیں کہ یونان کا ساتھ کسی حالت میں بھی نہ دیا جائے۔

سلطنت عثمانیہ کی باتدبیروں کا نتیجہ جزیرہ نما بلقان میں صاف طور پر ظاہر ہو گیا تھا اگرچہ سرکاری طور پر بلقان میں امن قایم ہونے کی تصدیق ہو گئی تھی۔ تاہم دول متفقہ نے قطعی طور پر قرار نہیں دیا تھا۔ کریٹ میں آسایش اعادہ کرنے کے واسطے چھ سو۔ چھ سو بحری سپاہیوں کا ایک ایک دستہ دول متفقہ کی طرف سے اور اضافہ کیا گیا۔ اگرچہ قوت متفقہ نے کریٹ کی شورش کا انسداد کرنے کی غرض سے کریٹ کے تمام بندرگاہوں کا محاصرہ کیا۔ اس محاصرہ سے یہ نتیجہ نکلنا لازمی تھا کہ یونان کی سپاہ اور کریٹ کے باغی دول متفقہ کے تابع فرمان ہو کر ہتھیار ڈال دیتے اور اطاعت قبول کر لیتے۔ لیکن

اس محاصرہ سے کریٹیوں اور یونانیوں میں زیادہ شورش اور برانگیختگی پیدا ہوگئی چنانچہ ۱۲ مارچ ۱۸۹۷ء کو رات کے وقت بڑے زور شور سے ملاکسا کے قلعہ کا محاصرہ کرلیا گیا اور اسکے دوسرے روز اُس سپاہ پر جو اس قلعہ کے لئے سامان رسد لا رہی تھی بڑی تیزی سے حملہ کیا اور دو سپاہیوں کو شہید اور دو کو زخمی کر ڈالا اور یہ محصور سپاہ جو تعداد میں ۴۵ کس تھی دول متفقہ کی سپاہ کی امداد سے معلوم نہیں کہ کیوں محروم رہے۔ یورپ کے انتظامی اراکین میں سے ایک شخص جسکا نام ظاہر کرنا ضروری نہیں۔ ان واقعات کی خبریں آتشین شیشہ چمکا کر اشارات یعنے سگنیلنگ کے ذریعے سے دیتا رہا اور اسی شخص نے سپاہ یونان اور باغیان کو پیشتر ہی سے رسد پہنچانیکے وقت کی خبر دیدی تھی۔

۲۳ مارچ ۱۸۹۷ء کو فرنچ کی سپاہ اور ۲۳ مارچ کو برٹش کی سپاہ بحری جو اضافہ کی گئی تھی ھانیہ میں پہنچ گئی۔ ۲ اپریل ۱۸۹۷ء کو ایک جدید بھاری توپخانہ اور ۱۰۰ توپچی برٹن کلاں کے کریٹ کو روانہ ہوئے۔ ناظرین کی دلچسپی کے لئے برٹش فوج کی تصویر پیش نظر کی جاتی ہے جو دلچسپی سے خالی نہیں (دیکھو تصویر نمبری ۱۱۳) یہ سپاہ ایسے وقت میں پہنچی تھی جبکہ ملاکسا کے قلعہ کی طرف سامان رسد جا رہا تھا اور مقام پلاتانیا میں سپاہ یونان و باغیان کریٹ قابض ہو رہے تھے انہوں نے یکایک ملاکسا کے قلعے پر حملہ کردیا اور قلعہ مذکور کی جنوبی جانب توپوں کے ذریعے سے منہدم کر ڈالی۔ اگرچہ اسکے دفعیہ کے لئے سپاہ عثمانی نے بھی نہایت کوشش کی لیکن کرانیندی مقام سے عزیزیہ مقام تک تمام جنگی چوکیوں پر یونانیوں اور باغیوں کے قابض ہو جانے سے اور نیز ترکی سپاہ کی تعداد نہایت قلیل ہونے سے اسکے دفعیہ میں مجبوری ہوئی۔ اور جو کچھ سامان رسد تھا سب لٹ گیا قلعہ ملاکسا کے محصور مسلمان سامان رسد کے نہ پہنچنے سے مقابلہ کرنے سے عاجز ہوگئے تھے اور سودہ کے کارخانہ بحری سے عثمانی جنگی اگبوٹوں نے سپاہ یونان و کریمیاں کو قلعہ پر حملہ آور ہوتے ہوئے دیکھکر گولہ باری شروع کردی۔ ایسے وقت اور ایسی حالت میں گولہ باری کرنے سے محصور سپاہ دشمن کے پنجہ میں پڑگئی اور ملاکسا کے قلعہ پر یونانی دباؤ سے جھنڈا اڑا دیا گیا۔

قدانو کے اہل اسلام کا محاصرہ

مقام قدانو کے محصور اہل اسلام جو ایک عرصہ دراز سے نہایت ہولناک اور دردانگیز مصائب میں مبتلا ہو رہے تھے ۱۰ ماہ مارچ ۱۸۹۷ء کو مسمی پارس اور فواد عثمانی اگبوٹ و اٹالین اگبوٹ میں کسی قدر آدمی بیٹھکر ھانیہ میں داخل ہوئے جنکے ہلاک ہونے کا غالب احتمال تھا۔

تصویر نمبر (۱۱۳) ۲۲-مارچ کو برٹش سپاہ حانیہ میں پہنچی جو جہاز سے اتر کر کیمپ کو جا رہی ہے

یورپ کے امیر البحروں نے عثمانی سپاہ کے بارہ میں جو قدانو کے فلاکت زدہ مسلمانوں کو لینے گئے تھے غیر مسلح ہو جانے کے باب میں اتفاق کیا گیا جس سے اُن بیچاروں کی مایوسی چند درجہ تک اور زیادہ ہو گئی تھی۔ جب یہ خبر سلطان المعظم کو دی گئی تو بارگاہ سلطانی سے مسلح رہنے کا حکم صادر ہوا جس سے مصیبت زدہ اہل اسلام کی دادرسی اور خلاصی ہو گئی۔ اب ہم قدانو کے محاصرہ کی کیفیت اور اُس واقعہ جانکاہ کی حالت نہایت تحقیق سے مختصر طور پر بیان کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ جزیرہ کریٹ کے مغربی جانب مقام سلنہ کا علاقہ آب و ہوا کی حیثیت اور سرسبزی و تازگی و شادابی کے لحاظ سے کریٹ کا ایک مہم علاقہ ہے۔ یہ نایاب علاقہ ہمیشہ باغیان کریٹ کے تیر مظالم کا ہدف رہتا تھا ان ایام میں بھی جبکہ بغاوت کی گھنگور گھٹائیں ھانیہ پر چھائی ہوئی تھیں اس علاقہ پر عیسایان بے رحم نے وحشیانہ ظلم و ستم کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اگرچہ علی الدوام کلی طور پر عیسائیوں کی حرکات و سکنات کی نگہداشت ہو کر بغاوت کے فرو کرنے میں سرکوبی ہوتی رہتی تھی مگر ان ایام میں باغیوں نے یونان کی امداد پر بڑا بھاری حوصلہ کیا۔ باشندگان مقام سلنہ کی اس آخری بغاوت میں تقریباً ایک سال پہلے بالکل آرام و آسائش سلب ہو کر قتل و غارت گری کا بازار گرم ہونے لگ گیا تھا سنہ ۱۸۹۶ء میں پہلے پہل دو شخص اور بعد ازاں باشندگان شام میں سے تین چار شخص ناحق باغیان بے لگام نے تہ تیغ بے دریغ کر دیے اور ماہ جنوری سنہ ۱۸۹۷ء میں جس وقت ہانیہ کا دہشتناک واقعہ ظہور میں آیا۔ اس وقت باغیان کریٹ نے بیک بڑی دلیری اور جرأت سے مقام قدانو کا جو سلنہ کے نواح میں واقع ہے رات کے وقت محاصرہ کر لیا اور وسائل مراسلات اور آمد و رفت کے سلسلے سب کاٹ ڈالے اور کسی قدر سپاہی بھی محاصرہ میں آ گئے۔ باغیان کریٹ نے یونان کی ترغیب سے محاصرہ کو نہایت قوی اور مضبوط کیا اس وقت موضع آزدیرہ۔ اخلازیاکس۔ اور فلوریا نامی دیہات پر حملہ آور ہوئے اور بلا قصور ایک شخص کو شہید کر ڈالا اور تین اشخاص کو مجروح کر کے لوٹ کھسوٹ اور غارت گری کا بازار گرم کر دیا جب مظلوم تباہ حالت کو پہنچے تو سپاکاکو کی طرف فرار ہونے پر مجبور ہوئے۔

اسکے بعد دوسرے روز مقام کاذ سروس نامی موضع پر سخت حملہ کر کے دو شخصوں کو بلا جرم قتل کر ڈالا اور ان میں سے ایک کی زوجہ اور دو بچوں کو زخمی کر ڈالا۔ اس مقام کے باشندوں نے سپاکاکو کے باشندگان سے پناہ لیکر سپاکاکو میں اقامت اختیار کی۔ باشندگان قدانو جو سخت محاصرہ میں تھے سوائے اس امر کے کہ وہ اپنے آپ کو تقدیر کے حوالہ کر کے صبر و رضا اختیار کریں اور کوئی چارہ نہ دیکھتے تھے۔ ۲۹ جنوری سنہ ۱۸۹۷ء سے ۵ فروری سنہ رواں تک یہ محاصرہ بدستور قائم رہا اور

اسکے نواح میں جس قدر دیہات تھے باغیوں نے حملہ کر کے بیچارے اہل اسلام کی خون ریزی کرڈالی اور اُن کے چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں اور عورتوں کو وحشیانہ طور سے قتل کر کے ذرا بھی خیال نہ کیا۔ اہل اسلام اس ظلم وستم سے تنگ ہو کر اپنی جان بچانے کے لئے جہاں اُن کے سینگ سمائے امن کی تلاش میں نکل گئے اور اس تباہی اور بربادی سے خراب وخستہ ہو کر جلاوطنی پر مجبور ہو گئے۔ باغیوں اور یونانیوں نے اس پر بھی بس نہیں کی بلکہ ان کا تعاقب کر کے انکی زندگی اور ہلاکت مساوی درجہ پر کر ڈالی۔

جب تک قدانو کا محاصرہ رہا باغیوں اور مسلمانوں میں ہنگامے برپا ہوتے رہتے تھے علاوہ اسکے مخالفاں نے یہ اور ستم ڈھایا کہ فروری ۱۹۰۷ء کے آخر میں یونانیوں نے باغیوں کی امداد کے لئے دو توپیں لاکر گولہ باری شروع کردی اور استاؤروس یا پرغوس نامی مینارہ پر جو بجائے ایک قلعہ کے تھا بڑی سختی سے حملہ کر کے منہدم کر دیا۔ جس کی تصویر ملاحظہ ناظرین کی جاتی ہے دیکھو تصویر نمبری ۱۱۴۔

تصویر نمبری ۱۱۴۔ نواح مانیہ میں پرغوس نامی ایک مینارہ جنگی
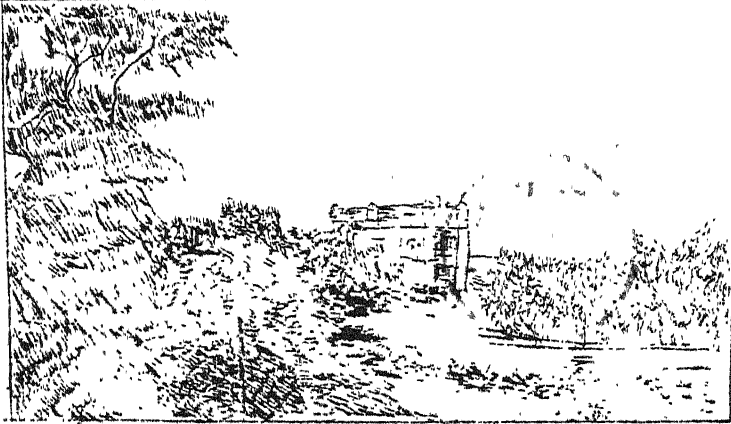
اور ایک سپاہی کو قتل اور تین کو زخمی بنادیا بعدازاں ہر دو توپ کو مقام کوپہ بی کار اکا کی بلندی پر رکھ کر باغیوں اور یونانیوں نے مسلمانان محصورین پر ۱۷ فروری ترکی کو پھر آگ برسانی شروع کی اور متواتر شام تک گولہ باری کرتے رہے۔

اسوقت ایک ہنگامہ قیامت برپا تھا اگر مسلمانوں کی عنایت الٰہی شامل حال نہ ہوتی تو ان سب کا مارا جانا ایک طبعی امر تھا۔

جب یہ طوفان بے تمیزی برپا تھا اس وقت پانچ عورتیں خدا کی یاد میں مشغول ہو کر رسول اکرم کے

میلاد شریف کو پڑھ رہی تھیں اور خدا سے اس بلا کے دفعیہ کے لئے دعا کر رہی تھیں کہ یکایک ایک گولہ توپ کا ان عورتوں کے مجمع میں آکر پڑا اُس گولی کے قریب ایک عورت اپنے شیر خوار بچہ کو گود میں لئے ہوئے مشغول بذکر میلاد شریف تھی۔ یک لخت گولہ پھٹا اور اس گولے کے پھٹنے سے اُس بچے والی عورت کے سر کا دوپٹہ گولہ کی آگ سے جلکر خاک سیاہ ہو گیا مگر الحمد للہ کہ اُس عورت کو مع اسکے بچے کے اور دیگر مستورات کو ذرا بھی کوئی صدمہ نہیں پہنچا اور وہ خدا کی مہربانی اور مولود شریف کی برکت سے بال بال بچ گئیں۔ جسکو خدا بچاوے اسکو کون مار سکتا ہے۔ ۱۸ فروری رومی مطابق ۲ مارچ ۱۸۹۷ء کو دوسرے روز صبح کے وقت سے پھر توپوں اور بندوقوں کی جانکاہ صداؤں نے مسلمانوں کو جان کنی کا عالم دکھانا شروع کر دیا۔ مسلمان اپنی زندگی سے بیزار ہو کر مرنے مارنے پر مستعد ہو گئے اور جوش میں آکر سپاہ یونان اور باغیان پر حملہ آور ہوئے اور جان توڑ کر دلیرانہ اور بہادرانہ طور سے بھڑ گئے اور متواتر تین روز تک خوب ہی کٹا چھٹی رہی آخر کار باغی و یونانی تاب مقابلہ نہ لاسکے اور پسپا ہو گئے پہلی لڑائی میں ایک لڑکی اور ایک شخص احمد نامی نے شہادت پائی۔ اور سپاہ عثمانی میں سے چار سپاہی زخمی ہوئے۔ دوسرے دن کے حملہ میں ایک شخص شہید ہوا اور ایک ہی مجروح ہوا تیسرے روز کی لڑائی میں دو شخص مجروح ہوئے۔ یہ تین روز کی لڑائی ایسی تنگی کی حالت میں ہوئی کہ باوجود محاصرہ ہونے کے کھانے پینے کی اشیا کا بھی خاتمہ ہو گیا تھا اور محصور شدہ مسلمان صرف سدرمق کے طور پر کفایت شعاری ہی نہیں کرتے تھے بلکہ وہ سخت جاں بلب تھے۔ ادھر امرا البحر یورپ نے براہ پالیوکوڑا مقام جانیہ کی طرف محصور شدہ مسلمانان مذکور کا روانہ کر دیا جانا قرار پایا تھا۔ کیونکہ جزیرہ کریٹ کی اصلاح اور عام آسایش قایم رکھنے کے لئے دول معظمہ ذمہ وار ہو گئی تھی۔ لیکن جائے تعجب ہے کہ قدانو کے محصور اہل اسلام کے باب میں پورے گیارہ دن درخواست کرتے کرتے گذر گئے اور اسکے جواب میں آجکل آجکل ہی کے لفظوں میں ٹال مٹولا ہوتا رہا۔ جو نا تو ان قوم دشمن کے ہاتھ میں اسیر ہو جاوے اور ایسی زبون و نازک حالت میں اُن کی بھوک اور پیاس کا بجھانا اُن کے دائرۂ امکان سے خارج ہوئے تو ایسی خستہ حالت میں باوجود درخواست کرنے کے وسائل صلح اور آسایش عام میں تاخیر ہوئی تعجب اور حیرت اور افسوس کے سوا کیا ہو سکتا ہے۔ افسوس یہ معلوم نہ ہو سکا کہ دول معظمہ کے اس باب میں تاخیر کرنی کس حکمت عملی پر منحصر تھی۔ قدانو کے مسلمانوں کی زندگی خطرناک اسی وقت ثابت ہو گئی تھی جبکہ سپاہ یونان و باغیان کریٹ نے توپوں کا استعمال کیا تھا اور استاودرس یا پرغوس منارہ کو منہدم کر دیا تھا۔ اور مسلمانوں نے خندقیں کھود کر دشمنوں سے اپنی جان بچانے کی کوشش کی تھی۔ اور یہ خبریں بخوبی مشتہر ہو چکی تھیں۔ اور اسوقت باغیوں کے سرغنوں سے جو خط و کتابت ہو رہی تھی اس میں پوری طور سے

ناکامیابی ظاہر ہو چکی تھی اس وقت دول معظمہ یورپ کا فرض تھا کہ فوراً قوت بحری اور طاقت لشکری سے بیکسوں اور مظلوموں کی جان کو بچاتے۔

اس سے پہلے قدانو اور باغیوں کے درمیان ، یوم کا متارکہ یعنے جنگ ملتوی کر دینا قرار پایا تھا مگر باغی لوگوں نے اپنے اقرار سے منحرف ہو کر مسلمانوں پر بڑے زور سے گولہ باری شروع کر دی۔ یہ گولہ باری اس قابل نہ تھی کہ دول معظمہ اس سے پہلو تہی یا فراموشی کرتے۔ کیونکہ محصورین کو کوئی اور ایسا ذریعہ نہ تھا کہ ان کی زندگی اس خطرناک حالت سے محفوظ تصور ہوتی۔

اگرچہ ایک جنگی اگبوٹ اور پچاس سپاہی دو توپیں لیکر مسلمانوں کی خلاصی کے لئے تجویز کئے گئے۔ لیکن بقیہ قوت بحری کے امراء البحر تنہا ایک گورنمنٹ کے لشکر کو روانہ کرنے میں متفق ہوے اسی وجہ سے یہ تجویز رائگان گئی۔

دوسرے روز یورپ کے تمام جنگی اگبوٹوں سے چار سو سپاہی اور ایک جنگی اگبوٹ اور ایک توپ سپاکاکو کی طرف روانہ کی گئی۔ لیکن سپاکاکو میں از سرِ نو گفتگو کرنے کی وجہ سے بیچارے محصور قدانو کا کام اپنے شاہراہ سے نکل گیا تھا۔ افسوس ہے کہ اراکین یورپ نے جو یہاں کے منتظم قرار پائے تھے باہمی قرارداد میں ان کی خلاصی کی طرف کچھ بھی توجہ نہ کی۔

بفرض محال اگر باغیان کریٹ ان بیکسوں کی جان اور مال پر یورش نہ کرنے کا عہد و پیمان بھی کر لیا ہوتا۔ اس عہد پر اعتماد کر کے بہت سے بیکس بے قصور بے گناہوں کے خون کے وبال میں پڑنے کی دلیری کس طرح ہو سکتی تھی۔ کیا باغیان کریٹ کی بدعہدی سے بیکسوں کی ہلاکت وزردشن کیطرح آشکارا نہ تھی

آخرکار ۹ مارچ ۱۸۹۷ء کو ایک ایسی صورت میں حانیہ کی طرف مع مویشی وغیرہ کے یہ مصیبت زدہ نکالے گئے کہ باغیان کریٹ نے انکا تمام مال و اسباب نہایت بیرحمی سے لوٹ لیا اور اس وحشیانہ حرکت کی سیر کو وہ سپاہ جو مظلوموں کی حفاظت کے لئے مقرر اور ہمراہ کی گئی تھی دور ہی سے دیکھتی رہی معلوم نہیں کہ یہ ستم رسیدہ کیوں امداد سے محروم کر دیے گئے۔

انہی اثنا میں پالیوخورا ۔ ویغلس اور کرایند کی چوٹیوں سے سپاہ عثمانی کو علیحدہ کر دیا گیا۔ جسکے علیحدہ ہونے سے باغیان کریٹ کا رہزنی اور ڈاکہ مارنے کے لئے بہت حوصلہ بڑھ گیا تھا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ پالیوخورا میں تک پہنچتے پہنچتے صرف انکی جانیں باقی رہگئی

جب پالیوخورا میں مسلمانوں کے معصوم بچے روتے ہوئے اور مستورات برہنگی کی حالت میں مع اپنے خاوندوں کے پہنچے تو افسوس ہے کہ ان کو اس بربی اور تباہ حالت میں رات کے وقت کیوں اگبوٹ پر سوار کیا گیا اور اسکا یہ انجام ہوا کہ یہ پھر دوسری مصیبت کا نشانہ ہوئے۔ صبح کیوقت

باغیان کریٹ کے خون آلودہ آہنی پنجوں میں پھنسنیکا واقع ظہور میں آیا ظلم وستم کا طوفان ٹوٹ پڑا اور بجلی کی طرح سے دل ڈالے جو اس بلا سے ناگہانی سے بچا وہ جانیہ میں رنج وغم جھیلتا ہوا پہنچا ۔ ع

درد پہ درد مصیبت پہ مصیبت ہردم ہاے بے درد تجھے درد نہیں ہے مطلق

افسوس صد افسوس ۔ وا دریغا حسرتا اور شور وغل کی فریاد کا عالم جان کاہ ہوتا رہا مگر کسی نے بھی نہ سُنی اور جو محافظ سپاہ ان کمبختوں کے لیے معین کی گئی اُس نے کسی بیکس کے حال پر رحم کرکے اتنا بھی نہ کیا کہ زبان ہی سے ظالموں کو سمجھا دیں کہ مستورات و ننھے ننھے بچوں پر ظلم نہ کرو ۔ ع

تیرا جور اور صبر میرا ستمگر یہ دونوں ہیں نادر فسانہ کے قابل

آخر کار قندانو کے اہل اسلام کی مظلومی خون آلودہ صفحات پر خونی حرفوں سے ہمیشہ کیلئے قایم رہیگی ۔ اس واقعہ سے معلوم ہوسکتا ہے کہ کریٹ کے باغی اور یونان کے عیسائی کس قسم کی مخلوق ہے ۔ اگرچہ اس واقعہ کے بعد متفقہ قوت بحری نے باغیان کریٹ کی سرکوبی کا ارادہ کیا مگر کسی وجہ سے یہ بھی ممکن نہو سکا اور ۱۲ مارچ ۱۸۹۷ء کو سپاہ عثمانی اور یونان و باغیان میں نروکود اور اراچو گاؤں میں حملہ ہو کر جنگ کی نوبت پہنچی مگر ترکوں نے باغیوں اور یونانیوں کو مار مار کر بھگا دیا پھر ۱۰ مارچ کو ترکوں سے دوبدو ہوئی اور کسی قدر مقابلہ کرکے منتشر ہوئے ۔ ۱۴ مارچ کو کساموں اور کستل کے مقاموں میں دول متفقہ نے اپنی حمایت میں لے کر سپاہ متفقہ روانہ کی اور اسی روز بمقام اسینہ کی طرف امن قایم کرنے کے لئے اٹلی کی سپاہ روانہ ہوئی تھی باغیان کریٹ اور سپاہ اٹلی میں مقابلہ ہوگیا اور دو اٹالین سپاہی مارے گئے جس سے متفقہ قوت یورپ کو سخت صدمہ ہوا ۱۵ مارچ ۱۸۹۷ء کو سہ سوئی دہ لیسکی نامی روسی جنگی اگبوٹ پر جو کینٹیں کے لئے گولہ باری کر رہا تھا اُسکے توپچی سے یہہ غفلت ہوئی کہ توپ کے پیچھے کا دہانہ پورے طور سے بند نہ کیا گیا تھا توپ کو آگ دیتے ہی عکسی عمل ظہور پذیر ہوا یعنی پیچھے کی طرف گولہ نکلنے سے ۷ گولہ انداز مارے گئے اور ۱۴ گولہ انداز سخت زخمی ہوئے دو روز کے بعد مقتول گولہ اندازی کی رسم تجہیز و تکفین ادا کی گئی ۔ اور اس ماتمی رسم کے ادا کرنے کے لئے اہل اسلام ہانیہ اور مہاجرین سلنہ بمقتضا ئے انسانی ہمدردی شامل ہوئے اور دو اکلیل یعنی ہار روانہ کئے گئے اور اس غم میں شریک ہوئے مسلمانانِ کریٹ نے اس واقعہ پر نہایت رنج وغم اور ملال ظاہر کرکے اپنے اخلاق حمیدہ کا ثبوت دیا لیکن برخلاف اسکے عیسائی باشندگان کریٹ نے اس غلط خیال کی بنا پر کہ جنگی اگبوٹ ہمارے خلاف کریٹ کے سمندر میں لنگر انداز ہوئے ہیں اسلئے انہوں نے خوش ہو کر شادمانی اور خرمی کے آثار ظاہر کئے ۔ ۲۰ مارچ ۱۸۹۷ء کو عنایت نامی عثمانی اگبوٹ سامان خوردنی لے کر کساموں اور کستل کیطرف

روانہ ہوا تھا باوجودیکہ متفقہ سپاہ آسایش کا اعادہ کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ تاہم اس وقت تک شورش بدستور ہونے کے باعث اگبوٹ مذکور کو واپس کرنا پڑا۔

۱۲ مارچ ۱۸۹۷ء کو عثمانی ارکین نے متفقہ قوت بحری کو یہ خبر دی کہ گورنمنٹ یونان کی طرف سے ایک بادی جہاز سامان رسد اور اسباب جنگ لے کر روغدیا نامی کنارے پر وارد ہوا ہے جو کینڈیا سے ڈیڑھ گھنٹہ کی مسافت پر ہے اس خبر کے سنتے ہی آسٹریا کا ایک جنگی اگبوٹ روغدیا کی طرف روانہ کیا گیا اور اس نے پہنچکر ممانعت کرنی چاہی یونانی ہوائی جہاز سے ممانعت کرنے پر گولیاں برسنی شروع ہوئیں اسپر آسٹریا کے جہاز سے گولہ باری ہونے لگی اور چند منٹ میں جہاز مذکور غرق کردیا گیا جسکی تصویر پیش نظر ہے (دیکھو تصویر نمبری ۱۱۵)

۱۷ مارچ ۱۸۹۷ء کو دول معظمہ نے امیر البحروں کی طرف سے حسب ذیل اشتہار جاری کیا گیا اور اسکے ذیل میں گورنمنٹ جرمن - آسٹریا - انگلستان - اٹلی اور رشیا کے بحری کمانڈروں نے بموجب حکم اپنی اپنی گورنمنٹ کے دستخط کرکے باشندگان جزیرہ کریٹ کو باضابطہ اس طرح سے مطلع کیا کہ سلطنت عثمانیہ کی افسری کے ماتحت یہ جزیرہ رکھا جاویگا۔ اور بموجب قرارداد دول متفقہ کے جدید انتظام کیا جاویگا۔ جن امور سے جزیرہ کی بربادی متصور ہے اُن امور کو رفع کرکے جدید انتظام کا مسودہ قانونی تیار کیا جاویگا اور تمام باشندگان جزیرہ کے لئے آسایش وامن قایم کرنے کے وسائل اور تجارت وزراعت کے رفاہ عام اسباب مہیا کرکے تدبیر کی جاویگی۔ اہل اسلام اور عیسائیوں میں باعتبار حقوق کچھ فرق نہ کیا جاویگا۔ تمام باشندگان کریٹ کلی طور پر اعتماد کریں کہ سوائے امور مذکورہ کے دول معظمہ کو کوئی ذاتی غرض اس جزیرہ سے نہیں ہے اطمینان رکھیں اب جزیرہ کا عہد جدید شروع ہوتا ہے ہر ایک شخص ہتھیار ڈالدے تاکہ امور انتظامی کا انضباط کیا جاوے۔ اور اپنے قرارداد کے مطابق عمل درآمد کرانے میں دول متفقہ کو اقتدار حاصل ہو۔

دول معظمہ کا قرارداد اتفاق کرانے اور وسایل رفاہ عام کے بہم پہنچانے کا خود ذمہ وار ہے عام باشندگان کریٹ سے امید ہے کہ اجرائے قوانین میں سہولیت دیکر مطمئن رہیں۔ فقط ۱۷ مارچ ۱۸۹۷ء

راقموں کا عہدہ

کانوارو - کولز - اندراف - بہینک - ہارس - پوتیہ

اس اشتہار کے جاری کرنے سے بھی سپاہ یونان اور باغیان کریٹ کے دلوں پر ذرا بھی اثر نہ ہوا۔ اور اپنی حرکت ناشایستہ کو اور زیادہ ترقی دیکر توپ الٹی کے نواح میں قلعجات عثمانیہ

پرحملہ کرنے کی تدبیریں کی گئیں۔ اسکے بعد دول معظمہ کی جانب سے تمام جزیرہ کو محاصرہ میں لے لینے کا اتفاق ہوکر حسب ذیل دوسرا اشتہار جاری کیا گیا۔ دول معظمہ کے اڈمرل نے ۱۷ مارچ ۱۸۹۷ء کو اس امر پر اتفاق کیا کہ جزیرہ کریٹ کے تمام بندرگاہوں کا محاصرہ کرنے کے بارے میں گورنر جزیرہ کریٹ کو بذریعہ مضبطہ کے آگاہ کرکے حسب ذیل اعلان کریں :۔

۲۱ مارچ ۱۸۹۷ء کو آٹھ بجے دن سے تمام جزیرہ کریٹ کا محاصرہ متفقہ قوت بحری کریگی۔ یہ محاصرہ تمام یونانی اگبوٹ اور جہازات وغیرہ کے حق میں عام طور سے ہوگا۔ جس اگبوٹ میں یونانی سپاہ یا مہمات جنگ یا سامان رسد ہوگا وہ قطعی طور پر جزیرہ کریٹ کی نزدیکی سے روکدیا جاویگا۔ سوائے دول معظمہ کے اگبوٹوں کے اور ان اگبوٹوں کے جنکو جزیرہ گردید سے کسی قسم کا تعلق نہیں ہے دریائی کریٹ میں نہ آنے پاوینگے۔ اور تمام آنے والے آگبوٹ اور جہازات وغیرہ کا معاینہ کیا جاویگا محاصرہ کی حدود مفصل ذیل ہیں۔

گرونویچ کے نصف النہار دائرہ سے طول شمار کیا جاویگا۔ ۲۳ درجہ ۲۴ دقیقہ اور ۲۶ درجہ ۳۰ دقیقہ ہر دو جانب کے طول مشرقی ۳۵ درجہ ۴۸ دقیقہ اور ۳۴ درجہ ۴۵ دقیقہ ہر دو جانب کی عرض شمالی میں محاصرہ کیا جاویگا۔ ۲۱ مارچ ۱۸۹۷ء

جس تاریخ سے گورنمنٹ یونان نے قوت بحری و سپاہ بری زیر کمان کرنل واسوس جزیرہ کریٹ کی طرف روانہ کی تھی اُس تاریخ سے محاصرہ کے ۲۱ مارچ ۱۸۹۷ء تک کے مختصر واقعات تحقیق سے بے کم و کاست بیان کئے جاتے ہیں۔

اگرچہ یونان کے اخبارات نے حسب عادت قدیم فرضی خبروں کے شائع کرنے اور علانیہ جھوٹ کے اعلان کرنے میں ہر قسم کے الزام اور بہتان رکھ کر ملک کو برانگیختہ کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا مگر بعض یورپ کے اخبارات نے بھی اپنے مخبروں کے ذریعے سے دروغ مضامین شائع کئے جو کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتے تھے اُن اخبارات کے افترا پردازی بطور نمونہ لکھی جاتی ہیں۔

چہارشنبہ کے روز بھی بیچارے عیسائیوں پر گولہ باری کی گئی۔

پنجشنبہ کے روز مسلمانوں کے ایک بڑے جرگہ نے عیسائیوں پر حملہ کرکے تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ دول معظمہ کے اڈمرل دور سے دیکھ کر سیر کرتے رہے اور یہ نہ ہوسکا کہ مسلمانوں کو منع کریں۔ کیا یہ امر عیسوی مذہب کے شایان ہے۔ ان کی رگوں میں عیسائی خون نہیں ہے لعنت ہووے۔

۱۰ فروری ۱۸۹۷ء سے ۱۰ مارچ ۱۸۹۷ء تک ایک مہینے کی مدت میں ۲۷ دفعہ عیسائیوں پر گولہ باری کی گئی۔ اس مہینے میں کوئی روز بھی خالی نہیں گیا ہے کہ یورپ کی اخبارات نے یہ خبر درج نہ کی ہو۔

ملک یونان کی بندرگاہوں کا محاصرہ پختہ سرکاری طور پر ثابت ہو گیا کہ منگل کے روز سے کیا جاویگا ۔ یا یہ کہ متفقہ قوت بحری یورپ کی طرف ملک یونان کے بندرگاہ کل شام کے وقت سے محاصرہ میں کئے گئے ۔

کینیا اور ملاکسا میں بغاوت

کریٹ کے باغیوں کو بغاوت کرنے پر بہت کچھ حوصلہ ہو گیا تھا کیونکہ اُن کے معاون اور مددگار عیسائیوں میں بڑے بڑے زبردست لوگ تھے اسلئے انہوں نے ۲۴ اور ۲۵ مارچ ۱۸۹۷ء کو مقام کینیا اور اسکے گرد و نواح میں بڑی خونریزی کی چونکہ عیسائیوں کا مجمع زیادہ تھا اور مسلمان بہت قلیل مقدار میں تھے اسلئے باغیوں کے ہاتھوں سے اہل اسلام مولی اور گاجر کی طرح کٹے اور بہت سے مقامات پر باغیوں نے اپنا قبضہ اور تصرف کر لیا باغیوں کی دست درازی اور جفاکاری کی یہاں تک نوبت پہنچی کہ قلعہ ملاک کو بھی انہوں نے زبردستی چھین لیا اور اسپر قابض ہو بیٹھے لیکن باغی یہ خوب سمجھے ہوئے تھے کہ مسلمانوں نے جس وقت زور کیا وہ فوراً قلعہ کو چھین لینگے اسلئے باغیوں نے قلعے کو آگ لگادی اور اسکو خاک سیاہ کر ڈالا ان مقامات میں جب باغیوں نے حد سے زیادہ ظلم اور ستم کیا تو مسلمانوں کی حالت پر امیر البحروں کو رحم آیا دس منٹ تک جنگی جہازوں سے گولہ برسائی کی مگر پھر بھی باغی اپنی شرارت سے باز نہ آئے بلکہ مسلمانوں اور ترکی فوج کو جو نہایت ہی قلیل تعداد میں تھی بہت بُری طرح سے قتل کرنا شروع کیا ۔ اسی طرح مقام ہلیپا وغیرہ میں مسلمانوں کو ہر طرف سے گھیر کر تہ تیغ بے دریغ کر ڈالا ۔

جسوقت ملاکسا کے ملاک ہوس کو کریٹ کے باغیوں نے فتح کیا تو ایک امریکن جنگی نامہ نگار اور باغیوں کے افسر مسمی مانوس نے ترکی قلعہ کے سپاہیوں کی جانیں بچائیں ۔ سب سے پہلے جو قلعہ میں داخل ہوا باغیوں کا سردار مسمی مانوس تھا جو کہ اکسفورڈ کالج کا انڈر گریجویٹ تھا اور اسکے پیچھے امریکہ کا نامہ نگار تھا جسکا نام باس ہے ان دونوں نے سپاہیان قلعہ کو قتل سے بچا لئے اور قید کرنے پر راضی کر لئے ۔ ۴۳ ترکی سپاہی قیدی بنا کر طاقتوں کے جنگی جہازوں سے گذر گئے اور جہازوں پر گولیاں مارتے ہوئے چلے گئے ۔ ان کی تصویر نمبری (۱۱۶) درج ذیل میں درج ہے ۔

مارچ ۱۸۹۷ء کے اخیر میں جبکہ باغیوں نے درہ عباس اور بٹ سونا ریا پر حملہ کیا تو طاقتوں کے افسروں نے یہ ضروری سمجھا کہ وہ چشمے جو کہ کینیا کو پانی سے تر و تازہ کرتے ہیں اُن کی حفاظت کی جاوے ۔ ۲۹ مارچ کو انگریزی ۔ اٹلی ۔ فرانسیسی اور روسی فوج ملکر جو کہ تعداد میں ۲۰۰ سے زیادہ تھی

تصویر نمبر (۱۱۵) کریٹ میں سامان رسد و مہمات جنگ لانیوالے یونانی جہاز کو اسٹریا کے جنگی آگبوٹ نے غرق کر دیا

تصویر نمبر ۱۱۶ - ملاک کے قلعہ میں مسلمانوں کو قید کرنا اور قتل سے بچانا
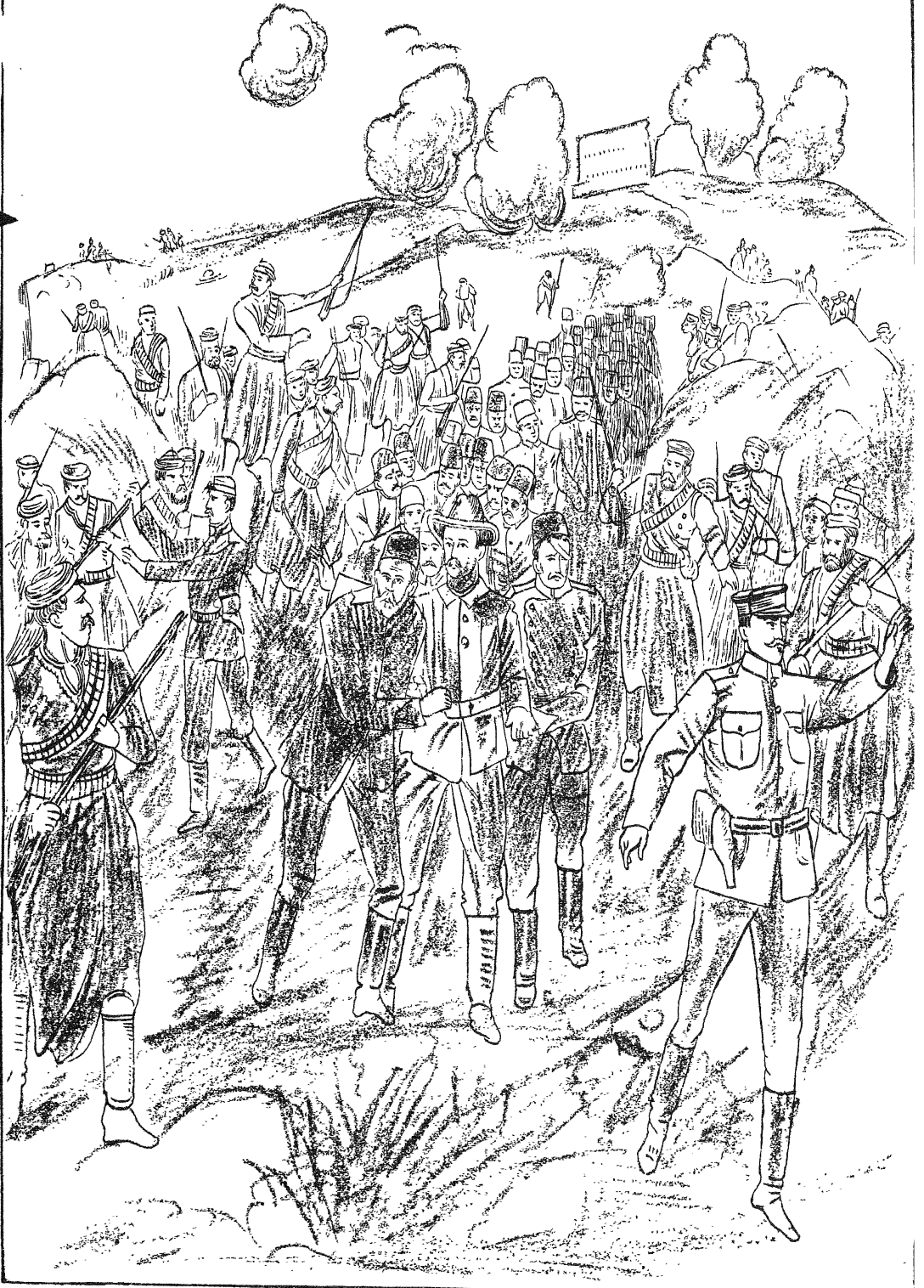
تصویر نمبر (۱۱۴) طاقتوں کے فوجی افسر بھٹہ سونیا کے قلعے کے اندر (جو کینیا کی پانی کی حفاظت کرتا ہے) کھانا کھا رہے ہیں
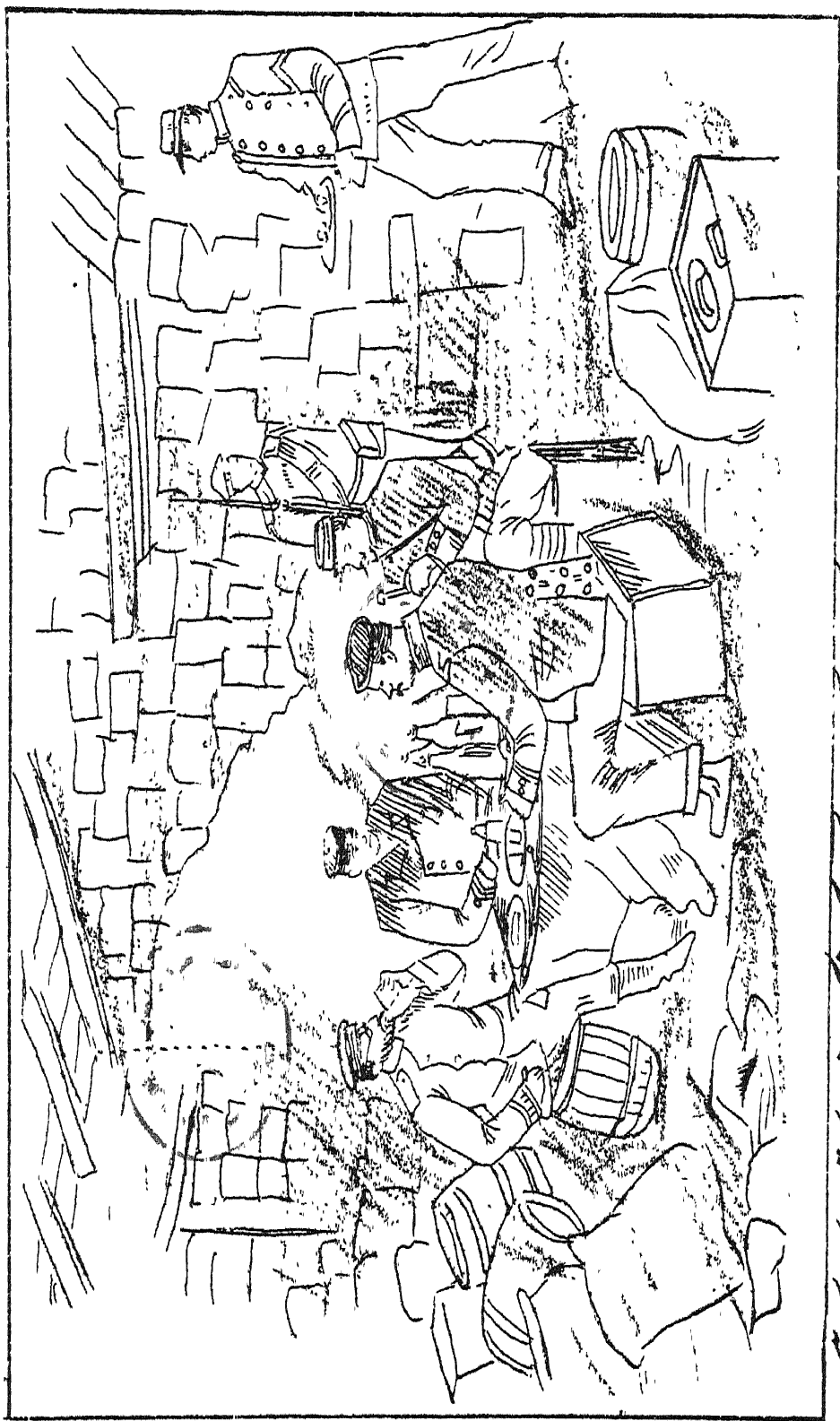
تصویر نمبر (۱۱۸) کریٹ کے باغیوں نے قلعہ عزالدین پر حملہ کیا تھا۔ مگر طاقتوں کی مجموعی طاقت نے آتشباری کرکے اسکو بچالیا
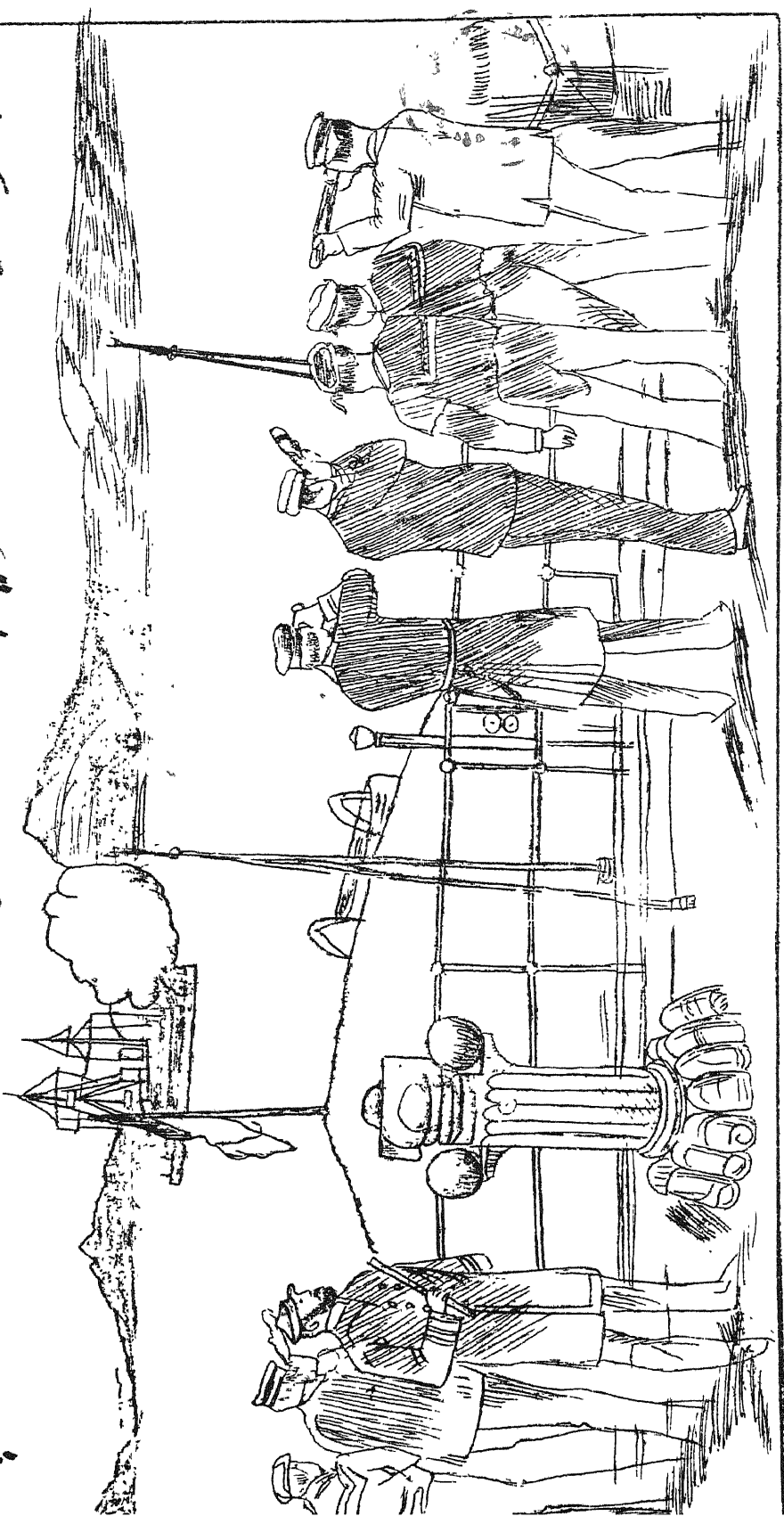
تصویر نمبر (۱۱۹) مستورات بن غازی جو کنیا سے باہر نکال دی گئیں جن کے پاس کوئی سامان نہیں تھا۔
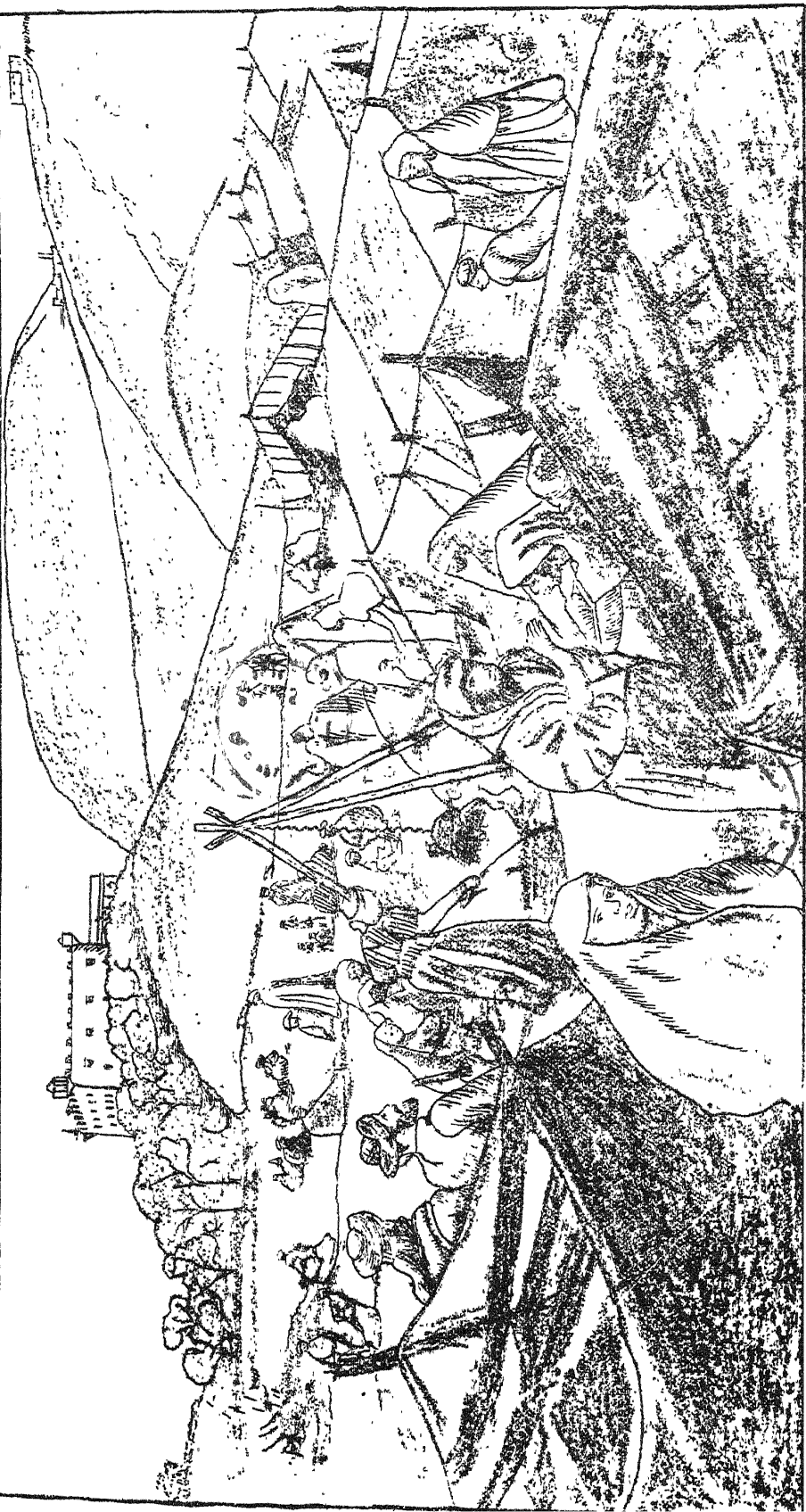
اور اسکے ساتھ ترکی قواعددان فوج کی نصف بٹالین بھی تھی اور تین توپیں بھی کینیا سے روانہ ہوئی تھیں بٹ سونار یا پر پہنچکر قلعہ پر قابض ہوگئے۔ باغیوں نے چند گولیاں بڑھتی ہوئی فوج پر چلائیں لیکن جب وہ قلعے میں داخل ہوئی تو باغی لوگ بھاگ گئے اُس وقت طاقتوں کے افسروں نے قلعے کے اندر مس میں بیٹھ کر کھانا کھایا۔ (دیکھو تصویر نمبری ۱۱۷)

۲۸ رمارچ ۱۸۹۷ء کو باغیوں نے دوسرا حملہ اسپیٹرا کے بلاک ہوس پر کیا جو قلعہ عزیران کے متصل ہے اور خلیج سوڈا کے دروازہ پر واقع ہے جہاں سے جہازات گذرتے ہیں۔ ان باغیوں کو انگریزی۔ اٹلی اور روس کے جنگی جہازوں نے مار مار کر واپس کر دیا۔ لیکن دو دن کے بعد ان کریٹی باغیوں نے پھر حملہ کیا اسوقت ترکی قلعہ سے بھی توپوں کے ساتھ جواب دیا گیا اور جنگی جہازوں نے بھی متواتر اُن باغیوں پر جو کہ قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے گولیاں چلائیں دوسرے دن صبح کو پھر لڑائی شروع ہوئی لیکن قلعہ طاقتوں کی مجموعی فوج کے ساتھ کرنل بار۔ کے ماتحت بچا لیا گیا (دیکھو تصویر نمبری ۱۱۸)

مارچ ۱۸۹۷ء کے شروع میں بن غازی کے جزیرہ پر بھی باغیوں نے بڑے بڑے ظلم وستم ڈھائے جس سے مسلمان تنگ ہوگئے اور وہ اپنے رہائشی مکانات اور اپنی عورتوں اور بچوں تک کو چھوڑ کر چلے گئے اور باغیوں کے ساتھ مرتے مارتے رہے چونکہ اس جزیرہ میں صرف عورتیں اور بچے ہی تھے یا ضعیف العمر مرد باغیوں نے اس موقع کو بھی بہت غنیمت سمجھا اور ان مستورات اور بچوں کو بھی تنگ کرنے لگے مگر انہوں نے اور اسکے کریٹی ڈپٹیو نے اسقدر مہربانی کی کہ ان تمام مسلمان عورتوں اور بچوں کو شہر سے باہر نکال دیا اور ان کے پاس کوئی سامان وغیرہ نہیں تھا۔ لیکن کریٹ کے باغیوں کا اور ان کے ڈپٹیوں کا اسپر زیادہ زور رہا کہ ان کو کریٹ سے باہر نکالدیا جائے۔ مسلمانان بن غازی کی عورتوں اور بچوں وغیرہ کا گروپ ذیل میں دکھاتے ہیں جو کہ بیچارے مصیبت کے مارے شہر کینیا کے دروازوں کے باہر ڈیرہ لگائے ہوئے تھے (دیکھو تصویر نمبری ۱۱۹)

جزیرہ بن غازی میں لڑائی

جزیرہ بن غازی کریٹ کے جنوب میں واقعہ ہے یونانیوں نے ترکوں پر دھاوا کر کے بہت سے مسلمانوں کو قتل کر ڈالا اور یہانتک نوبت پہنچائی کہ ایک انگریزی دخانی کشتی پر بھی یونانیوں نے گولے برسائے اسوقت ممالک اجنبیہ کے امیر البحروں نے باغیوں سے تنگ آکر ۳۰ رمارچ ۱۸۹۷ء کو اپنی اپنی طاقتوں سے یہ درخواست کی کہ ہر ایک طاقت ایک پلٹن اور کریٹ کو روانہ کرے تاکہ مفسدین

کی حملہ آور ہی سے جو مقامات بچے ہوئے ہیں باغیوں سے محفوظ رکھے جائیں اس حملہ میں باغیوں کا کثیر انبوہ تھا چنانچہ ان کے گروہ عظیم کی تصویر اوپر دکھائی گئی ہے جو کریٹ کے باغیوں کی پلٹن کے نام سے مشہور رہے (دیکھو تصویر نمبری ۱۰۹)

۳۱ مارچ ۱۸۹۷ء کو قلعہ اسپینا لونگا پر باغیوں نے بڑے زور و شور سے حملہ کیا اور دو روز تک برابر لڑائی ہوتی رہی۔ اس جنگ و جدل کے بعد باغیوں نے قلعہ کو فتح کر لیا اور ایک ترکی جہاز جس میں جنگی سامان بھرا ہوا تھا غرق کر دیا۔ باغیوں کی کامیابی اور مسلمانان کریٹ کی ناکامی جارجی پاشا کی سخت غلطی کا باعث تھا جارجی پاشا نے چھوٹی چھوٹی جنگی چوکیوں سے ترکی سپاہ کی تعداد کم کر کے قلعجات کی تعداد بڑھا دی حالانکہ پاشا مذکور کو ضروری مقامات کی چوکیوں پر کافی تعداد فوج کی رکھنی لازمی تھی اسی وجہ سے باغیوں نے بڑی آسانی سے چھوٹی چھوٹی جنگی چوکیوں پر قبضہ کر کے بڑے قلعوں پر حملہ آور ہوئے جس میں کم تعداد سپاہ عثمانی کی تھی۔ غرضکہ مذکورہ بالا مقامات میں مسلمان بے رحمی سے مارے گئے۔ ہمیشہ سے یہ اہل اسلام عیسائیان کریٹ کے نشانہ رہتے چلے آئے ہیں۔ ان میں سے استیہ۔ ساراکینا اور قدانو کے مسلمان نہایت بےخبری کے عالم اور غفلت کی حالت میں باغیوں کے ہاتھوں سے قتل ہوئے اگر ہر ایک مقامات و چوکیات میں کافی سپاہ مقیم ہوتی تو یہ نوبت نہ پہنچتی اور ان کے جان۔ مال و ناموس و ننگ کی حفاظت بخوبی ہوتی۔ اور یہ خراب نتیجہ ظاہر نہ ہوتا۔

جس وقت سپاہ یونان و باغیان کریٹ نے قلعہ ملاکسا پر قبضہ کر کے یونانی (ماؤنٹ) جھنڈا نصب کیا اس وقت دول متفقہ کی فلیٹ نے چھ منٹ تک گولہ باری کر کے یونانی جھنڈا کو خاک میں ملا دیا۔

رشیا اور اٹلی کی بحری سپاہ کے دستے ایسے وقت میں پہنچے تھے کہ جب باغی اور یونانی پانچ ہزار سے زیادہ کی جمعیت سے کراتیندی کے قلعے کا محاصرہ کر کے توپوں کے گولوں سے منہدم کرنے میں مصروف تھے اور اس قلعہ کی سپاہ مجبور ہو کر ہتھیار ڈالنے میں آگئی تھی۔

۲۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو صبح کے وقت ایک جانب سے پردولیا کی جنگی چوکی کا محاصرہ کر کے اور دوسری جانب سے منہدم چوکیوں کو آگ لگاتے اور اسباب لوٹنے میں مصروف تھے۔ اسی تاریخ میں عزالدین نامی جنگی چوکی اور دمدمہ کی پیشگاہ میں سپاہ یونان اور باغیان کریٹ نے چند دمدمہ بنانے کی بنا ڈالنی چاہی تھی اسپر عثمانی قوت بحری کے ہیبت نما عثمانی جنگی اگبوٹ نے دیکھ کر گولہ باری کی اور دول معظمہ کی متفقہ قوت بحری نے بھی گولہ باری کرنے میں ساتھ دیا۔

۲۸ مارچ ۱۸۹۷ء کو سپاہ یونان و باغیان کریٹ عز الدین نامی عثمانی جنگی چوکی اور دمدمہ کی سپاہ کے پانی بند کرنے کی غرض سے پانی کے نلوں کو توڑ کر مجرے خراب کرنے اور منبع پر قبضہ کرنے کے خیال میں تھے اور یہ چاہتے تھے کہ پانی بند کر کے سپاہ مذکور کا محاصرہ کریں۔ اسپر عثمانی سپاہ نے یونانیوں اور باغیوں پر حملہ کیا لیکن سپاہ یونان اور باغیان کریٹ اپنے موقع کے اقتضا سے ایک محفوظ جگہ میں تھے اسلئے سپاہ عثمانی اس تاریخ میں مقابلہ کر کے ناکامیابی سے واپس ہو گئے۔ سپاہ یونان اور باغیان کریٹ کو موجودہ عثمانی سپاہ کے ساتھ کسی قسم کی نسبت باعتبار تعداد اور قوت کے نہ تھی یعنی ترکی لشکر اس وقت کریٹ میں نہایت قلیل تعداد سے تھا اور باغیان کریٹ اور سپاہ یونان بدرجہا تعداد میں زیادہ تھی متواتر حملہ پر حملہ کرتے ہوئے کئی روز گذر گئے ترکی لشکر نے جو بہت ہی قلیل تھا بڑے تہور سے اور جان پر کھیل کر مخالفان پر حملے کئے اور جان توڑ لڑائی کر کے بڑی ناموری سے کامیابی حاصل کی اور یونانیوں اور کریٹ کے باغیونکو فاش شکست دی۔ باغیوں اور یونانیوں کی اس معرکہ ارائی میں دُھرہ اڑنے سے اور سپاہ عثمانی کے بہادری ظاہر ہونے سے دول متفقہ کے امیر البحروں میں بھی ترکی دلاوری کی دھوم مچ گئی اور تمام ممالک کے ارکین سلطنت عش عش کرتے رہگئے۔ چنانچہ رئیس امراء البحر کانوادروا ایڈمرل نے دول متفقہ کی سپاہ کے نام سے عثمانی بحری کمانڈر کو بڑی خوشی کے ساتھ مبارکباد کا نامہ اور پیغام بھیجا تھا۔ اس دفعہ کی بغاوت کریٹ سے تمام یورپ کو بخوبی معلوم ہوگیا ہوگا کہ یہ بغاوت معمولی تدبیروں اور تھوڑی سپاہ سے فرو نہ ہوگی اور آخر میں ایمپرر ولیم قیصر جرمنی کی اس صائب رائے کو تمام یورپ نے نہایت ہی پسند کیا اور دول معظمہ کے امراء البحر نے پھر یونان کے محاصرہ کئے جانے کے متعلق گفتگو شروع کی جیسا کہ بلو بک اور زرد دفتر سے دریافت ہوتا ہے۔

مالاکسا کی یونانی سپاہ اور باغیوں پر متفقہ فلیٹ کی گولاباری کرنے سے اور پھر یونان کا محاصرہ کرنے کی تجویز سے باشندگان یونان پر جوش و خروش سے غیظ و غضب میں بھر گئے اور یورپ کی تعدی وظلم کا نام لے کر فریاد و فغاں برپا کر کے زمین سر پر اُٹھالی۔ اور گورنمنٹ یونان نے اپنے خیالات کے موجب بلقان میں اسباب شورش اور بغاوت مہیا کر کے سلطنت عثمانیہ کی حدود کی طرف پیش قدمی شروع کردی اور خلیجوں میں یونانی بحری قوت سے ازادانہ طور پر گشت کرنا شروع کر دیا اور ان اگبوٹوں پر جنپر عثمانی جھنڈا تھا اور جو پیرہ اور شیرہ کے بندرگاہوں کی طرف گئے ہوئے تھے اور اُن قیدیوں کو جو زیر حراست عثمانی پولیس تھے بغیر اعلان جنگ کئے ہوئے داخل ہو کر قیدیوں کو رہا کر دیا اور خاص و عام باشندگان یونان نے ایتھنز کی گلیوں اور کوچوں میں جنگ، جنگ

کی صدائیں اور جنگ آباد رھی ۔ جنگ آباد رھی کے نعرے مارنے شروع کردئیے۔ اور شور وغل کی یونان میں کوئی انتہا نہیں تھی جسکا شہرہ تمام دُنیا میں پھیل گیا۔ اور ایک عالم جزیرہ کریٹ سے اپنی نگاہیں اور کان ہٹا کر حدود عثمانی کی طرف دیکھنے اور سننے لگے ۔

ان وجوہات سے جب ترکوں نے دیکھا کہ یونان باز ہی نہیں آتا ہے۔ اور دول یوروپ کو بھی چٹکیوں میں اُڑاتا ہے اسلئے سلطان اعظم وخاقان المعظم غازی عبدالحمید خاں ثانی نے اعلان جنگ کی تجویز کی کیونکہ بجز سطوت عثمانی یونان کی سرکوبی ممکن نہ تھی ۔

ابھی کریٹ کا کوئی فیصلہ نہونے پایا تھا کہ جنگ ٹرکی ویونان شروع ہوگیا ۔

جب یونان کی زبردستی اور تعدی کریٹ کے باب میں حد سے زیادہ گذرنے لگی اُسوقت طاقتوں نے پھر یونان کو لکھا کہ اپنے جہاز کریٹ سے واپس کرلے ورنہ محصور کئے جائینگے ۔ اسپر بھی یونان نے اس دھمکی کی کچھ پروا نہیں کی۔ آخرکار جرمنی نے اپنی ناراضی ظاہر کی۔ اور آسٹریا نے بھی اُسکا ساتھ دیا اور برملا شہنشاہِ جرمنی نے کہہ دیا کہ اگر یونانی جہاز جلد محصور نہ کئے جائینگے ۔ تو میں اتحاد یوروپ سے علیحدہ ہوتا ہوں ۔ اسپر آسٹریا نے یونان کے دو جہاز گرفتار کرلئے جس میں سے ایک دُخانی ور ایک بادبانی تھا ان یونان کے دونوں جہازوں میں بہت سا سامان حرب وضرب کا بھرا ہوا تھا اور نیز یونانی والنٹیر بھی موجود تھے جو کریٹ کو بغرض امداد باغیان جارہے تھے ۔ پھر اس گرفتاری کے متعلق کچھ معلوم نہوا کہ کیا نتیجہ نکلا۔ شہنشاہ جرمنی کے اس اصرار پر زار روس نے بھی کہدیا کہ اگر یونان اپنی شورہ پشتی سے باز نہ آیا اور اسنے سلطان آف ٹرکی کو پیشقدمی پر مجبور کیا تو میں یونان کی مدد نہیں کرونگا ۔

انگلستان نے یونانی جہاز کے محصور کرنے کے باب میں یہ راے ظاہر کی کہ اگر دوسری سلطنتیں یونان کا محاصرہ کریں گی تو انگلستان کو اس میں کوئی عذر نہوگا مگر انگلستان خود اس محاصرہ میں شریک نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ انگلستان کے ریڈیکل ممبروں نے ملکر بڑا بھاری جوش وخروش ظاہر کیا تھا کہ یونان کے برخلاف گورنمنٹ انگلستان دوسری طاقتوں کے متفق نہو۔ ایک یہ بھی خبر مشتہر ہوئی تھی ۔ کہ سلطنتیں یونان کی دوست ہیں لیکن بظاہر اٹلی اور انگلستان کے سوا کوئی تیسری سلطنت ان میں شریک نہ ہوگی ۔ اسلئے وہ یونان کی مصالحت کرانے میں مصروف رہیں گے ۔ گو کہ طاقتوں نے اسقدر صلح ۔ مشورہ اور انتظامات کئے مگر یونان اور کریٹ کو ایسے سجھائی گئی تھی کہ کریٹ میں کریٹیوں نے مسلمانوں پر برابر ظلم وستم روا رکھے ۔ اور قتل وغارت کا بازار گرم رہا ۔

اٹلی کے سفیروں نے اس امر کی بخوبی تصدیق کردی تھی کہ بیشک باغی عیسائیوں نے مقام کینیا میں ایک ہزار مسلمانوں کو قتل کرڈالا ۔ دیکھیں کیسی شرمناک اور افسوس کی بات ہے اور کیسا انصاف کا

خون کیا گیا کہ مہذب عیسائی سلطنتیں اس قسم کے قتل عام اور غارتگری کی وارداتیں اپنی آنکھوں دیکھتی ہیں
حالانکہ وہ خاص اپنی غرض کے لئے کریٹ میں داخل ہوئی تھیں کہ بغاوت کو روکیں اور امن کو قایم کریں گی
جس صورت میں انہوں نے اپنی آنکھوں کے سامنے ایسی پر ہیبت اور غضبناک وارداتیں دیکھی ہیں
جن میں سرویانیوں اور کریٹیوں کی زیادتی تھی پھر بھی ان کو نہ روکا - اس موقع پر یہ بھی خیال پیدا ہوتا
ہے کہ یا تو طاقتوں کی افواج اور امیر البحروں اور سفیروں میں اس قدر طاقت اور جرات نہیں تھی کہ
وہ باغیوں کا مقابلہ کرتے یا اس سے یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ طاقتوں کی افواج اور امیر البحروں اور
سفیروں اور خود طاقتوں نے ہی یہ ٹھان لی ہوگی کہ مسلمانوں کو اچھی طرح قتل و غارت ہونے دیں گے
یا ان کو در پردہ کہہ دیا ہو کہ مسلمانوں کو بلا خوف و خطر قتل کر ڈالو کیونکہ یہ بات صاف ظاہر ہے کہ باغیان
کریٹ اور بزدلان یونان ایسے زبردست اور قوی طاقت نہیں ہیں کہ وہ تمام طاقتوں کے مقابلہ
میں زور آور ثابت ہوں یا کبھی ثابت ہوئی ہوں اگر کل طاقتیں اس طاقت کے قابل نہیں تھیں تو
وہ سلطان آف ٹرکی کی طاقت کا امتحان کر لیتے ذرا بھی سلطان عبد الحمید خاں کو اجازت دیدیتے
کہ آپ خود انتظام کیجئے اور بغاوت کو روکئے اور امن و امان قایم رکھئے - اس وقت طاقتیں دیکھتیں
کہ سلطان عبد الحمید خاں کس طرح ایک آن واحد میں امن و امان قایم کر کے دکھا دیتے ؟ لیکن
افسوس تو اس بات کا ہے کہ آرمینیا و کریٹ وغیرہ میں دول یورپ خواہ مخواہ اپنا پاؤں اڑا دیتے
کو موجود ہیں اور نہ خود انتظام کرتی تھیں اور نہ سلطان کو کرنے دیتی تھے بلکہ خود ان کو اکساتی رہتی
تھیں - اسکا نام انصاف نہیں ہے اسکو انسانی ہمدردی نہیں کہتے بلکہ یہ تو از روے انصاف
کے ظلم اور ستم ہے - گو طاقتوں کے جہازوں نے دو تین دفعہ کچھ منٹوں تک باغیان پر گولہ باری کی مگر
وہ صرف دکھاوا تھا ورنہ جبکا قصور سمجھتے خواہ وہ مسلمان ہوتے یا عیسائی توپ کے گولوں سے
اڑا کر امن قایم کر دیتے جو کہ ان کا اصلی منصبی فرض تھا جسکے لئے وہ کریٹ میں دعوے کر کے
گئے تھے اگر اس امن کرنے کے دعوے کو ایک طاقت کرتی تو ہم خیال کرتے کہ ایک طاقت سے
معقول انتظام نہ ہوسکا جس صورت میں تمام یوروپ کریٹ میں داخل ہو گیا اور پھر بھی انتظام نہ ہوسکا
اور اپنے سامنے تمام مسلمانوں کو قتل کرا دیا تو ہم صاف صاف لفظوں میں کہہ سکتے ہیں کہ کریٹ کے
باغیوں کے مقابلہ میں تمام یورپ کچھ بھی نہیں ہے اور ان کی شہنشاہی کی ان کے آگے کوئی توقیر
نہیں - اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یورپ میں طاقت تو ہے لیکن مسلمانوں کو نقصان
پہنچانے کی مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کی مگر بالمقابل نہیں وہ اسی طرح جیسے کہ ارمینیا اور کریٹ
میں در پردہ کار روائیاں ہو گئیں جسکو یورپ کی پالیسی سمجھنی چاہئے - اگر یورپ میں یہ بات

نہیں ہے اور اس میں بڑی بڑی طاقتیں ہیں اور وہ منصف ہیں اور عادل ہیں تو کیا وجہ ہے
غازی سلطان عبدالحمید خاں کے عیسائی مقبوضات کو آزاد اور کسی کسی کے ساتھ الحاق کیا جاتا
ہے اگر یہ کہا جائے کہ اس وقت کریٹ میں جبکہ ایک ہزار مسلمان باغیوں نے قتل بھی کئے تھے
طاقتوں کے پاس افواج نہیں تھی تو یہ دنیا کو معلوم ہے کہ طاقتوں کے جہازات بھر بھر کر فوجوں سے
گئے تھے ۱۔ سپاہی کو روس اور اٹلی کی زائد فوج بھی کریٹ میں داخل ہو گئی تھی اور فرانس نے
بھی ۹۰۰ جوان بڑی تیزی سے کریٹ کو روانہ کر دیے تھے۔ اسیطرح سے اور دولتوں
کے جہاز فوجوں سے لبالب بھری ہوئے کریٹ میں داخل ہوئے اور تار پیڈو کشتیاں بھی داخل
جزیرہ ہو گئی تھیں۔ یہ سب کچھ تھا مگر کل طاقتیں باغیوں کا تماشا دیکھتی رہیں۔ جنہوں نے جنگ وجدل
کر کے مسلمانوں کو تلوار کے گھاٹ سے پار اتار دیا اور تمام جزیرہ کریٹ کی اصلی صورت کو توپیں
اور بندوقیں مار مار کر خراب کر دیا اس موقعہ پر ناظرین والاتمکین کے ملاحظہ کے لئے کینیا کے چھ
نظاروں کی تصویریں پیش کرتے ہیں۔

اول تصویر نمبری ۱۲۰ میں کریٹ کے بازار کی گلی ایک حلقہ کے اندر دکھائی گئی ہے جس کی
دونوں طرف دکانیں تھیں انہیں ہنگاموں میں اس گلی کو آگ لگا دی گئی جس سے تمام دکانیں
مسمار اور برباد ہو گئیں

دوسری نمبری ۱۲۱ میں بریک واٹر اور وہ لایٹ ہوس یعنی روشنی کا مینارہ دکھایا گیا ہے جس کو کسی
زمانہ میں وینس والوں نے بنایا تھا اور اسی مقام پر بریک واٹر ہے۔ تیسری نمبری ۱۲۲ میں وہ مقام
دکھایا جاتا ہے جو کہ بندرگاہ کے پاس ایک وسیع میدان ہے جہاں پناہ گزینوں کے واسطے
لڑائیاں ہوئی تھیں۔ (دیکھو تصویر نمبری ۱۲۰ و ۱۲۱ و ۱۲۲)

چوتھی نمبری ۱۲۳ میں کینیا کا اصلی نظارہ ہے جو کہ باسٹن پہاڑ کی چوٹی سے ایک خوش نما معلوم ہوتا
تھا مگر اس کی شان و شوکت وجہ نہیں ہی اب جو اسکی حالت ہے وہ تصویر نمبری ۱۲۴ میں دیکھنی چاہئے۔
پانچویں نمبری ۱۲۴ میں اُسے کینیا کے اصلی نظارہ کی بربادی کا نظارہ ہے جس کی پانچ یوم کی
گولہ باری کے بعد یہ ہیبت ناک شکل ہو گئی ہے۔ جسکو باغیان کریٹ اور معندان یونانیوں کا
طفیل کہنا چاہیئے۔ اے باد صبا ایں ہمہ آوردہ تست۔

چھٹی تصویر نمبری ۱۲۵ میں کینیا کے بندرگاہ کا اندرونی نظارہ ہے اور یہ مکانات جو تصویر میں
دکھائی دیتے ہیں وینس کے مکانات کی طرز پر بنے ہوئے ہیں (دیکھو تصویر نمبری ۱۲۵ و ۱۲۴
و ۱۲۳)

طاقتوں نے یونان کو لکھا کہ وہ کریٹ کی بغاوت سے باز آجائے مگر یونان نے بڑی بیباکی سے طاقتوں کے نام ایک نوٹ جاری کیا جس میں کریٹ کی بابت اظہار خفگی کر کے یہ دھمکی دی کہ اِس کارروائی کا جو کچھ برا نتیجہ ہوگا اُسکی ذمہ دار طاقتیں ہیں۔ ذرا اس مضمون کا خیال کرنا چاہیئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یونان گویا ہفت اقلیم کا بادشاہ ہے اور اسپر یہ طرہ ہے کہ یورپ کی طاقتیں بھی چپ ہو گئیں اور کچھ بھی چون وچرا نہ کر سکیں گویا یونان کے مقابلہ میں تمام یوروپ اُسکے حلقہ بگوش تھا۔ اسپر ایک اور شگوفہ کھلا کہ ۲۹ تاریخ کو عالی جناب مسٹر کرزن صاحب بہادر بالقابہ نے ہوس آف کامنز میں امیر البحر کا ایک تار پڑھ کر سنایا جو کہ کریٹ سے موصول ہوا تھا اسکا یہ مضمون تھا کہ باوجود تنبیہ بلیغ کے امیر البحر کی تنبیہ اور تاکید کے یونان نے باغیوں کی امداد میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اور اسی تار کا مضحکہ آمیز آخری فقرہ یہ بھی تھا کہ یونان کے کمانڈر نے برائے نام یورپ کے دول اعظم کو جنگ کا اعلان کر دیا ہے + ہمارے خیال میں تو تمام یوروپ اِس اعلان سے ڈر گیا ہوگا۔ اسی غرض سے انگلستان نے سخت دباؤ ڈالا اور اصرار کیا کہ کریٹ سے فوج ہٹا دی جائے اور دول یورپ کے تنبیہ پر عمل کیا جائے۔

۲۶ تاریخ کے جنگ وجدل کی خبر جو کہ لیفیا میں ہوئی انگلستان میں پہنچی اسپر انگلنڈ نے سلاطین یورپ سے استدعا کی کہ ہم جزیرہ کریٹ میں خود اپنی فوج بھیج کر امن وامان قایم کرینگے مگر دول یوروپ نے انگلستان کی اِس درخواست کو فوراً نامنظور کیا جس سے ادہر جرمنی اس امر پر مقر ہوئی کہ یونان کو ایسی شرارت کرنے پر قرار واقعی سزا دینی چاہیئے۔ ورنہ میں اتحاد یورپ میں شامل ہونے سے اور صلاح دینے سے دست بردار ہوتا ہوں۔ لیکن اس کشاکش سے کریٹ کی مسلمان رعایا نہایت ہی برباد اور تباہ حال ہوگئی۔ جب مسلمانوں پر حد سے زیادہ جور وستم گذرنے لگے اور کوئی پرساں حال نہ ہوا تب سلطان المعظم نے اہل یورپ کو لکھا کہ اگر تم کچھ انتظام بغاوت نہیں کر سکتے تو صرف اس امر کی مجھکو اجازت دو کہ کریٹ کی باقیماندہ رعایا کو جہاز بھیجکر قسطنطنیہ کو منگوالوں مگر کوئی بھی نہیں سنتا تھا نہ یوں چین ہے اور نہ وں راہ ہے اور نہ سلطان کی افواج کو کریٹ میں داخل ہونے دیتے تھے عیسایان قاتل اسلام ایسے موقع کو کب ہاتھ سے دیتے تھے۔ یونانی اور باغی مسلمانوں کو قتل کر کے قلعوں پر قابض ہو گئے۔

کریٹ میں کربلا

ع دانہ تھا گوہر نایاب ہوا عنقا پانی

باغیان کریٹ نے یہ انتظام کیا تھا کہ مسلمانوں کو آب شیریں کا ایک قطرہ بھی نہ ملنے پائے ۲۵ روز تک مسلمانوں کو اسی حالت میں رکھا گیا جو پانی پینے کا تھا اُس میں غلاظت ڈال کر خراب کر دیا گیا تھا حسرت اور افسوس کی یہ بات ہے کہ امیر البحر و نکو اس امر کی اطلاع تھی چنانچہ انھوں نے اپنے علاقہ کے سپاہیوں کو جو اس سرزمین پر تھے یہ حکم دیا کہ تم آب مقطر پیا کرو مگر افسوس ہے کہ انھوں نے کچھ بھی اسکا انتظام اور انسداد نہیں کیا۔

جو لوگ کنوؤں اور چشموں کے پاس سکونت رکھتے تھے اُنکو لوٹ لیا اور ۲۰ چرواہوں کو جو قرب و جوار کے میدانوں میں اپنے مویشیوں کو چرا رہے تھے مار ڈالا اور ۲۷ چرواہوں کو زخمی کر ڈالا اور چار سو بھیڑوں اور پچاس گاؤں کو یہ لٹیرے لوٹ لے گئے۔ غرضکہ امیر البحر و نکو ان واقعات کا علم اور خبر برابر تھی لیکن انھوں نے ان باغیوں کی اس شرارت اور بد معاشی کو روکنے کی کوئی تدبیر نہ کی اس سے ان کی نشار کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ ان میں انسانی ہمدردی کس درجہ پر ہے جس کے لئے یہ آوازے کستے ہیں

ایک ترکی افسر مقام کسامو پر جو کریٹ کے شمال مغربی کونہ پر واقع ہے قلعوں سے باہر رات کو پہرہ دے رہا تھا یونانیوں نے گرفتار کر کے زندہ کی کھال کھینچکر اُسے سولی پر لٹکا دیا۔ کریٹ کی بندرگاہ سٹیا کے محصور مسلمان پانی کی قلت سے سخت لاچار ہوئے شہر میں جس قدر کوئیں تھے وہ مکتفی نہ ہو سکے مگر جب وہ ناچار ہو کر شہر سے باہر چشموں سے پانی لینے کو نکلتے تھے تو باغی ان کو زبردستی شہر ہی میں واپس کر دیتے تھے اور مطلق پانی بھرنے نہیں دیتے تھے۔ افسوس دول یوروپ کے جنگی جہاز بھی موجود تھے مگر وہ مسلمانوں کی اس قدر بھی امداد نہ کر سکے کہ انکو پانی ہی بھرنے دیں۔

اخبار ٹائمس کا نامہ نگار کریٹ سے چشم دید لکھتا ہے کہ کریٹ میں ترکوں کے ظلم اور زیادتی کی جسقدر کہانیاں مشہور کی گئی ہیں یا تو بالکل جھوٹ ہیں یا سخت مبالغہ سے پر ہیں یوروپین اور امریکن اخبارات میں جو حالات شائع ہوتے ہیں اُن میں طرفداری کی بو آتی ہے۔ کریٹ میں عیسائیوں کے فاقہ سے مرجانے کا ذکر کیا گیا ہے جو سراسر مغالطہ پر مبنی ہے ان فاقہ کش عیسائیوں کے پاس کافی خوراک ہے۔ گوشت روٹی مچھلی۔ میوہ جات غرضکہ جملہ سامان ضروری بکثرت موجود ہے جو کئی سال کو کافی ہو سکتا ہے۔ باوجود ناکہ بندی اور محاصرے کے یونانی جہازوں پر برابر خوراک اور

تصویر نمبر (۱۲۱)
یہ پورانا وینس والوں کا لیٹ ہوس ہے یعنی روشنی کا مینار اور بریک واٹر
کریٹ میں ایک گلی ہی جسکے دونو طرف دکانیں تھیں ان میں آگ لگا دیگئی تھی
جس سے دوکانیں مسمار ہوگئیں۔
تصویر نمبر (۱۲۰)
یہ ایک وسیع میدان ہے جو کہ بندرگاہ کے پاس ہے جہاں پناہ گزینوں کیواسطے لڑائیاں ہوئیں۔
تصویر نمبر (۱۲۲)
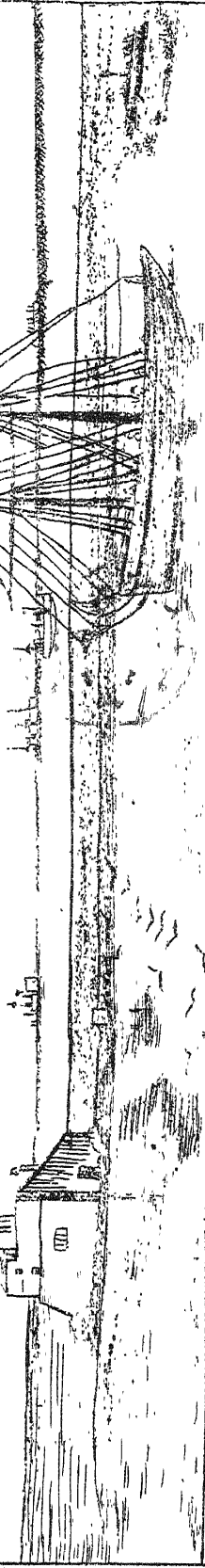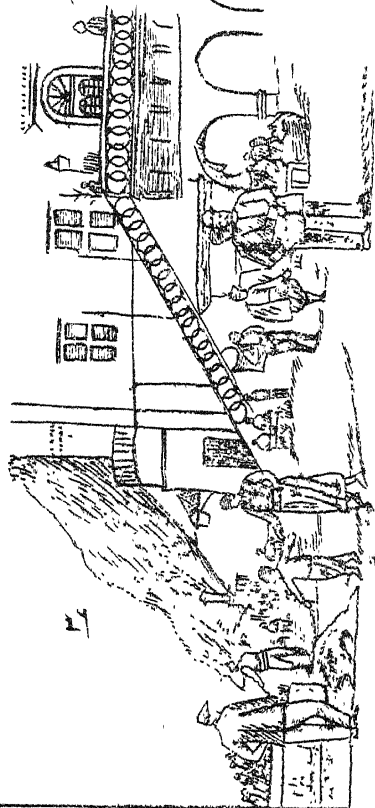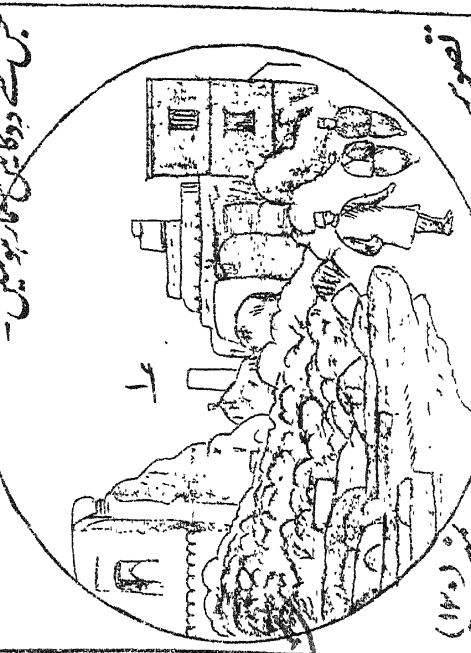
تصویر نمبر (۱۲۳) شہر کا نظارہ باسٹن پہاڑ کی چوٹی سے
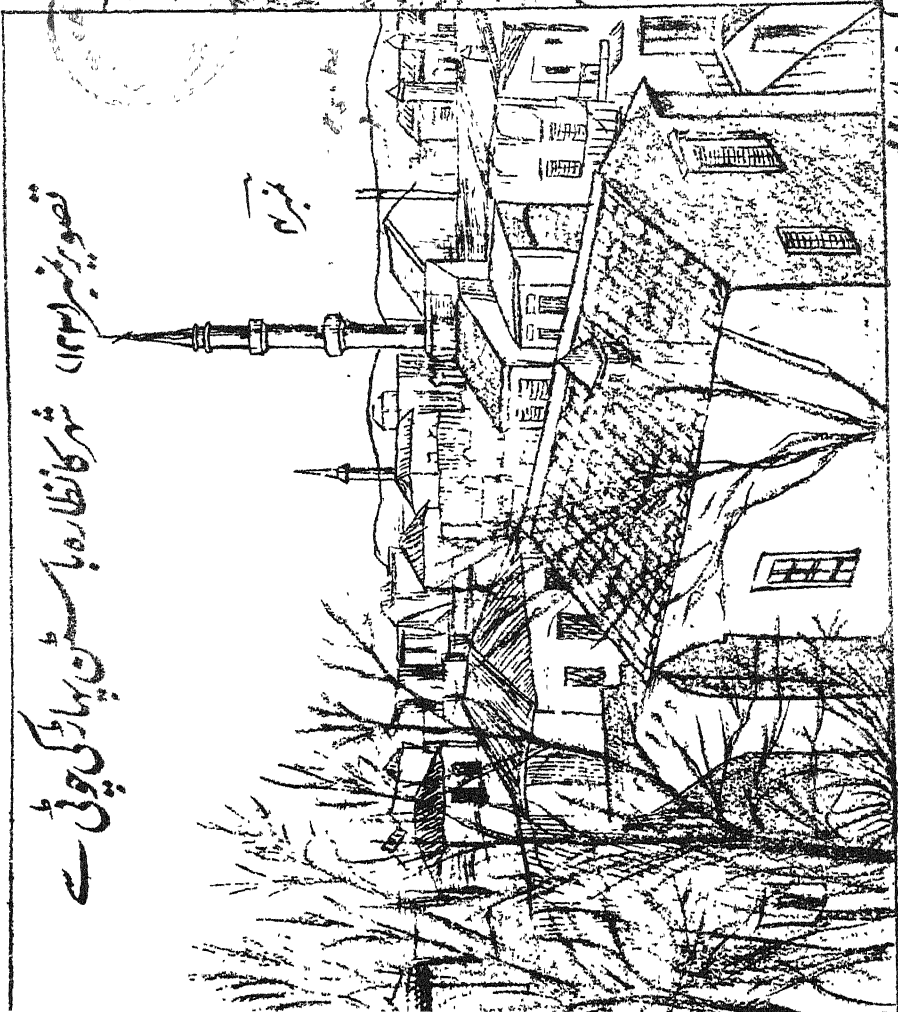
تصویر نمبر (۱۲۴) شہر کی بربادی کا نظارہ
متواتر پانچ یوم کی گولا باری کے بعد

کریٹ میں لینیا کا نظارہ

تصویر نمبر (۱۲۵) ۔ کینیا کے بندرگاہ کا اندرونی نظارہ اس بندرگاہ کے مکانات وینس کی طرز پر بنے ہوئے ہیں
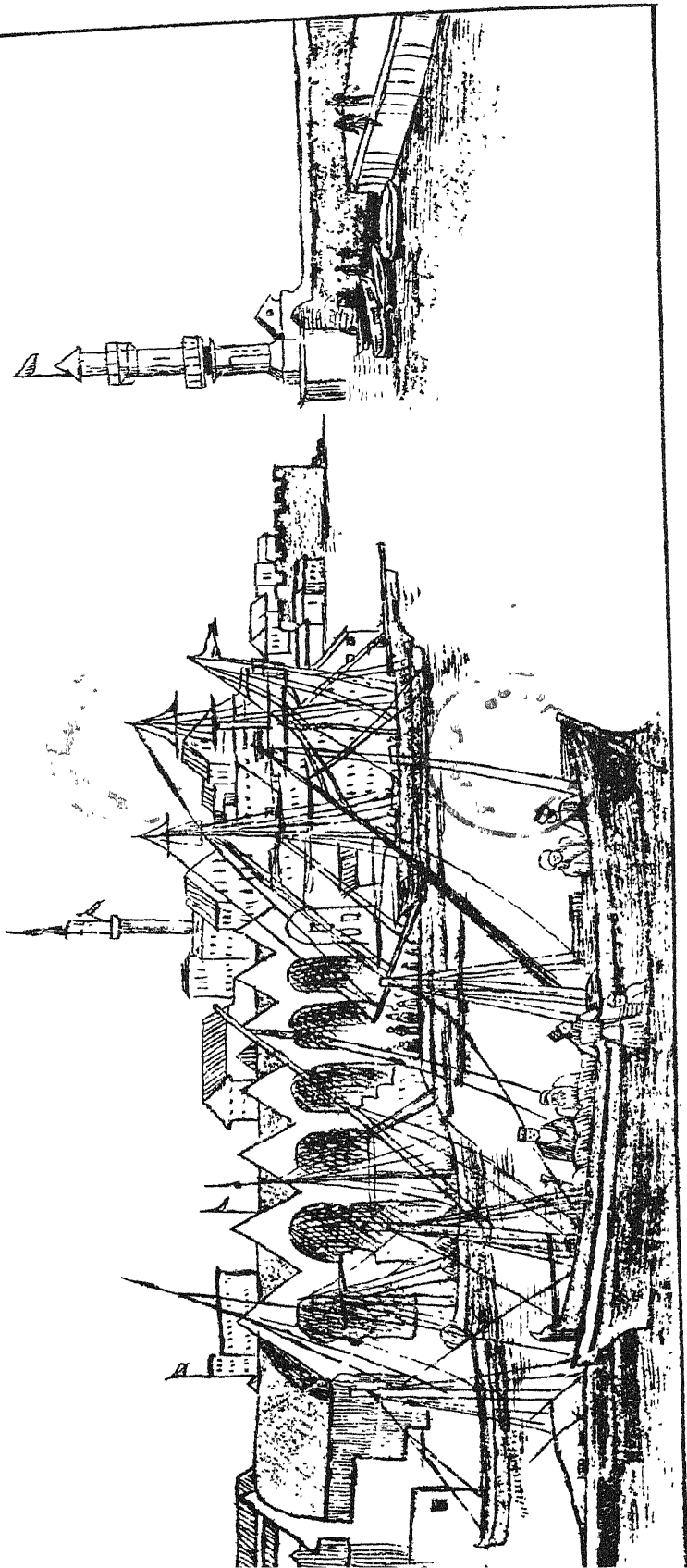
تصویر نمبر (۱۲۶) یونانی فوج ترکی سرحد پر جمع ہو رہی ہے جسکا ہیڈ کوارٹر تھسلی میں مقام لارسہ ہے

تصویر نمبر (۱۳۶)

طاقتوں کے متفقہ بیڑہ کا باغیوں کے کیمپ کو اکروٹی ری
میں گولیوں سے اوڑانا
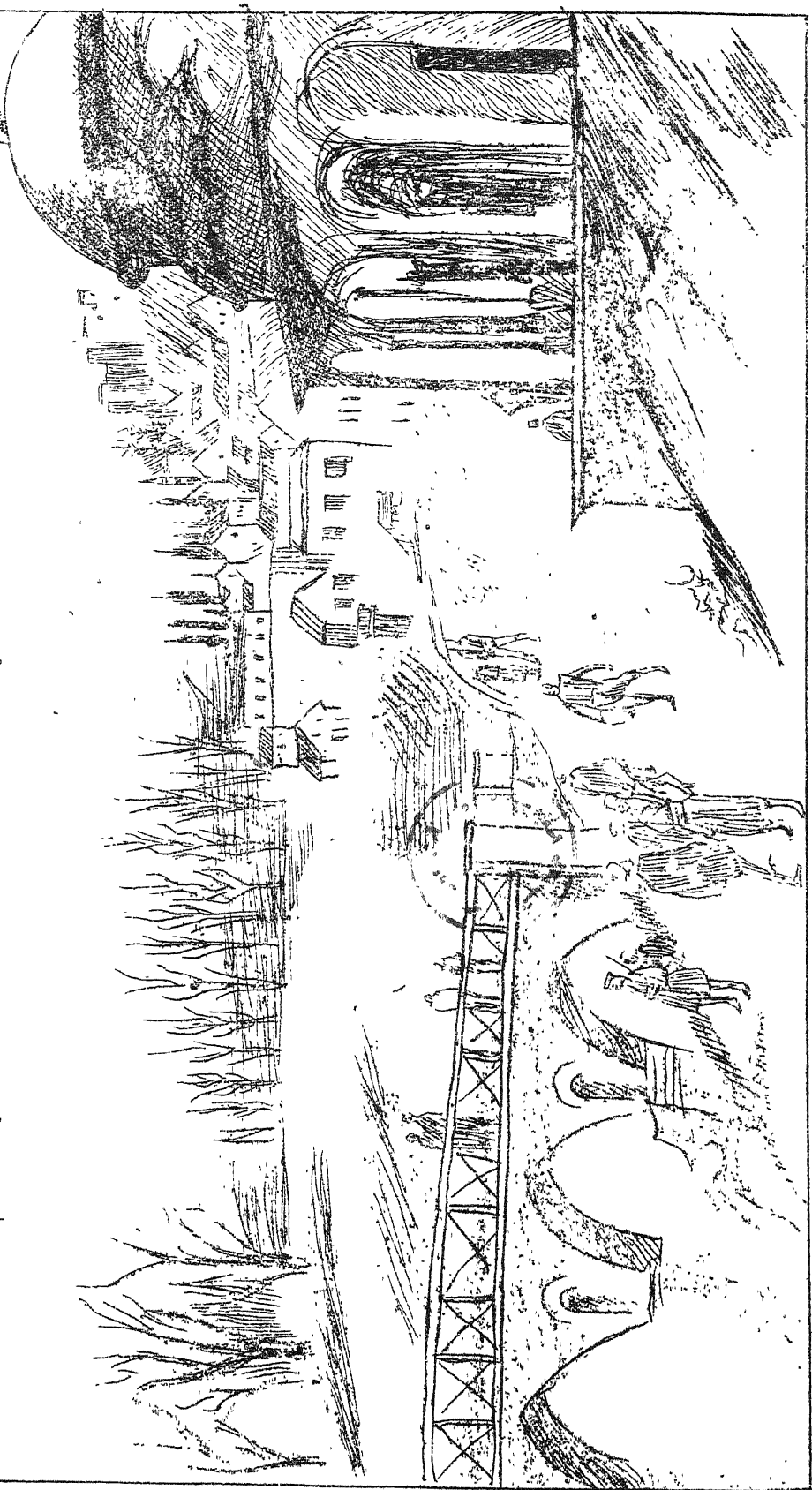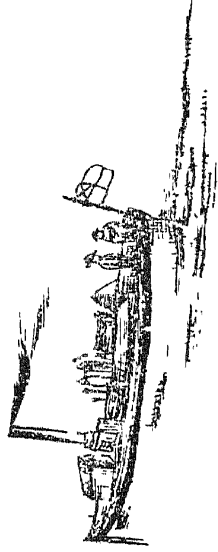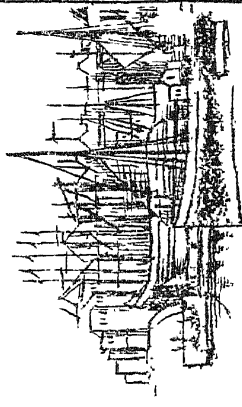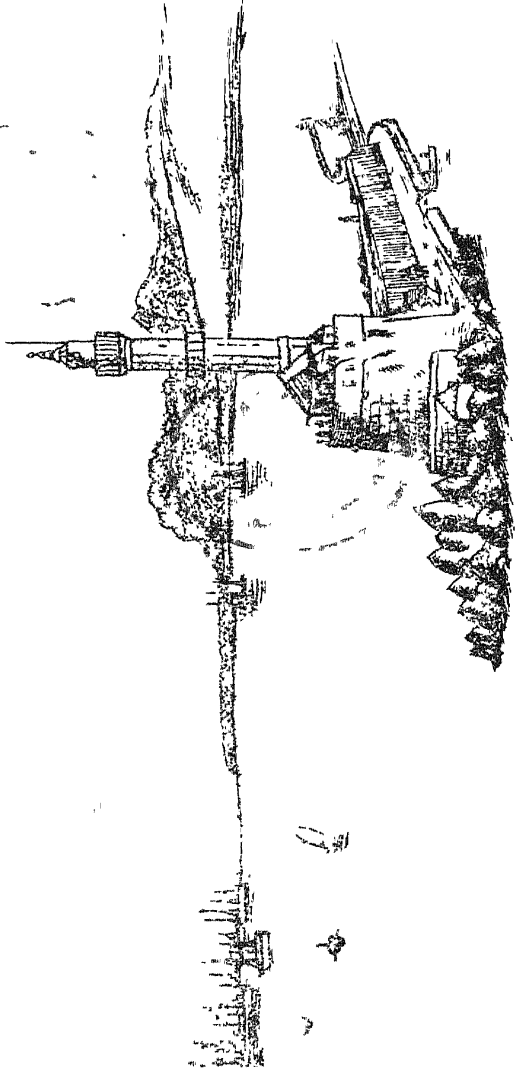
سامان پہنچا رہے ہیں۔ خود نامہ نگار چشم دیدہ لکھتا ہے۔ کہ جنوب کے جزیرہ میں پانچ سو دو الفیٹر ۱۱ اصندوق کارتوسوں کے۔ ایکسو بوری غلہ وغیرہ رسد کی۔ ۹۶ تھیلے نمک کے یونانی جہازوں سے اتارے گئے۔ ۲۷ مارچ کو ۵۰ خچر خوراک کے ابی کیانن کے پاس اتارے گئے۔

باشی بزوق

۳ اپریل ۱۸۹۷ء کو دو ہزار باشی بزوقوں نے کینیا سے نکل کر مقام اکروٹیری میں جہاں کثیر التعداد باغی جمع تھے مقابلہ کیا اور بڑی بھاری کشت و خون کے بعد شکست کھائی اور بہت سا نقصان اٹھایا۔ لیکن ترکی گورنر اور اٹالین افسروں نے اس لڑائی کو بند کرا دیا اور باشی بزوقوں کو کینیا میں واپس لیجا کر ان سے ہتھیار رکھوائے (یہ ظلم ہے باغیوں کے ہتھیار نہیں رکھوائے جاتے) اس سے پہلے بھی مارچ کے اخیر میں باغیوں نے مسلمانوں کو جنگ و جدل کر کے قتل عام تک نوبت پہنچائی تھی اس پر طاقتوں کے متفقہ بیڑہ نے باغیوں کے اس زبردست کیمپ کو جو انہوں نے مقام اکروٹیری میں قایم کر رکھا تھا گولیاں مار مار کر اوڑا دیا۔ اس مقام پر جہازات اور سمندر کا نظارہ مع ایک مینار کے دکھایا جاتا ہے (دیکھو تصویر نمبری ۱۲۶)

چونکہ باشی بزوق بڑے بہادر اور لڑنے مرنے والے سپاہی ہیں باغیوں کے کثیر انبوہ سے جو ان کو شکستیں ہوئیں وہ بھی نہایت ہی اس سے دل برداشتہ ہو گئے تھے اور وہ سب کے سب جان پر کھیل گئے انہوں نے اپنے آپ کو اسلحہ جنگ سے مسلح کیا اور وہ اس خوف سے کہ مبادا پھر باغی ٹوٹ پڑیں پہلے ہی سے باغیوں کی تلاش میں گشت کیا کرتے تھے۔ ہم اس مقام پر باشی بزوقوں کا ایک گروپ دکھاتے ہیں یہ اس مقام کا نظارہ ہے کہ جس مقام پر طاقتوں کے سپاہیوں نے اپنا کیمپ کیا تھا (دیکھو تصویر نمبری ۱۲۷) اور یہ باشی بزوق اسی طرح سے کبھی تھوڑے آدمیوں کے ساتھ اور کبھی زیادہ آدمیوں کے مجمع سے باغیوں پر حملہ کے لئے جاتے تھے بعض بعض آدمی گھوڑوں پر سوار ہوتے تھے اور اکثر پیدل رہتے تھے۔ اور بیان کیا جاتا ہے کہ باشی بزوق ایک گھوڑے پر دو دو آدمی سوار ہوئے ان میں بہت سے آدمی امیر کبیر تھے اور نہایت ہی آسودہ حال مگر باغیان کریٹ اور یونانیوں نے ان کی جایدادیں اور کھیتیاں تمام مال و اسباب لوٹ لیا اب وہ مفلس قلاش ہیں (دیکھو تصویر نمبری ۱۲۸)

۵ اپریل کو طاقتوں کی طرف سے امیر البحروں کو جو کہ کینیا میں موجود تھے حکم ہوا کہ یونان کی جابرانہ زیادتی ہونے کی وجہ سے ایتھنز کے بندرگاہ اپائرس کو بند کر دیا جائے لیکن یہ امر صرف دلخوش کن

ہی نہیں تھا بلکہ اسکی مطلق تعمیل ہی نہیں ہوئی اگرچہ ویلش فیوزلیرا اور سیفورتھ کی بقیہ فوجیں انگلستان کی طرف سے کریٹ میں داخل ہوگئی تھیں اور شہنشاہ روس کی مزید کمکی افواج بھی داخل جزیرہ تھی اور اٹلی کی بھی ایک بیڑے اور دو پلٹنیں کینیا میں پہنچ گئی تھیں مگر بغاوت پر بغاوت ہوتی چلی جاتی تھی۔ اور مسلمانوں کو بلا دریغ ذبح کیا جاتا تھا امیر البحروں سے کچھ بھی نہ ہوسکا اسی اثناء میں پہلے باغیان کریٹ نے ۹ اپریل ۱۸۹۷ء کو مقام کسیموس کا محاصرہ کرلیا اور طاقتوں کے امیر البحروں اور سپہ سالار ذکو باغیوں نے نوٹس دیا کہ اگر تم لوگوں نے ہمارے اوپر ذرا بھی گولہ باری کی تو اسکے جواب میں ہم بھی کبھی چوکنے والے نہیں بلکہ ترکی بترکی جواب دینگے۔ جسکے جواب میں سپہ سالاروں نے خاموشی اختیار کی۔ ع گل لحنِ طیور سُن کے سُن ہے۔ اور اس خاموشی کے سہارے پر ۱۰ اپریل سنہ وا کو باغیوں اور یونانیوں نے اُن جہازوں پر جن میں مسلمان پناہ گزین سوار تھے جنکو غیر ملکی جہازوں نے ازراہِ ترحم پناہ دی تھی بڑے زور سے گولہ باری کی اگرچہ جہاز سے بھی اسکے جواب میں آگ برسائی گئی۔ مگر وہ باغیوں کا کچھ نہیں کرسکتے تھے۔

کریٹ کے مسلمانوں پر عیسایوں کی طرف سے طرح طرح کے جور وستم ہونے کے باوجود انگلستان کے اکثر اخبارات میں مسلمانوں کو ہی ظالم اور عیسائی درندوں کو مظلوم و بیکس بنایا جارہا تھا ؎

شبِ تاریک و بیمِ موج و گردابے چنیں حائل ۔۔۔ کجا دانند حالِ ما سبکسارانِ ساحلہا

تو اس خلاف بیانی سے افروختہ ہوکر ایک منصف مزاج انگریز مسٹر بنٹ نے جو انگلستان کا مشہور معتبر نامہ نگار ہے کریٹ کے عیسائیوں کی وحشیانہ حرکات کے چشم دید حالات لندن کے نہایت معتبر اور مستند ماہواری رسالہ نائنٹینتھ سنچری ہے یعنی (انیسویں صدی) بابت ماہ مئی ۱۸۹۷ء میں شائع کرکے انگریزی اخبارات کے جھوٹے نامہ نگاروں اور متعصب مدیرین اور مفسدہ پرداز پادریوں کی غلط بیانیوں کی پوست کندہ قلعی کھول دی۔ ع مرے از غیب بیروں آمد و کارے بکند
مسٹر بنٹ صاحب کا مضمون حسب ذیل ہے۔

"پچھلے دنوں سے انگریزی اخبارات اور رسالوں میں مسئلہ کریٹ کے متعلق تقریروں مضامینوں اور خطوط وغیرہ کی بھرمار ہو رہی ہے عوام نے ناراضگی کے اظہار کے لئے عام جلسے کرکے ترکی سلطنت کے جور وستم اور یورپ کی ناقابلیت پر نہایت ہی سخت الفاظ میں لعن طعن کیا ہے قان کنفرمسٹ (وہ عیسائی جو کلیسائی انگلستان کے پابند نہیں۔ یہ لوگ انگلستان کی آبادی کے نصف حصہ سے زیادہ ہیں) اور انگریزی چرچوں کے پادری لوگوں نے جن کی بڑی دلیل یہ ہے کہ عیسائی ہونے کی حیثیت سے دیگر عیسایوں کی امداد اور اُن سے ہمدردی کرنا خواہ اُن کی پولیٹیکل اغراض و مقاصد

کی نوعیت کچھ ہی ہو ہم پر فرض عین ہے اس مسئلہ کو مذہبی رنگ پہنا دیا ہے۔ ان پر جوش تقریروں اور تحریروں کی بخوبی چھان بین کی جاتی ہے تو ظاہر ہو جاتا ہے کہ وہ کسی قدر تو محض بادی النظری قیاسات پر مبنی ہیں اور زیادہ تر نامہ نگاروں کے پیغامات تار برقی پر۔

اگر کریٹ سے چند گمنام شخصوں نے اس مضمون کا پیغام بھیجا کہ مسلمانوں نے فلاں گرجا کو شہید کر دیا ہے یا انگریزی جہاز کے گولہ سے اسقدر باغی مارے گئے تو اودہر فوراً پادریوں نے شہیدوں کے لئے خاص دعا کرنے کا وقت مقرر کر دیا یا کسی جنونی نے اپنی پولیٹیکل جماعت سے علحدہ ہونے کا مصمم ارادہ کر لیا۔

یوروپ کے بعض سربرآوردہ اخبارات کے ناظرین بیشک حیران ہوتے ہونگے کہ ان کے لیڈنگ آرٹیکلوں میں تو کریٹی معاملات پر منصف مزاجی اور سلامت روی کے ساتھ بحث ہو رہی ہے اور انہیں اخبارات میں دوسری جگہ تار کے پیغام درج ہیں جو بالکل مکیرخہ ہیں۔ اور جن سے پایا جاتا ہے کہ اس معاملہ کا کوئی دوسرا پہلو ہو ہی نہیں سکتا۔ چند دن گذرے ہیں کہ مسٹر لبوشیر نے اپنی طبعی تیزی فہم سے کام لے کر دار العوام میں اس اختلاف پر بڑا زور دیا تھا کریٹ سے یونانی کونسلیر اور نامہ نگاروں کے بجبر نکالے جانے پر سخت ناراضی پیدا ہوگئی تھی۔ مگر جو لوگ یونانی اخبار نویسوں کی روبہ سے واقف ہیں ان پر اس کارروائی کی اشد ضرورت بخوبی واضح ہوگئی ہوگی

مشہور لاطینی قدیم شاعر جووی نل (جسکو قدیم زمانہ کا سودا سمجھنا چاہئے نوے برس کی عمر میں ۱۲۸ء میں فوت ہوا) نے یونانیوں کی راست بازی کا جو اندازہ لگایا تھا وہ اسوقت بھی ایسا ہی راست ہے جیسا کہ اسکے معصر حواری (سینٹ پال یعنی پولوس) کا اندازہ کریٹیوں کی نسبت یورپین طاقتوں کے قایم مقام (یعنی امیر البحر) کریٹ میں امن قایم کرنے کے لئے جو عمدہ سے عمدہ کوششیں کرتے ان کے اثر کو یہ تاریں جو ازسرتاپا غلط بیانی اور مبالغہ کا مجموعہ ہوتی تھیں بہت کچھ کمزور کر دیتی تھیں۔ یونانی اخبارو اور ان سے بڑھ کر ایجینسی کی تاروں کی جو یونان میں بہ تعداد کثیر دھیلے دھیلے کو بکتی ہیں۔ سرسری نظر سے دیکھنے پر بیان مندرجہ بالا کی تصدیق ہو سکتی ہے۔ ہمارے نیک نہاد کونسل متعینہ خانیہ سر الفرڈ بلیوتی اس بغاوت کے دوران میں ترکوں اور باغیوں دونوں کے ساتھ کامل انصاف سے کارروائی کرتے رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے تمام یونانی کریٹ میں موجود ہیں۔ کرنل وسواس سے لیکر ادنی ترین آدمی تک ان پر الزام لگاتے ہیں کہ وہ برٹش گورنمنٹ کو عمداً غلط رپورٹیں بھیجتے رہے ہیں اور ترکوں سے رشوت لے کر ان کی طرفدار ہوگئے ہیں۔

افسوس ہے کہ ان یونانی اخبار نویسوں کے چلے جانے کے بعد بھی ان مراسلات کے حصہ کثیر میں

جو کریٹ سے روانہ کئے جاتے ہیں ایک رُخی اور طرفداری کی پہلو پائی جاتی ہے یورپین اخباروں کے نامہ نگار قصبوں میں رہتے ہیں سوائے معدودے چند مستثنیات کے وہ یونانی اور ترکی زبان بول نہیں سکتے۔ ترکی حکام سے حالات معلوم کرنے کی بہت کم کوشش کرتے ہیں اور زیادہ تر عیسائیوں کی من گھڑت اور بنائی ہوئی خبروں پر بھروسہ کرتے ہیں جن کی فطرتی دروغ بیانی اُنکی جائدادوں کی تباہی سے کچھ کم نہیں ہوگی۔ نامہ نگار کریٹ میں جو ترجمان مقرر کرتے ہیں وہ سب عیسائی ہوتے ہیں پس یہ یقینی امر ہے کہ جہانتک ممکن ہو وہ کوئی امر عیسائی باغیوں کے برخلاف ظاہر نہیں کرینگے۔ علاوہ ازیں کریٹ میں جو نامہ نگار ہیں اُن کا زیادہ حصہ پہلے سے ہی یونانیوں کا طرفدار ہے۔

جانیہ کی ایک مشہور تار بھیجنے کی ایجنسی ایک کریٹی عیسائی کے کامل اقتدار میں ہے جو ظاہر میں طبعی طور پر ہی طرفداران یونان کی جماعت کے اغراض و مقاصد کا پورا مؤید ہے ایسے لوگوں میں طرفداری کا وجود پایا جانا ایک فطرتی امر ہے مگر یورپین نامہ نگاروں کو راستی سے تجاوز کرکے ترکی اور دول یورپ کے مخالف تاریں روانہ کرتے دیکھکر سخت تعجب ہوتا ہے۔ ایسے واقعات جنکے معلوم ہونے پر دُنیا باغیوں سے متنفر ہو جائے جان بوجھکر فروگذاشت کردی جاتی ہیں۔ اور بعض اوقات فرضی سوانح کی خبر باوجودیکہ اندرون جزیرہ سے معتبر اطلاع اُنکے برخلاف موصول ہو چکی ہو یورپ کو بذریعہ تار بھیجدی جاتی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی عیسائی ایسی بات بتائے جسکی بنیاد پر ایک دردانگیز پیغام تار برقی گھڑا جا سکتا ہو تو فوائی طور پر اُس کی تصدیق کرنے کی کوئی کوشش کرنے کے بغیر عیسائی بیان کو فوراً روانہ کردیا جاتا ہے۔

مثال کے طور پر ترکی جور و ظلم بدعہدی اور سیہ کاری کی اُن داستانوں کو لیلو جو اُن حضرات کی تقریروں میں جو گورمنٹ کے طریق عمل پر معترض ہوتے رہتے ہیں باافراط پائی جاتی ہیں دارالعوام اور دیگر مقامات میں کرنل واسوس کے اس الزام پر بہت زور دیا گیا ہے کہ ترکی حکام نے اپنے قول و قسم کی صریح خلاف ورزی کرکے قصبہ سلینو کے مہاجر مسلمانوں کو دوبارہ مسلح کردیا۔ یہ داستان بلا کسی تحقیقات یا تصدیق کے فی الفور یورپ میں مشتہر کی گئی۔ مگر بعد میں یوروپین افسروں کی کمیشن نے اسکو بالکل بے بنیاد ثابت کرکے ترکی افسروں کو تمام الزامات سے جو اُن پر لگائے گئے بالصراحت مبرہ کردیا۔ تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ ایک پر غضب تار شائع ہوا ہے کہ ترکوں نے قصبہ کسامو کستلی میں چند عیسائیوں کے گھروں کو منہدم کردیا اور یورپین قریب کھڑے تماشا دیکھتے رہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ اُن مکانوں کا گرایا جانا اشد ضروری تھا کیونکہ باغی ان مکانات کی آڑ میں قلعہ کی دیوار کو سرنگ سے اڑانے کی کوشش کر رہے تھے۔ جیسا کہ اس تصویر سے ظاہر ہے دیکھو تصویر نمبری ۱۲۸۔

محفوظ عمارات کو گرا رہے ہیں۔
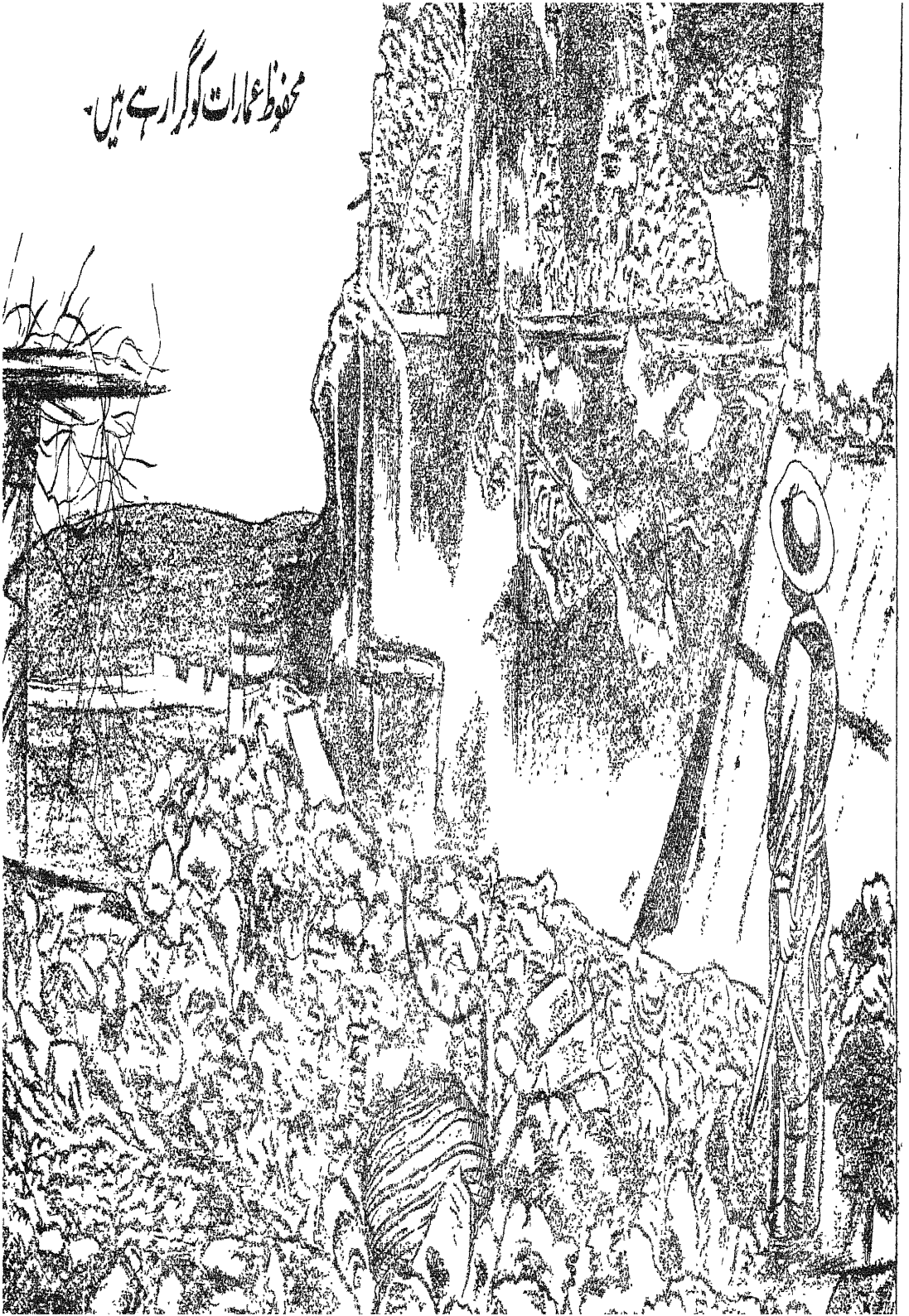
تصویر نمبر ۱۲۹ - کریٹی باغی ایک پہاڑی درے میں ترکی سپاہیوں پر گولیاں چلا رہے ہیں

۴ اپریل کو ایک کریٹی بشپ صاحب مسیحی المذہب یورپ کے مہذب باشندوں کے پاس اپیل کرتے ہوئے حسب ذیل تقریر فرماتے ہیں۔

مقدس گرجاؤں اور خانقاہوں کے تاخت و تاراج معصوم عیسائی عورتوں اور بچوں کا کشت و خون عیسائیوں کی جائداد اور املاک کی بے انتہا بربادی اور لوٹ مار جواب تک بے لگام ترکی سپاہی اور عوام کر رہے ہیں وہ ناگفتہ بہ ہیں + اس فقرے میں اس قدر مبالغہ سے کام لیا گیا ہے کہ وہ فی الحقیقت اول سے آخر تک افتراؤں کا مجموعہ ہے آؤ تم کو وہ اصلی واقعات بتائیں جنکو ایجان وار بشپ نے نہایت احتیاط کے ساتھ نظر انداز کر دیا ہے۔ اٹلی کے امیر البحر کانی وارو نے کامل تفتیش کے بعد اچھی طرح سے ثابت کر دیا ہے کہ کینڈیا کے کیتھولک گرجے کو ترکی سپاہیوں کے لوٹ لینے اور خراب کرنے کی کہانی بالکل غلط ہے + ایک نامہ نگار نے لکھا تار دیا کہ حانیہ کے قریب قصبہ الیاس کے گرجا کو ترکوں نے ناپاک کر دیا ہے + اس بہادر نے اس روایت کے صدق و کذب کی خود کوئی تحقیقات نہ کی اور اخیر میں وہ بہت مبالغہ آمیز پائی گئی۔

کینڈیا میں میں سب سے پرے یونانی گرجا کو دیکھنے گیا اس میں فقط ایک پادری باقی رہ گیا تھا باقی تمام نیک بخت پادری اپنی شامت اعمال سے ڈر کر سچے عیسائیوں کی طرح شہر سے ایک دم بھاگے ہوئے تھے۔ اس شہر میں ہزاروں مسلمان مہاجرین پناہ گزین تھے گرجے کے پادری بھاگ چکے تھے وہ بالکل خالی پڑا تھا اور کوئی سپاہی اس پر محافظ نہ تھا اب خیال کرو کہ کسی اندھیری رات میں اس کو آگ لگا دینا کیسا آسان امر تھا مگر عبادت کو ذرا بھر نقصان نہیں پہنچایا گیا حتے کہ کھڑکیوں کا ایک شیشہ تک بھی نہیں توڑا گیا۔ اب یہ عیسائی نیک بخت ہی بتائیں کہ کینڈیا۔ حانیہ اور ریتمو کے شہروں سے باہر مسلمانوں کی کتنی مسجدیں استادہ و قایم رہنے دی گئی ہیں؟ ایک بھی نہیں!!!

خیر یہ تو غیر مہذب کریٹی عیسائیوں کی کرتوت ہے آیرلنڈ کے صوبہ السٹر کے (جہاں تقریباً تمام باشندے پروٹسٹنٹ مذہب رکھتے ہیں اور اعلیٰ درجہ کے مہذب ہیں آیرلینڈ کے باقی تین صوبوں میں زیادہ کیتھولک آبادی ہے)، کسی موضع میں اگر رومن کیتھولک گرجا کے معتقدین اُسے خالی چھوڑ جائیں تو بتاؤ اُسکے کیواڑ اور کھڑکیاں کتنی مدت صحیح و سالم رہنے پاوینگی۔ یہ کہنا کہ عیسائی عورتوں اور بچوں کو بے لگام ترک قتل کر رہے ہیں محض مجذوبانہ بکواس ہے اس قسم کی کوئی حرکت ترکوں سے سرزد نہیں ہوئی۔ میں پچھلے دنوں کینڈیا میں گیا تھا تو تین عیسائیوں نے مجھ کو اطلاع دی کہ باشی بزوقوں کی ایک جماعت موضع ایلیا پر دھاوا کر کے ابھی واپس آئی اور وہ عیسائیوں کو قتل کر کے اُن کے سروں کو اپنے ساتھ لائی ہے۔ میں نے اِن سروں کے لئے کونہ کونہ شہر کا چھان مارا پر وہ کہیں نہ ملے اور آخر کار

مخبرین پر چند جرح کے سوالات کرنے سے واضح ہو گیا کہ اُن کی روایت خالصاً من گھڑت تھی۔ باقی رہی لوٹ مار سو کسی عیسائی کے مکان کو جو قصبہ کے باہر ہو لوٹنا اسی قدر فایدہ بخش ہے کہ لکڑیونکے جل گئے ہوئے ڈھیر کو لوٹنا۔ عیسائی اگر اپنے مکانوں میں خاک بھی باقی نہ چھوڑ کر اندرونی مقامات جزیرہ کو بھاگ گئے ہوں تو ترکوں کو ان میں سے لوٹنا ہی کیا تھا۔ میں نے ان مکانوں کے سوختہ ملبہ میں گاہ بگاہ چند مردوں اور عورتوں کو خاک چھانتے دیکھا ہے۔ جسے انکو لوہے کی پرانی میخوں اور کیل کانٹوں کے سوا اور کچھ نہیں ملتا شہروں میں عیسائیونکے جو مکان کھڑے رہگئے ہیں اب ان کی کماحقہ حفاظت یورپین افواج کے پٹرول کرتے ہیں کیونکہ پولیس کے فرایض انہیں فوجوں کی تفویض کردیئے گئے ہیں۔ لیکن اس سے یہ قیاس نہ کر لیا جائے کہ یورپین فوجوں کے آنے سے پہلے ترک اُن مکانونکو لوٹتے رہتے ہیں۔ انگریزی فوج کے داخلہ سے پہلے میں کینڈیا میں دو رات مقیم رہا جس کی نسبت عیسائیوں نے مشہور کر رکھا تھا کہ مسلمان ہر رات عیسائیوں کے خالی مکانات کو لوٹا کرتے ہیں مگر میں نے اس تاخت و تاراج کی علامت نہ پائی گو میں گھنٹوں تک گلیوں میں پھرتا رہتا تھا عیسائیونکو بھاگ جانے کے لئے کافی وقت ملگیا تھا اور وہ کوئی قیمتی چیز پیچھے نہ چھوڑ گئے تھے۔ شہر ہزاروں مسلمان مہاجرین سے بھرا پڑا ہے جو مال و متاع سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر (صرف اپنی جانیں عیسائیوں سے بچا کر جنہوں نے مسلمانونکے گھروں کو خاک سیاہ۔ انکے اعزہ اور اقربا کو بکروں کی طرح ذبح کر ڈالا ہے) بھاگ آئے ہیں یہ بدقسمت مسلمان مہاجرین ہر وقت فاقہ کشی کے کنارے پر رہتے ہیں۔ گورنمنٹ کے لیئے اتنے ہزار بھوکوں کے واسطے کھانا بہم پہنچانا ناممکن ہے۔ ۱۸ مارچ ۱۸۹۷ء تک ان لوگوں کو جو مقدار غذا کی ملی ہے وہ فی کس تین پاؤ ہے۔

باغیوں نے جیسا کہ خود اُن کے ایک سرگروہ نے مجھ سے بیان کیا عرصہ دراز سے مسلمانوں کی کوئی جائداد کسی قسم کی بھی باقی نہ چھوڑنے کا مصمم ارادہ ٹھان لیا ہے۔ اور جزیرہ کے اندرونی حصہ میں سرسری طور پر گذرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اُنہوں نے اپنے ارادونکی کیسی کامل تعمیل کر دی ہے۔ دارالعلوم میں مسٹر ڈلن (یہ شخص ایرش جماعت کا سرغنہ ہے) اور دیگر اشخاص باشی بزوقوں کو (جنکو غلطی سے عموماً ترکی باقاعدہ سپاہیوں سے ممیز نہیں کیا جاتا یعنی ان کو بھی نظام فوج کے سپاہی سمجھا جاتا ہے) خونخوار بدمعاش بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کشت و خون اور لوٹ مار کے لئے یہ ہر وقت قصبوں سے باہر نکل کر دھاوے کرتے رہتے ہیں لیکن امر واقع یہ ہے کہ ترکی نگرانی کی چوکیوں (جو قصبونکے باہر ہیں) اور باغیوں کی لینوں کے درمیان جو قصبات کے گرد محاصرے کئے پڑے ہیں کوئی چیز موجود نہیں۔ جسکو باشی بزوق لوٹ سکیں اور نہ کوئی انسان پایا جاتا ہے جسکو وہ قتل کریں۔ یہ بالکل درست ہے کہ یہ

ترکی بے قاعدہ سپاہی بعض اوقات شہر سے باہر نکل کر اُس کی مضافات میں ایک آدھ زیتون کا درخت جو عیسائی کی ملکیت ہو جلا دیتے ہیں یا ایندھن کے لئے اُسے کاٹ لیتے ہیں مگر ایسے اتفاقات بہت شاذونادر ہوتے ہیں۔ میں کئی دفعہ ترکی چوکیوں سے پرے تک گیا ہوں اور ذاتی مشاہدہ سے یہ امر بیان کر رہا ہوں جس کے ساتھ یہ بھی کبھی فراموش نہ کرنا چاہئے کہ مسلمان آبادی کے حصہ کثیر کی فصلیں اور انگوروں کے باغ اس وقت ان کے دشمنوں (عیسائیوں) کے قبضہ میں ہیں۔ باقی رہا بندوقوں کی باڑیں چلانا اس بارہ میں ہمیشہ ابتدا عیسائیوں کی طرف سے ہوتی ہے وہ ہر وقت ترکوں پر آتشباری کرتے رہتے ہیں مگر ترک شاذونادر جواب دیتے ہیں۔ کیونکہ ایک تو طاقتوں نے اُن سے درخواست کر رکھی ہے کہ حتے الامکان وہ آتشباری سے پرہیز کریں دوسرے کریٹی چٹانوں کی اوٹ میں بیٹھ کر جس ترک کو دیکھتے ہیں اُس پر بندوق داغ دیتے ہیں اور خود ایسے محفوظ ہوتے ہیں کہ ان کو گولی کا لگنا تقریباً ناممکن ہوتا ہے + نامہ نگار لنڈن مور اسکا شاہد ہے (دیکھو تصویر نمبر ۱۲۹) قصبہ نیروکوری میں مسٹر ملٹن پرائیر۔ میں اور ایک ترکی افسر ایک مکان کی چھت پر چڑھے تو فوراً ہی تین گولیاں ہمارے سروں پر سے سرسراتی ہوئی گذر گئیں۔ جنکو باغیوں نے مقابل کی پہاڑی کی چوٹی سے سر کیا تھا۔ باشی بزوقوں نے باغیوں اور یورپینوں کی ایک جماعت پر جو صلح کے سفید جھنڈے کی پناہ میں جارہی تھی بندوقیں چلائی تھیں۔ اسپر مسٹر لبوشیر (مالک و اڈیٹر اخبار ٹروتھ) نے پارلیمنٹ میں وہ اودھم مچائی کہ الامان۔ میں ان باشی بزوقوں کی طرف سے کوئی وکالت تو نہیں کرتا مگر اپنے ذاتی تجربہ سے اسقدر جانتا ہوں کہ سفید جھنڈا عیسائی بندوقچیوں کی گولیوں سے مطلقاً کوئی حفاظت نہیں کر سکتا۔

پچھلے دنوں میں جس قدر واقعات ہوئے ہیں تقریباً اُن سب میں باغیوں نے ابتدا کی۔ چند ہفتے گذرے ہیں انہوں نے آسٹریا کے جنگی جہاز سیبی نیکو پر جان بوجھ کر بندوقیں چلائیں۔ اور ۴۰ سے زیادہ گولیاں جہاز کو لگیں۔ میں کشتی میں سوار ہو کر مقام دوھنیا کو جہاں یہ واقعہ گذرا گیا اور عیسائی سرغنوں سے دریافت کیا کہ انہوں نے یہ اشتعال دلانے والی حرکت کیوں کی؟ جواب ملا کہ ہمنے جہاز سبی بنیکو کو ترکی کروز سمجھا تھا اور یہ ان کا بدیہی جھوٹ ہے۔ وہ ترکی جہاز کو بخوبی جانتے ہیں اور آسٹریا کا نشان جہاز پر صاف دکھائی دے رہا تھا۔ مقامات ملاکسا۔ کیراطیدی۔ عزیز الدین اور کساموکستلی پر جس قدر حملے ہوئے ہیں وہ سب عیسائیوں نے بلا وجہ اور خود بخود کئے ہیں امیر البحروں نے باغیوں کو اطلاع دی کہ مقام ملاکسا کے ارد گرد جو ترکی چوکیاں ہیں وہاں باغی ضرور رسد پہنچ جانے دیں۔ اس کی تعمیل یہ ہوئی کہ کرنل واسوس نے جبکی

تصویر نمبری ۱۳۰-۱۳۱-۱۳۲ کرنل واسوس مالی کوس باغی مانڈھی کوس باغی

تصویر نمبری ۱۳۲ مانڈھی کوس باغی

تصویر نمبری ۱۳۱ مالی کوس باغی

تصویر نمبری ۱۳۰ کرنل واسوس یونانی افسر

تصویر مع مالی کوس اور مانڈھی کوس کے یہاں دکھائی جاتی ہے دیکھو تصویر نمبری ۱۳۰ و ۱۳۱ و ۱۳۲ اطلاع ملتے ہی تین میدانی توپیں علی کیا نو سی کو قسطوبو بھیجدیں تاکہ دوسرے دن ملاکسا پر حملہ کرنے کے لئے تیار رہیں۔ کئی نامہ نگاروں نے بڑے کروفر سے باغیوں کی طرف سے یہ عذر پیش کیا ہے کہ انکو امیر البحروں کے مشترکہ مراسلے کے مضمون سے آگاہی نہیں ہوئی تھی۔ یہ محض غلط ہے۔ باغیوں کے کم از کم تین سرغنوں معاذی کلوجریس اور مانوسی کو پورا علم تھا۔ کیونکہ جس وقت توپخانہ پہنچا میں اسکے پاس تھا اور انہوں نے مجھکو اس کی اچانک موجودگی کی وجہ بتادی تھی اگر بالفرض محال عیسائی باغیوں کے سپاہیوں اور دیگر افسروں کو امیر البحروں کے مراسلہ کا علم نہوا تو اسکی ذمہ داری کرنیل واسوس اور سرغنہ باغیوں پر ہے۔ ملاکسا کی لڑائی سے دوسرے دن کراطیدی پر حملہ کرنے کی تجویز تھی۔ مگر صبح کے تین بجے مقام کونسطوپولو میں یہ خبر سنا کر بیدار کیا گیا کہ ترکی سپاہی گڑھی کو چھوڑ گئے ہیں۔ محلہ عزیز الدین اور کساموکستلی پر اسکے بعد باغیوں نے حملے کئے۔ یورپین امیر البحر نہایت ہی سخت مشکل میں گرفتار ہیں وہ تا تصفیہ مسئلہ کریٹ امن قایم رکھنے کے مشترکہ کام پر مامور کئے گئے جس کام کو وہ اپنی اپنی گورنمنٹوں کی غیر مستقل مزاجی اور باہمی رشک وحسد کی وجہ سے باحسن وجوہ پورا نہیں کرسکتے تاہم کوئی منصف مزاج باشندہ کریٹ کا انکار نہیں کرسکتا کہ یورپین بیڑوں کے کمانڈر غایت احتیاط اور اعتدال سے کارفرما رہتے ہیں۔ اسپر بھی یورپین نامہ نگاران کو برا بنا قابل افسر پکارتے رہتے ہیں اور ان پر الزام لگاتے ہیں کہ وہ عیسائیوں پر بلاوجہ گولہ باری کرتے ہیں اور باغیوں کو ساتھ کبھی کامیابی سے مصالحت کی گفتگو نہیں کرسکتے۔ کیونکہ یہ کام صرف قونسلوں کا ہے جسکو خواہ مخواہ وہ اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں لیکن جس شخص کی آنکھوں کو تعصب نے اندھا کردیا ہو وہ کنڈانول

کی سڑک پر باغیوں پر گولہ باری کئے جانے پر کبھی حرف نہیں رکھ سکتا۔ جنگی جہاز سے صرف ایک ہی گولہ چلایا گیا اور لی مسٹ فورڈ رائفلوں کی باڑ ماری گئی تھی جس سے اُن بدمعاشوں میں سے جو بے پناہ اور بے کس مسلمان مہاجرین اور اُن کے محافظ سپاہیوں پر چھاپے پڑتے تھے پندرہ ہلاک ہوئے۔ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو یہ بدبخت سیکڑوں بے گناہ مسلمانوں کا خون کرواتے دوسری گولہ باری باغیوں پر بمقام حانیہ کی گئی تھی۔ شہر کو اُن چشموں سے پانی بہم پہنچتا ہے جو فصیل سے باہر بیرونی مورچوں کے احاطہ میں واقعہ ہیں باغی اِن مورچوں پر قابض ہونا چاہتے تھے قابل ترین جنگی بحری اہل الرائے نے صاف کہدیا کہ اگر باغی قابض ہو گئے تو شہر پیاسا مر جائیگا۔ چنانچہ امیر البحروں نے باغیوں کو متنبہ کر دیا کہ شہر کے بیرونی مورچوں پر انکو حملہ آور نہیں ہونے دیا جائیگا۔ ایسا کر چکنے کے بعد یہ کس طرح سے ممکن تھا کہ وہ باغیوں کے ہاتھوں شہر کی سلامتی کو معرض خطر میں پڑنے دیتے وہ بیرونی قلعوں اور مورچوں کے سپاہیوں کی سلامتی کے اخلاقاً ذمہ وار ہو چکے تھے باایں ہمہ بمقام ملاکسا باغیوں پر گولہ باری کئے جانے پر بڑی سختی سے نکتہ چینی کی گئی ہے ایک سر آوردہ انگریزی اخبار میں تار شایع ہوا کہ باغی یورپین جہازوں کی اچانک گولہ باری کی مطلقاً کوئی وجہ نہ سمجھ سکے۔ لیکن میں اوپر بتا چکا ہوں کہ کرنل واسوس نے مشترکہ مراسلہ کا جواب قلعہ مذکور پر حملہ کرنے کی صورت میں دیا جس مراسلہ کا مضمون باغی سرغنوں کو بخوبی معلوم تھا کیونکہ لڑائی سے ماقبل کی رات جب میں ان کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا۔ تو اُن میں سے ایک نے مجھ سے کہا (ہم سنتے ہیں کہ کل ہمکو تمہارے چند گولے دیکھنے پڑینگے) اس گولہ باری کا مدعا عیسائیوں کو قتل کرنا نہ تھا بلکہ اُن پر صرف یہ واضح کر دینا تھا کہ انکو قلعہ ملاکسا پر قابض نہیں ہونے دیا جائیگا۔ اسلئے پھٹنے والے اور رفتار دار گولوں کی بجایے جو باغیوں میں تباہی پیدا کر دیتے فقط معمولی گولے چلائے گئے اور کل معرکہ میں جو ساڑھے پانچ بجے صبح سے چار بجے شام تک گرم رہا اور جس میں یورپین جہازوں نے صرف ۱۰ منٹ گولہ باری کی عیسائیوں کے زیادہ سے زیادہ تین آدمی ہلاک ہوئے۔

یونانیوں کے طرفداروں کی تقریروں میں جنسے ہماری اخبار اور رسالے لبریز ہو رہے ہیں اس بات پر بڑا زور دیا گیا ہے کہ باغیوں کو فاقہ مارنے کی کوشش ہو رہی ہے پارلیمنٹ میں گورنمنٹ پر الزام لگایا گیا کہ وہ اب باغیوں کو بھوکا مار کر مطیع کرنے کی غرض سے بحری محاصرہ کر رہی ہے اسی طرح تھوڑا عرصہ ہوا لندن کے ایک عام جلسہ میں ایک مشہور ممبر پارلیمنٹ نے بیان کیا کہ لارڈ سالسبری کا ایسا کرنا انسانیت پر ایک سخت نفرت انگیز حملہ ہے یہی واویلا کر رہے والے محاصرہ پر کر رہے ہیں الغرض اس مفروضہ فاقہ دہی کو دول کے طریق عمل کے مخالف خفگی آمیز تقریروں اور تحریروں میں

سخت کراہت انگیز اصرار سے استعمال کیا گیا ہے مگر واقعی امر یہ ہے کہ عیسائیوں میں کسی جگہ بھی فاقہ کشی شہیر پائی جاتی اور نہ غالباً آیندہ پائی جاویگی۔ جزیرہ کے اندر جس طرف جاؤ سامان خوراک بافراط موجود پاؤ گے گوشت۔ بسکٹ۔ ترکاری۔ پھل اور شراب سب جگہ بکثرت اور گندمی روٹی کا کافی ذخیرہ موجود ہے کون طوپولو۔ علی کیانو اور تمام دوسرے مقامات میں جہاں یونانی یا باغی جمع ہیں شراب خانہ اور نانبائیوں کی دوکانیں خوب رونق پر ہیں۔ مقام علی کیانو میں میرے اور میرے چار دوستوں کے کھانے پر جس میں اعلےٰ قسم کا گوشت۔ شراب و میوجات موجود تھے۔ چار فرینک سے کچھ زیادہ (اکر) خرچ آئے ووہ پر یہاں کچھ خرچ نہیں آتا ہے اور بڑا امر نغ فرینک سے کچھ زیادہ پر ملجاتا ہے بھائی ایسا قحط تو کل یورپ میں ہو!!! علاوہ بریں ان نیاب بختوں نے مسلمانوں کے گھر و نکو بڑی باقاعدگی سے لوٹا اور جلایا مگر اُن کی فصلوں اور ان کی انگورستانوں کو آیندہ کے استعمال کے لئے بڑی احتیاط سے محفوظ رکھا۔ باغیونکا خود اپنا بیان ہے کہ اگر محاصرہ ایسا کامل اور سخت ہو کہ باہر سے کوئی چیز نہ آنے پائے تو بھی ہم دو برس کے لئے کافی سامان خوراک رکھتے ہیں۔ لیکن در اصل کریٹ جیسے جزیرہ کا محاصرہ ایسا مشکل ہے کہ لاکھ نگرانی کرو پہنچنے والے ہر وقت پہنچتے رہیں گے۔ چند ہفتوں کی بات ہے کہ جنوبی ساحل پر پانسو والنیٹر اکیسو دس صندوق کارتوسوں کے اور بسکٹوں مٹروں اور آلوؤں کے سو بورے کامیابی کے ساتھ اتارے گئے اور ۲۷ مارچ ۱۸۹۷ء کو بسکٹوں کے پچاس بار خچر خانیا سے چھ سات میل کے اندر علی کیانو کے قریب خشکی پر لائے گئے۔

قصہ مختصر یونانیوں کی پرجوش حمایتوں کی یہ خوفناک کہانیاں کہ کریٹ کے عیسائی دول یورپ کے جور و ظلم سے فاقہ کشی کی حد تک پہنچ گئی ہیں عجب مضحکہ خیز اور ساتھ ہی نقصان رسان بھی ہیں۔ بفرض محال کریٹ کے اندرونی حصہ میں اگر گرانی موجود بھی ہو تو اُسکے ذمہ دار کرنل واسوس اور یونانی گورنمنٹ ہوگی جب تک کہ دول جزیرہ کو خالی کئے جانے کا مطالبہ کرتے رہیں وہ کسی طرح بھی سامان جنگ کو عمداً جزیرہ میں داخل نہیں ہونے دیسکتے۔ اس میں کلام نہیں کہ بحری محاصرہ باغی اور یونانی دونوں کو ناگوار ہے مگر اس سے انکو فقط خیالی تکالیف پہنچتی ہیں نہ کہ واقعی جسمانی۔ جہانتک مجھے علم ہے علی کیانو کے کمپ میں سامان آسایش و آرام و ضروریات کی کوئی چیز ایسی نہیں جو موجود نہو۔ ڈاک کا انتظام البتہ وہ بصورت موجودہ یونان کے ساتھ ٹھیک اور باقاعدہ نہیں کہ سکتے تاہم کرنل واسوس برقی آئینونکی ذریعے سے براہ جزیرہ سیری ایتھنز سے بآسانی خط و کتابت کر سکتا ہے۔ اگلے دن کی بات ہے کہ میں نے ایک نامور اخبار میں یہ تار جو اُسے علی کیانو سے بھیجی گئی تھی بڑے تعجب کے ساتھ پڑھی کہ محاصرہ کی وجہ سے باغی مجروحیں ڈاکٹری سامان اور ادویات سے بھی محروم ہیں اور اُن بیچارونکو

اپنی صحت یا بی ہوتت اور طبیعت پر چھوڑنی پڑتی ہے۔ حالانکہ خود ایک یونانی فوجی ڈاکٹر نے مجھ سے ذکر کیا کہ علی کیبانو کے ہسپتال میں آلات جراحی اور تمام سامان ہر قسم کا مکمل موجود ہے امر حق یہ ہے کہ جو لوگ گرانی غلہ سے مصیبتیں برداشت کر رہے ہیں اور جو حکام سے مدد نہ ملنے کی صورت میں عنقریب فاقہ کشی کی نوبت تک پہنچ جائینگے وہ یونانی اور عیسائی نہیں ہیں۔ بلکہ وہ مسلمان مہاجرین ہیں جو اپنے تباہ شدہ گھروں سے شہروں میں بھاگ آئے ہیں۔ اب تک ترکی حکام ان بدبخت پناہ گزینوں کی تا بمقدور دستگیری کرتے رہے ہیں۔ مگر انکا بیان ہے کہ ہم انکو برابر کھانا نہیں دے سکتے کیونکہ اس غرض کے لئے ہمارے پاس کوئی روپیہ نہیں۔ اب کیا ان مسلمان مہاجرین کریٹ کے مفلوک الحالی کی تم کوئی اس سے بھی بڑھ کر تصدیق چاہتے ہو۔ کچھ تھوڑا سا حصہ رحم کا نامراد و ناشاد مسلمانان کریٹ کی طرف منعطف کر دیا جائے جو اپنے خانماں برباد اور کل اثاثے غارت کرا چکے ہیں اور ہر روز فاقہ کشی کی بھیانک اور ڈراونے دیو کو اپنی طرف بڑہتا ہوا دیکھ رہے ہیں۔ باشندگان انگلستان کی ہمدردی پیدا کرنے اور ان سے امداد حاصل کرنے کی غرض سے یونانیوں اور باغیان کریٹ نے ہم مذہبی کا واسطہ ڈالکر بے شمار اپیلیں کی ہیں انگلستان میں بغاوت کریٹ کے متعلق مباحثوں میں فقرہ مظلوم عیسائیاں۔ نفرت انگیز تکرار سے استعمال کیا جا رہا ہے۔ اس مسئلہ میں عیسویت کے مضمون کا کسیطرح بھی داخل ہو جانا نہایت قابل افسوس امر ہے کیونکہ علاوہ دیگر وجوہات کے دوسرے لوگوں میں ہمدردی پیدا کرنے کا ذریعہ بنانے کی غرض سے کریٹیونکو عیسائی کے نام سے پکارنا لفظ عیسائی کو ناپاک کرتا ہے یہ ادعائی عیسائی عاجز و معصوم عورتوں اور بچوں کو ابلیسانہ خونخواری کے ساتھ نہایت ٹھنڈے دل سے قتل کرتے ہیں اور یہ کل ناگفتہ بہ افعال اُن سے اُن کے پادری کراتے ہیں جو فی الواقع بھیڑیوں (بلیش) کے لباس میں بھیڑیے درگ ہیں۔ اس بہانہ پر کہ وہ اسیران جنگ کو کھانے کھلانیکی گنجایش نہیں رکھتے انہوں نے مسلمانوں کی جائدادوں اور جانوں کے باقی نہ چھوڑنے کا قطعی فیصلہ کر دیا ہے جو کچھ جور و ظلم ہمارے ان ہم مذہبوں (طنزاً) نے قصبہ سینٹیا اور ڈفنی کے بے پناہ مسلمانوں پر توڑے ہیں اُن کے بیان کرنے کا قلم کو یارا نہیں ہے

لکھوں کیا حال اے تاب قلم آنسو بہاتا ہے ‌‌‌ ‌ یہ سُنکر داستان غم کلیجہ مُنہ کو آتا ہے

مختصر کیفیت یہ ہے کہ سیٹیا کے عیسائیوں نے وہاں کے مسلمانونکو ہتیار رد دینے کے لئے کہا مسلمانوں نے (اور یہ بالکل طبعی امر تھا) اپنی بندوقیں دیدینے سے انکار کر دیا انکے پاس صرف یہی ایسی چیز تھی جس سے وہ اپنی اور اپنے قبائل کی حفاظت کر سکتے تھے۔ اسپر عیسائیوں نے اُنپر حملہ کیا اور مسلمانوں نے جو تعداد میں تخمیناً ۱۵۰ زن و مرد اور بچے تھے مجبور ہو کر ایک مسجد میں پناہ لی عیسائیوں نے

ان پر کھڑکیوں اور دروازوں سے گولیاں چلانا اور مسجد کو آگ لگا کر انکو باہر نکلنے پر مجبور کرنے کے لئے
لکڑیاں جمع کرنی شروع کیں تب مسلمانوں نے چار رائفلیں عیسائیونکو دیدیں مگر وہ راضی نہوئے اور
اور زیادہ تیزی سے محصورین پر حملہ کیا انہوں نے مسجد کی چھت میں سوراخ کر لیا اور اس میں سے مسلمانوں
پر گندھک ۔ مٹی کا تیل اور جلتی ہوئی لکڑیاں پھینکیں اس وقت عورتیں چلا اٹھیں ۔ کہ ہماری جانیں نہ
لو ہم سب کچھ کرنے کو طیار ہیں اور جس قسم کی حکومت چاہو ہمیں منظور ہے ۔ مگر کسی شقی کو رحم نہ
آیا ۔ اور ان کی التجاؤں کی کوئی پروا نہ کی گئی بہت سے مسلمان دم گھٹ کر مر گئے ۔ اور باقیماندہ نے
آگ سے آہستہ آہستہ مرنے پر عیسائیوں کے خنجروں اور گولیوں سے ہلاک ہونے کو ترجیح دیکر
مسجد سے باہر نکلنے کی ٹھان لی جب وہ باہر آئے تو قتل عام شروع ہو گیا پھر بھی جن کی مصیبتوں کا

تصویر نمبر ۱۳۳ ۔ قتل عام کے بعد جو ترک بچے
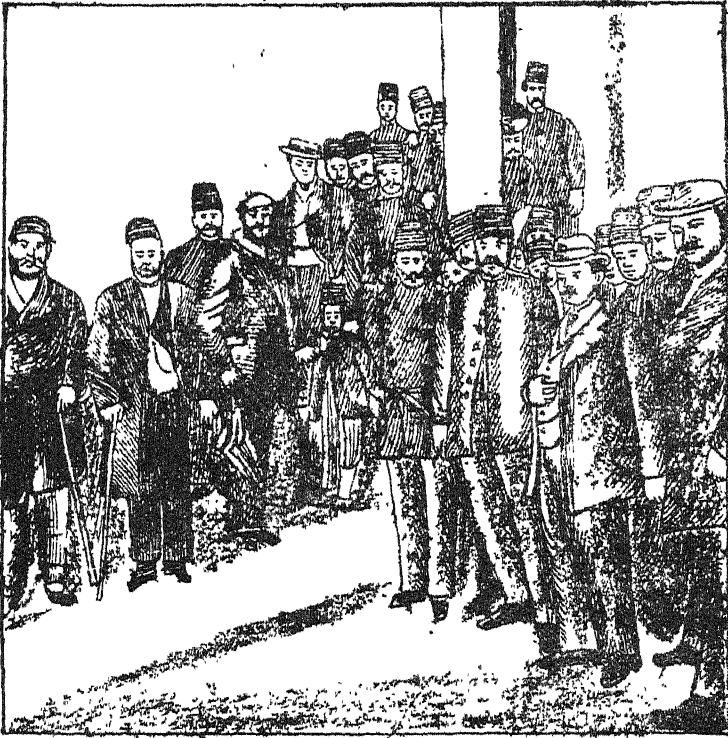
ابھی خاتمہ نہو چکا تھا بچ گئے ان میں سے بعض نے ایک غار میں جا کر پناہ لی جسکا پتہ بارہ دن کے بعد
دشمنونکو ملگیا عیسائی بہلویوں نے ان باقیماندہ مسلمانونکو بھی غار کے اندر ہی جلا دینے کی نیت سے
لکڑیاں جمع کیں ۔ اور چند ایک کو دھوئیں اور آگ سے ہلاک کر دینے میں کامیاب بھی ہوئے تین دن کے بعد تین باغی
سرغنہ مسکا الیس الیکسیاس ۔ اور ایک اور وہاں پہنچ گئے اور اپنے ساتھیونکو آگ بجھا دینے اور بچے ہوئے مسلمانونکو باہر لا دینے

پر رضامند کرلیا جن میں سے ۱۲ آدمی بطور یرغمال رکھ لئے گئے جن کی یہ تصویر پچھلے صفحہ میں درج ہے (دیکھو تصویر نمبر ۱۱) اور مجھے سچتہ طور پر معلوم ہوا ہے کہ عیسائیوں نے گرفتار شدہ مسلمانوں کی عورتوں اور لڑکیوں میں سے بعض کی عصمت کو بھی اپنے اعمال کی طرح بگاڑا۔

کینڈیا کے ہسپتال میں جہاں زخمی مہاجرین کی ایک جماعت زیر علاج ہے۔ میں نے اپنی آنکھ سے مشاہدہ کیا ہے کہ یہ عیسائی نیک بخت غالب آجانے پر بے پناہ مسلمان عورتوں اور بچوں سے کیا کیا سلوک کرتے ہیں ایک بیس سالہ خوب صورت لڑکی کو چاقو سے نہایت ہی خوفناک تین زخم پہنچے ہوئے تھے دو زخم تو سر پر تھے اور ایک پہلو پر۔ ایک دوسری عورت کی کان کاٹ دیے گئے تھے اور ایک پنجسالہ معصوم بچہ ایسی سنگ دلی سے زخمی کیا ہوا تھا کہ وہ مرگیا۔ جب بعد میں میں نے باغیوں کو ان مظالم پر ملامت کی تو جواب ملا کہ دول یورپ کو یقین دلانے کے لئے کہ باغیوں نے ایسا کیا ہے خود مسلمانوں ہی نے اپنی بیبیوں اور اولاد کو زخمی کیا ہے!! میں تعجب کرتا ہوں کہ انہوں نے یہ ہزیان کیا؟ اس توقع سے بکا تھا کہ میں اس پر یقین کرلونگا۔ گریاں و نالاں مستورات نے جن میں سے بعض ایسی تھیں کہ کل خاندان میں صرف وہی باقی بچی تھیں جو حالات مجھ کو سنائے ان میں اکثر کو سنکر کلیجہ پھٹ جاتا تھا۔

کینڈیا کی عدالت فوجداری کے حاکم اعلےٰ نے مجھ سے ذکر کیا کہ ڈفنی اور سیٹیا کے قتل عام میں اکیلے میرے ۴۲ رشتہ دار اور لواحق قتل کئے گئے ہیں ایک دو یونانی افسروں کی جد و جہد کی طفیل ملاکس کے بہادر ترک محافظین کی جانیں بچگئیں لیکن اگر اطالین یا اٹالین اور یونانی ان اسیران جنگی کے برابر نگرانی اور حفاظت نہ کرتے رہتے تو کریٹی کمال شقاوت قلبی سے ایک ایک کو چن کر گولیوں سے مار دیتے پھر بھی اگر دول عظام نے کرنل واسوس کو اسیران جنگ یونان کو بھیجدینے کی اجازت نہ دیدی تو بحری محاصرہ ایسے قیدیوں کے قتل کے لئے جو بعد میں گرفتار ہوں پورا بہانہ ہوا کریگا۔ باغیوں کے سرغنہ خود تسلیم کرتے ہیں کہ ہم اسیران جنگ اور دیگر قیدیوں کو قتل کرتے رہے ہیں۔ اور یہ ہمارا عام قاعدہ ہے شامت اعمال سے بمقام کونطوپولو میں چند ترکی قیدیوں کو سگار او رسنترے دے بیٹھا جس سے عیسائی نیک نہادوں کو مجھے بےعزت کرنے اور بطور قیدی زیر حراست رکھنے کے لئے حجت مل گئی بعد ازاں میرے سر پر دو دو گولیاں اس بیہودہ بنیاد پر کہ میں نے بھاگنے کی کوشش کی ہے چلائی گئیں۔ میرے بھاگ جانے کا نتیجہ اس سے نکالا گیا کہ میں جس یونانی سپاہی کی حراست میں تھا اس نے ان گولیوں سے بچنے کے لئے جو ہمارے اردگرد پڑ رہی تھیں مجھے گاؤں سے تقریباً پچاس گز پرے لیجانے پر اصرار کیا تھا۔

المختصر مسئلہ کریٹ میں بطور پولٹیکل عنصر عیسویت کی نسبت جسقدر تھوڑا کہا جائے اتنا ہی بہتر ہے جو ترکی فوج باغیوں سے معرکہ آرائی کررہی تھی اسکو تعداد میں ان سے وہی نسبت ہے جو ایک کو تین سے

ہے مگر مجھے یقین ہے کہ اگر متخاصمین کریٹ کو آپس میں نبٹ لینے دیا جاوے تو عیسائی اس سے زیادہ کامیابی حاصل نہ کرسکیں جو ان کو اب تک حاصل ہو چکی ہے یعنی بڑی سے بڑی کامیابی انکو یہ ہو سکتی ہے کہ شہروں کا محاصرہ کرلیں۔ ان کریٹی محبان وطن کی بہادری کی تعریفیں ہم نے سنی تو بہت ہیں لیکن جزیرہ میں جب کبھی کوئی فی الواقع لڑائی ہوتی ہے تو اس میں یہ بہادری بہت ہی کم مقدار میں دیکھنے میں آتی ہے کریٹی باغی غنیم کے ساتھ دست بدست لڑائی کبھی نہیں کرتے مگر اس صورت میں جب کہ اُن کی تعداد دشمن سے بہت ہی زیادہ ہو اسلئے کریٹی سنگین نہیں رکھتے انکا پسند خاطر طریقہ لڑائی کا چٹانوں کی اوٹ سے رائفل چلانا ہے۔ نظیر کے طور پر ملاکسا کی لڑائی کو ہی لے لو۔ اخبار ڈیلی گرافک کے نامہ نگار حسن ذات اقدس نے لڑائی کو صرف خلیج سودا سے ملاحظہ کیا تحریر فرماتے ہیں کہ چار بجے کے قریب باغیوں نے عمارت (ملاکسا کی گڑھی یا چھوٹا سا قلعہ) پر واقعی شاندار انداز سے دھاوا کیا۔ مگر یہ بیان بالکل غلط ہے میں میدان جنگ میں موجود تھا اور میں نے لڑائی کو ابتدا سے اخیر تک اچھی طرح سے دیکھا ۳۴ ترکوں نے جو گڑھی میں پیچھے رہ گئے تھے طلوع فجر سے لیکر ۲ بجے سہ پہر تک کئی سو باغیوں کے مقابلہ پر اپنی گڑھی کی نہایت بہادری سے حفاظت کی تین دن سے انہوں نے پانی کی شکل نہیں دیکھی تھی اور غذا بھی انکو بہت کم ملی تھی اس سے انکے جسموں کی نحافت اور کم زوری کا اندازہ ہو سکتا ہے وہ حملہ آوروں کی خطرناک گولہ باری اور رائفلی باڑھوں کا جواب دینے کے مشکل قابل رہ گئے تھے لیکن باین ہمہ انہوں نے اس ٹوٹی پھوٹی گڑھی کی اسوقت تک حفاظت کی جب تک ان میں کچھ بھی سکت باقی رہی اور جب وہ اور زیادہ حفاظت نہ کرسکے تو سفید جھنڈا کھڑا کر کے انہوں نے کریٹیوں کو گڑھی میں داخل ہو جانے دیا۔ باغیوں نے عمارت پر مطلقاً کوئی دھاوا نہیں کیا تھا برخلاف اسکے ترکوں کے ہتیار رکھ دینے سے پیشتر وہ کئی گھنٹوں تک چٹانوں پر ادھر ادھر دبکے بیٹھے رہے۔ جس طرح کتے اس زخمی شکار کے گرد جسکو وہ چھیڑنے کی جرات نہیں کر سکتے غراتے رہتے ہیں۔ اسی طرح یہ آوازہ کستے رہے کہ ہم نے تمکو اب قابو کرلیا ہے رات پڑنے تک صبر کرو جب اندھیرا ہو جائیگا ہم دو آنا منٹ سے کر واپس آئینگے اور تمکو اڑا دینگے۔ باغی فی الحقیقت غیر قواعد داں بلوائیوں کا ایک مجموعہ ہیں وہ اگر ذرا سا بھی طاقت کے ساتھ ترکی باقاعدہ سپاہیوں کے مقابلے پر آویں تو ایک پل میں نوک دم میں بھگا دیئے جائیں ان سپاہیوں کے بھائی جنہوں نے درہ شپکا (واقع کوہ بلقان) کی بلندیوں میں تیرہ جان توڑ کر حملے کئے (نامہ نگار سنہ ۷۷ء کے جنگ روم و روس میں سلیمان پاشا نے روسی فوج پر درہ شپکا کی بلندیوں پر جو حملے کئے تھے ان کی طرف اشارہ کر رہا ہے)۔ اگر کافی تعداد میں ہوں اور ساتھ ہی انکو آزادی بھی دیدی جائے تو طرفۃ العین میں ملاکسا کی پہاڑیوں سے ان کریٹی کتوں کی جماعت کو نیست و نابود کردیں۔ اسکے بعد نامہ نگار موصوف

نے ذاتی مشاہدہ۔ تجربہ اور واقعات سے ثابت کیا ہے کہ ایسی ایسے جاہل مطلق ہیں کہ ان کو فی الحقیقت معلوم نہیں کہ وہ کس لئے ٹرکی سے جنگ کر رہے ہیں اکثر دیہاتی تو محض اسلئے لڑ رہے ہیں کہ ان کے آبا و اجداد ترکوں سے لڑتے چلے آئے ہیں اور اُن کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں مگر یہ تمام فتنہ و فساد اصل میں یونانیوں کا بھڑکایا ہوا ہے کریٹی الحاق اور خود مختاری میں بھی کوئی تمیز نہیں کر سکتے **یونانی** اور **لاطینی** مفتین جس پہلو پر چاہتے ہیں ان کو چلا رہے ہیں۔ ان لوگوں کو ایسا بہکایا گیا ہے کہ جب

تصویر نمبری ۱۳۴

باغیوں کا سردار جو پہلے پادری تھا
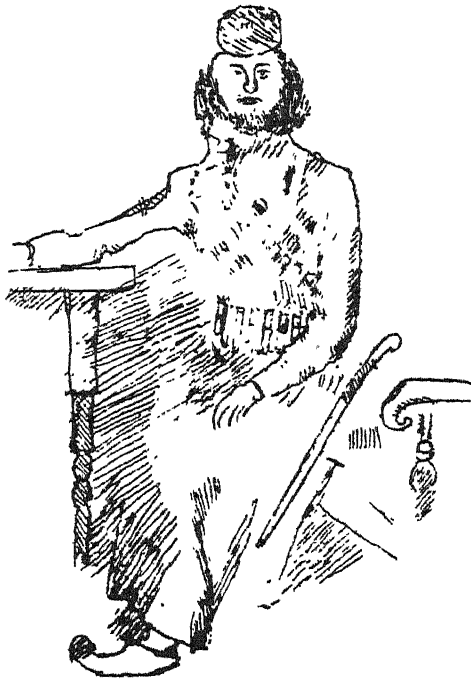
ان سے پوچھو کہ کیا چاہتے ہو تو طوطے کی طرح فوراً جواب دینگے کہ کریٹ کو یونان سے الحاق کر دیا جائے اور جب تک ہمارا ایک فرد بھی زندہ رہے **آٹو نو می** (اندرونی خود مختاری) تسلیم نہ کرینگے ان کی شکایت اسی جواب سے مترشح ہو رہی ہے یہ لوگ آزادی کے لئے نہیں بلکہ اپنی جہالت سے یونان کی حرص ملک گیری کو پورا کرنے کے لئے اپنی جانیں ضائع اور جزیرہ کو برباد کر رہے ہیں مگر یونان کو

تصویر نمبری ۱۳۵ - عالیجناب لارڈ کرزن صاحب بہادر بالقابہ انڈر سکرٹری آف سٹیٹ حال گورنر جنرل ہندوستان

و وائسرائے ہند کی تصویر ہدیہ ناظرین ہیں حضور ممدوح کی وہ تقریر ذیل درج کی جاتی ہے جب آپ انڈر سکرٹری آف سٹیٹ کے اعلیٰ عہدہ پر رونق افروز تھے

جزیرہ کریٹ میں یونانی سازشیں اور لارڈ کرزن کی تقریر

جس وقت یونان نے اگست ۱۸۹۶ء میں سنا کہ بہ ضمانت دول عظام سلطان المعظم نے کریٹ کی اندرونی خود مختیاری عطا کردی ہے اسوقت سے مادہ فساد کو پھر اکسانے کے لئے پے درپے اسلحہ اور مفسدین کو کریٹ میں بھیجنا شروع کر دیا۔ اہل کریٹ ٹرکی گورنمنٹ کی عطا کردہ مراعات پر بالکل خوش اور مطمئن ہو گئی تھی مگر فوراً ہی قلاش۔ قانون پیشہ۔ اخبار نویس اور پیشہ ور ڈکیٹ یونان سے پہنچ گئے اور انھوں نے کریٹ میں کریٹی عیسائیوں کو ورغلانا کہ بغاوت جاری رکھنے سے تم اپنے مسلمان ہمسایوں کے املاک اور مکانات کے ایک نہ ایک دن مالک بنجاؤ گے۔ فساد چھوڑنا مناسب نہیں ان کم عقلوں پر یونان کا جادو اثر کر گیا اور ترکوں کو اشتعال دلانے اور خانہ جنگی کی آگ بھڑکانے کے لئے پھر مسلمانوں کے کشت و خون اور ان کے ننگ و ناموس کی بے حرمتی اور ان کے املاک اور خانمان کی تاخت و تاراج کا بازار گرم ہو گیا۔

اسٹریا کی گورنمنٹ ان کارروائیوں کے مآل کار کو سمجھ گئی تھی اس نے بہت ہی سر پٹکا۔ کہ اسلحہ اور مفسدین کی درآمد کو روکنے کے لئے۔ دول عظام کریٹ کے گرد بحری حلقہ ڈالیں مگر کچھ اثر نہ ہوا اور کسی نے نہ سنی اور اس نہایت ہی دور اندیشانہ انسدادی تدبیر میں کوئی شریک نہ ہوا تاہم ممکن تھا کہ دول عظام کا استقلال اور ٹرکی کی بردباری اور اعتدال پسندی بالآخر مفسدین کی شرارت انگیز کوششوں پر غالب آجاتی۔ مگر گورنمنٹ یونان نے ایسا نہ ہونے دیا اور اس نے قمار بازوں کی طرح سر باختہ ہو کر اپنی مفسدانہ شیطنت کا آخری پانسہ پھینک دیا کیونکہ اس نے کرنل واسوس اور چار ہزار سپاہی جنھوں نے کل جزیرہ میں جابجا حرمن امن کو اہلیس صفت آگ لگانے والوں کا کام دیا کریٹ میں بھیجدے گئے کرنل واسوس ۱۵ فروری ۱۸۹۷ء کو جزیرہ میں داخل ہوا اور اسکے پہنچنے سے کشت و خون اور تاخت و تاراج کا طوفان بے تمیزی برپا ہو گیا ہر جگہ عیسائی باغی یکبارگی اپنے بے پناہ ہمسایہ مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے اور انکو بے حرمت و ذلیل کرنے کے علاوہ خانمان برباد اور بلکہ اکثر جگہ تہ تیغ کر دیا ان یونانی نیک بختوں کے حملہ سے جزیرہ میں جو عالم آشوب طوفان برپا ہو گیا اسکا اندازہ قصبہ سیٹیا کی وحشیانہ شفاخانہ کارروائی سے بخوبی کیا جاسکتا ہے جہاں ایک ہزار سے زیادہ مسلمان کمال بے دردی سے تلوار کی گھاٹ اتار دیے گئے۔ دیہات میں سینکڑوں مسلمان بکروں کی طرح ذبح کر دیے گئے۔ بے شمار مساجد میں بہت سے مسلمان زندہ بھون دیے گئے عورتوں اور بچوں کو قبیح ترین طریقوں سے بے حرمت کر کے انکے جسموں کے مختلف اعضا کاٹ ڈالے گئے۔

الغرض مظالم آرمینیا کی مہیب ترین روایتوں کو ان عیسائی جوان مردوں نے سچ کر دکھایا کریٹ کے
کل مسلم آبادی اس وقت چند قصبوں میں جمع ہے اور وہ فاقہ کشی اور بے انتہا فلاکت اور نکبت سے
سخت صدمہ اٹھاتے رہے ہیں اور مسٹر جارج کرزن نائب وزیر خارجیہ نے جو آجکل ہند کے وائسرائے
ہیں۔ ۷ مئی ۱۸۹۷ء کو دارالعوام میں کرنل اسوس کے حملہ کے نتیجہ اور مسلمان باشندوں کی
مصائب کے متعلق حسب ذیل بیان کیا تھا :-

تقریر عالی جناب لارڈ کرزن صاحب بہادر بالقابہ انڈر سکرٹری آف سٹیٹ حال وائسرائے و گورنر جنرل ہندوستان

جزیرہ کریٹ کا تمام اندرونی حصہ اس وقت کثیر التعداد کریٹیو نکے تصرف میں ہے
جو دیہات پر قابض ہیں اور بدبخت مسلمانوں کی املاک اور فصلوں سے جو گھروں سے
نکال دیئے گئے ہیں متمتع ہو رہے ہیں یہ عیسائی ہتیار لگائے اپنا سارا وقت بیکاری
میں بسر کر رہے ہیں۔ انکو پہاڑوں پر اونچے نیچے مٹر گشت کرتے جو نظر پڑے اسکو بندوق
کا نشانہ بناتے ہیں اور مجھے بافسوس یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہر مسلمان مرد و زن کو جو انکی زد میں
ہو قتل کرنے کے سوا اور کوئی کام نہیں۔ قصبات کے قرب و جوار میں متواتر فہمائشوں کے
باوجود فوجی پوزیشنوں اور کمپیوں کے بعید ہی چوکیوں اور گڑیوں پر حملہ کرتے رہتے ہیں ہر
طرح سے شہرو نکی چار دیواری کے اندر موجودہ باشندو نکو بھوکا مارنے کی کوشش کرنے کے
سوائے عیسائی مفسدو نکا اور کچھ شغل نہیں۔ ان باغیو نکے اکثر افسر یونانی ہیں۔ معمولی
جنگ کنندگان میں بھی یونانی مجاہدین بہ تعداد کثیر شامل ہیں۔ اور جسقدر توپ خانہ
انکے پاس موجود ہے وہ کل یونانی ہے حال ہی میں امیر البحر نے آٹھ سرغنوں باغیوں
سے ملاقات کی انمیں سے پانچ یونانی قانون پیشہ اور چھٹا ایک یونانی ڈاکٹر تھا۔

کو ستاتے رہتے ہیں اور اس طرح

فریق مخالف (لبرل و رڈیکل فریق) کے سرغنہ نے پچھلے مباحثہ میں جج وار العوام میں معاملات کریٹ پر ہوا تھا۔ بیان کیا تھا کہ ہم یعنی انگریزی گورنمنٹ کریٹیو نکو فاقہ مار نے اور انپر گولہ باری کر کے اُن سے اندرونی خود مختاری قبول کرانے کی کوشش کر رہے ہیں یہ فقرہ گو مری معزز کرم فرما کے ہونٹوں سے خوب روانی اور چرب بانی کیساتھ نکلا تھا مگر افسوس وہ صداقت سے بالکل معرا اور محض بے بنیاد تھا۔ بحری محاصرہ سے صاحب موصوف کے زعم میں غلہ بالکل کمیاب ہو گیا ہے اور لوگ فاقوں سے مر رہے ہیں جسکا انکو بہت رنج ہے مگر اسکے برعکس حق الامر یہ ہے کہ اندرونی جزیرہ میں باغیوں کے ذخیرہ غلہ سے خوب معمور ہیں۔ باورچی خانوں اور ہوٹلوں میں دن رات دیگیں گرم رہتی ہیں سامان غذا ہر جگہ بافراط موجود ہیں اور عنقریب فصل کے درو ہونے پر غلہ کی پہلے سے زیادہ ریل پیل ہو جائے گی ساتھ ہی یہ بھی یاد رہے کہ اندرونی جزیرہ میں عیسائی اپنی فصلیں ہی نہیں۔ بلکہ از وطن خارج شدہ مسلمانوں کی فصلوں کو بھی وہی جمع کرینگے۔ ان بیانات کے راوی وہی لوگ ہیں جو اندرونی جزیرہ میں باغیوں سے ہر وقت ملتے جلتے رہتے ہیں اور انکی صداقت میں سر مو فرق نہیں یہ جزیرہ کی موجودہ حالت کا سچا فوٹو ہے۔

اب میں اس طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ قصبات میں کیا کیفیت گذر رہی ہے اور اسی ضمن میں اُن دو تین اصحاب کے اعتراضات کا جواب دونگا جنہوں نے جزیرہ میں ترکی افواج کے ابتک موجود ہونے کے متعلق کئے تھے اب سب سے اول میں ساحلی قصبات اور وہاں کی ترکی افواج کے متعلق چند واقعات حق الامر عرض کرتا ہوں ان بندرگاہوں میں عیسائی نہ ہونے کے برابر ہیں وہ یا تو اندرون جزیرہ بھاگ

گئے ہیں یا انگریزی اور دیگر اجنبی جہازوں پر دیگر ممالک کو چلے گئے ہیں البتہ یہ قصبہ بے پناہ
اور مفلوک الحال مسلمان پناہ گزینوں نے جوق در جوق سے جو بسر اوقات اور گذارہ کی کوئی
سبیل نہیں رکھتے از اول تا آخر لبریز اور معمور رہے واقعات کو اچھی طرح ذہن نشین
کرانے کے لئے میں عمومیات کو چھوڑ کر خاص ایک مقام کینڈیا کو بطور نذر پیش کرتا
کرتا ہوں اور شہروں کی نسبت اس شہر سے مجھکو خاص تعلق بھی ہے چونکہ اس پر جو فوج
قابض ہے وہ زیادہ تر انگریزی ہے

اس شہر میں اس وقت کم از کم پچاس ہزار مسلمان پناہ گزین موجود ہیں
جس میں سے ۳۲ ہزار شہر مذکور یا اس کے قرب و جوار کسی طرح کا تعلق
نہیں رکھتے اور جزیرہ کے مختلف حصوں سے وہاں جمع ہوئے ہیں۔ ✱
اس حجم حقیر کے معاملہ میں شہر میں صرف پانسو عیسائی ہیں یہ صرف پچاس ہزار مسلمان
زراعت پیشہ دہقان ہیں کاشتکاری کے سوائے اور کوئی صنعت اور حرفت

✱ اس موقع پر ہم مسٹر کرزن کی صداقت کے لئے لنڈن نیوز ۲۷ مارچ ۱۸۹۷ء سے ان پناہ گزین
بیشمار مسلمانان کا فوٹو پیش کرتے ہیں جو کانڈاموس سے کینیا کے بندرگاہ پر اترے۔ دیکھو تصویر نمبر
۱۳۶۔ دوسری تصویر نمبری ۱۳۷ ڈیلی گرافک سے نقل کرتے ہیں (دیکھو تصویر نمبری ۱۳۶ و ۱۳۷)۔
۱۱ مئی ۱۸۹۷ء کا ڈیلی گرافک بیان کرتا ہے تیس ہزار مسلمان کینڈیا کی گرد نواح سے تنگ
آکر مصیبت کے مارے فاقہ کشی کے صدمے اٹھا کر کینیا میں پناہ گزین ہوئے تھے کیونکہ انکے
پاس کھانے پینے وغیرہ کا کوئی سامان نہ تھا۔ گورنمنٹ ٹرکی کی طرف سے ان کو کھانے پینے کی
مدد دی گئی اور روزمرہ گوشت روٹی انکو دی جاتی تھی۔ کیونکہ وہ بہت ہی لاچار تھے۔ ان کی
ایک خستہ حالت اور حفظان صحت کو مدنظر رکھنے کی وجہ سے کیونکہ ان کا غلیظ پن اور تنگ جگہ
میں رہنے کی وجہ سے بیماری کا خوف تھا اسی وجہ سے ان میں چیچک اور بخار پھوٹ پڑا تھا اور ۲۵
یا ۳۰ روزمی اور مرنے لگے تھے۔

تصویر نمبر (۱۳۶) کریٹ کے مسلمان پناہ گزین کانڈا میں سے کینیا کے بندرگاہ پر اتر رہے ہیں

تصویر نمبری ۱۳۶ و ۱۳۷

یہ وہ مسلمان ہیں جو کینڈیا کے گردنواح سے تنگ آکر
کینیا میں پناہ گزین ہوئے تھے
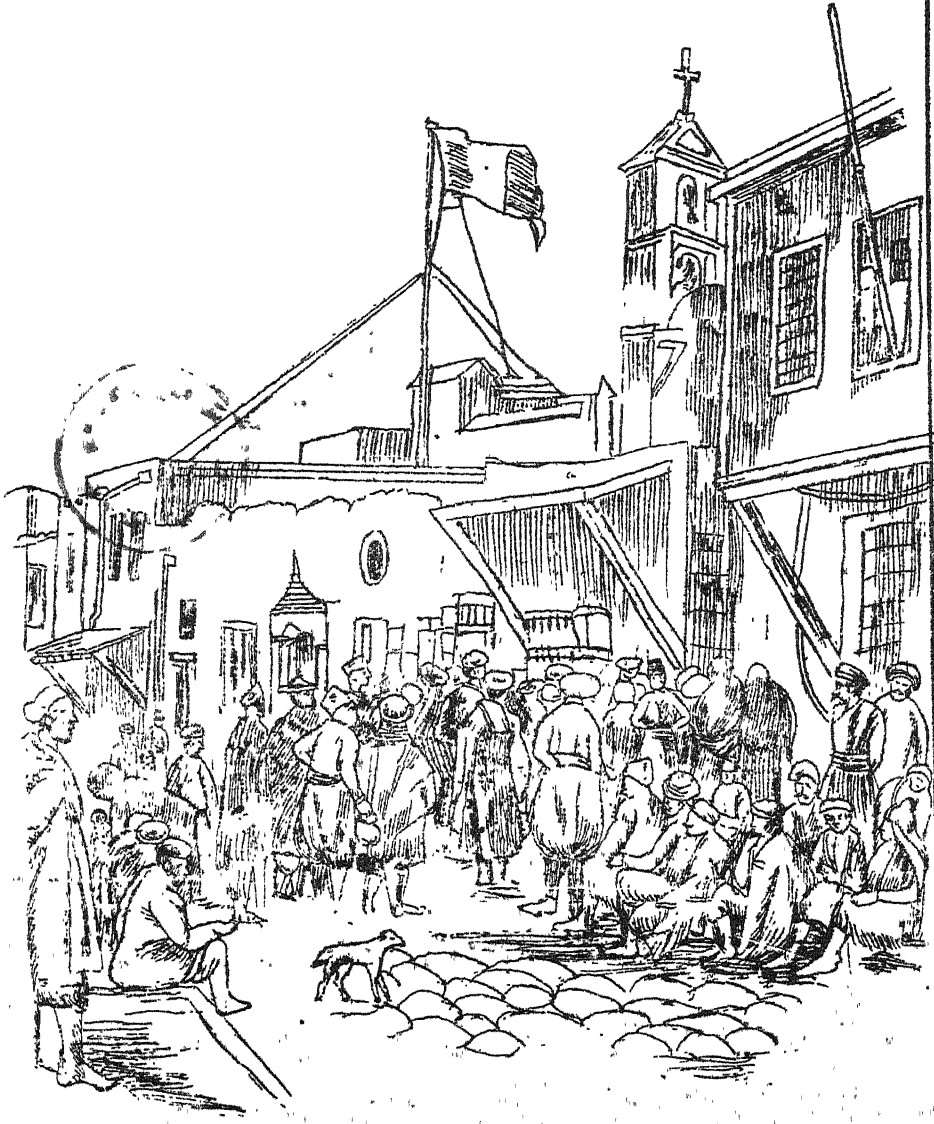
نہیں جانتے کہ اس سے روپیہ کما سکیں اور صرف اس امداد پر جو سلطان المعظم سے ملتی ہے بسر اوقات کر رہے ہیں قسطنطنیہ سے آٹا آ رہا ہے اور ہر روز پناہ گزینوں کو ایک ایک دو دو مٹھی تقسیم کیا جاتا تھا چیچک کی بیماری سینکڑوں کو روز طعمہ اجل بنا رہی تھی۔ اور باغی کی طرف سے بھی جیسکے لانے میں باغی ہر وقت حارج ہوتے رہتے ہیں وہ ہمیشہ ناگفتہ بہ مصیبت جھیلتے رہتے ہیں اس بے پناہ آبادی رکھنے والے شہر کینڈیا کے گرد جو فوجی حلقہ بغرض حفاظت موجود ہے اسکے گرد ساٹھ ہزار مسلح کریٹی باغی ہر وقت اس انتظار میں منڈلاتے رہتے ہیں کہ فوجی حفاظت کے اٹھتے ہی ان بیکسوں پر شکاری جانوروں کی طرح کود پڑیں اور زن و مرد و بچہ کسی کو زندہ نہ چھوڑیں اب میں یہ بتاتا ہوں کہ ان عاجز مسلمانوں کی حفاظت کا کیا انتظام ہے اس غرض کے لئے شہر میں تقریباً پندرہ سو یورپین فوج مقیم ہے اور اسکے علاوہ ساڑھے تین ہزار ترکی سپاہ ہے یورپین فوج شہر کے اندر رہتی ہے اور ترکی فوج شہر کے گرداگرد حلقہ ڈالے ہوئے ہے ہمارے جو افسر برسر موقع موجود ہیں انکا بیان ہے کہ یورپین سپاہ تن تنہا شہر اور اسکے فوجی حلقہ کی ہرگز حفاظت نہیں کرسکتی ایسی صورت میں بتاؤ ہم ترکی فوج کو وہاں سے کس طرح ہٹا سکتے ہیں اگر ہم ایسا کریں تو یہ ایسے قتل عام کا خیمہ ہوگا جسکے سامنے آرمینیا کی خونریزی کی بھی کچھ حقیقت نہیں رہ جائیگی مزید براں یہ ایسا قتل عام ہوگا جو دول عظام کی آنکھوں کے سامنے اور ہماری براہ راست ذمہ داری پر وقوع میں آویگا جو کچھ میں نے کینڈیا کی نسبت بیان کیا ہے۔ قصبہ ریٹمو پر بھی وہ صادق آتا ہے اس قصبہ کی آبادی پہلے دس ہزار تھی مگر پناہ گزینوں کی وجہ سے اب تیس ہزار ہو گئی ہے انجمن معین المسلمین نے جو حال میں مردم شماری کرائی تھی اس سے واضح ہوتا ہے کہ جو مسلمان بلوے

وبغاوت میں سر گئے یا ہجرت کر گئے اُن سے قطع نظر اسوقت بھی جزیرہ میں ایک لاکھ سات
ہزار یعنے کریٹ کی کل آبادی کا تیسرا حصہ مسلمان موجود ہیں ان ایک لاکھ سات ہزار مسلمانوں
میں سے ساٹھ ہزار کا گذارہ انجمن کی امداد سے ہو رہا ہے ہمیں بتایا جاتا ہے کہ جزیرہ کریٹ
یونان سے ملحق کئے جانے کے لئے دو ہائی او تباہی مچا رہا ہے مگر آبادی کا متذکرہ صدر
قلیل التعداد عنصر بآواز بلند کہ رہا ہے کہ وہ کسی صورت میں یونان کے ساتھ ملحق کئے جانے
کو منظور نہیں کریگا اور اس صورت میں آخری وقت تک لڑتا رہیگا یا ہجرت کرتا رہیگا۔
یہ عنصر آبادی کا تیسرا حصہ ہے۔ یعنی اسکو کل آبادی سے وہ نسبت ہے جو آیرلینڈ کے اُن لوگونکو
تھی جو ہوم رول یعنے خود مختار حکومت اندرونی کی مخالفت تھی اور اُن کی راے کو دار العوام
یا کم از کم اُسکا وہ حصہ جو حکمران فریق کا طرفدار رہے بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور
انصاف مقتضی ہے کہ اُس وقت کسی نظر سے کریٹ کی قلیل التعداد عنصر کی راے بلکہ قطعی
غیر منصفانہ دیکھا جاے۔ بہر حال ہم کریٹ کو کشت وخون یا آبادی کے ترک وطن کر جانے سے
ویران کرنا نہیں چاہتے کریٹی مسلمان جزیرہ کی آبادی میں نہایت ہی ضروری اور مستحکم عنصر ہیں
مجھ سے پہلے تقریر کرنے والے ایک معزز ممبر نے سال گذشتہ میں ترکی افواج کی طرف
سے چند نامناسب افعال سرزد ہونیکی بعض نظیریں پیش کی تھیں اُسکے جواب میں موجودہ حالت
کے متعلق خود انگریزی امیر البحر کی شہادت کو پیش کر دینا نامناسب نہوگا وہ بیان کرتا ہے کہ ترکی
سپاہ کا طریق عمل نہایت قابل تعریف رہا۔ لیکن ساتھ ہی یہ امر بعید از قیاس نہیں کہ گو ابتک
کوئی اشتعال اُنپر غالب نہیں آسکا۔ مگر ممکن ہے کہ شاید کسی وقت مذہبی سرجوشی اُنکی بردباری
اور تحمل میں خلل ڈالدے بہر نوع عساکر عثمانیہ نے اپنے طریقہ عمل سے اس میں کوئی حجت

باقی نہیں رہنے دی کہ وہ شایستہ اقوام (الیاناک) کے جلقہ اور مہذب سپاہ سمجھے جانے کی کامل طور پر مستحق ہے اور کہ اس بارہ میں وہ کسی یورپین قوم سے کم نہیں - فقط یہ ہیں وہ نتایج جو یونان کے قزاقانہ حملہ سے سرزد ہوئے - یہ نہایت بجنت کریٹ کو آزادی میں لانے کے لئے نہیں گنے تھے کیونکہ یہ اسے پہلے سے مل چکے تھے بلکہ کریٹی حکومت خود اختیاری کی مزاحمت کرنے کے لئے جس سے یونانی سب چیزوں سے بڑھکر متنفر اور مخوف ملکر تھیں واسوس اور اسکے سپاہی کریٹ کو آزاد کرنے کے لئے نہیں بلکہ کریٹ کو بالجبر یونان سے ملحق کر دینے گئے تھے یونانی گورنمنٹ کی یہ کل کارروائی ایسی تھی جیسے کہ ڈاکوں کی ہوتی ہے - اس نے عام طوفان بےتمیزی کے شور و ہنگامہ سے ذاتی نفع اٹھا سکنے کی امید میں عالمگیر جنگ برپا کر دینے کی کوشش کی اسنے ٹرکی پر حملہ کرنے میں بلگیریہ اور سرویہ کو تمام لالچ دلانے اور اس طرح سے کل مقدونیہ میں آگ بھڑکا دینے کے لئے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا چنانچہ دول عظام کو سرویہ مانٹی نگرو اور بلگیریا کو خاموش اور ساکن رکھنے کے لئے اپنے رعب و داب اور اقتدار سے انتہا درجہ تک کام لینا پڑا یونانیوں نے فقط کریٹ پر ہی حملہ نہ کیا بلکہ وہاں ترکی جہاز پر بھی گولہ باری کی جب عام ناراضی فساد اور عالمگیر جنگ برپا کرانے میں یہ تمام کوشش بیکار ہو گئی تو یونانی آخری داؤ چلے اور تھسلی میں ٹرکی کو لڑائی پر مجبور کر دیا اور ان کی یہ چال بعینہ ایک ہوشیار مگر سب کچھ ہار بیٹھے ہوئے اور سب طرح قابو آئے ہوئے قمار باز کی چال کے مشابہ تھی جو یہ علم رکھنے کی وجہ سے کہ ہار جانیکی صورت میں بھی اسکی حالت پہلے سے کچھ زیادہ بدتر نہیں ہو جائیگی ایک ہی داؤں پر بڑی بھاری شرط لگا دیتا ہے -

تصویر نمبر (۱۳۵)
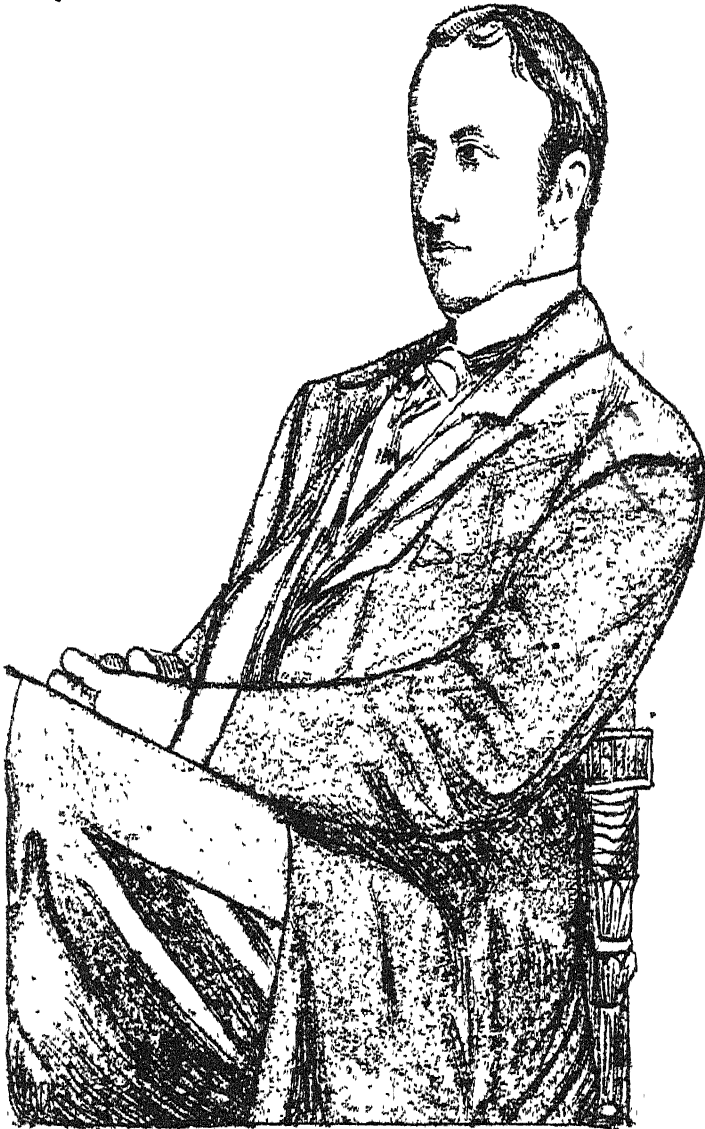
لارڈ کرزن انڈر سیکرٹری آف سٹیٹ ماٹال گورنر جنرل و وائسرائے ہند

تصویر نمبر (۱۳۸) اٹلی کے پانچ افسر جو باغیوں کی مار سے بال بال بچے

اٹلی افسروں کا حادثہ کریٹ میں درمیان سمندر و طوفان کے

اٹلی کے پانچ افسر کینڈیا کے پاس ترکی بیرونی چوکی کے باہر گھوڑوں پر سوار ہوکر گئے۔ چار سو گز کے فاصلہ سے باغیوں نے اُنپر بندوقیں چلائیں اسوقت وہ ایک چھوٹی پہاڑی کی چوٹی پر تھے۔ انہوں نے جلدی سے اس پہاڑ کے پیچھے چھپنے کی کوشش کی لیکن ان میں سے دو گھوڑے جوان کے پاس سے گذر رہے تھے گولیوں کی آواز سے بھڑک گئے اور انہوں نے اپنے سواروں کو گرادیا ان گھوڑوں میں سے ایک باغیوں کی طرف بھاگا دوسرے افسر نے اس گھوڑے کو پکڑا اور گرے ہوئے سوار کو اسکے بعد اٹھا کر لایا۔ ترکوں نے بھی یہ دیکھ کر گولیاں چلائیں اس طرح وہ دو ضربوں کے درمیان آگئے اسوقت ترکوں نے اپنی غلطی کو معلوم کرلیا۔ اور وہ دونو اٹلی کے افسر بغیر کسی نقصان کے بچگئے کریٹ کے باغی بھی عجب آدمی ہیں (دیکھو تصویر نمبری ۱۳۸)

اگرچہ مقدونیہ میں تمام یونان کی فوجیں داخل ہوکر وہاں جنگ شروع ہوگئی تھی مگر اب تک کریٹ میں کرنل واسوس برابر ڈٹے ہوئے تھے اور جب وہ تھسلی کے میدان کی خبریں سنتے تھے کہ یونانیوں کو سخت شکستیں ہو رہی ہیں تو وہ اور بھی کریٹ کے مسلمانوں پر ہاتھ صاف کرکے تھسلی کا عوض نکال رہا تھا۔

۲۴ اپریل ۱۸۹۷ء کو کرنل واسوس نے غیر طاقتوں کے امیر البحروں سے کہا کہ ترکوں پر حملہ کرنے کا حکم یونان سے ہوگیا ہے اب آپ صاف بتائیں کہ آپ دولت عثمانیہ کی طرفدار ہیں یا کہ یونان کے۔ مگر ترکوں نے اپنی ترکی کا زور سرحد پر ذرا ہی دکھایا تھا کہ یونانیونکو مار مار کر تھسلی میں بھگا دیا تھا۔

۲۹ اپریل کو طاقتوں نے جب دیکھ لیا کہ ترکوں نے یونانیوں کو فاش شکست دی اب یونان کی خیر نہیں ہے اگر یہی حالت رہی تو ترک دو چار ہی روز میں یونان کی اینٹ سے اینٹ بجا دینگے اسلئے خیال ہوا کہ ترکونکو منع کیا جائے کہ وہ جنگ نہ کریں مگر جرمن بگڑا ہوا تھا اُس نے فوراً کہدیا کہ جب تک کریٹ کو یونان خالی نہ کریگا ترکوں کو جنگ سے مطلق نہ روکا جائیگا۔ اسلئے یونان کے خیر خواہوں نے یونان کو مجبور کیا کہ کرنل واسوس کریٹ سے فوج واپس آجائے تو ان شکست خوردہ یونانیونکو کسی قدر کمک بھی ملجائے اور نیز یہ بھی ثابت ہوجاویگا کہ یونان دول یورپ کا فرماں بردار ہے اُسنے طاقتوں کے کہنے سنے کریٹ سے فوج واپس کرلی اسلئے یونان نے کریٹ سے فوج واپس کرنے کا حکم کرنل واسوس کے پاس بھیجدیا کرنل واسوس کو شرمندگی سے برا منہ بنا کر بڑی حسرت اور یاس کے عالم میں کریٹ سے یونان کو مع فوجوں کے واپس ہوا کسی قدر فوج کریٹ میں موجود رہی جسپر یونان نے سلاطین یورپ کو لکھا کہ رفتہ رفتہ کل فوج کریٹ سے بلائے لیتا ہوں مگر آپ اس اڑے

ہونکا آجائے۔ دول یورپ نے زور سے دھمکی دی کہ اگر یونان کریٹ سے فوجونکو واپس نہیں بلائیگا تو کوئی سلطنت ترکوں اور یونانیونکی جنگ میں دخل نہیں دیگی چونکہ یونان ترکوں کی ترکوں سے مقابلہ سے بھاگ چکا تھا اور ترکی فوج نے تھسلی [illegible]

وقت میں کام آویں یعنی جنگ ٹرکی و یونان کے فیصلہ کرنے میں جلد ہی مدد کریں اور ترکوں کو جنگ سے روکیں۔

۱۳ مئی ۱۸۹۷ء کو خوب اچھی طرح سے مجبور ہوکر سلاطین کی تجویز پر اظہار اطاعت کیا اور جرمنی کے اُس نوٹ کو جس میں کریٹ کے خالی کرنے کی بابت لکھا گیا تھا یونان نے بلا حجت منظور کرلیا اور ۲۴ مئی تک کریٹ سے تمام فوجیں بلالیں اور جزیرہ یونانی فوج سے بالکل صاف ہوگیا۔ ع

خرد گفت خس کم جہاں پاک شد

جو نوٹ یورپ کی طاقتوں نے گورنمنٹ یونان کے نام لکھا تھا اسکا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

سفیران فرانس۔ اٹلی۔ برطانیہ۔ جرمنی۔ آسٹریا اور ہنگری۔ ایم۔ آنو قایم مقام گورنمنٹ روس کو جوکہ یونان کے دارالخلافہ ایتھنز ہیں دول عظام کے ڈپلومیسی گروہوں میں ایک اعلےٰ درجہ کا ممبر ہے مذکورہ صدر دولتوں کے سفرا اختیار دیتے ہیں کہ سفیر مذکور سلطنت اوران کے سفیروں کی طرف سے اور روسی گورنمنٹ کی جانب سے گورنمنٹ یونان کو آگاہ اور مطلع کردے کہ دول عظام اس نظر سے کہ یونان کے فایدے کے واسطے مہلت جنگ سلطان سے حاصل کریں اور اس خیال سے کہ گورنمنٹ ٹرکی اور یونان کے درمیان جو اس وقت سخت مشکلات اور مصایب کا سامنا ہے اُنکے دفعیہ اور سہولیت حاصل کرنے کی غرض سے دونوں طاقتوں کے درمیان پڑکر اس عقدہ کو حل کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن یہ تمام باتیں اس شرط پر حاصل ہوسکتی ہیں کہ یونانی گورنمنٹ اس بات کا علانیہ طور سے اقرار کرے کہ یونان اپنی تمام فوجیں جنکو اس نے کریٹ بھیجا تھا۔ فوراً واپس بلانے کا بندوبست کرے اگر یونان اس پر کاربند ہوگا تو جنگ ٹرکی و یونان میں کوئی خلل ہوگا اور نیز اس سے بھی مطلع ہو کہ یونان بھی کریٹ کی خود مختیاری کو باضابطہ طور سے منظور کرے بجائے اس خیال کے جو اُس نے کریٹ کو یونان سے الحاق کرنے کا کیا تھا اور یہ بات کہ اُن ہدایتوں اور مشوروں پر بلا تامل اور بلا حجت کے کاربند ہو جو دول عظام امن و امان حاصل کرنے کی غرض سے اسکے سامنے پیش کریں۔

چونکہ یونان کے حواس ترکوں نے مار مار کر باختہ کردئیے تھے اور اسکو چھٹی کا دودھ بھی یاد آگیا تھا اور وہ سخت آفت میں مبتلا ہوگیا تھا اور وہ چاہتا تھا کہ دول یورپ اسکو شیر ٹرکی کے پنجہ سے چھوڑا دیں یونان۔ نے فوراً منظور کرلیا جب وقت اس نوٹ کو ایم آنو سفیر روس نے پڑھ کر سنایا اور اسی وقت اسکے جواب میں اس طرح سے لکھا:۔

کہ گورنمنٹ شاہی اس یادداشت پر نہایت ہی غور اور خوض کر کے جو کہ زار روس کے قائم مقام
سفیر نے دول عظام کے سفرا کی طرف سے پیش کی ہے اقرار کرتی ہے کہ وہ فوراً کریٹ سے اپنی افواج
کو واپس بلانے کے لئے حکم صادر کرتی ہے اور اسی اہتمام میں مصروف ہے اور بموجب اس
یادداشت کے گورنمنٹ یونان بھی کریٹ کی خود مختاری کو باضابطہ طور پر تسلیم کرنے میں کوئی عذر
نہیں کرتی اور اسے منظور کرتی ہے اور یہ بھی واضح رہے کہ یونان اپنی اغراض اور فوائد کو دول یورپ
کے سپرد کرتا ہے ۔

یونان نے اس نوٹ کو لکھنے کے بعد یونانی افواج کے افسران کو جو ترکوں کے مقابلہ میں تنگ
آگئے تھے اور ترکوں کو وہ ملک الموت سے بھی زیادہ تصور کرتے تھے فوراً تسلی کے لئے یہ حکم
بھیجدیا کہ طاقتوں نے درمیان میں پڑ کر فیصلہ کر دینے کا وعدہ کر لیا ہے تسلی رکھو ۔

دوسری طرف کریٹ میں یہ ضروری حکم صادر کیا کہ فوراً کریٹ سے یونانی افواج واپس یونان ہوں
اور یہ بھی لکھ دیا کہ کرنل اشٹیکو ۳۰۴ افسر اور سپاہیوں کو جہاز پر سوار کر کے ایتھنز کو واپس بھیجدیں ۔ کریٹ
میں یہ تار آدھی رات گذرنے پر پہنچا جس سے تمام کریٹ میں کھلبلی پڑ گئی اور فوج کو طیار رہنے کا
حکم دیا گیا اور تین جہاز جو کہ مقام پلاٹینیا سے کسی قدر دور تھے فوراً طلب کئے گئے اور ان جہازوں نے
فوج کو لاد کر یونان کو واپس ہوئے اور بقیہ فوج کے لئے طیاری کا حکم دیا گیا + کرنل ٹھیبیری ساون آیا +

جب یہ فوج یونان کو واپس ہونے لگی کریٹ کے باغیوں کے بھی ہوش و حواس پران ہو گئے اور
وہ مایوس ہو کر کہنے لگے کہ یورپ کی طاقتوں نے جو وعدے کئے تھے وہ پورے نہ کریں گی ۔ دیکھئے
ترکی فوج بھی کریٹ سے نکلتی ہے کہ نہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ کریٹ کی خود مختاری بھی شاید رہے
کیونکہ سرحد پر یونان کو سخت شکست پہنچی ہے پھر وہ الحاق کریٹ کو کیونکر سنبھال سکتا ہے اگرچہ کریٹ
کے باغی بہت مایوس تھے مگر ان کو اپنی کثیر التعدادی پر بہت حوصلہ تھا ۔ امیر البحر کینغ وہرد
اور سر الفرڈ بلونی نے ۱۳ مئی ۹۷ء کو کینیا کے بشپ لاٹ پادری سے اثنائے گفتگو
میں بیان کیا کہ ہمارے پاس خبر آگئی ہے کہ یونان نے اپنے ان خیالات کو دور پھینک دیا ہے جو اس نے
ابتدا میں کریٹ کے الحاق کرنے کی نسبت کر لئے تھے ۔ اور دول یورپ نے کریٹ کی خود مختاری
ہی کو بحال رکھا ہے ۔ اسکے جواب میں کینیا کے بشپ یعنی لاٹ پادری نے یہ بیان کیا کہ ایسا نہ ہو
کہ خود مختاری کی کارروائی بھی کہیں پس انداز ہو جائے ۔ جیسے اصلاحات اور ترمیمات کا حال گذشتہ
سال میں ہوا ۔

۱۳ مئی ۱۸۹۷ء کی دوپہر کو کرنل چرم سائڈ صلح جنگی تصویر دکھیئی ہے اور کرنل مرے اور لفٹننٹ کرنل

وارنگ جس میں کہ ایک اٹلی کا کرنل بھی شامل تھا کریٹ کے ٹرکی گورنر اور کمانڈنٹ کی ملاقات کے واسطے تشریف لے گئے اور باضابطہ طور سے ملاقات ہوئی اور ٹرکی توپ خانہ سے شاہی سلامی کی گئی یہ تمام افسران اور ٹرکی گورنر سب کے سب شامل ہو کر مع اردلیوں کے شہر کے بازاروں سے گذرے اور ترکوں کی طرف سے خوشی کا بینڈ باجا بجایا گیا اور اس جلوس کو کریٹ کے لوگوں نے دوستی کی نگاہ سے دیکھا۔

سلطان آف ٹرکی

چونکہ مئی ۱۸۹۷ء تک واقعات کریٹ ابھی تک اختتام کو نہیں پہنچی تھیں کہ یونان
تھسلی کی سرحد میں سلطان غازی عبد الحمید خاں ثانی آف ٹرکی کے مقابلہ
میں جنگی تصویر ذیل میں ہدیہ ناظرین ہے معرکہ آرا ہو کر سخت شکست
کھا بیٹھا۔ اس لئے کہ جنگ ٹرکی و یونان نے یورپ کی توجہ کو کریٹ کی طرف
سے ہٹا کر یونان کی طرف پھیر دی اب ہمارا قلم بھی کریٹ کے حالات کو اسی
حالت میں چھوڑ کر یونان کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور یونان کے تمام فتوحات
ابتدا سے انتہا تک لیکر میدان جنگ کا مرقع دکھانے کی
کوشش کرتا ہے۔ اس لئے اب یونان کا مرقع پیش نظر
کیا جاتا ہے ✤

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرقع پنجم

یونان کی شان و شوکت اور اس کے جغرافیکل حالات مع مختصر واقعات کے

یونان کی حکما و فضلا

تصویر نمبری ۱۴۱ ایتھنز اور اکروپولیس کا نظارہ
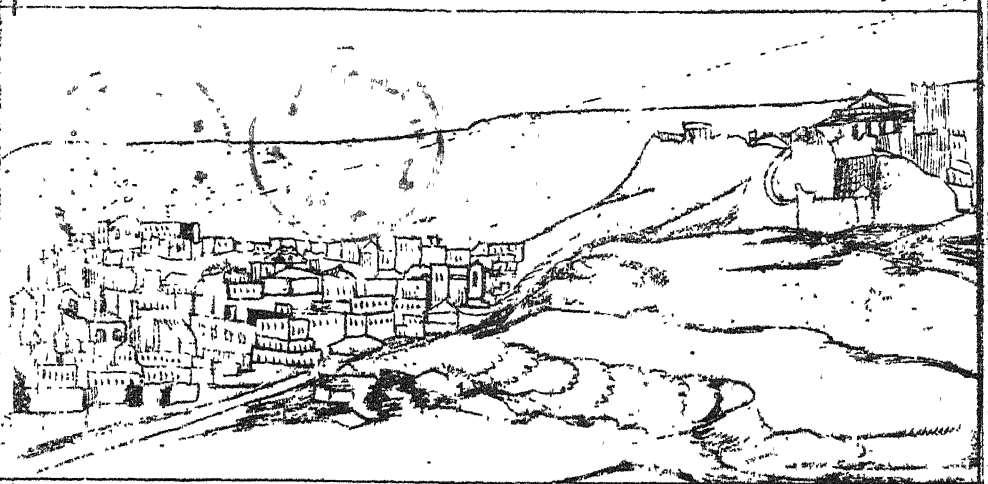
یونان ایک چھوٹی سی سلطنت ہے جو دولت عثمانیہ کے ہمسایہ میں جنوبی سمت پر واقع ہے زمانہ سلف میں یہ سلطنت ٹرکی سلطنت کا ایک حصہ تھا۔ ۲۳۰۰ سال گذرے کہ یہ خطہ یونان رشک دہ کروبیان تھا۔ علم و ہنر۔ تہذیب و شائستگی میں تمام روے زمین پر سبقت لے گیا تھا یہاں کے لوگ عقل و دانش اور فہم و فراست میں یکتا زمانہ گذرے ہیں حکمت و صنعت

جودت و ذکاوت اور فراست میں طاق اور شہرۂ آفاق ہوئے ہیں۔ اس چھوٹے سے قطعہ زمین کو کیوں نہ حیرت اور عبرت کے خیال سے دیکھیں جہاں بڑے بڑے جلیل القدر عالی مرتبت حکما۔ علما۔ فضلا پیدا ہوئے جن کی دھوم آجتک دنیا میں مچی ہوئی ہے یونان کے گریٹ مینوں میں سے ہیں۔ ادنے و اعلےٰ بلکہ ہر ذی روح عقل سالم اور حکیم حاذق کا نمونہ تھے۔ یہہ بیڈول پہاڑ کا ٹکڑہ کوہ طور کی طرح تمام جہان کو اپنا جلوہ دکھا گیا اور نئی روشنی کے آفتاب سے پردہ اٹھا کر عالم کو اسکی چکاچوند سے حیران اور ششدر کر گیا۔ غرضکہ یونان اپنی بے نظیر اور لاثانی ترقی میں عالم کا مرکز اور تمام جہان کا سرتاج رہچکا ہے علم و فن کے ذریعے سے سرمایہ ناز ہی نہیں تھا بلکہ موجب عز و وقار اور دولت افتخار تھا۔ بڑے بڑے نامی گرامی لوگ اس خطہ کی خاک سے پیدا ہو کر اپنے اپنے کارنامے دکھا کر عالم میں دھوم مچاگئے اور ملک عدم کو سدھار گئے۔

اس خطہ یونان میں بڑے بڑے دانشمند لوگ پیدا ہوئے افلاطون۔ ارسطو۔ بقراط۔ فیثاغورث اور ہومر وغیرہ وغیرہ فلاسفر مشہور ہوتے چلے آئے ہیں جنھوں نے عقلی مسائل کو بڑی دلیلوں کے ساتھ افتراع کر کے دنیا کو بڑی بھاری ششدر و پیچ میں ڈال دیا۔ بطلیموس فلاسفر نے بڑی بڑی دلائل اور برہان قاطع سے یہ ثابت کیا تھا کہ آفتاب زمین کے چاروں طرف گھومتا ہے اور زمین کو آفتاب کا مرکز قرار دیا تھا۔ اس مسئلہ کو خاص و عام نے مانا ہوا تھا۔ بلکہ افلاطون اور ارسطو نامی گرامی حکمار نے بھی اسی کو صحیح قرار دیکر اسکی تقلید کے مقلد ہوئے۔

حکیم فیثاغورث نے اس مسئلہ کے تمام بخیے ادھیڑ ڈالے اور برخلاف راے دی اور اسکے اختلاف میں دلائل عقلی اور نقلی پیش کر کے بطلیموس کے برخلاف یہ ثابت کیا کہ آفتاب زمین کا مرکز ہے یعنے آفتاب ایک جگہ پر قایم ہے جو مطلق حرکت نہیں کرتا اور زمین آفتاب کا دائرہ بنی ہوئی ہے جو ہر وقت آفتاب کے گرد اگرد گشت کرتی رہتی ہے جب یہ دلائل عوام میں پیش کی گئی تو ایک عالم حیران رہگیا اور اسکی دلیلیں ایسی دلنشین ہوئیں کہ آجکل کے مہذب اور تعلیم یافتہ قومیں فیثاغورث کے پیرو ہوتی چلی آتی ہیں۔ اس اختلاف نے مذہبی امور میں بڑا فتور ڈالا۔ حکما اور فلاسفر اگرچہ عقل کے پتلے ہوتے ہیں لیکن خطا و نسیان سے خالی نہیں

علم الٰہیات سے فاضل ارسطو نے یہ ثابت کیا تھا کہ روح حادث ہے اور قوی لایل سے حدوث کا قائل تھا اور اس فلاسفر کے تمام پیرو کار حدوث روح کے ماننے والے تھے۔ سقراط کا یہہ قول تھا کہ ہماری حیات خدا کی حیات سے مغائر ہے یعنی خداتعالی کی حیات ذاتی ہے اور ہماری حیات ذاتی نہیں۔ اسلئے روح فنا ہو جاتی ہے۔

بعض بعض فلاسفر یہ کہتے ہیں کہ روح قدیم اور غیر مخلوق ہے اور بعض نے یہ لکہا ہے کہ روح کوئی شے ہی نہیں صرف ترکیب بدنی سے ایک خاص انداز کا نتیجہ روح کہلاتا ہے جو مرنے کے بعد فنا ہوجاتی ہے مگر ارسطو اور اسکے اُستاد افلاطون کا یہ قول ہے کہ روح جسم سے جدا ہونے کے بعد اپنی اُنہی خاصیتوں کے ساتھ باقی اور قایم رہتی ہے۔ جو اسکو جسم کے ملنے سے حاصل ہوئی۔ افلاطون کا یہ بھی قول ہے کہ نیک آدمی کی روح بدن سے جدا ہونے کے بعد روحانیوں میں جا ملتی ہے اسوقت اسکو ابدی و ازلی عیش حاصل ہوتا ہے۔ اور بد آدمیوں کی روح بدن سے جدا ہونے کے بعد خبیث اور بد روحوں میں شامل ہوتی ہے اور عذاب میں مبتلا رہتی ہے اور یہ بھی بہت صحیح اور درست ہے
اَلرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّی

اہل یونان کے فلاسفروں نے اگرچہ بہت سے مسئلے درست بھی ثابت کیئے مگر اکثر مسائل ایسی گمراہی اور ضلالت کے ایجاد کیئے کہ خدا کے بھی قائل نہ تھے۔ اور ان کے گمراہ کرنے والی تیزی عقل نے انکو برباد کر کے چھوڑا ؎ مؤلف

عقل و دانش پہ نہ انسان کبھی ہو مغرور
آن کی آن میں یونان کا تختہ اُلٹا

غرضکہ یونان میں بڑے بڑے دانا اور عقلمند حکیم پیدا ہوئے جنکی عقل اور دانائی پر فرشتے بھی عش عش کرتے تھے۔ سقراط۔ افلاطون۔ ارسطو وغیرہ کے علاوہ ڈمانس تھنس بڑا خوش تقریر اور سحر البیان آدمی گذرا ہے اور مسمی فیڈیاس یونان کا ایک مشہور مصور و بت تراش ہوا ہے۔

اس موقع پر یونان کے چند فلاسفروں کا ذکر کرنا دلچسپی سے خالی نہو گا اگرچہ اسوقت میں یونان بُرے لوگوں سے ناپاک ہوگیا ہے لیکن ہم اُسکی سابقہ بزرگی اور افتخار کو مطلق نہیں بھول سکتے۔

عیب وے خواہم گفت و ہنرش مے گویم
نفی حکمت مکنم بہر دل عامے چند

اس لئے یونان کی شان و شوکت اور اس کی عظمت و برکت کا کسی قدر مجمل ذکر کیا جاتا ہے جن لوگوں کی وجہ سے وہ عالم میں بے نظیر ہوچکا ہے سب سے پہلے ہم حکیم سقراط کا حال اور اُسکی تصویر ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔

تصویر نمبری ۱۴۲ حکیم سقراط
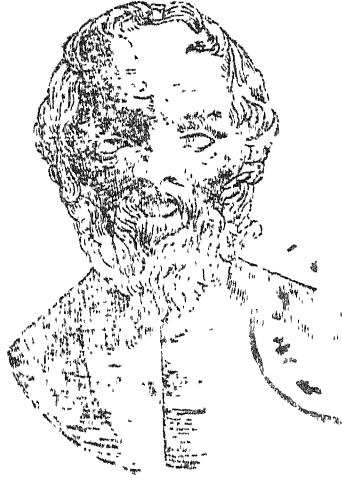
No. : SOCRATES

The Great Grecian Philosopher.

حضرت عیسے علیہ السلام سے ۴۶۹ برس پہلے یونان کے دار الخلافہ ایتھنز میں جسکو اہل عرب اپنی
زبان میں مدینۃ الحکما کہتے ہیں - پیدا ہوا تھا عالم طفلی میں اپنے پدر بزرگوار سے پیشہ بت تراشی
سیکھا لیکن ہوش کے سنبھالتے ہی علمار کی صحبت سے موثر ہوکر فلسفہ کی طرف رجوع ہوا - تھوڑا ہی
زمانہ گذرا تھا کہ عقل خداداد کی رسائی اور ذہن و ذکاوت کی صفائی سے ایسا فلاسفر اور زاہد و صابر
بن بیٹھا کہ علاوہ یونان کے عالم میں مشہور ہوگیا اسوقت مقدونیہ کا بادشاہ آرکلاس تھا جس نے
یہ خواہش ظاہر کی تھی کہ اگر سقراط کسی قسم کی مجھ سے فرمایش یا خواہش ظاہر کرے تو اسکو بہم پہنچاؤں
مگر اس دانا حکیم کو کسی شے کی بھی پروا نہ تھی سقراط کے والد نے مرتے وقت اپنے فلاسفر بیٹے کو چار
ہزار سکہ پورعطا کئے تھے اس لاپرواہ حکیم نے اس کل رقم کو ایک دوست کے حوالے کردی - اور
مطلق زر کی خواہش نہ رکھی سقراط نے صبر اور استقلال کے مراتب کو اعلے درجہ پر پہنچا یا تھا لوگوں
نے سقراط کو شادی کرنے پر مجبور کیا اسکے جواب میں انھوں نے یہ فرمایا کہ اگر مجبوراً ایسی ہی ضرورت
لاحق ہوئی تو اس عورت سے نکاح کرونگا جو اعلی درجہ کی بے عقل اور کمال درجہ کی بدزبان ہو جو اپنی
نظیر بھی نہ رکھتی ہو اس سے ایک یہ فایدہ ہوگا کہ اسکے ظلم پر صبر کرنے سے عالم کے ظلم برداشت کرنیکا

فلسفہ جو چاہیئے تھا اس عظمت حکیم کی دلی منشا یہ تھا کہ اپنے ہموطنوں کے دلوں پر حسن اخلاق کا پرتو ڈالے
اور توہمات بت پرستی و گمراہی کی تاریکی سے نکالے - جہاں کوئی مجمع خاص و عام کا دیکھتا تو تلقین و
پند کا زمزمہ گرم کرتا حکمت و نیکی کی عزت و توقیر کے باب میں ہمیشہ مبالغہ سے تعریف کرتا تھا - شاگردوں
کو مسائل علمیہ لکھنے سے منع کرتا تھا اور کہتا تھا کہ حکمت مقدس کی جگہ نفوس زندہ کے سوا معلوم
نہیں ہوتی اسی خیال سے کوئی کتاب تصنیف نہیں فرمائی سقراط کے استاد نے فرمایا تھا کہ علم زندہ
سے علم نکلتا ہے جانوروں کے چمڑے میں یا کتاب میں نہیں ہونا چاہیے - زاہد ایسا تھا کہ علم زہد کو زخارف دنیوی
پر ترجیح دیا کرتا تھا - ایک دفعہ بادشاہ نے سقراط کو اپنا مصاحب بنایا لیکن سقراط ہمیشہ بادشاہی قرب
سے نفرت کرتا تھا ایک دفعہ بادشاہ نے ایک موقع پر اسکو بحالت خستہ دھوپ میں بیٹھے ہوئے
دیکھا اور کہا کہ سقراط کیا کرتے ہو جواب دیا کہ جہان و مال کو دعا دیتا ہوں بادشاہ نے کہا کہ ہمارے پاس آؤ
تمہاری عزت کے موافق سامان طیار کر دیا جاویگا سقراط نے جواب دیا کہ اگر میں یہ جانتا کہ بادشاہوں کے
پاس رہنے سے میرا مقصد حاصل ہوگا تو آپ کے پاس سے ایک دم بھی جدا نہ ہوتا -
سقراط بتوں کی پرستش کو بہت ہی برا کہتا تھا اسکا یہ قول تھا کہ پرستش کے لایق وہ خدا ہے کہ جو روزی
دیتا ہے اور نیکوں و بدوں کو انکی جزا و سزا دیتا ہے ایک دفعہ بادشاہ نے سقراط کے بالمقابل کھڑا ہوکر
کہا کہ اگر کچھ چاہتے ہو تو مانگو اس نے جواب دیا کہ دھوپ چھوڑ دو مجھے آپ کی یہی عطا کافی ہے
کیونکہ جو اٹھاتا ہے - بادشاہ نے پھر کہا کہ زر و جواہر و خلعت عطا کروں سقراط نے جواب دیا کہ زمین
کے پتھر اور کیڑوں کے منہ کا لعاب میرے کس کام آسکتا ہے سقراط جسکا محتاج ہے ہر دم اس کے
ساتھ ہے جب سے حقیقت عالم مجھ پر کھلی ہے مجھے معلوم ہوگیا ہے کہ کس طرح اوقات بسر کرنی
چاہیے - جو حیات ابدی کے طالب ہیں وہ خواہش نفسانی اور افعال جسمانی سے دوری اختیار کرتے
ہیں سقراط کا قول ہے کہ اگر روشنی کی حاجت ہے تو پانچوں سوراخ بند کر تاکہ تو بقعہ نور بنجاوے
عالم بالا پر چڑھنے کا زینہ علم ہے جو شخص نیک و بد میں تمیز نہ کرے وہ مردہ ہے - صحت بدن سے بڑھ کر
کوئی تونگری نہیں کسی نے سقراط سے کہا کہ تو فلان حاکم کی تعظیم نہیں کرتا جواب دیا کہ وہ خواہش اور
غضب کا بندہ ہے اور یہ دونو میرے بندے ہیں پس وہ میرے بندوں کا بندہ ہے -
بد آدمی کی موت آسودگی خلق کا سبب ہے - خوشخوئی باعث الفت ہے اگر خوبصورتی کیساتھ
خوشخوئی جمع ہوجاوے تو آدمی کامل ہوجاتا ہے - تم جسے دوست سمجھتے ہو کیا وہ تمہاری خاطر اپنی
خواہش کو ترک کرتا ہے سقراط کی حکمتیں بڑی مشہور ہیں افسوس جب سقراط نے بت پرستی کی بیخکنی
کرنی شروع کی اور وحدانیت کو فروغ دینا چاہا تو بت پرستوں نے اسکے قتل کا فتوی دیدیا - اگرچہ

بادشاہ وقت اُسکا معتقد تھا لیکن بت پرست قضات کے حکم سے وہ بھی عاجز تھا سقراط کو قید کر دیا بادشاہ نے سقراط کو تنہائی میں بلاکر کہا کہ لوگوں کو بُت پرستی سے منع اور حق کی طرف دعوت نکر سقراط نے جواب دیا کہ مجھ سے ہرگز نہو گا بادشاہ نے مجبور ہو کر کہا کہ میں تجھ کو قتل کرا دونگا ورنہ سلطنت جاتی رہیگی اب کہو کس طرح کی موت چاہتے ہو۔ کہا زہر دیدو۔ بادشاہ نے منظور کر لیا۔ اور اسباب ضروری کے لانے کے واسطے کشتیوں کو منگوا کی طرف روانہ کر دیا۔ اُس زمانہ میں دستور تھا کہ جب کسی کو قتل کرتے تو کشتیوں کے ذریعے سے کچھ اسباب ضروری منگاتے جب کشتیاں واپس آتی اس وقت قتل کرتے جب کشتیوں کے واپس آنے کی خبر معلوم ہوئی تو اُسکے شاگرد افرطیوں نے اپنے استاد سقراط سے کہا کہ میں نے دشمنوں کو روپیہ دینے کے اقرار سے یہ اقرار کر لیا ہے کہ رات کے وقت آپکو کسی طرف بھگا دیں سو بہتر ہے کہ ہم آپکو رومیہ کی طرف لیجاویں سقراط نے جواب دیا کہ یہ شہر میرا وطن ہے اور جن لوگوں نے مجھ پر یہ جرم لگایا ہے میرے دوست اور رشتہ دار ہیں اور دشمنی کا سبب حق کی وحدانیت کا انکار اور بت پرستی سے منع نکرنا ہے رومیہ میں یہاں سے زیادہ بت پرست ہیں اور مجھ سے یہ نہیں ہوسکتا کہ جہاں جاؤں بُت پرستی سے منع نکروں اور حق کی وحدانیت ظاہر نکروں تو وہاں بھی کیونکر بچ سکتا ہوں۔ بہتر ہے یہاں ہی خاتمہ ہو افرطیون نے کہا کہ بال بچوں پر خیال کرو کہا انکا اللہ مربی ہے اسی اثنا میں کچھ عرصہ کے بعد کشتیاں واپس آگئیں دوسرے روز کاھن و بت پرست قید خانہ میں آکر دیر تک سقراط کو دیکھتے رہے بعد ازاں اُسکی بیڑیاں کاٹ دیں اور باہر جاکر اُسکے شاگردوں کو کہا کہ باہر سے آؤ وہ باہر لائے سقراط نے اپنے پاؤں کو جو بیڑیوں سے چھل گئے تھے اپنے ہاتھوں سے ملا اور کہا کہ سیاسات آلہی کا عجیب حال ہے کہ بعض اضداد کو اضداد سے ملا دیا۔ کوئی لذت حاصل نہیں ہوتی جب تک الم لاحق نہو اسوقت شاگردوں نے افعال نفسانی کی بابت سوال کیئے سقراط نے اپنی عادت کے موافق جواب دیا اور اسوقت وہ عالم سرور اور حضور میں تھا بلا تکلف بڑی فصاحت و بلاغت سے جواب مدلل دیا کہ کسی کو کوئی شبہ نرہا سقراط نے کہا اب میری موت قریب ہے لیکن میں اپنے مزاج میں کسی قسم کا تغیر نہیں دیکھتا ہوں جیسا تم سے جدا ہوتا ہوں ویسا ہی اُن دوستوں سے ملونگا جنہوں نے مجھے سفر آخرت میں پیش قدمی کی۔ اسوقت شاگردوں نے سوائے افلاطون کے جو بیماری کی وجہ سے حاضر نہ تھا ہیئات عالم اور حرکات فلکی و ترکیب عناصر کی ترکیب دریافت کی سقراط نے دلائل و براہین سے بڑے استقلال کے ساتھ ہر امر کا کافی و شافی جواب دیکر علوم الٰہی اور اسرار ربانی بیان کرنے شروع کیئے جب فارغ ہوا کہا اب دل چاہتا ہے کہ غسل کروں تاکہ تمکو مرنے کے بعد تکلیف نہو اور نماز بھی پڑھ لوں۔

اب تم علٰحدہ ہوجاؤ۔ سقراط نے غسل کیا اور دیر تک نماز پڑھتا رہا جب فارغ ہوا بی بی۔ بچوں کو بُلایا بی بی بچوں کو گود میں لئے ہوئے حاضر ہوئی۔ اور دل بھر آیا اس وقت کا عالم عجیب و غریب تھا۔ اسوقت سقراط نے روح کے غیر فانی ہونے کا ذکر بڑی بڑی دلیلوں سے بیان کیا پھر جلاد آموجود ہوئے زہر قاتل کا پیالہ آگے رکھ کے سقراط کے پاؤں پر سر رکھ دیا اور کہا کہ ہم جانتے ہیں کہ آپ پر ظلم ہو رہا ہے مگر کچھ نہیں ہوسکتا یہ کہکر روتے ہوئے باہر آئے اور سقراط نے زہر آلودہ پیالہ کو پی لیا۔ تمام احباب اور شاگرد رو اُٹھے۔ سقراط نے کہا میں نے عورتوں کو اسی واسطے علٰحدہ کر دیا ہے کہ زحمت گریہ و زاری نہ دیکھوں تم مرد ہو کر روتے ہو سقراط ٹہلنے لگا اور پاؤں لڑکھڑا گئے مگر سقراط کی زبان پر ذکر الٰہی برابر جاری تھا۔ افرطیون نے کہا مجھے کچھ وصیت کیجیگا اس وقت ذیل کی آٹھ نصیحتیں کیں اور کہا کہ لوگو ان نصیحتوں پر عمل کرنا یہ کہہ کر آنکھیں بند کیں اور افرطیون کا ہاتھ اپنے مُنہ پر پھیرا پھر آنکھیں کھولیں اور کہا کہ جان قابض ارواح کے حوالے کرتا ہوں یہ کہکر جان بحق تسلیم ہوا۔ مورخ روضۃ الصفا کا بیان ہے کہ سقراط عابد و زاہد عزلت نشین و خلوت گزین تھا کم کھاتا پیتا تھا اور موت کا ذکر کرتا رہتا تھا جو کرتا تھا وہی کہتا تھا۔

سقراط کی عمر ایک سو نو [۱۰۹] برس کی تھی جب اسنے جام شہادت نوش کرکے اس دار فانی سے عالم جاودانی کو کوچ کیا۔

وہ آٹھ نصیحتیں یہ ہیں

۱۔ طبیعت کو خوے قناعت سکھاؤ ۲۔ شکر نعمت کا ہر حال میں ادا کرو ۳۔ جو چیز زیادہ ہونے کے قابل ہے اسکو مردود نہ سمجھو۔ ۴۔ دوست مخلص کے ساتھ ایسا سلوک کرو جیسا اپنے بچوں کے ساتھ ۵۔ معاملہ خلق خدا کا ازروے حق و حساب انجام کو پہنچاؤ تاکہ دوست زیادہ ہوں اور دشمن کے شر سے بچو۔ ۶۔ کسی کو ایسے فعل سے منع نہ کرو کہ جو اپنے میں ہو مگر جب خود اسکو ترک کردو۔ ۷۔ دوستوں سے اتنا اخلاص پیدا کرو کہ تھوڑے تغیر سے زوال نہ آئے۔ ۸۔ لونڈوں اور خوب صورت عورتوں سے الگ رہو۔

افلاطون

سقراط کے شاگردوں میں افلاطون الٰھی ایک لایق و فائق شاگرد تھا جسکو سقراط کے قتل پر بہت رنج و غم ہوا تھا حضرت عیسٰے علیہ السلام سے ۴۳۰ یا ۴۲۸ برس پہلے پیدا ہوا تھا اس کا ظہور دنیا کی پیدایش کے ۶۷۵۳ برس بعد شمار کیا گیا ہے اسکا نام ایرسٹاکلس تھا اسکو واداکا بھی یہی

نام تھا جسکی عمر سوا سو سال کی تھی اس زمانہ میں یونان علوم میں ترقی کر رہا تھا مگر قوانین جنگی [illegible]
ظالمانہ تھی ڈاکٹر بچوں کا ملاحظہ کیا کرتے تھے جو لڑکا قوی اور ہاتھ پاؤں کا مضبوط [illegible]
پاس کر دیا کرتے تھے ورنہ جو بچہ کمزور معلوم ہوتا تھا اسکو زندہ ہی در گور [illegible]
جب ملاحظہ ہوا ڈاکٹر نے اسکو بہت پسند کیا اور اسکی جان بخشی کا سرٹیفکیٹ دیا گیا [illegible]
افلاطون کی پرورش کی گئی ۸ - ۹ برس کی عمر میں پڑھنے بٹھایا گیا استاد اسکے [illegible]
عاشق ہو گیا اور اسکا دوسرا نام پلیٹو رکھا جسکو اہل عرب افلاطون کہتے ہیں [illegible]
زبان میں بڑے سر اور چوڑے کندھے والے کے ہیں چونکہ افلاطون [illegible]
تھا لہذا پلیٹو - افلاطون آجتک مشہور ہوتا چلا آیا ہے شفیق استاد [illegible]
حاصل کرائی پھر علم موسیقی میں کمال حاصل کیا بعد ازاں مصوری میں غرضکہ مختلف علوم مختلف استادوں سے [illegible]
۲۵ سال کی عمر میں اسکی علم کی شہرت ہونے لگی -

لی سلنڈر کے زمانہ میں عجیب طرح سے ظلم کیا جاتا تھا - بچوں کو کمزور دیکھ کر برباد کر دیا کرتے تھے
علاوہ اسکے جو مستورات مضبوط معلوم ہوتی تھیں انکو فوج میں بھرتی کر لیا جاتا تھا لیکن ان کے ساتھ
ظلم کیا جاتا تھا کہ پہلے انکے پستان یعنی چھاتیاں کاٹ ڈالتے تھے تب جنگ کے لائق [illegible]
تھے مگر اس عمل میں ہزارہا عورتیں ضائع ہو جاتی تھیں چونکہ افلاطون کو کچھ تمیز ہو گئی تھی وہ ان حرکات سے
بہت غصہ ہوتا تھا مگر کچھ کر نہ سکتا تھا یہ ضرور کہتا تھا کہ یونان تباہ و برباد ہو کر رہیگا - چنانچہ حضرت عیسے
علیہ السلام سے ۴۰۴ برس پہلے ایک خونریز جنگ آپس میں شروع ہو گئی اور دنیا کے ظہور سے ۳۶۰۲
برس کے بعد اسے بیان کیا جاتا ہے قتل و غارت کا بازار خوب گرم تھا ہزارہا خاندان برباد ہو گئے اگرچہ ان
واقعات سے افلاطون خون جگر پیتا تھا مگر اس سے کچھ بن نہ سکا اگرچہ سلطنت کا انتظام کرنے کے لئے
افلاطون سے کہا گیا مگر وہ پولیٹکل امور میں دخل دینے سے اپنی جان کو معرض خطر میں سمجھتا تھا کیونکہ وہ
تنہا ہی تھا اسکا ہم خیال سلطنت میں کوئی نہ تھا - اسکو اسقدر جرأت نہ ہوئی کہ تنہا ملک کی اصلاح کر سکے
اسکو خوب یاد تھا کہ اسکا استاد سقراط بے گناہ ظالموں کے ہاتھ سے مارا گیا تھا - اسلئے افلاطون جب
وطن ترک کر کے اقلیدس کے پاس مقام معغارا میں چلا گیا مگر اسکو سخت خوف تھا کہ مبادا میرے
آنے پر یونانی خفا ہو کر مجھ پر ہاتھ صاف کریں اسی خیال سے اسنے معغارا کو بھی چھوڑ دیا اور مقام
سیرین میں چلا گیا جہاں طفوڈورس ایک نامی ریاضی دان شخص تھا اس سے ریاضی میں کمال
حاصل کیا بعدہ وہ مصر میں چلا گیا اور ایک یہودی پادری کے مکان میں ٹھیرا جسکو حضرت موسیٰ کی
تمام کتابیں ازبر یاد تھیں اور وہ توریت کی باتیں لوگوں کو سنایا کرتا تھا - افلاطون سے یہودی پادری

تصویر نمبر (۱۴۱) یونان کا عجائب خانہ
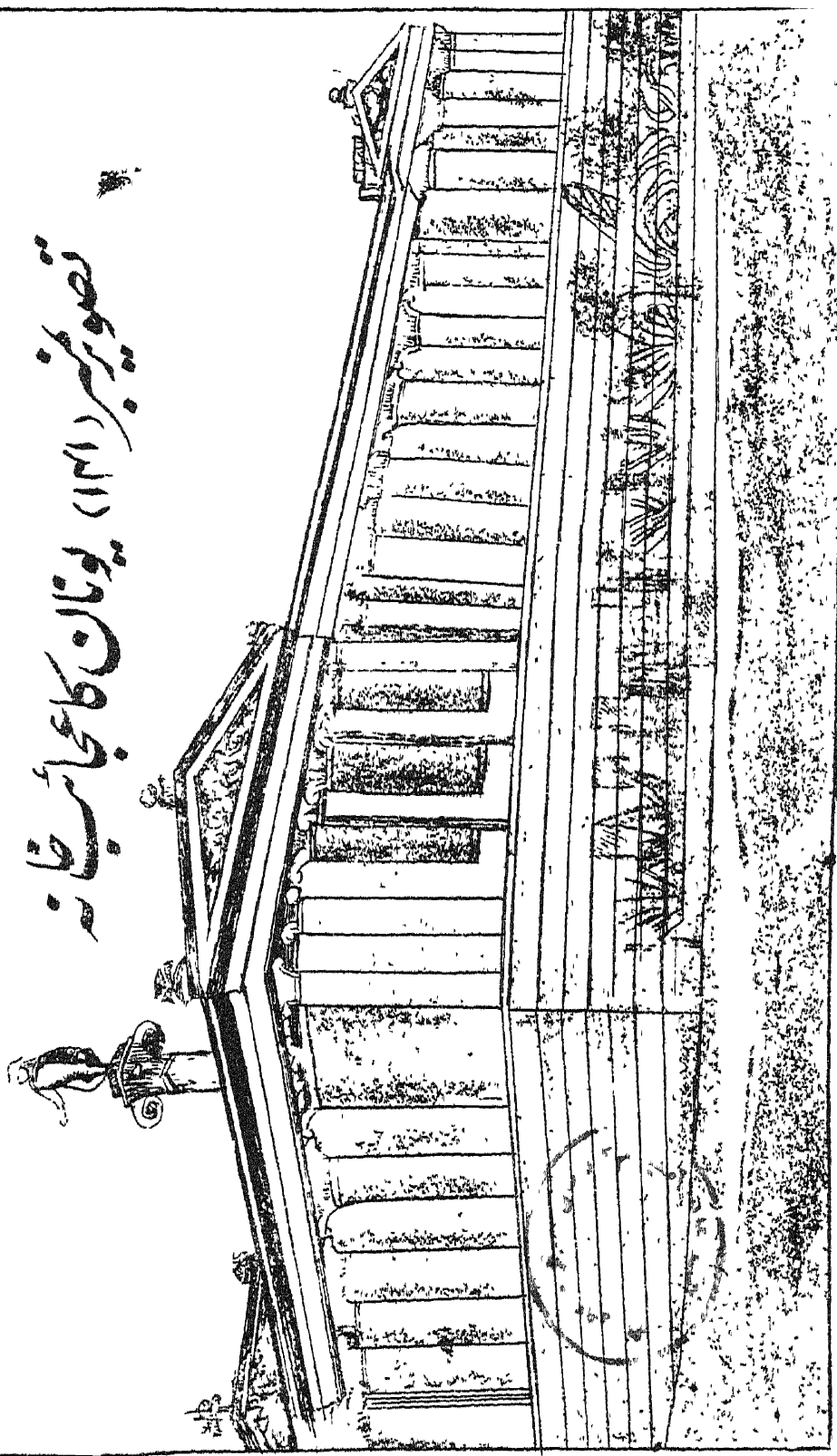
نے کہا کہ یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیوں حضرت موسٰے کو طور پر جلوہ ہوا تھا اور عصائے موسے آپ کی رہبری
کرتا تھا۔ یہودی نے جواب دیا کہ معجزہ کے معنے یہ ہیں کہ جس سے عقل انسان عاجز ہو جائے حضرت موسے
کو طور پر جلوہ ہونا معجزہ میں داخل ہے۔ اسپر افلاطون نے قہقہہ اڑایا اور کہا کہ کوہ طور ایک آتش خیز پہاڑ ہے
موسٰے نے بنی اسرائیل کے قبیلے کو یہی بتا کر ٹالدیا کہ یہ خدا کا جلوہ ہے۔ یہودی پادری تیز ہؤا اور کہا
جب تک تو توریت پر ایمان نہ لائیگا توریت کا مضمون تیری سمجھ میں نہ آویگا۔ افلاطون نے کہا کہ اگر
ان ہی شعبدہ بازی کا نام نبوت ہے تو میں ایسے شخص کو نہیں مانتا۔ میں چاہتا ہوں کہ قانون قدرت
کے مطابق قوانین توریت دکھلائے جائیں تاکہ معلوم ہو کہ خدا کا کلام ہے۔ لیکن افلاطون کو اس قدر
مادہ پیدا نہیں ہؤا تھا کہ وہ معجزہ کو یا نبوت کو سمجھ سکتا کیونکہ جب یہودی پادری نے افلاطون کو یہ بتایا
کہ حضرت موسے نے دریا میں اپنا عصا مار اتھا کہ دریا کے دو حصے ہو گئے اور دیواروں کی طرح سے پانی
کھڑا ہو گیا حضرت موسٰے خشکی میں ہو کر پار چلے گئے اور فرعون ڈوب کر مر گیا۔ اس قصہ سے افلاطون کے
حواس باختہ ہو گئے اور سوائے اسکے اور کچھ نہ کہہ سکا کہ میں مذہبی مسئلہ کو نہیں سمجھ سکتا ہوں اس لئے وہ
مصر کو چھوڑ کر گریشیا میگنا اطالیہ میں فیثاغورث کے پاس چلا گیا جہاں فی لولاس۔
آرکی ٹاس۔ ایوری ٹس نے فیثاغورث کو چمکا یا ہؤا تھا تمام ملک اطالیہ میں ان تینوں حکیموں
کی دھوم ہو رہی تھی۔ گریشیا میگنا طلبہ کی جماعتوں سے بھرا ہوا تھا۔ دور دراز کے طالب علم یہاں آکر
علم سیکھتے تھے۔ افلاطون اس شہر کے دیکھنے سے بہت خوش ہؤا اور وہ سیدھا ان علماء کے پاس
پہنچا جہاں وہ درس دے رہے تھے۔ اس وقت ایوری ٹس علم ہیئت کی تعلیم اپنے شاگردوں کو
دے رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ "زمین گردش کرتی ہے اور آفتاب ساکن ہے" یہ بحث سنکر
افلاطون موسوی معجزوں سے بھی زیادہ متحیر ہوا اور ریول اٹھا کہ یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ زمین گردش کرے
اور آفتاب ساکن ہو۔ ایک طالب علم نے جواب دیا کہ اس میں غیر ممکن کونسی بات ہے۔ افلاطون
نے کہا کہ مشاہدہ کے خلاف ہے ہم روز آفتاب کو گردش کرتے ہوئے دیکھتے ہیں اور زمین کو
ساکن اسپر طلبہ نے قہقہہ اڑایا اور کہا کہ تم یونان کے رہنے والے معلوم ہوتے ہو یونان کی تحقیق ابھی کامل
نہیں ہے انکے خیالات یہاں تک نہیں پہنچے۔ کیا تو بتا سکتا ہے کہ آسمان پر جو ستارے اور سیارے
دکھائی دیتے ہیں اسی مقدار کے ہیں جو مشاہدہ سے معلوم ہوتے ہیں یا اس سے کم و بیش۔ اسکا
جواب افلاطون سے کچھ بھی نہ بن سکا اور وہ دانتوں میں انگلی دے کر رہ گیا۔ عرصہ تک افلاطون نے
ان تینوں حکیموں کے نمونے دیکھے وہ سخت حیران تھا ایک روز وہ جنگل کو جا رہا تھا تو ہوا بھر رہا تھا اور
علم و دانش کے خیالات دوڑا رہا تھا۔ یکایک اس نے ایک نوجوان لڑکی کو دیکھا جو ایک بوڑھے کا ہاتھ

پکڑے ہوئے آرہی تھی بوڑھا بُری صورت بنا کر کہتا تھا کہ اری لڑکی کیا بارش اس قدر ہوگی کہ ہماری ہری ہری
کھیتیاں برباد ہو جاوینگی۔ لڑکی نے جواب دیا بڑے صاحب کھیتیاں تو گئیں اپنی ایسی تیسی میں تم اپنی
جان کی خیر مناؤ اور جلدی جلدی نکل چلو ورنہ سب ہلاک ہو جاوینگے۔ بوڑھے آدمی نے خفا ہو کر کہا کہ کل
تو تو کہتی تھی کہ ابھی بارش کے ہونے میں عرصہ ہے اب تو کہتی ہے کہ جلدی جلدی چلو۔ ذرا خوب سمجھ کر
جواب دے اور ایک دن مقرر کر کہ اس دن تک ہم یہاں نہ دکھائی دینگے۔ لڑکی نے جواب دیا کہ شاید
یہ دن اور رات خیر سے گذرے۔ افلاطون نے اس دہقان لڑکی کے منہ سے یہ عجیب عجیب باتیں
سنکر تعجب کیا وہ معجزوں اور زمین و آفتاب کی گردش اور سکون سے ایسا حیران نہ تھا جیسا اس جاہل
اور کم سن لڑکی کی گفتگو سے ششدر تھا باوجودیکہ اسوقت آسمان و زمین میں کوئی علامت بارش کی نہ تھی۔
افلاطون نے خیال کیا کہ شاید لڑکی کو بھی کوئی معجزہ آتا ہو وہ آگے بڑھا اور بڈھے کو سلام کیا بڈھے نے
افلاطون کے سلام پر کچھ توجہ نہ کی وہ آگے بڑھا ہوا چلا گیا مگر لڑکی نے سمجھ لیا تھا کہ کوئی اجنبی شخص ہے
جو باتیں کرنا چاہتا ہے لڑکی ٹھیر گئی اور بڑے میاں کو بھی کھڑا کر لیا۔ بڑے میاں نے بہار سے منہ
پھیلا کر افلاطون سے کہا کہو کیا کہتے ہو۔ یہاں پہلے ہی جان کے لالے پڑے ہوئے ہیں۔ خبر نہیں تم
کون ہو اور کیا چاہتے ہو۔ لڑکی نے بڑے میاں کو بند کیا اور افلاطون سے کہا اے اجنبی شخص اس
بڑے میاں کے روکھے پن پر خیال نہ کریں اس عمر میں اخلاق جاتا رہتا ہے جو کچھ آپ کو دریافت کرنا ہو
بلا تکلف فرمائیں جتنے المقدور جواب دیا جاویگا۔ افلاطون نے کہا آپکو کیونکر معلوم ہوا کہ بارش اسقدر
ہوگی کہ تمام کھیتیاں برباد ہو جاوینگی اور جو یہ آدمی جو یہاں رہیں گے ہلاک ہو جاوینگے کوئی علامت
بارش کی آسمان پر نہیں اور نہ بھیگی ہوئی ٹھنڈی ہوا چلتی ہے شمالی ہوا ابھی بند ہے اسکا سبب بتائیے
لڑکی مسکرائی اور اس نے جواب دیا کہ یہ کوئی مشکل بات نہیں بارش کے آثار ہمکو اس طرح معلوم ہو جاتے
ہیں کہ کھیتوں کے بلوں اور بلوں کے چھوٹے بڑے جانور چند روز پہلے یہاں سے چلے جاتے ہیں
اور کسی پہاڑ یا اونچی جگہ پر اپنا ٹھکانا کر لیتے ہیں لیکن اب مجھ کو یہ نئی بات معلوم ہوئی ہے کہ ہمارے کھیتوں
کے چوہے اور گھونسیں بھی جو کبھی بارش کے موسم میں بھی نہیں جاتے تھے سب کے سب چلے
گئے ہیں اور وہ اپنا سرمایہ خوراک بھی اپنے ہمراہ لے گئے اس سے مجھ کو کامل یقین ہے کہ بہت
جلد طوفان عظیم آنے والا ہے اور میرے بزرگوں کا یہ مشاہدہ اور تجربہ ہے کل میں نے اپنے دادا جان سے
کہا تھا کہ چوہے بلوں میں باقی ہیں اسوجہ سے بارش میں بھی دیر تھی مگر آج صبح کو معلوم ہوا کہ ایک چھوٹا
سا رینگنے والا جانور بھی دکھائی نہیں دیتا اسلئے بارش ضرور اور کثرت سے ہوگی۔ افلاطون طوفان حیرت
میں غوطہ زن تھا اس دہقان لڑکی کی حکمت کا انتظار کرنے لگا۔ بارش اسقدر ہوئی کہ جھل تھل ایک ہو گیا

۱۲ یوم تک خوب بارش ہوئی اور بہت سے گاؤں ڈوب گئے اور کھیتیاں غرقاب ہو گئیں - اب افلاطون کو خدا کی لا یزال طاقتوں پر پورا یقین ہو گیا کہ خدا تعالیٰ بڑی حکمت والا ہے - اور بڑا دانا نکی فہیم اور صاحب ادراک ہے اس نے ان بڑی حکمتوں سے جانوروں کو آگاہ کر دیا ہے جن کی باریکی کو بڑی بڑے حکیم نہیں پہنچ سکتے - افلاطون یہاں سے پھر مقام سسلی میں داخل ہوا - جزیرہ کے عجائبات کی سیر کی اور آتش خیز پہاڑونکا نظارہ کیا کوہ اینیٹا کی آتش فشانی اور اس کی گڑگڑاہٹ سے عقل حیران تھی - وہ خدا کی خدائی کو عمدہ طرح سے مانتا تھا -

پھر اُس نے ایران وغیرہ کا ارادہ کیا مگر وہاں جنگ جدل ہو رہا تھا جس سے افلاطون بہت گھبراتا تھا اسی طرح یونان میں بھی باہمی معرکہ آرائی سرگرمی سے ہو رہی تھی جب اسکو امن کا زمانہ معلوم ہوا تو وہ اپنے وطن مالوفہ کو روانہ ہوا مگر بہت ڈرتا تھا کہ مبادا قتل کیا جاؤں آخر وطن کی محبت اُسے یونان میں کھینچ لائی اور وہ ایتھنز کے نول قصبہ ایکی ڈیمی میں داخل ہوا اور امن امان سے زندگی بسر کرنے لگا - ایکے ڈیمی میں افلاطون نے درس کا دروازہ کھولدیا (اس مقام پر یونان کی اُس عمارت کا نقشہ دیا جاتا ہے جسکو اکڈمی ایتھنز کی عمارت کا مشرقی پہلو کہتے ہیں یہ اب عجائب گھر ہے اور اس میں بھی وہ کہنہ مدرسہ اب تک جاری ہے جو ارسطو نے قایم کیا تھا (دیکھو عجائب خانہ یونان نمبر ۱۴۱) اور چند شاگرد پیدا ہو گئے پھر یونان میں اس کی شہرت بہت کچھ ہو گئی تھی یہ چھوٹا سا قصبہ رفتہ رفتہ افلاطون کی وجہ سے شہر ہو گیا تھا اسکا ایک مختصر مکان تھا جس میں ضروری اشیاء کے سوا اور کچھ نہ تھا وہ اپنی زندگی کو سادہ طور پر گذارتا تھا وہ تکلف اور عیش کے سامان کو پسند نہیں کرتا تھا دنیوی نمایش سے نفرت کرتا تھا لیکن امیر اور بڑے آدمیوں سے ملتا تھا - اسکے خیالات درویشانہ تھے وہ کہا کرتا تھا کہ دنیا کی تمام نعمتیں اور لذتیں اور خوشبو نکی انتہا موت کے ہاتھ میں ہے پھر چند روز کے لئے وہ کیوں حاصل کی جائیں جو ہمارے سامنے فنا ہو جاوینگی - اس نے اپنی عمر میں تین شادیاں کیں اسکی ایک بی بی مصر کی یہودی تھی جو علم موسیقی میں کمال رکھتی تھی اور اس سے افلاطون نے گانا سیکھا تھا جب میاں بی بی آپس میں گایا کرتے تھے تو ایک دوسرے کی تعریف کیا کرتے تھے افلاطون کی آواز نہایت ہی خوش الحان تھی اس گویتہ بی بی کے انتقال پر اُسے بہت رنج ہوا تھا جسکا نام تھیمی سٹیس تھا دوسری بیوی اس نے سسلی میں کی تھی جس سے نیچرل سائنس سے اُسے بہت کچھ واقف کیا تھا تیسری لیڈی کے حالات معلوم نہ ہو سکے لیکن افلاطون کے تین فرزند پیدا ہوئے ایک تو مرتا لنگ گیا تھا دو اعلےٰ درجہ کے بدمعاش اور ڈاکو تھے جو باغیان سلطنت کے ہمراہ شریک تھے وہ دونوں عین معرکہ میں مارے گئے ان کی موت پر افلاطون بہت خوش ہوا تھا - اسکا مذہب الٰہی مشہور ہو گیا تھا

چلا آتا ہے بت پرستی یونان میں ازحد ہوتی تھی اس نے بت پرستی کی نسبت اپنے خیالات ظاہر نہیں کئے
اگرچہ وہ مافوق العادت قوتوں پر یقین رکھتا تھا مگر وہ یونان کی اوتار اور دیبیوں کو مانتا ہوا ثابت نہیں
ہوا۔ جب یونان میں زندہ بچے دفن کئے جاتے تھے۔ اور عورتوں کے پستان کاٹ کر فوج میں
داخل کرتے تھے اور دیبیوں پر انسانوں کو قربان کر کے ذبح کئے جاتے تھے تو افلاطون پیچ و تاب کھا کر
رہجاتا تھا اور مرد میدان ہو کر ان قبیح رسموں کی اصلاح نہ کرتا تھا کیونکہ وہ ایک رحمدل اور رقیق القلب
شخص تھا سلطنت میں دخل دینے سے ڈرتا تھا کہ اگر میری رائے کے مطابق کام نہ ہوا تو جان کے
لالے پڑجاوینگے اگرچہ سیسی سونیکافس ہیلالس نے افلاطون الٰہی کو ایک لمبا چوڑا خط لکھا تھا
جبکہ وہ وطن کو واپس آئے اور اس نے درخواست کی تھی کہ آپ امور سلطنت میں میری امداد فرماویں
ملک کی حالت نہایت زبون اور بدترین بغاوت کی آگ بھڑکی ہوئی ہے اگر آپ جیسا فاضل انتظام
سلطنت میں میری مدد کرے تو بہت جلد امن وامان ملک میں قایم ہوجائے۔ بغاوت مٹجائے تلواروں
سے خون ٹپک رہا ہے تیروں ترکش خالی ہوگئی ہر کمان کا چلا۔ چلا اٹھا۔ اسوقت ایک ایسے شخص کی ضرورت
ہے جو صائب الرائے ہو مستقل مزاج ہو۔ جری بہادر ہو۔ انصاف پسند ہو۔ یہ تمام صفتیں آپ میں پائی
جاتی ہیں۔ امید ہے کہ آپ میری دستگیری کرینگے اور تمہیں اسلئے زور دیتا ہوں کہ تمہارا اپنے ملک کا بہت
کچھ حق ہے تمہارا فرض ہے کہ تم انتظام ملک میں حصہ لو اور اپنا وقت ملک پر قربان کرو اب نہ کام آؤگے
تو پھر کب۔ افلاطون اس خط کو پڑھکر بہت گھبرایا بڑی فکر و غور سے سوچ سمجھ کر یہ جواب لکھا کہ میں اپنے
ہموطن بھائیوں پر حکومت کرنا نہیں چاہتا میں سزا جزا دینا نہیں چاہتا۔ ہماری پیدایش اور فطرت کا یہ
منشا ہے کہ ہم سب قوتیں خدا کی عبادت کریں اور اسکی وحدانیت کا عقیدہ سب پر ظاہر کریں میں پولیٹیکل
معاملہ میں عملی طاقت نہیں رکھتا ہوں البتہ علمی طاقت سے مدد دے سکتا ہوں ملکی معاملات میں
میری پولیٹکل نظم کو دیکھیں اور میرے ملکی معاملات کے اصولوں پر عمل کریں۔ فقط۔

افسوس ہے کہ افلاطون کو ملک اور قوم کی خدمت کرنے کے لئے یہ موقع بہت عمدہ ملا تھا لیکن
وہ جرات نہ کرسکا اگرچہ اس نے معاملات ملکی میں بہت سے رسالے لکھے لیکن پولیٹیکل امور میں ایک
نا عمل شخص اپنے ملک کو عمدہ اور مہذب بنا سکتا ہے یونان کی قبیح رسمیں اور ظلم و ستم کو وہ روک
سکتا تھا اگر سلطنت میں دخل دیتا۔ لیکن وہ نرا ایک درویش ہی تھا۔ خدا کی وحدانیت میں اسنے
ایک سو پانچ رسالے لکھے۔ اُسے معلوم ہوتا ہے کہ اعلےٰ درجہ کا خدا پرست تھا اواگون کا سخت
مخالف تھا اس نے عمدہ دلایل سے تناسخ کی تردید کی۔ پیغمبروں کو اور ان کے معجزوں کو مطلق
نہیں مانتا تھا۔ اسکے خیالات محدود تھے جو اسکو اسکے استاد سے حاصل ہوا تھا مگر اس نے اپنے

شاگردوں کو بتایا اُس نے کوئی نئی بات حاصل نہیں کی جس سے گذشتہ حکماء پر اسکو ترجیح دی جائے
حکیم هرقلیطس کے خیالات کی تقلید کرتا تھا اسکے اخلاقی مسائل نہایت ہی باریک اور
پیچیدہ ہیں جو سراسر منطق کے دریا میں ڈوبے ہوئے ہیں افلاطونی اخلاق اور سیاست مدن کے
سمجھنے کے لئے بڑے زبردست حکماء مغز کو کھپاتے ہیں اسکا زبردست فلسفہ ہر ایک کی سمجھ میں
نہیں آتا ہے اسلئے اُسنے اپنی اخلاقی اور علم سیاست مدن کے اصول فلسفہ پر قایم کئے ہیں کہ عام آدمی
اسکو نہ سمجھ سکیں اور محدود عقل کے آدمی نکتہ چینی نہ کر سکیں تاہم افلاطونی خیالات کے تمام مشرق
اور مغرب میں شہرت پکڑی ہوئی ہے اسکے فقیرانہ خیالات نے دنیاداروں کے دلوں میں بہت اثر کیا
انکا یہ مطلب ہے کہ سوائے عبادت خدا کے اور کچھ نہ کیا جائے ۔ یورپ میں اسکے اصول رسوخ
کے ساتھ تسلیم کئے گئے تھے اور وہ دست و پا بریدہ کی طرح بیکار رہنے لگے لارڈ بیکن نے افلاطونی
خیالات کی خوب دھجیاں اڑائی ہیں اس نے ثابت کیا ہے کہ انسان دنیا کے لئے پیدا کیا گیا تا کہ
اسکو حاصل کرے نا کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھکر بیٹھ جائے سعدی نے ایک شعر میں افلاطون کے مسائل
کی تردید کی ہے **شعر**

برو شیر درندہ باش اے دغل — مینداز خود را چو روباہ شل

افلاطون ظہور دنیا کی پیدایش کے ۳۵۷۶ برس بعد شمار کیا گیا تھا ۔ یونان کے بادشاہ کودرس
کی اولاد میں تھا اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ افلاطون حکیم اسقلینوس کی اولاد میں تھا جو اعلٰے
درجہ کا حکیم اور فن طب کا موجد تھا ۔ وہ ملک شام میں رہتا تھا اور اس کے بارہ ہزار یونانی شاگرد
تھے اسکے مرنے کے بعد اسکی قبر پر ہزار قندیل روشن کی گئی تھی ۔ بہرکیف افلاطون یونانی النسل
ہے ۔ درس و تدریس اور علم مصوری کا بڑا مشتاق تھا لغت اور شاعری میں بڑی شہرت حاصل
کی تھی سقراط کا ایک پیارا شاگرد تھا جب سقراط نے اسکی شاعری کا شوق بڑھا ہوا دیکھا تو ایک
مجلس میں شاعری کی بہت مذمت کی اور بیان کیا کہ شاعری کے شایق اپنے اوقات کو ذلیل اور
خوار کرتے ہیں وہ کمالات نفسانی سے محروم رہتے ہیں اس فقرہ نے افلاطون کے دل پر بڑا اثر کیا
یک قلم شعر و سخن کو ترک کر ڈالا (ہندوستان کے شاعر شاعری پر جان دیتے ہیں جس نے ان کو
دین اور دنیا سے کھو دیا) اور علوم حکمت میں کمال حاصل کیا ۔ سقراط کے قتل کا جب فتوے دیا
جارہا تھا افلاطون نے حکام کی روبرو اس ناجائز قتل کی بابت تقریر شروع کی مگر حکام نے اسکو بولنے
نہیں دیا بعد قتل سقراط کے وہ دور دراز ملکوں میں تحصیل علوم کے لئے پھرتا رہا آخر مصر میں فیثاغورس
کے شاگردوں سے علم حاصل کیا اور خاصکر علم ہیئت اور علم ہندسہ کا بڑا شوق تھا اپنے مدرسہ کے دروازہ پر

ایک بورڈ لکھ کر آویزاں کیا تھا کہ جو شخص ہندسہ نہ جانتا ہو وہ اس مدرسہ میں قدم نہ رکھے چند روز میں علم فضل کا دروازہ کھل گیا دور دراز ممالک سے طلبا علم سیکھنے آتے تھے۔ افلاطون آلٰہی کے شاگرد اگرچہ بڑے بڑے فاضل گذرے ہیں لیکن ارسطو سب پر فوق لے گیا بلکہ اپنے اُستاد افلاطون سے بھی بڑھ گیا جب کوئی شخص افلاطون سے کوئی مسئلہ دریافت کرتا تو افلاطون کہتا کہ ارسطو کو آنے دو اُسکے سامنے بیان کرونگا۔ افلاطون کا قول ہے کہ خدا تعالیٰ کی ذات وہ عقل عظیم مادی ہے کہ اسکا آغاز ہے نہ انجام وہ تغیر و تبدل نہیں ہوسکتا ہے اس کی بہت سی تصانیف ہیں آخری عمر میں خلقت سے کنارہ کش ہوکر جنگل میں عبادت الٰہی کیا کرتا تھا اور تنہا بیٹھا ہوا اس زور سے روتا تھا کہ دو دو میل تک گریہ وزاری کی آواز جاتی تھی۔ ادب۔ حلم۔ صبر و شکر میں کامل تھا ۸۱ اکاشی سال کی عمر میں دارِ فنا سے عالم بقا کو رخصت ہوگیا جس دن پیدا ہوا تھا اُسی دن عالم بقا کو سدھار گیا۔ اسکا حلیہ گندم گوں میانہ قد۔ خوبصورت۔ نیک سیرت۔ ریش موزون۔ بال کم۔ ٹھوڑی میں سیاہ تل۔ کشیدہ بازو۔ شیریں سخن۔ صحرا نشین۔ تنہائی پسند۔ اعضا قوی۔ ورزش کا بڑا شایق تھا۔ ایک انگریزی مورخ نے لکھا ہے کہ دنیا کی پیدایش سے ۳۶۵۶ برس کے بعد حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے سے ۳۴۸ برس پہلے انتقال کیا۔ اس دانا حکیم نے اپنے آپ کو اسم بامسمےٰ بنا کر دکھایا۔ افلاطون کے معنے یونانی زبان میں عام منفعت اور بڑے عالم کے ہیں چنانچہ یہ بڑا عالم گذرا اور اس نے عام منفعت پہنچائی۔

ارسطاطالیس یا ارسطو۔ بن نقوماجس

ارسطو کے معنے یونانی لغت میں کامل و فاضل کے ہیں اور نقوماجس کے معنے مجادلہ کرنے والے کے دونوں باپ بیٹے اسم بامسمےٰ نکلے ارسطو کا باپ اسکندر یونانی کے دادا کے ہاں اطبا میں نوکر تھا۔ ارسطو کو ۸ سال کی عمر میں شہر اصطاغیر سے جو اسکا مولد تھا ایتھنز میں لایا۔ ۹ سال تک علم لغت و معنی۔ بیان۔ نظم و نثر میں مہارت حاصل کی۔ ۱۷ ویں سال میں اخلاق۔ سیاسات۔ طبعی اور علم آلٰہی کے حاصل کرنے کے واسطے افلاطون کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے ۳۸۴ سال پہلے پیدا ہوا تھا عالم طفلی ہی میں اسکے والدین مر گئے تھے کچھ دنوں کھیل کود میں آوارہ رہا پھر فوج میں نوکری کی جب وہاں دال نہ گلی تو افلاطون کی شاگردی حاصل کی ۲۰ برس کی عمر تک اُس کی خدمت میں حاضر رہا اور اس قدر کمال حاصل کیا کہ استاد کا استاد

بن بیٹھا جب افلاطون مرگیا تو ایتھنز میں مدرسہ جاری کیا۔ جب اُسکے علوم و فنون کی شہرت ہوئی تو
فیلقوس نے اسکو مقدونیہ میں بلاکر سکندر کا اتالیق مقرر کردیا۔ جب سکندر کا دور حکومت آیا تو یہ ضعیفی
کے عالم میں یونان کے موضع قونتین میں رہتا رہا مسمی ادون کاہن نے ارسطو سے کہا کہ تو نہ تو بتوں کو
پوجتا ہے اور ان کی تعظیم کرتا ہے کہیں سقراط کا عالم نہو یہ عالم دیکھ کر ارسطو اپنے وطن کو واپس چلا گیا۔
فیلقوس نے سکندر اعظم کی عمدہ تعلیم کے صلے میں ارسطو کی صورت کے سنگین بت بنوا کر مکانات
میں بطور یادگار رکھوادی تھی اور اسکے مولدگاہ کو از سر نو تعمیر کرادیا تھا

جب ارسطو اپنے وطن میں رہنے لگا تو سکندر اعظم نے بلاد عجم پر حملہ کرکے غالب ہوگیا مگر عجم
میں سکندر کو بڑے بڑے دانا اور عقلمند اور بہادر و سچی لوگ نظر آئے۔ سکندر حیران ہوا کہ ایسے لایق
شخصوں کو اگر قتل کرتا ہوں تو یہ مروت اور دانائی سے بعید ہے اور اگر چھوڑتا ہوں تو فساد کا اندیشہ ہے
اس حالت میں سکندر نے ارسطو کو خط لکھا کہ بغیر آپ کے اکثر امورات میں زحمت واقع ہوتی ہے
کسی طرح مجھ سے ملو۔ ارسطو نے جواب دیا ضعف نے نکما کردیا ہے مگر تمہارے مطالعہ کے لئے
ایک رسالہ بنا کر بھیجتا ہوں اگر اسپر عمل کروگے تو میری حاجت نہ رہے گی اور اگر بہادران عجم کو
ہلاک کروگے تو آتش فساد شعلہ زن ہوگی بہتر ہے کہ ان کے ساتھ استقلال مروت و احسان کیا جاوے
کہ وہ رنج و غم کو جو ان کو پہنچا ہے بھول جاویں بادشاہ وہی بہتر اور افضل ہے کہ اپنے اور رعیت
کے حق میں سخی ثابت ہو۔

جو بادشاہ اپنا مال فضول خرچ کریگا اس ملک میں فساد ہوگا اصلی بات سخاوت اور کرم اور
ملک کے باقی رہنے کی یہ ہے کہ لوگوں کے مال کو طمع کی نظر سے نہ دیکھے۔ اور کمال سخاوت یہ ہے
کہ ستم روا نہ رکھے۔ عیبوں کو ظاہر مت کرو۔ انعام و احسان کرکے بھول جاؤ۔ سلطنت و ریاست
سے لذت کا حاصل کرنا مقصد نہیں ہے بلکہ نیک نامی کا حاصل کرنا مطلب ہے۔ جو بادشاہ
دین کو اپنا تابع کریگا وہ گویا ناموس الہی اور شریعت کی تحقیر کریگا اور ناموس الہی اسکو تباہ و برباد کردیگی
سیاحوں اور سوداگروں کی رعایت و مدارات لازمی امور ہیں۔

غریبوں اور مسکینوں کی خبر گیری سے غافل نہ ہونا چاہئے۔ قتل کرنے میں تامل کرنا چاہئے۔ یہ
خدا ہی کو زیبا ہے۔ عہد شکنی بہت بری بلا ہے۔ اور جھوٹی قسم ظالم بادشاہ سے بھی کہیں بڑھ چڑھ کے
ہے۔ اس عہد شکنی اور جھوٹی قسموں کے باعث یونان برباد اور تباہ ہوا جسکا نظیر تمام دنیا میں نہ تھا
بادشاہ کو غیر معتمد کے ہاتھ سے کوئی شئے نہ کھانی چاہئے۔ ایک دلیل پر حکم نہ لگانا چاہئے۔ اور جب
دلائل میں نقص واقع ہوں تو قوی دلیل ڈھونڈھنی چاہئے۔

عدل و انصاف خدا کی صفات میں سے ہے یہ زمین و آسمان عدل ہی سے قایم ہیں عدل ہی سے پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں۔

ملک اور عدل دو بھائی ہیں جو ایک دوسرے کے محتاج ہیں۔ اس نے اخیری وقت میں ایک کتاب کی تصنیف کا ارادہ کیا کہ صحائف اجل نے نسخہ وجود کے اجزا متفرق کر دیئے یعنی یہ نامی گرامی حکیم ۶۳ برس کی عمر میں انتقال کر گیا اسکا حلیہ دراز قد سفید پوش۔ النبو محاسن دگھن کی ٹھاڑھی) اشہل خیم۔ تنگدہن فراخ سینہ تیز رفتار تھا۔ اسکی مزار کی یہ خاصیت بیان کی جاتی ہے کہ جب کوئی مسئلہ

نظام عالم کا مدار عقل ہے

عدل کرکے رعیت کو غلام کر

دقیق حل نہیں ہوتا تو قبر سے رجوع کرنے سے حل ہو جاتا ہے۔ اور قبر کی زیارت موجب ذکاء عقل و صفائی ذہن و موزونی فہم و فراست ہے سوا چار سو رسالہ شعر و سخن اور فصاحت و بلاغت و قوانین وغیرہ علوم کے فروعات میں تصنیف کئے تھے اور بقول بعض اکیسو بیس کتابیں۔

بحث کے وقت انصاف ہاتھ سے نہ دیتا تھا۔ خطا کا اقرار کرتا تھا۔ مرنے کے بعد ایک بیٹا اور ایک دختر چھوڑ گیا جنکو چند نصیحتیں کر گیا۔ لوگوں کے واسطے بہتر بادشاہ سے بڑھکر کوئی نعمت نہیں۔ اور بادشاہ کو بد سے بڑھکر کوئی زحمت نہیں۔ بادشاہ روح ہوتا ہے اور رعیت جسم ہے تونگری گوشۂ قناعت میں ہے۔ عدل میزان حق ہے۔ سخاوت کے یہ معنے ہیں کہ اپنی طاقت اور محتاج کی حاجت کے موافق دیا جاوے۔

سرمایہ دنیا۔ سرمایہ آخرت کے حاصل کرنے کے واسطے ہے۔ تاکہ آخرت کو دنیا کیواسطے ضائع کرے۔ تکبر ذلت کا پیش خیمہ ہے۔ بدتر وہ شخص ہے جو دائم الخمر ہو۔ ترک ہوا و ہوس انبیاء و ملائکہ کی صفت ہے۔

علم پڑھ کر نفس کے عیب دور نہوں تو بیکار ہے۔ قناعت غنی ہونے کی علامت ہے۔

ایک دفعہ ارسطو نے اپنے شاگردوں سے جو کہ شہزادہ تھے ایک سے سوال کیا کہ جب تو بادشاہ ہوگا تو میری تعلیم دینے کو کیا مکافات کریگا جواب دیا کہ تمام مہمات آپ کی رائے کے حوالہ کرونگا۔ دوسرے سے بھی یہی سوال کیا اس نے کہا آپکو شریک ملک کرونگا۔ اسی طرح سکندر سے فرمایا

سکندر نے جواب دیا کہ اے خداوند اے استاد آپ مجھ سے ایسی چیز کا سوال کیجئیگا کہ جس کا میں قابل نہوں ارسطو نے کہا کہ تیری حرکات وسکنات سے بوے سلطنت ہفت اقلیم آتی ہے۔ اور تیری اس جواب سے میری عقل وفراست کو تقویت ہوئی تو عنقریب بادشاہ ہفت کشور ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ارسطو کی تصانیف کو جب بوعلی سینا نے دیکھا تو اس کی بہت عمدہ طور سے شرحیں کیں اور جو مسئلے غلط تھے ان میں اصلاح دی اور ایسا ہی اہل فرنگ نے کیا۔

تصویر نمبری ۱۴۳

سکندر ذوالقرنین یا سکندر اعظم
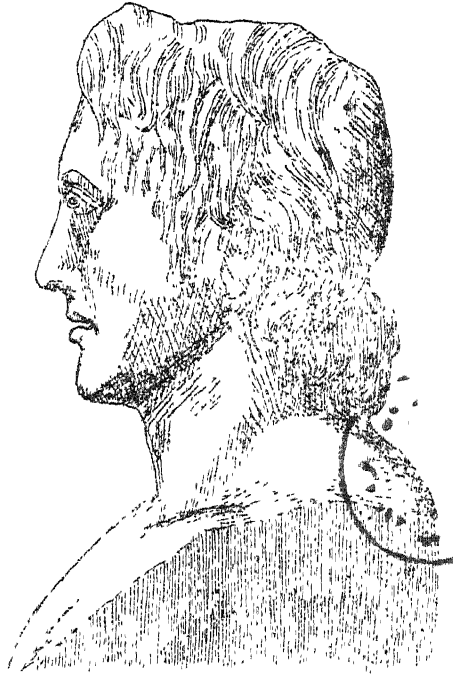
NO 122 ALEXANDER THE GREAT
King of Macedonia

سکندر کی نسبت بڑے بڑے مورخوں میں اختلاف ہوتا چلا آتا ہے بعض تاریخ دان یہ کہتے ہیں کہ سکندر بن فیلقوس جسکے مصاحب حضرت خضر علیہ السلام تھے جنہوں نے سکندر کو چشمہ آب حیات تک پہنچایا تھا اور ہے اور سکندر یونانی شاہ مقدونیہ جسکا وزیر ارسطو تھا اور ہے لیکن بعض مورخین

اس سکندر اعظم کو جو فیلقوس کا فرزند جلیل القدر تھا الگزنڈر دی گریٹ کنگ آف مقدونیہ تسلیم کرتے ہیں جس کی تدبیر اعلیٰ کو ساری دنیا کے بادشاہوں سے بڑا مانا ہے جو علاوہ بادشاہ عظیم الشان ہونے کے بڑا حکیم اور فلسفہ داں بھی گذرا ہے۔ سکندر کو اُسکے باپ فیلقوس نے عالم طفلی میں ارسطو کے سپرد کیا کہ اسکو حکمت اور آداب وغیرہ علوم کی تعلیم دے چنانچہ ارسطو نے بڑے شوق سے اسکو علم کا پتلا بنادیا۔ جب فیلقوس مرگیا۔ تو اس نے یہ دانائی کی کہ امراء و وزراء اور عام رعایا۔ برایا کو جمع کیا اور کہا کہ تمہارا بادشاہ مرگیا ہے جیسے تم ہو ویسا ہی میں ہوں مجھکو تم پر حکومت روا نہیں۔ جو تمہاری مرضی ہو میں اُس پر راضی ہوں لیکن اسقدر کہتا ہوں کہ خدا سے ڈرو اور ایسے لایق شخص کو اپنا بادشاہ کرو کہ وہ عہد شکن نہو سب خورد و کلان سے اتفاق رکھے۔ تمہارے ضروری امور میں تم سے زیادہ سعی و کوشش کرے مسکینوں اور غریبوں پر رحم و کرم کرے اور اُسکی خواہشیں تمہاری خواہشوں سے غافل نہوں تم آفات دنیوی سے محفوظ رہو اور انعام و اکرام سے محفوظ۔ دشمنوں کو دفع کرے اور خدا سے ڈرے غرضکہ اسی قسم کی ایک لمبی چوڑی تقریر عام طور سے بیان کی جس پر خاص و عام عش عش کر کے حیران رہ گئے اور اس عقلمندی پر متعجب ہوے کہ جو کسی بادشاہ کی زبان سے نہیں سنتے تھے ۔

سب نے خوش ہوکر باواز بلند کہا کہ آپ سے بہتر و افضل ایسا دانا حکیم بادشاہ ہمکو میسر نہیں ہوسکتا آپ ہی لایق سلطنت ہیں اور جو کچھ آپ نے فرمایا ہم سب اسکو دل و جان سے قبول کرتے ہیں۔ اور آپ کے دست مبارک پر بیعت ہوتے ہیں اس وقت سکندر نے بھی بڑی خوشی کے ساتھ یہ اقرار کیا کہ میں بھی خلاف خدا و خلاف خلق خدا ہرگز نہیں کرونگا۔ یہ کہکر بت پرستی سے منع کیا اور کہا کہ جس چیز کو تم مٹی یا پتھر اور لکڑی سے بناتے ہو وہ ہرگز پوجنے اور پرستش کرنے کے لائق نہیں۔ بت پرستی بڑی نادانی اور جہل کی بات ہے یہ کہکر در خزانہ کھولدیا بخشش سے لشکر کو مالامال اور غربا کو نہال کردیا بعد ازاں بادشاہان مغرب پر غالب ہوا اور مصر میں پہنچا بحیرۂ خضر کے کنارے پر شہر اسکندریہ کی بنیاد ڈالی جو آجتک آباد ہوتا چلا جاتا ہے شہر اسکندریہ سکندر اعظم کی یادگار ہے۔ پھر ملک شام میں داخل ہوا بعد ازاں ارمینیا میں آیا اسوقت بادشاہ دارا کا دور دورہ تھا۔ دارا وہ دارا تھے جہان ہوا بیٹھا تھا۔ سکندر کا باپ فیلقوس دارا کو خراج ادا کیا کرتا تھا اب دارا نے سکندر کے پاس خراج لینے کو آدمی بھیجے اور بیضہ زریں حسب دستور طلب کئے فیلقوس کے زمانہ میں کسی کان سے بیضہ زریں نکلتے تھے جو اعلیٰ درجہ کے قیمتی زر و جواہر سے ہوتے تھے اور دارا کو خراج میں دیے جاتے تھے۔ سکندر نے دارا سے کہلا بھیجا کہ وہ مرغ روح جو بیضہ زریں دیا کرتا تھا گلشن عدم آباد کو پرواز کرگیا ہے اب سکندر سے ایسی امید مت رکھو۔ دارا نے خفا ہوکر اور اسکو عقلمند شخص خیال کر کے اسکے امتحان کے لئے

چار چیزیں روانہ کی ایک صندوق طلا دویم درہ یعنی کوڑا ۔ سویم ایک گیند ۔ چہارم تل کی بوریاں صندوق طلا سے یہ مراد تھی کہ مال و زر میرے پاس بہت ہے ۔ درہ سے یہ مقصد تھا کہ میرے کوڑے سے ڈر ۔ اور گیند سے یہ مطلب تھا کہ تو بچہ ہے ابھی گیند سے کھیل ۔ تل کی بوریوں سے یہ اشارا تھا کہ بے شمار فوج رکھتا ہوں ۔ سکندر نے ان اشیا کو نیک فال خیال کیا اور جواب میں لکھا کہ تجھ کو زر و مال پر بھروسہ ہے اور مجھ کو خدا کی ذات پر بھروسہ ہے ۔ تو نے جو میرے پاس سونا بھیجا ہے گویا اپنا خزانہ میرے حوالہ کیا ہے ۔ تل اگرچہ بے شمار ہیں لیکن میری فوج کی ادنیٰ سی غذا ہے ۔ اسکے عوض میں رائی بھیجتا ہوں اس سے میری تیزی کا حال معلوم کرو اور گیند جو بھیجی ہے اُس سے یہ فال نکالتا ہوں کہ کرۂ زمین جو بشکل گیند ہے جس میں ساتوں ولائتیں داخل ہیں میرے قبضہ اقتدار میں ہو گئی اور کوڑا جو ارسال کیا ہے اُس سے بے ادبوں کو سزا دونگا ۔ غرضکہ پھر تو دارا و سکندر میں خوب ہی جنگ و جدل کی نوبت پہنچی آخر دارا پر سکندر غالب ہوا کسی نے خوب لکھا ہے

حیف دنیا کے لئے کچھ نہ سکندر نے کیا

آپ کے روز جیا کس لئے دارا مارا

یہ سکندر اعظم فاتحانِ عالم میں سے سب سے زیادہ طاقت ور اور نہایت عقل مند بادشاہ گذرا ہے جس نے یونان کی تہذیب اور شائستگی کو دور دراز ملکوں اور قوموں میں پھیلا دیا ۔

سکندر اعظم اعلےٰ درجے کا جنرل اور کمال رتبہ کا سپہ سالار تھا ۔ پرانی دنیا میں جبکہ سکندر کا دور دورہ تھا اسکے مقابلے کا کوئی کمانڈر ایسا لایق و فایق اور مدبر نہیں گذرا ۔ باوجود اس قدر بہادر اور دلیر ہونے کے نوشابہ کے نازنین پنجہ نگارین میں ایسا گرفتار ہو گیا تھا کہ اپنی قیمتی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا لیکن لایق اور مدبر عورت نے سکندر کی جان بخشی فرمادی تھی جسکا وہ بہت ہی ممنون و مشکور ہی نہیں رہا بلکہ بندۂ احسان ہو گیا تھا

یہ وہی سکندر اعظم ہے جس نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے ۳۲۷ برس پہلے شاہ مقدونیہ ہو کر اپنی یونانی سپاہ سے اول سلطنت فارس کو فتح کیا اور پھر ہندوستان جنت نشان پر فوجکشی کی تھی ۔ ہندوستان ہمیشہ سے غیر ممالک کے بادشاہوں کا نشانہ تیر ہوتا چلا آیا ہے سکندر اعظم نے اپنی بہادر سپاہ سے جب ہند پر حملہ کیا تو اس نے اسقدر فتوحات حاصل کیں کہ بڑھتے بڑھتے دریائے جہلم کو عبور کر کے گجرات میں داخل ہو گیا یہ وہی مشہور معرکہ کا مقام ہے جہاں پر گورنمنٹ انگلشیہ نے سنہ ۱۸۴۹ء میں سکھوں کو فاش شکست دیکر پنجاب کی معرکہ آرائی کا خاتمہ کیا ۔ جب سکندر گجرات میں پہنچا اسوقت پنجابی راجاؤں نے فوج کو جمع کر کے سکندر کا مقابلہ بڑی جوانمردی سے کیا ۔

پورو کے راجہ نے جسکو یونانی زبان میں پورس کہتے ہیں فوج کی بڑی بھاری جمعیت سے جس میں دو
سو ہاتھی اور تین سو جنگی رتھیں شامل تھیں بڑی شجاعت اور بہادری کے ساتھ سکندر سے لڑا
اس معرکہ آرائی میں سکندر بھی بہادران ہند کا لوہا مان گیا تھا اور اہل ہند کی دلاوری پر عش عش کر گیا تھا
اسی جنگ و جدال میں راجہ پورو کے دو نوجوان مرد بیٹے بھی اُس کی آنکھوں کے سامنے قتل
ہوگئے مگر افسوس سکندر اعظم کی قواعد دان بہادر سپاہ کے سامنے کچھ بھی پیش نہ چلی اور راجہ پورو
کو جو اس لڑائی کا سرغنہ تھا فاش شکست ہوئی لیکن منصف مزاج سکندر نے راجہ پورو کی شجاعت
اور بہادری کی بڑی تعریف کی اور آپ سے بہت خوش ہوا اور اخلاق کے ساتھ پیش آیا اور اس
لڑائی کی گھات دیکھ کر ایسا خوش ہوا کہ اسکی سلطنت پھر اسی کو عطا کر دی۔ بلکہ کسی قدر ملک جو سکندر
نے فتح کیا تھا پورو کو بخش دیا۔ ان احسانات سے دل میں بھی سکندر کی اس مہربانی اور عطیات سے ایسی
وفاداری جاگزین ہوئی جس میں وہ ہمیشہ ہی ثابت قدم رہا۔ سکندر اعظم نے اس عظیم الشان
جنگ سے فارغ ہو کر گنگا کے دہانہ تک کی بڑی سلطنت کو حاصل کرنے کا عزم کیا۔ لیکن اس
[illegible] سال لڑائی میں [illegible] گئے تھے [illegible] بڑے بہادر [illegible] اسلئے سکندر
کی باقی فوج نے اس وقت [illegible] کرنے سے انکار [illegible] جس سے سکندر اعظم
کو بھی [illegible] اور واپس [illegible] اسکے سکندر نے کچھ حصہ فوج کا کوہ [illegible] مجبور ہو کر دریا پار
کو اترا اور اپنی فوج کا ایک حصہ اپنے ہمراہ لیکر بلوچستان کے کوہ و دشت سے نکلکر
سیدھا چلا گیا اور اسکا بہادر امیر البحر نیارکس بقیہ افواج سکندری ساتھ لیکر براہ دریا سندھ
کے دہانہ سے گذر کر اور خلیج فارس کو ہو کر دریائے فرات میں جا پہنچا۔ اور سکندر سے جا ملا۔ مگر
یہی روانگی سے پہلے وہ ہند کے حکیموں کا جویان تھا۔

سکندر اعظم جب ہندوستان کی لڑائیوں سے فارغ ہوا تو اُسے معلوم تھا کہ ہندوستان میں بھی
بڑے بڑے حکیم اور فلاسفر رہتے ہیں اس نے خبر پا کر جس مقام میں بڑے بڑے برہمن جمع تھے پہنچا
برہمنوں نے سکندر سے کہا کہ آپ کی غرض یہاں آنے کی حاصل دنیا ہے تو یہاں دنیا نہیں ہے
اور اگر تحصیل علوم کی غرض ہے تو علم ریاضت و عبادت سے حاصل ہوتا ہے سکندر نے یہ
حالات دیکھکر چند روز کے لئے لشکر کے ٹھہرنے کا حکم دیا اور چند حکما و علماء کو ہمراہ لیکر برہمنوں
کی مجلس میں پہنچا اور قوانین علمی اور مسائل حکمی میں بحث کرنے لگا آخر کو اہل ہند کے علم و فضل
کا اقرار کیا اور کہا تم کو جس چیز کی خواہش و ضرورت ہو مجھ سے طلب کرو ایک برہمن نے کہا کہ عمر
جاودانی یعنی بے موت زندگانی درکار ہے سکندر نے جواب دیا کہ مجھ میں اتنا کہاں اقتدار ہے

ہندہ یہاں لاچار ہے۔ جو شخص اپنے ایک دم کی بھی کمی و بیشی نہ کر سکے وہ کسکو حیات ابدی بخشیگا۔ برہمنوں نے کہا کہ جب بادشاہ کو یہ معلوم ہے کہ ہر کمال کو زوال ہے اور ہر دولت کے لئے انتقال ہے پھر تو کیوں مال و دولت جمع کرتا ہے اور بندگان خدا کو قتل کرتا پھرتا ہے۔ سکندر نے کہا کہ معذور ہوں لیکن خدا کی طرف سے اس کام پر مامور ہوں۔ عرصہ تک باتیں کر کے واپس ہوا پھر معلوم ہوا کہ ہند کا ایک راجہ کید نام بڑا عقیل اور فہیم ہے اور اُس کی عمر تین سو سال کی ہے سکندر کو اُس کے ملنے کا بڑا شوق ہوا فوراً قاصد روانہ کیا اور حکم دیا جس حال میں ہو یہاں آموجود ہو ورنہ جو حال ہند کے راجاؤں کا ہوا اُس سے بھی زیادہ ہوگا جب سکندر کا قاصد پہنچا کید نے اُن کی بڑی تعظیم و تکریم کی اور یہ کہکر قاصد کو رخصت کیا مجھکو تمام عمر میں چار چیزیں حاصل ہوئی ہیں جو سکندر نے دیکھی کیا ہونگی اسکے خیال و خواب میں بھی گذری نہونگی۔

اس میں سے ایک عورت با طلعت نازنین مہ جبین سیم تن نازک بدن رشک یاسمین اعلے درجہ کی حسین ہے۔ دوئم ایک فیلسوف ہے جو نہایت ہی دانا اور فہیم ہے دل کا بھید بتانے میں کمال رکھتا ہے۔ سوم ایک طبیب ہے کہ [illegible] میں صاحب کمال ہے۔ چہارم وہ جام ہے کہ اس میں [illegible] اگر ایک دفعہ پانی سے لبریز کر دیا جاوے تمام لشکر کو سیراب کرے [illegible] ہو۔

یہ اشیا قاصد کو دکہا کہ سکندر سے کہنا مجھے حاضر ہونے کی تکلیف نہ دے اور اگر یہی منظور ہے تو جس طرح ہو سکیگا حاضر ہونگا۔ جب سکندر کے پاس قاصد پہنچا اُن چیزوں کا امتحان کیا۔ عورت کو تخلیہ میں بلایا جو کچھ سنا تھا اُس سے زیادہ پایا اور بہت خوش و خرم ہوا بعد ازاں ایک پیالہ میں تیل بھر کر فیلسوف کے پاس بھیجا۔ فیلسوف نے سوچ سمجھ کر اُس تیل کے بھرے ہوے پیالہ میں ایک ہزار آہنی سوئیاں ڈال کر واپس کر دیا۔ سکندر نے انکو پگھلا کر انکا ایک گولہ بنا کر پھر فیلسوف کے پاس بھیجدیا۔ فیلسوف نے جلا دیکر اسکا آئینہ بنا دیا۔ جب سکندر نے آئینہ دیکھا تو ایک لگن میں پانی بھر کر اُس میں آئینہ ڈال دیا اور فیلسوف کے پاس پھر بھیجدیا فیلسوف نے اسکا گلاس بنا کر پانی کی لگن میں ڈال دیا اور سکندر کے پاس بھیجدیا۔ پھر سکندر نے اس میں خاک ڈالکر واپس کر دیا۔ فیلسوف نے جب خاک دیکھی بہت رویا۔ سکندر کو جب اسکے رونے کا حال معلوم ہوا تو دوسرے دن دربار عام کیا اور فیلسوف کو بھی بلایا۔ فیلسوف ایک دراز قد موٹا تازہ شخص تھا سکندر کے دل میں خیال گذرا کہ اس ہیئت کا رومی حکیم عالم ہونا خلاف قیافہ کے ہے فیلسوف اس بھید کو سمجھ گیا کلمہ کی انگشت چہرہ کے گرد پھرا کر ناک پر لے گیا

سکندر نے اس حرکت کا سبب دریافت کیا فیلسوف نے جواب دیا کہ آپ نے جو دل میں خیال کیا ہے وہ غلط ہے اور جس طرح سے چہرہ کی زیب و زینت ناک سے ہے۔ اسی طرح ملک ہند کی رونق میرے دم سے ہے۔

سکندر نے کہا میری غرض تیل کو بھرنے سے کیا تھی فیلسوف نے جواب دیا کہ آپ نے یہ خیال کیا تھا کہ جس طرح پیالہ تیل سے بھرا ہوا ہے اسی طرح میرا دل علم و اسرار حکمت سے بھرا ہوا ہے۔ اس میں اور مسایل حکمی کی جگہ نہیں ہے۔ میں نے اس میں ہزار سوئیاں ڈالدیں جسکے یہ معنے تھے کہ اگر شوق ہو تو ہزار ہا نکتہ باقی ہیں آپ نے گولہ بنا کر بھیجا جسکے یہ معنے تھے کہ دل توے کی طرح سے سیاہ و سخت ہو گیا ہے۔ مسایل حکمی کے قابل نہیں ہیں میں نے اسکا آئینہ بنا دیا جسکے یہ معنے ہیں کہ اگرچہ آپکا دل سیاہ و سخت ہو گیا ہے لیکن ذرا سی کوشش سے قابلیت پیدا کر سکتا ہے۔

سکندر نے کہا کہ اچھا آئینہ کو پانی کی لگن میں رکھنے سے کیا مراد تھی اور تو نے جو گلاس بنا کر پانی میں ڈالا جو تیر نے لگا تھا اُس سے کیا اشارہ تھا فیلسوف نے کہا کہ آپ کا اشارہ یہ تھا کہ جس طرح آئینہ پانی میں بیٹھ گیا اسی طرح ساغر عمر یہ بھی اجل کا پانی پھر جائیگا بہت سے علم تھوڑے عرصہ میں حاصل نہیں کر سکتا میں نے گلاس بنا کر پانی میں رکھ دیا جو تیر نے لگا اسکے یہ معنے تھے کہ جس طرح آئینہ ڈوبتا ہے اُسی طرح تیر نے بھی لگتا ہے اچھے آدمی بعد موت کے زندہ رہتے ہیں مرتے نہیں لیکن تمہاری خاک ڈالنے سے میں سمجھ گیا کہ ہر ممکن کے لئے فنا واجب ہے۔ جس سے مجھے رونا ہی سوجھا۔

سکندر اس فیلسوف سے بہت خوش ہوا اور بہت سا انعام و اکرام اسکو دیا اور جب تک ہندوستان میں رہا اُسکو اپنے ہمراہ رکھا جب ہند سے واپس چلا تو اُسکو بھی رخصت کر دیا۔ اسی طرح پیالہ کا امتحان کیا جو بہمہ صفت موصوف پایا اسی طرح حکیم کے علاج معالجہ سے ونگ ہو گیا۔ اور معلوم کیا کہ ہندوستان میں بھی بڑے بڑے لائق شخص موجود ہیں جنپر یونان کو بھی رشک ہوا۔

سکندر ملک ہند سے فارغ ہو کر ایران پھر ملک چین میں داخل ہوا چین کے بادشاہ نے سکندر کی خدمت میں ایک لونڈی۔ ایک غلام۔ ایک گھوڑا۔ اور ایک آدمی کے لایق پکا ہوا کھانا روانہ کیا۔ اسکندر اس حقیر تحفجات کو دیکھ کر بہت حیران ہوا اور ارا کین سلطنت کی ایک مجلس منعقد کر کے ان اشیا کے بھیجنے کی وجہ دریافت کی وزرا نے اسکا مطلب اس طرح سے حل کیا کہ غرض بادشاہ کی یہ معلوم ہوتی ہے کہ کوئی شخص اگر تمام روے زمین کو لے لے تو ایک غلام خدمت کے واسطے ایک لونڈی رفع حاجت کے لئے۔ ایک گھوڑا سواری کو اور اتنا کھانا کھانے کے واسطے کافی ہے۔

سکندر کو یہ کنایہ معلوم ہوا جس سے وہ بہت خوش ہوا اور اس نصیحت سے چین کے بادشاہ کے ساتھ
صلح کر لی چند روز ٹھیر کر واپس ہوا اسی اثنا میں سکندر کی والدہ نے اسکو خط لکھا کہ اے سکندر تو خدا
کی قدرت اور اسکی مہربانی سے روے زمین پر غالب ہوا اے بیٹا کبر و عجب کو دل سے دور رکھو
یہ دونو صفتیں ہلاک کرنے والی ہیں ہرگز اپنے آپ کو بہتر و برتر نہ سمجھنا ایسا نہو کہ خداتعالی تجھے ذلیل
کرے اور یہ خیال مت کرنا کہ تیرا زمانہ ہمیشہ یکساں رہیگا۔ کیونکہ عنقریب حالت بدلنے والی ہے بخل
کو ہرگز روا نہ رکھنا۔ رعیت پر نظر عنایت و رعایت رکھو فقرا و غربا کے حال سے غافل مت ہو اور جو
خزانہ تو نے جمع کیا ہے جلد میرے پاس بھیجدے فقط سکندر نے فوراً جسقدر خزانہ تھا اپنی والدہ
کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ ایک دفعہ اہل نجوم نے کہا تھا کہ جب سکندر مرے گا تو زمین لوہے کی
ہوگی اور آسمان سونے کا ہوگا۔ جب سکندر سد یاجوج سے فارغ ہوکر دیار مغرب کو چلا تو راستہ
میں ناک سے خون جاری ہوا۔ اور ضعف سے گھوڑے پر نہ بیٹھ سکا۔ مصاحبوں نے زمین پر زرہ
بچھادی اور ڈھال جسپر سونے کا کام تھا دھوپ کے روکنے کے واسطے چھتری کی جگہ لگادی
اسوقت سکندر کو نجومیوں کا قول یاد آیا اور خیال کیا کہ بس اب آخری وقت ہے اور کوچ و رحلت
کا وقت بہت قریب آگیا ہے زمین آہنی اور آسمان طلائی بنگیا۔ اسوقت منشی کو بلایا اور کہا کہ
میری والدہ کو خط لکھ کہ بندہ بن بندہ سکندر اہل زمین کا رفیق بدن کے اعتبار سے ہے اور اہل آخرت
کا ہمسایہ روح کے اعتبار سے سکندر اسوقت اپنی والدہ کو خط لکھتا ہے کہ جو اس وقت دنیا میں اپنے
بیٹے کی ملاقات سے محروم ہوتی ہے۔ اے اماجان میری اور آپکی مثال دونوں کیسی ہیں کہ ایک
دن روز جاتا ہے دوسرا دن آتا ہے لوگوں کو چاہیئے کہ میرا حال دیکھکر عبرت پکڑیں اور اے والدہ
آپکو چاہیئے کہ صبر و شکیبائی کا جامہ پہنکر میرے واسطے نوحہ و گریہ و زاری نہ کریں اور غصہ کو دل میں جگہ
نہ دیں جس بلا میں ایک عالم مبتلا ہے انکا شریک ہوکر صبر کرنا چاہیئے اے اماں جان یقین کیجیو کہ میرا
حال جو اسوقت ہے پہلے سے بہت بہتر ہے تم مری یہ نصیحت سنکر میری ساتھ نیکی کرنا والسلام

اسکے بعد اپنے وزرا و امرا کو نصیحت کی کہ میری نعش کو تابوت زرین میں رکھ کر اسکندریہ
کو لیجانا اور میرے ہاتھو نکو کفن سے باہر نکال دینا تاکہ لوگ خیال کریں اور عبرت پکڑیں کہ سکندر
جسنے ایک دنیا کو فتح کیا اور مال و دولت دنیا سے مالامال ہوا اور سب کچھ چھوڑ کر تنہا خالی ہاتھ
دنیا سے ملک آخرت کو روانہ ہوا اور سواے اعمال کے اور کچھ ساتھ نتھا یہ کہکر سکندر اعظم جان بحق
تسلیم ہوا اگرچہ ارکین سلطنت اور خاص و عام میں ایک کہرام مچگیا مگر کیا ہو سکتا تھا امرا وغیرہ نے
حسب قاعدہ غسل دیکر لاش کو تابوت زریں میں رکھا اور حکما و فضلا کی مجلس میں تابوت کو لایا گیا

اور حکیموں سے کہا گیا کہ کچھ باتیں اور مختصر نصیحتیں جس سے خاص و عام کو تنبیہ ہو اسوقت بیان کرو
اوّل ارسطو کا شاگرد اُٹھا اُس نے حسب وصیت اسکندر اعظم کے دونوں ہاتھ کفن سے باہر نکالے
اور دونوں ہاتھ کو سر پر رکھے۔ اور اس طرح سے کہا:۔ اے سخن سنج ۔شیریں زبان بہادر حاکم
دوران وہ کونسی چیز تھی جس نے تجھ کو گونگا کر دیا اور وہ تیری طاقت کہاں گئی جس سے تُو نے
ملک کو حاصل کیا اب وہ تیری قوت کہاں گئی جس سے تو نے بڑے بڑے دلاوروں ور زور آوروں
کو زیر کیا تھا۔ اے سکندر کیا تو اب تنہا اور بیکس ہو گیا ہے افسوس واے افسوس۔

دوسرا حکیم گویا ہوا اے سکندر تو کل تو مال و زر روپیہ پیسہ نظروں سے چھپاتا تھا آج لوگ مال
و زر کی طرح تجھ کو زیر زمین چھپانے کی فکر میں ہیں۔ تیری وہ افواج ظفر امواج اور وہ لشکر جرار کیا کوئی
بھی آج تیرا ساتھ نہیں دے سکتا۔ افسوس تو تنہا جاتا ہے اور خالی ہاتھ نظر آتا ہے۔

تیسرے حکیم نے اس طرح سے فرمایا اے سکندر کل تو کلام پر قادر تھا اور شیر غران کی طرح غراتا
تھا اور کسی کو بھی تیرے خوف سے مقابلہ میں کلام کرنے کا مقدور نہ تھا آج انکو کلام کا مقدور ہے
افسوس صد افسوس تجھ کو کلام کرنے کی قدرت نہیں رہی۔ کیا تو مطلق ہم کلام نہیں ہو سکتا۔

چوتھا حکیم اس طرح سے فرمانے لگا۔ اے سکندر اعظم تو وہ بادشاہ عالیجاہ تھا کہ شرق سے غرب
تک زمین بسیط پر تو محیط بنا ہوا تھا آج دو گز زمین تجھ پر محیط ہوگی۔ تیری فشار سے کل ملک
کانپتا تھا آج تھوڑا سا زمین کا ٹکڑہ تجھکو فشار دیگا۔ وہ تیری طاقت و قدرت کہاں گئی افسوس
صد افسوس۔

پانچواں حکیم اس طرح سے گویا ہوا اے سکندر والاہمت کل خاص و عام کے کاروبار بذات
[illegible] یا بالشرکت مجیری کے تو کرتا تھا کیا تو آج اپنے کام کے سرانجام [illegible] عاجز ہو گیا اے
والاہمت شہنشاہ افسوس صد افسوس اگرچہ حیف [illegible] کسی کو [illegible] دیتا تھا۔

غرضکہ بہت سے حکیموں اور [illegible] نے وہ [illegible] نصیحتیں اور کلمات [illegible] عبرت انگیز بیان کئے کہ
[illegible] دل پھٹا جاتا تھا اور ایک [illegible] گیا اور [illegible]
[illegible] ہوا جسوقت [illegible] سے باہر نکل آئی اور
نعش پر کھڑی ہو کر کہنے لگی۔ اے سکندر [illegible] اے بیٹے کل تمام بادشاہ
تیرے [illegible] ہے کہ کس طرح [illegible] کھتی ہیں اے
پیارے بیٹا سکندر اعظم اگر تو [illegible] کے واسطے تجھ کو [illegible] تجھ سے عنقریب ملنے
والی ہوتی تو اسوقت دل کھول کر تیری جدائی پر روتی اے بیٹا پیارے سکندر [illegible] اسلام تجھ پر کہ تو زندگی

میں بھی اچھا رہا۔ اور تیری موت بھی اچھی ہوئی اے سکندر اعظم اے سکندر پیارے اور پیارے بیٹا تیرا خدا حافظ۔

یہ کہہ کر سکندر کی والدہ نے صبر کیا اور سکندر کی لاش کو دفن کر دیا گیا اور کھانا منگا کر سب کے آگے تقسیم کر دیا مگر یہ قسم دی کہ جو تم میں ایسا شخص ہو کہ اس نے عمر بھر میں مصیبت کی تلخی چکھی ہو وہ اس کھانے میں سے نہ کھائے یہ کہہ کر سب نے ہاتھ کھینچ لیا غرض یہ تھی کہ یہ راہ سب کو درپیش ہے اسکا رنج نہ کرنا چاہیئے

سکندر اعظم کی عمر کا تخمینہ اس طرح سے ہو سکتا ہے کہ اس نے ۱۹ برس کی عمر میں سلطنت کی باگ اپنے ہاتھ میں لی اور آٹھ برس جنگ و جدل میں گذارے اور ۷ برس آرام میں گذرے بعض مورخ پندرہ برس اور بعض ۱۷ برس دور حکومت کے لیتے ہیں۔

سکندر کا حلیہ گورا رنگ نیلی آنکھیں ایک آنکھ سے آسمان کی طرف دیکھتا تھا دوسری سے زمین کی طرف۔ صورت سے دلیری اور شجاعت کے آثار نمایاں تھے سر بڑا بھاری معلوم ہوتا ہے جیسا کہ تصویر سے ظاہر ہے۔

کسی شخص نے سکندر سے سوال کیا کہ تھوڑے عرصہ میں آپنے اسقدر ملکوں پر کیونکر قبضہ کیا جواب دیا کہ دشمنوں کی دلجوئی سے اور دوستوں کی خبر گیری اور امداد سے۔

قول سکندر۔ کیا بُری بات ہے کہ کہیں اور نکریں۔ اور کیا اچھی بات ہے کہ نہ کہیں اور کریں۔

کسی نے سکندر سے دریافت کیا کہ صلاح حال اور نظام ملک کس چیز میں ہے جواب دیا کہ انصاف بادشاہ اور فرمانبرداری رعایا۔

ایک دفعہ ایسے ملک پر چڑھائی کی کہ جہاں کا بادشاہ بھی عورت بنی ہوئی تھی اور اسکا لشکر بھی عورتوں ہی کا تھا جب یہ حال سکندر کو معلوم ہوا واپس لوٹا کسی نے سبب دریافت کیا جواب دیا کہ اگر اس ملک پر غالب آیا تو کچھ فخر کی بات نہیں اور جو ہار گیا تو قیامت تک بدنام رہونگا۔

سکندر کہا کرتا تھا کہ بادشاہی میں کوئی چیز اس سے زیادہ تر پسند نہ آئی کہ جب عوض لینے کی قدرت حاصل ہوئی تا ل کے ساتھ بدی کے عوض نیکی کی۔

کسی نے دریافت کیا کہ آپ کو ارسطو سے کس قدر محبت ہے جواب دیا کہ بیان سے باہر اگر ارسطو کہے کہ سلطنت چھوڑ دے بلاتکلف چھوڑ دوں۔ افسوس ارسطو ضعیف ہو گیا اور اس نے خود مجھ سے علحدہ ہونا چاہا کیونکر سفر کے باعث وہ تعلیم حکمت سے معذور ہے تاہم اسنے ایک حکمت نامہ میری مشکل کشائی کے لئے بھیجدیا ہے جسکو میں اپنا دستور العمل سمجھتا ہوں۔

ایک شخص نے سوال کیا کہ حضور عالی مجھے ایک ہزار درم عنایت کریں سکندر نے جواب دیا کہ تیرے حوصلے سے زیادہ ہیں سوالی نے جواب دیا کہ آپ کے حوصلے سے کم ہیں سکندر نے یہ معقول جواب سنکر حکم دیا کہ اس شخص کو ہزار درم دیدو۔

لوگوں نے کہا کہ آپ خزانہ کیوں جمع نہیں کرتے جواب دیا کہ میرے نزدیک جتنا اور جس سے دوستانہ میرا خزانہ ہیں لوگ خزانہ اور زمین میں رکھتے ہیں میں دوستوں کے حوالہ کرتا ہوں۔

سکندر اعظم کی فوج میں ایک سپاہی سکندر نامی موجود تھا جو لڑائی کے وقت معرکہ جنگ میں سے بھاگ جاتا تھا ایک روز سکندر نے اسکو بلا کر کہا کہ یا تو نام بدل دے یا اپنا کام اپنے نام کے موافق کر۔

دو شخص سکندر کے پاس ایک معاملہ لے کر آئے کہ انکا فیصلہ کر دیں سکندر نے جواب دیا کہ میرے فیصلہ سے تمہارے میں سے ایک شخص ضرور ناخوش ہوگا تو دونوں حق کی رعایت کر کے باہم فیصلہ کر لو تاکہ تم دونوں خوش و خورم رہو۔

ایک روز سکندر سے کسی شخص کو نفع نہیں پہنچا اُس نے کہا کہ افسوس آج کسی کو بھی نفع مجھ سے نہیں پہنچا تو میں آج کے دن کو داخل عمر نہیں سمجھتا ہوں۔

سکندر اعظم نے کہا کہ آدمی برے کام کرنے سے آدمیوں سے شرم کرتے ہیں افسوس وہ خدا سے کیوں شرم نہیں کرتے۔

غرضکہ سکندر اعظم جسکی شہرت دنیا میں اس قدر عرصہ دراز سے ہوتی چلی آتی ہے وہ فخر مقدونیہ نہیں بلکہ وہ فخر یونان سمجھا جاتا ہے جس ملک میں ایسے نامی گرامی اولوالعزم بہادر دلیر عقلمند مدبر بادشاہ گذرے وہ مُلک کیونکر نہ دنیا میں نامزد ہو حکمارِ یونان کے فہم و فراست نے بڑی بڑی حکمتیں اور فلسفہ کی بنیادیں قایم کیں سائنس کے ایسے موجد اور مجدد کہلائے کہ رُخ عالم کا عالم بدل دیا۔

آجتک یونان کے جید حکیم اور فیلسوفان یونان زبان زدِ خلایق ہوتے چلے آتے ہیں جنکا پیرو اور مقلد تمام یورپ کہلاتا ہے بلکہ اُن کی غلامی اور شاگردی کا دم مارتا ہے۔

یہ جو کچھ آجکل یورپ میں علم و ہنر کی ترقی ہو رہی ہے تمام و کمال یونان ہی کے دم و قدم ہے یا کچھ عرب و ہند کی خوشہ چینی۔

شیخ یونانی

حکیم شیخ یونانی بھی اکابر و مشاہیر حکما سے یونان میں سے ہے یہ حکیم اول درجہ کا پرہیزگار - عابد و زاہد اور تارک الدنیا تھا اس کی تصانیف میں زیادہ حصہ نصیحتوں کا ہے شیخ یونانی سے کسی شخص نے دریافت کیا کہ دوستوں کی دوستی کا کیا حال ہے جواب دیا کہ ایک روح چند قالبوں میں جلوہ گر ہے اور ہر قالب میں اسکا نیا رنگ معلوم ہوتا ہے

حکیم بقراط

یہ حکیم فن طبابت کا موجد گذرا ہے اول ہی اول فن طب اسی نے وضع کیا ہے یہ یونانی النسل تھا جو راقلیس کا بیٹا اور اسقلینوس ثانی کے شاگردوں میں تھا اور اسقلینوس اول کی اولاد سے تھا اسکی عمر ۹۵ سال کی ہوئی تھی ۱۶ برس تحصیل علوم میں گذارے اور ۷۹ برس تعلیم و تصانیف اور عبادت میں بسر کئے بہمن بن اسفندیار کا ہم عصر تھا بعض یہ کہتے ہیں کہ بقراط سو برس پہلے سکندر رومی سے گذرا ہے اسقلینوس اول کی رائے فن طب میں تجربہ پر موقوف تھی اور عرصہ تک اسی کا رواج رہا لیکن جب می نوس حکیم پیدا ہوا اس نے صرف تجربہ کو خطا سمجھ کر اس میں قیاس کو بھی شامل کیا سات سو گیارہ برس تک اطبا نے اسکی پیروی کی -

جب ہرماینس طبیب کا زمانہ آیا اس نے بھی تجربہ میں خطا ثابت کر کے تنہا قیاس پر عمل شروع کیا اسکے مرنے کے بعد اسکے شاگردوں میں اختلاف پیدا ہوا بعض نے تجربہ کو پسند کر کے قیاس کو باطل گردانا بعض نے تجربہ اور قیاس دونوں کو باطل سمجھا اور کہا کہ طب جبل کا نام ہے چنانچہ افلاطون طبیب کے زمانہ تک یہی حال رہا جب اس نے تجربہ اور قیاس کو بچشم خود دیکھا تو سمجھا کہ تجربہ بغیر قیاس خطرناک ہے اور قیاس بغیر تجربہ مستلزم ہلاک بالضرور قیاس کو شامل تجربہ کیا اور ان تینوں کی کتابوں کو جلانے کا حکم دیا اور جو کتابیں متقدمین کے تجربہ اور قیاس پر مشتمل تھیں ان پر اعتماد کیا - افلاطون طبیب کے مرنے کے ایک ہزار چار سو تیس برس بعد اسقلینوس ثانی پیدا ہوا اس نے بھی اسی رائے کو پسند کر کے عمل کیا جب اسقلینوس اور اسکے شاگرد مر گئے جو اس امر کے مخالف تھے بقراط نے مسند طبابت کو سنبھالا اور صنعت اور تجربے کو کمال زور دیا لیکن فن طبابت کے سکھلانے کے واسطے غربا اور اجنبی لوگوں کو پہلے منع کر چکا تھا جب دیکھا کہ اس علم میں ضعف آنے لگا غریبوں اور غیر ملک والوں کو اسکے سکھانے کی

اجازت دی جسنے تمام دُنیا میں یہ علم پھیل گیا۔ اور بقراط کی شہرت جہان میں ہوگئی بقراط اپنے قطع وضع کا بھی بے نظیر شخص تھا۔ خوب صورت اول درجہ کا تھا رنگ وروپ سفید اور گورا تھا۔ بزرگ سر سیاہ چشم۔ کم گو۔ کم سخن۔ کم رفتار تھا اکثر اوقات روزے رکھا کرتا تھا اور سر کو جھکائے رہتا تھا۔ بقراط کا قول ہے کہ علاج بدن پانچ طرح سے ہوتا ہے۔ اگر فاسد مادہ سر میں ہو تو غرغرہ کرائیں اور اگر معدہ میں ہو تو قے کرائیں۔ اور اگر فاسد مادہ معدہ میں ہو تو مسہل دیں۔ اور جو جلد میں ہو تو عرق دلائیں۔ اور اگر عروق میں ہو تو فصد کرائیں۔

چار چیزیں نور بصر کو نقصان کرتے ہیں اول گرم گرم کھانا کھانا۔ دوئم بہت تیز گرم پانی سر پر ڈالنا۔ سوئم سورج کی طرف نظر لڑانا۔ چہارم دشمن کی طرف نظر کرنا روشنی چشم کو زائل کرتی ہے۔

تین چیزیں انسان کو لاغر بناتی ہیں پہلے نہار منہ پانی پینا۔ دوسرے سخت زمین پر سونا تیسرے بہت زور سے بولنا و پکارنا۔ علم بہت ہیں اور عمر کم۔ وہ علم حاصل کرو جس سے سب علم حاصل ہو جائیں۔

دو شخصوں میں محبت تشاکل عقل کے سبب واقع ہوتی ہے اور کبھی کم نہیں ہوتی۔

حکیم سولون

یہ حکیم بھی مدینہ الحکما یعنے یونان کے دارالخلافہ ایتھنز کا رہنے والا تھا اور افلاطون کی ماں کا دادا تھا علم و فضل میں صاحب کمال تھا بڑا فصیح و بلیغ تھا اس کی شہرت مُلک میں بہت ہوئی لوگ اُسکے کلام کو **مفتاح القلوب** کہتے تھے۔ شاعری میں بھی صاحب کمال تھا بہت سی کتابیں تصنیف کیں ایک کتاب میں ایسے نشاط انگیز اشعار لکھے کہ اُن کے پڑھنے اور سننے سے دلوں میں دلیری اور بہادری پیدا ہوتی تھی۔ اسی غرض سے فوجی سپاہیوں کو اُس کتاب کے پڑھنے اور سننے کا حکم دیا گیا تھا۔ اسکا حلیہ اس طرح تھا کہ خوش کلام۔ سفید رنگ۔ کبود چشم۔ بلند بینی۔ تنگ ریش۔ مالیدہ شکم اور بازو راست پر تل تھا۔ جب لوگوں نے دق کیا شہر ایتھنز سے نکل گیا اور سفر ہی میں مر گیا۔ ۸۰ اسی سال کی عمر حاصل کی۔ اسکے نگینے پر یہ نصیحت کندہ تھی کہ جو شخص کسی سے کسی غرض کے لئے محبت کرتا ہے جب وہ غرض نہیں رہتی تو محبت بھی نہیں رہتی۔ تلوار سے تیز تر شاعر کی زبان ہے جو لوگوں کی ہجو کرے۔

تصویر نمبری ۱۴۳ - ہومر
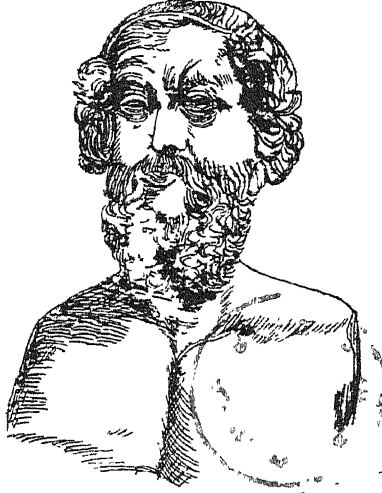
NO. 143 HOMER.
The Poet of the Heroic World.

ہومر ایک بڑا لایق وفایق اور دانشمند شاعر گذرا ہے جس کی شہرت تمام دنیا میں پھیلی ہوئی ہے اس کی تصویر سے ظاہر ہوتا ہے کہ اپنے مضامین کے خیال میں سراپا مستغرق ہے دیکھو تصویر نمبری ۱۴۳)

یہ ہیں یونان کے فلاسفروں کے کارنامے جنکی شہرت عام نے کرۂ زمین پر انہو یکا تاج اور افتخار حاصل کیا ہے - لیکن اب بھی وہی یونان ہے وہی زمین ہے وہی آسمان ہے جس کی ردی اور گئی گذری حالت پر اونے سا بے وقوف ذلیل و خوار بھی طعنہ زن ہے جس نے اپنی ناموری کو سنہ ۱۸۹۷و۹۶ء کی لڑائی میں برباد کر ڈالا -

یونان کا جغرافیہ

یونان کی حدود اربعہ

یونان کا شمالی حصہ بنام روم میلے ٹرکی سے محدود ہے اور اسکے جنوب و مغرب میں بحیرہ روم واقع ہے مشرق میں اسے جی۔ ئن یا آرچی پیلی گو اور درہ آئی اونین ہے۔ مغرب میں خلیج سس اور لیپنٹو کی خلیجوں نے اُسے قریب قریب دو حصوں میں تقسیم کردیا ہے۔

یونان میں کسی قدر براعظم کا حصہ بھی شامل ہے۔ خاکنائے کارنتھ اس ملک کے دو حصے کرتی ہے۔ شمالی کو یونان اور جنوبی کو موریا کہتے ہیں۔

یونان کے تین بڑے بڑے حصے ہیں۔ حصہ اول ہیلاس بلحاظ آبادی کے۔ دویم موریا بلحاظ خاکنائے کے تیسرا حصہ جزائر یونان کہلاتا ہے۔ جسکو مجمع الجزائر یونان بھی کہتے ہیں۔ تمام یونان ۱۶ صوبوں میں منقسم ہے اور ان کو نومارکیز کہتے ہیں۔ اُس کی تمام زمین پہاڑی ہے اور سمندر سے بلند بے ترتیب اور ٹوٹے پھوٹے ہیں۔

۱۶۲۲ میں قبل عیسے علیہ السلام کے یونان کا بڑا مشرقی حصہ اٹیکا جس میں شہر ایتھنز واقع ہے ایک بڑے طوفان سے جو مثل طوفان نوح علیہ السلام کے تھا ایسا تباہ و برباد ہوگیا تھا کہ کئی صدیوں تک اُس کی حالت تبدیل اور درست نہ ہوسکے گی۔ زمانہ حال کے یونان میں صرف قدیمی یونان کا ایک جنوبی حصہ شامل ہے۔ اسکا رقبہ ۲۵ ہزار مربع میل ہے جو تقریباً ہندوستان کے صوبہ اودھ کے برابر ہے اور پنجاب کے پانچویں حصہ کے مساوی ہے۔ یونان کا طول دوسو میل اور عرض ۱۶۰ میل ہے۔ زمانہ قدیم میں یونان کے حصہ موریا کو پیلو پانی سس یا پیلوپس کا جزیرہ کہتے تھے اور اسکے دارالخلافہ کا نام ٹریپونٹ را تھا۔

جزیرہ نگرو پونٹ جسکو زمانہ قدیم میں ایلوبیا (ایوبیا) کہتے تھے مشرقی کنارہ پر ہے۔

جزیرہ سیکلاڈس بحیرہ ایجین میں واقع ہے۔ جزیرہ آئی اونین مشہور جزیرے ہیں جو کہ یونان کے متعلق ہیں۔ اور سیکلیڈس جو کہ کئی کلاس کے لفظ سے نکلا ہے دائرہ کے معنے رکھتا ہے اسلئے یہ جزیرہ ڈیلاس کے اردگرد دائرہ کی شکل میں واقع ہیں۔ اینڈروس اور نیکسس سب سے بڑے جزیرے ہیں۔

یونان پہاڑوں اور خوبصورت گھاٹیوں سے گھیرا ہوا ہے اور اسکے کناروں پر گہری خلیجیں ہیں اور
مشہور جھیلیں ہیں -

وولو - ایجینیا - تھیوپیلیا مشرق میں ہیں - آرکیڈیا - پیٹرس اور لیپانٹو یا کارنتھ مغرب میں
واقع ہیں اور ایجینیا اور لیپانٹو ایک دوسرے سے ۸ میل کے فاصلہ پر ہے -

پیراس جو کہ سنگ مرمر کے سبب سے مشہور ہے سائی کلیڈ کے متعلق ہے -

یہ پہاڑوں کا ایک سلسلہ ہے جن کی اونچی چوٹیاں ۸ ہزار فٹ تک بلند ہیں جو شمالی حصہ
تک پھیلی ہوئی ہیں -

تھرماپلیا ایک درہ ہے جسکا سب سے زیادہ تنگ حصہ ۵۰ گز چوڑا ہے -

یونان میں دو پہاڑ پارنیس اور ہیلیکن مشہور ہیں جو شمالی حصہ میں واقع ہیں اور پلیاس
آڈا اتینا بھی پہاڑ ہیں - قدیمی یونان کے لوگوں کا خیال تھا کہ یہ دونوں پہاڑ ان کے خداؤں کے
گھر ہیں اور اسی سبب سے وہ مشہور و معروف ہیں اور پہاڑ سینٹ ایلیاس جو کہ یونان میں سب سے
ہی اونچی چوٹی ہے ۷۹۰۰ فٹ ہے -

کیپ کالوتا - اٹیکا کے جنوب میں واقع ہے -

دریائے یونان - یونان میں کوئی بڑا دریا نہیں ہے لیکن تھسلی میں ایک دریا ہے باقی
دریا چھوٹے چھوٹے ہیں - جیسے کہ دریائے اسپرو - دریائے افیا مغرب میں ہیں - اپیرس
جنوب میں - دریائے ہیلاڈ شمال میں -

آب و ہوا - یونان کی آب و ہوا اگرچہ گرم کہتے ہیں لیکن معتدل اور صحت افزا ہے مطلع
صاف رہتا ہے -

پیداوار - یہاں پر میوہ جات بکثرت پیدا ہوتے ہیں اور نباتات کی افراط ہے لیکن
زراعت بہت کم پیدا ہوتی ہے - غلہ - شراب - تیل - شہد - ریشم وغیرہ تجارتی اشیا
میں بکریاں اور بھیڑیں کثرت سے پیدا ہوتی ہیں - جو گرمی کے موسم میں پہاڑوں پر چرائی
جاتی ہیں اور جاڑے کے موسم میں میدانوں میں -

آبادی - یونان کی آبادی دو ملین سے کسی قدر زیادہ ہے یعنے ۲۱۸۷۰۰۰ اور بعض نقشوں
میں ۲۱½ لاکھ لکھی ہے - یونان کے لوگ اگرچہ خوبصورت اور بہادر اور حوصلہ والے کہلاتے
ہیں لیکن بالکل مکار - دھوکہ باز ہوتے ہیں -

مذہب - اسکا مذہب گریک چرچ ہے -

حرفت صنعت۔ یہاں حرفت اور صنعت بہت کم ہوتی ہے۔ تجارت بھی کچھ واجبی سی ہے۔ چھوٹی چھوٹی خشک کھجوریں اور زیتون کا تیل بڑی تجارت میں داخل ہے۔ اناج اور روی کا اسباب بیرونجات سے آتا ہے اہل یونان جہازرانی میں بہت مشہور ہیں ملک یونان کے بعض حصے قزاقوں سے آباد ہیں۔ یونان کے بڑے بڑے شہر مفصل ذیل ہیں۔

یونان کے مشہور شہر

اثیھینز یونان کا دارالخلافہ ہے جو سب سے بڑا شہر ہے اور مدینۃ الحکما کہلانے کا اسکو فخر حاصل تھا جو خلیج ایجینیا کے شمال میں واقع ہے حضرت عیسٰے علیہ السلام سے ۵۵۶ برس پہلے کا بسا ہوا ہے۔ زمانہ قدیم کی عالی شان عمارتیں اور کھنڈرات اب تک موجود ہیں۔ اس دارالخلافہ کے ایتھینز ہونے کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہاں پر دیوی اثیھینیا تھی رومن مینرد اوالوں نے اپنی دیوی کے نام پر اس شہر کا نام رکھ لیا تھا اس وجہ سے ایتھینز مشہور ہو گیا۔ ۱۸۳۵ء میں ایتھینز یونان کا دارالخلافہ بنایا گیا۔

کارنتھ خاکنائے کارنتھ پر واقع ہے۔ کارنتھ میں جو کہ ایتھنز سے ۴۰ میل مغرب کو ہے ۱۵ سو فٹ بلند پہاڑی پر ایک گرجا بنا ہوا ہے یہاں سے کرونده۔ موم۔ گندم۔ شہد باہر کو جاتا ہے۔ کسی زمانہ میں یہ شہر بہت عمدہ اور شاندار شہر تھا لیکن یہاں اوباش اور متقی لوگ بسے ہوئے تھے۔ پیٹراس خلیج کارنتھ کے دہانہ کے قریب یاموریا کے شمال میں واقع ہے اور یہ ایک بڑا بندرگاہ ہے اور غیر ممالک کی تجارت گاہ ہے۔ نا پلیا جو خلیج ناپلیا میں ہے اور یہ چند سال تک نئی یونان کا دارالخلافہ بھی رہ چکا ہے اور یہ مشہور بندرگاہ ہے۔ ادگوس جو کہ خلیج ناپلیا کے سر پر واقع ہے۔ یونان کا پرانا شہر ہونے کی وجہ سے مشہور ہے۔

سپارٹا یونان کے جنوب میں ہے اور ایتھنز کے دوسرے درجہ پر ہے۔ اور یہ پرانے یونان کا مشہور شہر تھا اسکو لیسی ڈی مین بھی کہتے تھے۔

لیکارگ۔ یہاں کا بہت مشہور قانون بنانے والا بادشاہ تھا۔

نیوے رینو۔ بحیرۂ قلزم کے یا بحیرۂ روم کے یاموریا کے جنوب مغرب میں ہے اور یہ قلعہ بند بندرگاہ ہے اور دول ثلاثہ کی معرکہ آرائی سے جو ترکوں سے کی تھی مشہور ہے۔

یونان کے جزیرے

سیرا۔ ایک پُررونق تجارتی بندرگاہ ہے جو کہ سیکلاڈس کے جزیروں میں سے ایک جزیرہ ہے جزیرہ ائی اونین۔ یونان کے مغرب میں بہت سے جزیرے ہیں۔ ان میں بعض بعض جزیرے

بہت بڑے ہیں جنکا نام کورفو۔ اتھاکا۔ کیفالونیا اور زینٹی ہے

یہ جزیرہ نما ایک دفعہ وینس کی جمہوری سلطنت کے قبضے میں تھی لیکن سنہ ۱۸۱۵ء میں وائنا کی کانگرس نے زیر حکومت سلطنت برطانیہ اسکو ایک علیحدہ سلطنت بنا دی تھی لیکن سنہ ۱۸۶۴ء میں گورنمنٹ انگلشیہ نے ان جزیروں کو یونان کے حوالے کردیا۔ ایتھنز تقریباً اسی عرض بلد پر واقع ہے جسپر کہ سمرنا اور یا قند ہے۔ میری تھن سالامس۔ پلیٹیا پر یونان والوں کی فارس والوں پر مشہور فتوحات ہیں۔

تھرمالپی کے درہ پر لیانی ڈس نے تین سو سپاہ کے ساتھ ذرزس کی تمام فوج کا مقابلہ کیا۔ مقام لاریسہ تھسلی کا مشہور شہر ہے۔ شہر لی پنیٹو جو کہ خلیج لیپنٹو کے شمال میں واقع ہے سنہ ۱۵۷۱ء میں آسٹریا کے جان ڈال سے جو ترکوں کی بڑی لڑائی ہوئی تھی یادگار ہے۔

یونان کے جو تین حصے بیان کئے گئے ہیں ان کے دارالخلافے بھی تین قرار دیے گئے تھے حصہ اول میں ہیلاس ہے جس کے دارالخلافہ کا نام ایتھنز ہے۔ دوم موریا اُسکے دارالخلافہ کا نام ٹری پونٹ را ہے۔ سویم مجمع الجزائر یونان اُسکے دارالخلافے کا نام نگرولونٹ ہے۔ چوتھا مجمع الجزائر ای اونین تھا جو برٹن کلان کے ماتحت تھا اُسکے دارالخلافے کا نام کارفو تھا۔ جواب یونان میں شامل ہیں۔

ایتھنز دارالخلافت یونان کی آبادی ۵۵۳۴۱۱ ہے اور اس میں بہت زیادہ حصہ عیسائیوں کا ہے کسی قدر مسلمان بھی آباد ہیں۔ یہاں کی آمدنی ۰۰۰۸۶۴۴ پونڈ سالانہ ہے اور خرچ یونان کا ۷۷۰۸۲۲۴ پونڈ سالیانہ ہے اور ۷۷۵ میل ہیں ریلوے لائن جاری ہے ۶۹۵۴ میل پر سلسلہ تاربرقی پھیلا ہوا ہے۔

یونان کی بری طاقت

یونان کا قاعدہ ہے کہ سلطنت کی رعایا میں جو مرد ۲۱ برس کی عمر سے زیادہ ہو اسپر فوجی خدمات کی پابندی لازمی طور سے ہو جاتی ہے اور اس قانونی پابندی کی میعاد ۱۹ سال تک برابر رہتی ہے اور اس درمیان میں دو برس چھٹی کے چھوڑ دئے جاتے ہیں۔

امن امان کے زمانہ میں یونانی فوجی طاقت حسب ذیل ہوتی ہے

محکمہ جنگی کے مردمان ۲۴۰۔ پیادہ فوج کے مردمان ۱۹۰۳۹۔ سوار آدمی ۱۱۴۶۔ انجنیر ۱۲۲۳ جنگی اسکول کے مردمان ۲۲۲۔ توپخانہ کے ۲۳۸۷۔ عام خدمات کے ۵۰۱۔ جنگی پولیس کے

۳۲۲۹ جن کی میزان کل ۲۴۹۸۷ ہوتی ہے اور اس میں ۱۰۸۰ افسران فوج وغیرہ بھی شامل ہیں جنگ کے موقع پر مندرجہ بالا تعداد ایک لاکھ تک بڑھ سکتی ہے کیونکہ ریزرو فوج کی تعداد ۱۰۴۵۰ رکھی ہوئی ہے اسکے ماسوا ملکی فوج علٰحدہ ہے یعنے باقاعدہ فوج کے علاوہ ۱۴۶۰۰۰ آدمی اور شامل جنگ ہو سکتے ہیں۔

یونان کی بحری طاقت

یونان کی بحری طاقت سلطان ٹرکی سے اگرچہ بدرجہا کم ہے لیکن اہل یورپ اس بحری طاقت کی بہت کچھ تعریف کیا کرتے ہیں۔ اس کی تفصیل بھی ذیل میں درج ہے

محافظ جہاز آہن پوش ۲۔ درجہ اول کے کروزر جہاز ۲۔ درجہ سویم کے چوبی کروزر ۱۷ درجہ اول کی تارپیڈو کشتیاں ۶۔ درجہ سویم کی تارپیڈو کشتیاں ۱۱ جنکی میزان کل صرف ۳۸ بحری جہازات وغیرہ ہوتے ہیں۔ یونان کی بحری افواج میں افسران کی تعداد ۱۸۵۔ اور ملازمان بحری کی تعداد ۲۴۷۔ اور ماتحت بحری افسران کی تعداد ۵۸۷۔ اور ملاحانِ جہاز ان کی تعداد ۱۶۲۳۔ اور بحری اسباب کے فراہم کرنے والے سپاہی وغیرہ ۵۰۳۔ جن کی کل تعداد بحری مردمان کی ۳۱۴۵ ہوتی ہے

یونان کے مختصر تاریخی واقعات

یونان کی تاریخ اس بڑے بھاری طوفان آنے کے بعد سے شروع ہوتی ہے جو کہ سنہ ۱۷۶۴ قبل عیسیٰ علیہ السلام کے یونان میں آیا تھا اسکے تاریخی واقعات سنہ ۷۷۶ قبل عیسیٰ علیہ السلام قلمبند ہونے لگے۔ مگر مشہور واقعات کبھی پوشیدہ نہیں رہ سکتے ہیں۔ اسلئے سراغ ملتا ہے کہ حضرت عیسیٰ سے ۱۴۶ برس پہلے یونان کو روم والوں نے فتح کیا تھا۔ سنہ ۴۸۰ میں ولادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے زرکسیز نے یونان پر حملہ کیا تھا جس کو تھرماپلی کی وادی میں روکا گیا اور اسکے حملے کو منتشر کر دیا گیا۔ سنہ ۴۴ میں قبل عیسیٰ علیہ السلام یونان پر ایرانیوں کے حملہ شروع ہو گئے۔ اور سنہ ۶۵۷ قبل عیسیٰ علیہ السلام کے بائیزنٹیم یعنے قدیمی قسطنطنیہ تعمیر ہوا تھا۔ سنہ ۱۲۰۴ء میں اہل اٹلی نے جو کہ لٹین قوم کے نام سے مشہور تھے یونان کو فتح کیا اور تمام ملک یونان کو چھوٹے چھوٹے قصبوں میں تقسیم کر ڈالا۔

سنہ ۱۴۵۶ء میں ترکوں کی اسلامی حکومت نے زیر فرمان محمد ثانی اسے ایتھنز اور اسکے دوسرے حصوں کو بڑی معرکہ آرائیوں سے فتح کیا۔

۱۴۶۶ء میں وینس کی جمہوری ریاست نے ترکوں کے ہاتھ سے ایتھینز اور موریا کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔

چونکہ ترکوں کو ملک گیری کا شوق بڑھا ہوا تھا ۱۵۴۰ء میں ترکوں نے بڑی بڑی معرکہ آرائیاں اور جنگ و جدل کے بعد کُل یونان کو اپنے قبضے اور اقتدار میں کر لیا۔ گویا پندرھویں صدی کے عین وسط میں عثمانی ترکوں نے جزیرہ یونان کو ٹرکی سلطنت کی حدود میں داخل اور شامل کر کے سلطنت روم کا ایک صوبہ قرار دیا۔ سوا تین سو برس تک ترکوں کے برخلاف کوئی عظیم الشان واقع جنگ و قتال ایسا ظہور پذیر نہیں ہوا جسکو یونان کی یا ٹرکی کی بڑی بھاری تاریخ کہی جاوے اگرچہ کسی قدر چھوٹے چھوٹے واقعات گذرے مگر ہم انکو بڑے تاریخی واقعات میں شمار نہیں کرتے ہیں۔

لیکن ۱۶۸۷ء سے ۱۷۱۵ء تک کے درمیان میں صرف ۲۸ سال تک صوبہ موریا وینس والوں کے تصرف میں رہا ۱۷۷۰ء سے ۱۷۹۰ء تک یونان نے اپنی آزادی کے واسطے ترکوں کے برخلاف روسیوں کی امداد و سعی سے بہت کچھ کوششیں اور جد و جہد کی مگر وہ کامیاب نہ ہو سکے

ملک یونان جس زمانہ میں سلطنت سنیہ عثمانیہ کے زیر فرمان تھا اہل یونان کو ہر طرح سے آسایش اور آزادی حاصل تھی۔ وہ اپنے معاملات قومی اور مذہبی میں آزادانہ طور سے امداد حاصل کرتے تھے اور ٹرکی کے سایہ عاطفت میں ہر شخص آرام و خوشی سے اپنی زندگی بسر کرتا تھا۔ لیکن جب سے اُن کی نیت میں فتور پیدا ہوا اور ٹرکی کی مخالفت اُن کے دلوں میں جاگزین ہوئی۔ تب سے اہل یونان کو باوجود آزاد ہونیکے راحت حاصل نہیں ہوئی۔

باشندگان یونان ہمیشہ سے انتہا درجہ کے مفسد۔ شورہ پشت۔ اور سرکش رہے ہیں قزاقی رہزنی ان کا خاص پیشہ تھا۔ یونان کے کوہستان اور سنگلاخ زمینیں اُن کے لئے رہزنی کرنے کو ایک محفوظ مقام ہے۔

ترکوں سے بغاوت کرنا انکا ایک کام ہو گیا ہے۔ پہلے باشندگان مانیا جو ولایت (موریا) جزیرہ نما مشرقی جنوبی میں واقع ہے۔ متفق ہو کر ۱۷۶۹ء میں پچاس ہزار کے قریب باغیوں نے مجمع کر کے بغاوت کا جھنڈا کھڑا کر دیا۔ اس علاقہ میں بہت سے دریائی کنارہ اور بندرگاہیں ایسی ہیں کہ جہازوں کا داخل ہونا غیر ممکن ہے اور بہت دشوار گذار مقام ایسے ہیں کہ جہاں خاص باشندگان مانیا ہی پہنچ سکتے تھے متواتر دس برس تک باغی رہے لیکن ترکوں نے اس بغاوت کو بھی قوت فوجی سے ۱۷۷۹ء تک فرو کر ڈالا۔

لیکن اس بغاوت کے دبانے میں ایک عرصہ گذر چکا تھا تاخیر ہونے کی وجہ سے باغیوں میں وہ

بغاوت بہت پیدا ہو گیا اور اسپر یہ طرہ ہوا کہ یونانیوں کے مظلوم ہونے کی نسبت جھوٹی اور بے اصل خبریں یورپ کے اخبارات میں شائع ہونے لگیں اور یورپ والوں نے انکے مظلوم ہونے کی حکایتیں سن سنکر قومی جلسے یونان کی حمایت میں کرنے شروع کر دیے۔

باشندگان صولی کو جو بڑے جنگ آور۔ دلیر وحشی ہیں بغاوت کرنے پر آمادہ ہوگئے سلطنت عثمانیہ نے صولی والوں کی سرکوبی کرنے کے واسطے علی پاشا باشندہ ٔ ینہ ولن کو گورنر جانیہ مقرر کرکے روانہ کر دیا۔ علی پاشا ارنوٹ قوم میں ایک سربرآوردہ بہادر خاندانی تھا اور اُس کی بہادری روم ایلی میں تسلیم کی جاتی تھی۔ اس کی تقرری سے صولی کے باغی بوجہ ہم جنسی اور ہم ملک ہونے کے نہایت برانگیختہ ہوگئے۔ علی پاشا نے ان کی طرف فوج روانہ کی مگر وہ ایک ایسے مقام میں پناہ گزین تھے کہ جو نہایت ہی سخت اور دشوار گذار تھا۔ فوج کو مجبور ہو کر پسپا ہونا پڑا جس سے باشندگان یونان کے حوصلے بڑھ گئے۔

رومی عیسائیوں نے مجتمع ہو کر ایک مفسدہ پرداز کمیٹی قایم کی جسکا نام اتنیکی اتریا رکھا تھا اُس کمیٹی کا یہ منشا تھا کہ رومی عیسائی ترکوں کے برخلاف بغاوت پر طیار ہو جاویں۔ علی پاشا نے ۱۷۹۷ء میں باشندگان صولی کی کسی قدر سرکوبی کی اور تین سال کے متواتر حملوں میں نسنہ کو قریب قریب نیست و نابود کر دیا۔ اور باقیماندہ باغیوں کو پارغہ کی طرف جلاوطن کر دیا۔ یونانی باغیوں کو زیر و زبر کرنے کی غرض سے علی پاشا نے منتظم فوج کو روانہ کیا اور کئی مقامات پر سخت مقابلے ہوکر اور بالکل یونانی باغیوں کی طاقت کم کرکے ملک یونان کی ناکہ بندی کر دی تاکہ خارجی امداد نہ پہنچ سکے اگرچہ اس صورت سے بغاوت فرو ہو گئی تھی مگر افسوس ہے کہ علی پاشا کے خیالات بگڑ گئے اور اسکو ہوس استقلال (خودسری) کی پیدا ہو گئی۔ اسلئے سلطنت عثمانیہ کو علی پاشا کے بگڑ بیٹھنے پر ایک طرح کی تشویش پیدا ہو گئی اور یونانیوں کے خیالات میں از سر نو تازگی پیدا ہو گئی اور مفرور باشندگان صولی کو یونان میں طلب کر لیا گیا۔

سلطنت عثمانیہ نے خورشید پاشا گورنر موره کو علی پاشا باغی گورنر بانیہ (جانیہ) کی گرفتاری کے لئے متعین کیا اور ہر دو گورنروں میں جنگ ہو گئی۔ خورشید پاشا نے قلعہ بانیہ میں باغی علی پاشا کا محاصرہ کر لیا۔

رومی عیسائیوں کو یہ موقع نہایت ہی عمدہ ہاتھ آگیا اور اتریا ناھی کمیٹی نے اپنے اغراض حاصل کرنے میں بڑی کامیابی حاصل کی۔ یورپ میں قدیم یونانی علوم و فنون کے تحصیل کرنے والے باہمہ تن یونان کی طرف دار ہو گئے۔ اور یونان کے ساتھ ہمدردی کا خیال عام طور پر بڑھنے لگا۔

اتریاکمیٹی کی مخفی سازش سے افلاق کا صوبہ۔ الکویلک بوجہ خیرخواہی سلطنت عثمانیہ کے قتل کردیا گیا اور ۱۸۲۰ء میں تمام عیسائی رعایا مملکتین کی سرکشی ہوگئی۔ سلطنت عثمانیہ مملکتین کی بغاوت فرو کرنے میں مصروف تھے کہ یکایک ولایت ماموره کے عیسائیوں نے بڑی گرم جوشی سے سر اٹھا کر مسلمانان مورہ پر وحشیانہ ظلم کرنے شروع کردیئے۔ اور بچوں و عورتوں کو نہایت ہی بیرحمی سے تہ تیغ کر ڈالا۔ چونکہ خورشید پاشا گورنر مورہ افواج موجودہ سے کر علی پاشا باغی کو مقابلہ میں مصروف تھا اور مورہ میں اس قدر فوج موجود نہ تھی کہ اس بغاوت کا تدارک کرسکے اور خالی میدان ہونے کے باعث بعض بعض قلعجات پر باغیوں کا قبضہ ہوگیا اور مسلمانان مورہ بعض قلعہ جات میں بغرض حفاظت محصور کردیئے گئے۔

رفتہ رفتہ اتنیکی اتریاکمیٹی کی سازش سے تمام جزائر بحر ابیض میں بغاوت پھوٹ گئی۔ اور باغیوں نے اکثر ممالک میں ڈاکہ زنی شروع کردی۔

اگرچہ گورنمنٹ عثمانیہ اپنے فرائض منصبی سے غافل نہ تھی اور ہر ایک طرف باغیوں کی سرکوبی کے لئے فوج روانہ کرتی تھی مگر ایسی پولیٹیکل پیچیدگی تمام امور مہمہ میں پڑ رہی تھی کہ نہایت نازک حالت ہوگئی تھی۔ اور لشکر قدیم ینگیچری نے بڑی سخت سرکشی اور نافرمانی اختیار کر رکھی تھی۔ اور تمام امور داخلیہ معقل ہوگئے تھے اور اس بغاوت کا سبب افسران فوجی کی کم مائگی اور فوج کی نافرمانی بیان کی گئی اور اتریاکمیٹی کی حیرت انگیز کارروائی سے ممالک عثمانیہ میں عام شورش ہوگئی تھی۔ لیکن جس وقت مورہ میں بغاوت پھوٹی اسوقت یورپ میں یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسا نہو کہ کہیں باغیونکو یورپ میں بھی بغاوت کرنے کا حوصلہ ہوجاوے اسی سبب سے ۱۸۲۲ء میں ایک کانگرس قائم کی گئی جسکے اغراض و مقاصد یہ رکھے گئے کہ بدامنی اور بغاوت خواہ کسی ملک یا کسی سلطنت میں کیوں نہو اسکے رفع کرنے کی تدابیر عمل میں لائی جاویں اور مفسدوں کی پوری پوری سرکوبی کرنے کی کوشش کی جاوے۔

چونکہ مورہ میں سخت فساد پھوٹا ہوا تھا۔ دول یورپ نے مورہ کے باغیوں کے قلع و قمع کردینے میں اپنی پالیسی عدم مداخلت کی مقرر کردی تھی۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ یورپ کے دماغ میں اچھی طرح سے یہ پاکیزہ خیال ابھی نہیں بسا تھا کہ اتنیکی اتریاکمیٹی نے اپنے مفسدانہ خیال کا اثر یورپ کے دلوں میں ایسا جمایا کہ اس کانگرس کے انعقاد سے کسی قسم کا نیک نتیجہ یا اثر مطلق ظاہر نہ ہوا بلکہ یورپ کو باغیونکے ساتھ ہمدردی کا بڑا بھاری خیال ہوگیا۔ اسواسطے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مفسدانہ کمیٹی اتریا کا کسی قدر حال لکھا جاوے۔

اتینکی اتریا کمیٹی

یعنے

یونان کی مفسدہ پرداز کمپنی

چونکہ یونان یونکو یورپ کی حمایت کا بڑا بھاری زعم ہو گیا تھا اسلئے یونان کے شریر النفس لوگوں نے اتنیکی اتریا نامی کمیٹی قایم کی جس نے گورنمنٹ یونان پر استقدر زور حاصل کیا کہ اسکے مقابلہ میں یونان موم کا ناک تھا جس طرف چاہا پھیر لیا اگرچہ اس مفسدہ پرداز کمیٹی نے بڑے بڑے انقلاب پیدا کیئے مگر آخر کو اسی کمیٹی نے یونان کو برباد اور تباہ کر ڈالا - اس لڑائی میں جو یونان پر فلاکت آئی اسی مفسدہ پرداز کمیٹی کا ظہور تھا اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اتنیکی اتریا نامی کمیٹی کے حالات مفصل طور سے بیان کیئے جائیں یونان جدید کی تاریخ میں اس کمیٹی کی بڑی وقعت ہے - محمد آفندی نے کتب تاریخ سے خلاصہ کر کے ایک رسالہ لکھا ہے اسد جودت پاشا نے اپنی تاریخ میں - اور ڈروینوسی صاحب نے فرانسیسی زبان میں ایک کتاب بعنوان (انسورہ کسیون ارہ ثہ سرا سیون دولاکرس) شایع کی ہے ان کتابوں سے ہم خلاصہ کر کے اتریا کا حال نذر ناظرین کرتے ہیں -

ایک رومی سوداگر مسمی (مانوئل اکسانتق) ۱۸۱۰ء میں ٹرکی کی دار السلطنت استنبول میں وارد ہوا اور ایک عرصہ تک رہکر مقام مانیہ کی طرف بایں غرض روانہ ہوا کہ روغن زرد یعنے گھی کی تجارت کا سلسلہ کسی کے ذریعے سے قایم کرے اسنے مانیہ میں داخل ہو کر بڑے بڑے سوداگر اور صاحب ثروت باشندونکے ساتھ خلا ملا و اتحاد قایم کیا اور وہاں سے جزائر یونان کی طرف روانہ ہو گیا اور وہاں سے سیر کرتا ہوا مقام ھوجریک کی سمت راہی ہوا - اسی سیاحت میں فران ماسون فریمیشن کے حقایق اور تمام حالات سے مطلع ہو گیا اس شخص نے بڑے بڑے سربرآوردہ رومیونکو اپنے ہم خیال کر کے ایک کمیٹی اتریا نامی قایم کرنے کی تجویز قایم کی اور اہل یونان کو اس امر کا پختہ یقین دلادیا کہ ملک یونان کو اسی کمیٹی کے وسایل سے آزادی حاصل ہوگی اور اپنے خیالات کو قوی اور ترقی دینے کے لئے فریمیشن کے اسرار و ضوابط دریافت کرنے میں ایسا کامیاب ہوا کہ اس کمیٹی کے قواعد و ضابطہ بھی اسی طور سے منضبط اور مرتب کئے -

اس کمیٹی کے ندیم و مصاحب یعنے اعلے درجہ کے ممبر نکولس اسکوف باشندہ ناردہ - اور چاکالوف باشندہ یانیہ تھے - تینوں شخصوں نے ملکر اس مفسد کمیٹی کے اغراض و مقاصد اور قاعدے منضبط کئے اور باہمی عہد و پیمان کئے اور آپس میں حلف و قسم کر کے باہمی گفتگو کرنے کے اشارات

و کتابات واصلاحات مقرر کئے۔

اس کمیٹی نے رومی حبشیوں کو اپنے ساتھ شامل کرکے ان کو یقین کلی دلایا کہ قومی ہمدردی اور قومی ترقی کا دارومدار اسی کمیٹی پر منحصر ہے۔ اس کمیٹی کا رئیس فرضی یعنی پریزیڈنٹ فرضی طور سے بڑی شان و شوکت والا آدمی بیان کیا گیا اور یہ تینوں شخص اس کمیٹی کے سینیر ممبر مقرر ہوئے جو طرح طرح کے فریب اور باتیں بنا کر اپنے دام میں گرفتار کرتے تھے اس کمیٹی کی مکاری اور فریب دینے کے طریقے اس درجہ کے تھے کہ جو شخص اس کمیٹی میں داخل ہوتا تھا اسکو اسقدر موقع نہیں دیا جاتا تھا کہ اس فرضی پریزیڈنٹ کا احوال دریافت کرسکیں مگر اس فرضی رئیس مہتم بالشان کا واقعی طور پر موجود ہونا ایسا ذہن نشین کرادیتے تھے کہ ان حبشیوں کو جو اس کمیٹی میں داخل ہوتے تھے پرلے درجے کے معتقد ہوجاتے تھے۔ ان کی فریب بازی کو اپنے واسطے بڑا سرمایہ جان کر ان کے شامل بالمحبت ہوجاتے تھے بہت سے امیر لوگ فقیر الحال اور مفلس ہوگئے اور رئیس مذکور کے نام پر اپنی تمام دولت اور ثروت کھو بیٹھے مگر ان کو آئندہ کی بہتری کے خیال بڑی بڑی امیدیں دلاتے رہتے تھے اس خیال سے عام لوگ اور خاص خاص آدمی اس کی شرکت سے باز نہیں آتے تھے یہ تینوں شخص جو اس کمیٹی کے بانی تھے انہوں نے تمام ممالک عثمانیہ میں دھوکہ دے کر ملک گیری کا اطمینان کلی طور پر دیتے رہے اور ان کو کمیٹی میں داخل کرکے یہ ذہن نشین کرتے رہے کہ اس طرح سے کارروائی کرنے پر شاہنشاہ مشرقی روم کا زمانہ دوبارہ عود کر آئیگا۔ یعنی جو زمانہ گذشتہ میں بڑی بھاری زبردست عظیم الشان سلطنت رومیوں کی استنبول میں تھی وہی حاصل ہوجاوے گی اس طرح سے اس کمیٹی کی شہرت بڑھنے لگی اور اس معتمد کمیٹی کے اخراجات سے جا بجا ممبر گشت کرتے لگے۔

علاقہ صودہ اور علاقہ تھسالیا یعنی تھسلی کے باشندے اعلیٰ درجہ کے جاہل حبشی اور خونخوار تھے وہ فطرت اور جبلت کے اقتضا سے باغیانہ زندگی بسر کرنے کے عادی تھے وہ عموماً اس کمیٹی میں جان و مال سے داخل ہوگئے۔

اس اتحادیہ کمیٹی نے اپنے ممبروں کے چار درجہ مقرر کئے قسم اول میں راہبی قسم دوئم میں پادری قسم سوئم میں ناصح قسم چہارم میں معمولی اشخاص اور دو عہدے لشکری تجویز کئے۔ اول رئیس دوئم فدائی اگرچہ اس کمیٹی کے اغراض ایک ہی قسم کے تھے مگر اسکے ممبروں میں باعتبار علم و اخلاق اور تونگری و فقیری کے بہت تفاوت تھا جو شخص جس کام کے مناسب معلوم ہوتا تھا وہ کام اسکے سپرد کیا جاتا تھا امیروں اور تونگروں سے روپیہ حاصل کیا جاتا تھا اور اس روپیہ سے ہتھیار و سامان حرب

وضرب خرید کر غریبوں اور فقیروں کو مسلح کیا جاتا تھا جس شخص میں کمیٹی کے اغراض اور مقاصد کی اشاعت کرنے کی قابلیت دیکھتے تھے اُسکو سیاحت کرنے اور دھوکہ دینے پر متعین کیا جاتا تھا تمام ممبران کمیٹی نے اپنے آپ کو اور اپنے اوقات کو اس مقصد کمیٹی پر نذر اور وقف کر دیا۔

ثرویہ کا ایک شخص صاحب دولت وجاہت جارج نامی بہت مشہور تھا کسی پولیٹکل معاملہ میں وہ ثرویہ سے بھاگ کر مقام بساربیا کو چلا گیا تھا کمیٹی نے ثرویہ میں اپنا اثر جمانے کے لئے اس سے بہتر اور کوئی شخص نہ پایا اس کمیٹی کا ایک ممبر مسمی غلاتی سینے پر گورنمنٹ روس کا نشان سینٹ ان مینے تمغہ لگائے ہوئے بوقت شب جارج کے مکان پر گیا جارج یہ تمغہ دیکھ کر نہایت ہی تعظیم سے پیش آیا مسمی غلاتی نے یہ تمغہ زیب تن کر کے اپنے آپ کو روسی جاسوس ظاہر کیا اور جارج سے یہ بیان کیا کہ میں ملک روس سے خاص اس غرض کے لئے آیا ہوں کہ ممالک عثمانیہ ترکی عیسائیوں کو بغاوت پر آمادہ کروں تاکہ عیسائی اپنی قدیمی سلطنت کو آزادی حاصل کر کے ترکوں سے واپس لے لیں۔ اور شاہنشاہی شرقی روم کی بنیاد ڈالیں اور یہ بھی بڑے رسوخ کے ساتھ ظاہر کیا کہ باشندگان موره و روم ایلی بغاوت پر آمادہ ہو رہے ہیں اس لئے ثرویہ میں بھی اس کی تحریک ہونی واجبات سے ہے غلاتی نے ہر طرح سے باتیں بنا کر جارج پر ایسا اثر ڈالا کہ اُس نے تسلیم کر کے منظور کر لیا۔ اور اس کمیٹی میں خود بھی داخل ہو گیا۔ اور جارج کو یہ بھی فریب دیا گیا اور اُس سے کہا گیا کہ اگر ثرویہ میں بغاوت کرنے پر کامیابی ہو گئی تو ممکن ہے کہ ثرویہ کی حکومت تمہارے سپرد کی جاوے جارج مذکور بحیثیت ممبر ہونے کے مع اور دو ممبروں کے ثرویہ میں بغاوت پھیلانے کی غرض سے مستعد ہو گیا اور وہاں پہنچکر کمیٹی کی خدمت میں مصروف ہوا یعنی بغاوت کے اسباب پھیلانے لگا مگر جس پولیٹکل معاملہ کی وجہ سے وہ ثرویہ سے بھاگا تھا اسی علت میں گرفتار ہو کر قتل کر دیا گیا چاہ کن راچاہ درپیش سے اے دل جو تو کسی کو کلپائے گا۔ یہ یاد رہے تو بھی نہ کل پاے گا + اس دار مکافات میں سُن اے غافل۔ جو آج کرے گا سو وہ کل پائیگا + جارج مذکور کے قتل ہونے کی خبر جب اتریا کمیٹی کو پہنچی تو اسکو ثرویہ میں ناکامیابی ہونے سے بڑا صدمہ ہوا اب اس کمیٹی نے روس کی طرف اپنا خیال دوڑایا اور چار شخص مسمی اناگوستر ا رومی بحری کپتان اور کرے سواسیاتی اور غیرا کوپولو اور ریانی فارماکی نامی لوگو نکو اس کمیٹی کی طرف سے بہت سا روپیہ بغرض اخراجات سفر دے کر مقام ماسکو کو روانہ کئے اور انہوں نے روس میں داخل ہو کر ماسکو کی متعینہ کمیٹی کے ممبروں سے ملاقات کی اور وہ وہاں کے دولتمند سوداگروں کی رومی کمیٹی میں داخل کی گئی ۱۸۱۷ء میں شہنشاہ روس نے اس کمیٹی کے بعض سر آوردہ ممبروں کو اپنی بارگاہ میں

قبول کر کے ان کو بڑی بھاری امیدیں دیں۔ اس کمیٹی کا بڑا مرکز استنبول کے مقام فنار میں ۱۸۱۸ء میں بانیان کمیٹی نے تجویز کیا اور بہت سے ممبروں کو کمیٹی کے مصارف سے مقامات سلونیکا۔ تریپولی۔ چاملیجا۔ صیولیجا۔ موره۔ مانیا۔ اولاق۔ بغدان۔ جزائر بحر ابیض اور اناطولیہ کو نیز کے بندرگاہ بیت المقدس اسکندریا کی طرف روانہ کیا۔

فرامیسنی اسرار اس کمیٹی کے ممبروں کو بخوبی معلوم تھے انھوں نے وسوکہ دیکر دولتمند سوداگر معزز اہل پیشہ پادری راہب) اور وہ لوگ جو قدیم زمانہ سے سلطنت عثمانیہ کے خیرخواہ اور جاں نثار تھے اس کمیٹی میں داخل ہوگئے اور اس کمیٹی کے ممبروں نے سلطنت عثمانیہ کی خیرخواہی کے بجاے بدخواہی کے زہر آلودہ خیال پیدا کر دیے اور اس کمیٹی کے اغراض اور مقاصد پوشیدہ طور پر دل میں رکھ کر آزادی کے دھن میں سلطان کے برخلاف مصروف رہتے تھے پاٹریارک غریغوریوس جو سلطنت کی طرف سے اعلیٰ عہدہ روحانی رکھتا تھا اس کمیٹی کا اعلیٰ ممبر تھا اور ارکین سلطنت کے ذاتی خدمت گذار باورچی۔ حقہ بردار۔ کافی پلانے والے اس کمیٹی میں داخل تھے۔

ہم بیان کر چکے ہیں کہ یہ کمیٹی رومیوں کی ایک فرضی رئیس کے نام سے چل رہی تھی جبکہ مملکت عثمانیہ کے تمام عیسائی اس کمیٹی میں داخل ہوگئے اسوقت اسکے سرغنوں اور سربرآوردہ ممبروں میں یہ مشورہ ہوا کہ اب رئیس فرضی اٹھا دیا جاوے اور کوئی رئیس ایسا تجویز کیا جاوے کہ جسکا اثر تمام رومیوں پر پڑے اسوقت دارالسلطنت روس کا ایک شخص مشہور شہرۂ آفاق تھا جسکو کونٹ کاپودیسٹریا رئیس کہتے تھے۔ اس کمیٹی کا رئیس اعظم یعنے پریزیڈنٹ مقرر کیا گیا اور تمام سرغنوں اور سربرآوردہ اشخاص کے نام رئیس اعظم کی جانب سے ضروری احکام جاری کئے گئے اور ایک معاہدہ رؤسا و ممبران اعلیٰ کا اس کمیٹی میں حسب ذیل ہوا پوشیدہ طور پر اس پیشین کے حرکت دینے والوں میں جن کے دستخط ذیل میں ہیں یہ اتفاق ہوا کہ مقصد ہمارا ایک ہے اس کی اشاعت کے لئے ہمکو ہر ایک ملک میں سفر کرنا چاہیئے گا اور مقتضاے وقت اور زمانے کا خیال کرنا پڑے گا اور نیز پابندی رسم و رواج کی جداگانہ کرنی ہوگی۔ اور ہر ایک شخص ہم میں سے اپنا برتاؤ جداگانہ رکھ سکیگا۔ مگر وہ قانون جسکی پابندی ہم سب کو متحد ہو کر کرنی ہوگی۔ اور وہ بنیاد اس کارروائی کی ہے۔ آپس میں اتفاق کے ساتھ حسب ذیل قرار پایا (۱) وہ اشخاص جنکے ذیل میں دستخط ہیں جب اپنے کاروبار ضروری سے فراغت پاوینگے اس کمیٹی کی خدمت میں مصروف رہیں گے۔ ان میں سے انداون کومیوزوبلو اور اوناثی سیکرے جو اس وقت ماسکو میں ہیں اپنے معاملات ذاتی کو کسی صورت میں لا کر چھ ماہ کے واسطے اور کاذ جو اس وقت غلوص میں ہے تین ماہ کے لئے۔ اور نیا پونت شیکرے

ہمیشہ کے لئے استنبول قسطنطنیہ میں مقرر کئے گئے لیکن **پناپوت شیکری** قسطنطنیہ میں رہنے کی وجہ سے سیاحت سے مستثنےٰ رہے گا۔

(۲) تمام ممبروں کی کارروائی کی اطلاع رکھنی ہوگی اور جس قدر اسامات اور مبلغان اتریاکمیٹی کے نام آوینگے وہ دوسرے ممبروں کو اطلاع کر کے مبلغان مذکورہ کو اتریا میں جمع کرتے ہونگے۔

(۳) اس اتریا کمیٹی کے بانی اور رئیسوں کو کسی پر ظاہر نہ کیا جاویگا اور جو اس کمیٹی میں نئے ممبر داخل ہونگے۔ اُنپر بھی رئیسوں کا پتہ ونشان ظاہر کرنے میں پرہیز کرنا ضروری ہوگا اور رئیس اپنے رئیس ہونے کو مخفی رکھیگا اور ہر ایک کو غیر قوم سے زیادہ دوستی کرنے سے حتے الامکان بچنا ہوگا۔

(۴) **مانوئل اکسانتو** سینٹ پیٹرزبرگ میں پہنچکر کونٹ کاپو ویسٹریا سے ملاقات کر کے تمام کیفیت کی اطلاع کیا کرے گا اور جس قدر احکام صادر ہونگے ان کی بھی اطلاع ممبران کمیٹی کو کیا کرے گا۔ یہ معاہدہ سب کی رائے سے ۲۲ اکتوبر ۱۸۱۸ء کو دستخط کیا گیا۔

افلاق اور بغدان میں اناگنو ستو پیلو ممبر درجہ اول وسرغنہ رہزناں بغاوت کی ضروریات اور مہمات مہیا کر دینے کے لئے مقرر کیا گیا اس نے سربرآوردہ سرغنوں کو اس مضمون کی اطلاع دی کہ بکرش اور یاسی میں بڑا تجارتی کارخانہ کھولنے کی ضرورت ہے اب تک یہاں کے مسلمانوں کو ہماری کسی کارروائی کی اطلاع نہیں ہوئی ہے اور یہ مقام بہ نسبت اور مقامات کے ہمارے اغراض ومقاصد حاصل کرنے کے لئے زیادہ مناسب ہے۔ یہاں کے رومی باشندوں میں مالی امداد کی مقدور نہیں ہے مگر جان دینے کو سب آمادہ ہو رہے ہیں۔

استنبول میں مانوئل اکسانتو نے یہ تدبیریں کرنی شروع کیں کہ تمام رومیوں کے معاملات ذاتی آپس میں طے ہوا کریں جس معاملہ میں رومیوں میں تفرقہ پڑنے کا احتمال ہوتا تھا اُس کی تدارک کرنے میں از حد کوشش کی جاتی تھی۔

پاٹریک رومی غریغوریس جو اعلےٰ درجہ کا مذہبی شخص رومیوں میں تھا اور عزت وقعت سے رومیوں میں اپنا نظیر نہیں رکھتا تھا رومیوں کی اصلاح میں بڑی کوشش کرتا رہا۔ اسنے باشندگان **مانیا** کی طرف جو نہایت ہی خونخوار اور وحشی تھے حسب ذیل مضمون کی تحریر روانہ کی۔

چونکہ رومیوں نے باہم متفق ہو کر علوم یونانی کو ترقی دینے کے لئے مدرسہ عمومی کی بنیاد ڈالی ہے مجھ کو یہ باعث فخر ہے واقع میں تمام رومی فلاسفران یونان اور بڑے بہادروں کی نسل سے ہیں اور اسکا ثبوت اس مدرسہ عمومی کی بنیاد ڈالنے اور متفقہ کوشش کرنے سے معلوم ہوگا ہماری جانب سے ضروری معاملات میں امداد کی جاتی تمام قوم کو آشکارا ہے جسقدر آپ صاحبوں میں قدرت ہو اُس قدر

کوشش کرنی نہایت ضروریات سے ہے۔

پاٹریک غزیغوریس نے اس تحریر میں علوم یونانی اور مدرسہ عمومی کا جو بیان کیا اسکو بڑی خوبصورتی سے نبھایا یعنے اتریا کے اصل معنے یہی ہیں اس لفظ سے دو مطلب مفہوم ہوتے ہیں ایک تو علوم یونانی دوسرے مدرسہ عمومی۔ اتریا باعتبار لغت کے ان معنوں کے ساتھ بہت موضوع ہے لہذا اسی عنوان اور غرض سے اس کمیٹی کا نام رکھا گیا ہے۔

مورخوں کا بیان ہے کہ پاٹریک غزیغوریس کو اس اتریا کمیٹی نے مالا مال کر دیا تھا اور اسکا رسوخ مانیہ کے عیسائیوں میں بہت کچھ ہو گیا تھا جب اہل مانیہ کو اسکی تحریر پہنچی تو وہ سب کی سب بغاوت پر آمادہ ہو گئے اور پختہ طور سے آپس میں عہد و پیمان ہو گیا اور باہمی حلف اور قسم لیکر مرنے اور مارنے پر مستعد ہو گئے۔ علاوہ اسکے مقام قصبہ اسماعیل میں اتریا کمیٹی کی طرف سے ایک جنرل میٹنگ منعقد کی گئی جس میں مندرجہ ذیل امور فیصل ہو کر قرار دیے گئے

(۱) دولت علیہ عثمانیہ کے مقابلہ پر سرویہ کو بر سر بغاوت برانگیختہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ اشقودرہ کے اہل اسلام بہادر اور بڑے جنگ جو ہیں اور ہر وقت جنگ کے لئے مستعد رہتے ہیں۔

(۲) مانٹی نگرو کے باشندونکو رہزنی کے واسطے اشقودرہ کے خاص خاص مقامات میں روانہ کرنا چاہیے۔

(۳) ایک سینیر ممبر کمیٹی کو مانیہ روانہ کرنا ضروری ہے تاکہ رومیوں اور علی پاشا باغی کے درمیان اتحاد اور دوستی قایم کر کے ایک تحریر قرار داد قرار دی جائے۔ پاٹریک غزیغوریس کو اس بات پر مستعد کرنا لازمی ہے کہ جزائر بحر ابیض اور علاقہ مورہ میں بطور سیاحت داخل ہو کر حتے الامکان تمام رومیونکو نہایت جلدی کے ساتھ آمادہ بغاوت کرے۔

(۴) کمیٹی اتریا کے قبضہ میں جو دس جہاز تجارتی ہیں ان سے بحر ابیض میں جہازات جنگ فراہم کریں۔

(۵) مملکتین سے مالی امداد۔ مورہ کے باشندونکو روانہ کر کے مصر، قبرس سے کافی چندہ جمع کرنا چاہیے۔

(۶) مورہ میں اسلحہ حرب و ضرب کا پہنچانا اور کسی تدبیر سے گورنر مصر کے ماتحت جو رومی لشکر ہے اسکو مورہ میں لانا ضروریات سے ہے۔

اتریا کمیٹی نے مندرجہ بالا تجاویز کو بڑی پختگی سے قرار دیا۔ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ رومی عیسائیوں میں یہ عام خیال تھا کہ شہنشاہ شرقی روم از سر نو زندہ و قایم کریں مگر جہانتک تجربہ سے

معلوم ہوا اور واقعات سے ظاہر ہوا وہ یہہ ہے کہ اس اتریا کمیٹی نے عیسائیوں کو بڑے بڑے نقصانات نقصان پہنچائے اور لاکھوں عوام الناس عیسائی رومیونکو ترکی تیغ سے قتل کرادیا۔ اور طرح طرح کی اذیتوں اور مصیبتوں میں پھنسادیا۔ اور بڑے بڑے رومی عیسائیوں کے خاندان کو اس کمیٹی نے بغاوت کے جرم میں صفحہ ہستی سے نیست و نابود کرادیا۔ باوجود ان مصائب و کرب کے گورنمنٹ یونان نے اس کمیٹی کی خاص طور سے رعایت کی۔ یونانیوں کی فطرت کا اقتضا ہے یا یہ کہ کوہستان سنگلاخ وحشت ناک سرزمین یونان کی تاثیر ہے کہ باوجود ان مصیبتوں کے جو زمانہ گذشتہ میں (اتریا) کمیٹی کی وجہ سے رومیوں پر نازل ہوئیں۔ پھر ان واقعات کو نظر انداز کر کے (اتریا) کمیٹی کی فریبادہی کو قومی خیرخواہی پر محمول کرتے ہیں۔

جزیرہ (گریٹ) یعنی کریٹ میں بغاوت پھیلانے اور واقعات جنگ سلطنت عثمانی اور گورنمنٹ یونان کے درمیان میں پیش آنے اس مفسد کمیٹی کی متواتر کوششوں کا نتیجہ ہے آخر جنگ میں گورنمنٹ یونان کو نہایت وثوق کے ساتھ اس کمیٹی نے اعتبار دلایا تھا کہ گورنمنٹ یونان کی طرف سے اعلان جنگ ہونے پر تمام رومی عیسائی رعایا ممالک عثمانیہ کے ترکوں سے باغی ہوجاویگی۔ گورنمنٹ یونان کو ان لفظوں سے بڑی جرات پیدا ہوئی اور اسی دلیری کی وجہ سے یہ جنگ وقوع میں آئی مگر اس جنگ کا نتیجہ خلاف امید (اتریا) کے ظہور میں آیا جس نے یونان کو سخت بربادی میں ڈالا۔ پھر یونانیوں نے یہ دھوکہ اور چالاکی کی کہ ترکوں کے برخلاف اپنی آزادی کا ڈھنگ اس طرح سے نکالا کہ ۱۸۲۱ء میں مالداویا اور ولیشیا کے ہمراہ ہوکر ملک میں بغاوت پھیلادی جس کو ترکوں نے بڑی مشکل سے فرو کی جب یونانی اس گھات سے بھی کامیاب نہ ہوسکے تو ماہ مارچ ۱۸۲۱ء میں شہزادہ الگزنڈر نے آزادی کا اعلان کردیا اور ۶ اپریل ۱۸۲۱ء کو ہلالی پرچم کے مقابلہ میں صلیبی جھنڈا بلند کردیا اور آزادی حاصل کرنے کی غرض سے لڑائیاں شروع کردیں ترکوں نے یونانیونکا بہت کچھ صفایا کیا چنانچہ ۲۳ اپریل ۱۸۲۱ء کو یونانی پٹریارک قسطنطنیہ میں مارا گیا۔ کچھ تھوڑے عرصہ تک امن و چین ہوگیا تھا لیکن ۲۷ جنوری ۱۸۲۲ء میں یونانیوں نے پھر دوبارہ آزادی حاصل کرنے کا اعلان شائع کردیا اور مقامات موریا اور سلونگی کو جون و نومبر میں یونانیوں نے فتح کرلیا۔

اخیر جنوری میں ترکوں نے جزیرہ کا نیھتہ کا محاصرہ کرلیا اور ۱۱ اپریل ۱۸۲۲ء میں ساحل اناطولیا کے قریب جزیرہ سیو کا بھی محاصرہ کرلیا اور اسپر عثمانی فوج نے اسقدر گولہ باری اور آتش فشانی کی جس کی آئی جنگ دنیا میں مشہور بھی ہوئی ہے۔ اس مقام پر بڑا بھاری قتل عام ہوا جس میں ترکوں نے اپنے

ہاتھوں سے چالیس ہزار آدمیوں کو قتل کرڈالا اور جولائی ۱۸۲۲ء کو جزیرہ صنوبر میں بھی قتل عام کا بازار گرم ہوا لیکن ستمبر ۱۸۲۲ء میں کارنتھ پر یونانیوں کا قبضہ ہوگیا جس پر ترکوں نے جنوری مہینے میں محاصرہ کیا تھا بعدازاں بارگاہ سلطانی سے اس عام شورش کا انسداد بڑے اہتمام سے کئے جانے اور بری و بحری افواج سے بغاوت کا قلع و قمع کردینے میں ۱۲۴۰ھ ہجری مطابق ۱۸۲۴ء میں احکام صادر ہوئے۔

رشید پاشا کمانڈر افواج رومایلی نے زیر کمان اسماعیل پاشا آٹھ ہزار فوج اور دوسری ایک افسر کے ماتحت چار ہزار فوج روانہ کی اور ایک فرقہ بریگیڈیر (دستہ فوج) کی طیاری اور وہاں سے کے واسطے مقام جالنہ کی طرف روانگی کے لیے حکم صادر فرمایا۔ رشید پاشا نے بذات خاص اپنی آمادگی مساوتگی کی طرف جو باغیوں کا بڑا مہم مرکز تھا بارگاہ سلطانی میں ظاہر کرکے عرض کیا کہ عثمانی جنگی بیڑے کی طیاری اور اس کی روانگی کے بارے میں شہنشاہی حکم نافذ فرمایا جائے چنانچہ فوراً رشید پاشا فوج لیکر جالنہ کی طرف روانہ ہوئے اور اثنائے راہ میں کئی جنگ باغیوں سے زور شور اور ثابت قدمی سے کئے مگر عثمانیہ فوج ظفر موج پوری پوری طرح سے بہادری کے ساتھ سرکوبی کرتی ہوئی جالنہ تک پہنچ گئی اور اس علاقہ کا انتظام کرکے میسلون کا محاصرہ براہ خشکی ہمت سے کرلیا اور سلطان المعظم کے حکم سے خسرو پاشا امیر البحر اٹھارہ جہازات جنگی لے کر گیارھویں تاریخ ماہ رمضان المبارک ۱۸۲۴ء مطابق ۱۲۴۰ھ ہجری کو میسلون کی طرف روانہ ہوا اور براہ بحری میسلون کا محاصرہ کرلیا اسی اثنا میں ابراہیم پاشا گورنر مورا کے ساتھ باغیوں کے سخت مقابلے ہوئے جس کی تصویر ذیل میں ہے۔ پاشا مذکور نے تعاقب کرکے دشمنوں کو زیر و زبر اور منتشر کردیا۔ اور تین جہاز معہ سامان و مہمات جنگ ابراہیم پاشا کے قبضے میں آئے اور بقیۃ السیف گرفتار کئے گئے اور قلابوت کی طرف روانہ کردیے۔ چونکہ علی نامق پاشا اور سالم پاشا باغیوں کی قید میں تھے مابنہ بک۔ یورغاکی۔ پترا کی سرغنوں کے ساتھ معاوضہ ہوکر چھوڑ ا دیے گئے۔ اور ابراہیم پاشا کا قبضہ مورا پر ہوگیا اس واقعہ کے بعد ابراہیم پاشا نے ترابولیجہ کے باغیوں کی سرکوبی کرکے انددہ کی گھاٹیوں پر بڑی جانفشانی سے قبضہ کرلیا۔

قزل حصار پر باغیوں کے ایک بڑے جرگہ نے حملہ کیا ہوا تھا مگر عمر پاشا نے بہت سو مفسدوں کو تلوار کی گھاٹ سے اتار دیا اور باقی بُرے حال سے بھاگتے ہوئے نظر آئے ابراہیم پاشا ترابولیجہ سے خسرو پاشا امیر البحر رشید پاشا کی امداد کو روانہ ہوئے اور بموجب

تصویر نمبری ۱۴۵ - ابراہیم پاشا مرحوم سابق کمانڈر کریٹ

حکم شہنشاہی محمد علی پاشا جہاز اور منتظم جہادی کمان محرم بک کی غرض سے بھیجے کے محاصرہ میں میسلون کے دس دس میل تک دلدل تھا اور تھوڑے باغیوں نے خندقیں کے قریب جزیرہ باعتبار اپنے اپنے مقام سے باغیوں نے اُن پر پانچ توپیں تمام مال و اسباب باغیان میسلون رکھا ہوا تھا اور میسلون جزیرہ مذ لیفتوز نہایت پختہ تعمیر محفوظ کر لیا تھا۔

گورنر مصر نے چند جنگی لشکر یعنے مجاہدین زیر کے بغاوت فرو کرنے اور یہ فوج میسلون شامل ہو گئی - تینوں طرف تقریباً نہایت دشوار گذار تھوڑے فاصلہ پر کھودی تھیں میسلون اسلقوز میں جو موقع کی نہایت محفوظ پختہ دمدمہ تعمیر کرا کر چڑھادی تھیں اور مع اہل و عیال کے نے اس جزیرہ میں کی مغربی جانب میں چار دمدمے کرا کر چھ توپوں سے

حملہ جزیرہ اسلقوز

ترکوں نے آپس میں مشورہ کر کے یہ بات قرار دی کہ پہلے سرنگیں کھود کر خندقیں بھروائی جاویں اور راستہ صاف کر کے محاصرہ کو مضبوطی دی جاوے اور بندرگاہ کے خاص خاص مقامات اور باغیوں کے راستے کا معائنہ کیا جاوے چنانچہ ترکوں نے یہ کل انتظام کر لیا اس وقت مجاہدین کا لشکر زیر کمان کرنل حسنی بک یکم شعبان ۱۲۴۱ھ ۱۸۲۵ء کو جزیرہ اسلقوز پر حملہ کیا اگرچہ جزیرہ کے بلند مقام سے ترکوں پر سخت اور شدت سے گولہ باری ہو رہی تھی - لیکن جہادی لشکر برابر پیشقدمی کرتے ہوئے چلے جا رہے تھے - اور بڑی جرات و استقلال سے قدم بڑھا رہے تھے

جس وقت جزیرہ ایک گولی کی زد کے قریب رہ گیا تو کرنل حسنی بک نے بڑی بہادرانہ ہمت اور تہور سے اپنے آپ کو دریا میں ڈالدیا۔ کرنل مذکورالصدر کا دریا میں کودنا تھا کہ تمام مجاہدین دریا میں اُتر پڑے۔ اور بہادری لشکر دریا کو طے کرتا ہوا پرلے پار باغیوں کے دمدموں سے لٹک گئے اور بڑی بہادری سے چڑھ چڑھ کر آفتاب غروب ہونے سے پہلے جزیرہ میں داخل ہو گئے۔ باغیوں نے بھی بڑی سرگرمی سے ترکوں پر آگ برسانی شروع کی ہوئی تھی۔ جس قدر ترک بچے انہوں نے تمام باغیوں کو سنگینوں سے ہلاک کر کے قبضہ کر لیا۔

حملہ جزیرہ اندلیقوز

۳ تاریخ ماہ شعبان ۱۲۴۱ھ / ۱۸۲۵ء کو جزیرہ اندلیقوز کی جانب رشید پاشا اور ابراہیم پاشا خشکی کی راہ سے روانہ ہوئے۔ اور کرنل حسنی بک بحری راہ سے حملہ آور ہوئے باغیوں نے خشکی میں رشید اور ابراہیم پاشا کو بہت دق کیا اور اسقدر ترکوں پر آتشباری کی گئی کہ نو علمبردار ترک یکے بعد دیگرے شہید ہوئے مگر کمال بہادری اور ثابت قدمی سے جھنڈا کو زمین پر سرنگوں نہونے دیا اور نہایت ہمت اور استقلال سے آگے کو بڑھتے چلے گئے۔

دوسری طرف بہادر کرنل حسنی بک نے بحری حملہ شروع کر دیا اور یہ کمال کیا کہ چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں بڑی بڑی توپیں چڑھا کر باغیاں پر گولہ باری شروع کر دی جس سے باغیوں کے اوسان خطا ہو گئے حسنی بڑے استقلال اور حوصلہ سے آتش فشانی اور گولہ رانی کرتا ہوا برابر بڑھتا جا رہا تھا جب قریب پہنچا تو حسنی بک نے یہ جرأت دکھائی کہ وہ کشتی سے دریا میں کود پڑا حسنی کا کودنا تھا کہ تمام فوج دریا میں تیرنے لگی اور تیر تیر کر جزیرہ میں داخل ہو گئی اور باغیوں پر جوانمردی سے حملہ کر کے سنگینی لڑائی شروع کر دی اور ایک ایک کو سنگینوں کی نوکوں پر اُٹھا لیا اور تمام باغیونکو مردہ بنا دیا۔ صرف بیس باغی نیم جان ہو کر فرار ہونے پائے اور باقی باغیان بقیۃ السیف نے بڑی عاجزی سے فرمانبرداری قبول کی اور بہت سے باغیونکو مانیہ اور میرونہ کی طرف جلاوطن کر دیا گیا۔ دوسری طرف رشید پاشا کو معلوم ہوا کہ جالینہ کے فراری باغی ایک محفوظ مقام میں پناہ گزین ہیں۔ ایک دستہ سوارونکا اُن کے تعاقب میں روانہ کیا۔ انہوں نے یہ بہادری دکھائی کہ دو سو باغی مع توپ اور ڈیڑھ سو گولوں کے گرفتار کئے اور باقی باغی قتل کر دیئے گئے۔ دوسری جانب احمد پاشا متصرف چوزمے غوستون کے میدانوں میں سختی سے مقابلہ کر کے باغیونکو تہ تیغ کر ڈالا۔ اور رشید پاشا کی اردنوٹ فوج نے درخواست کی کہ ہم کو بھی کسی مہم پر روانہ کئے جانے کا حکم دیں یہ فوج

اگرچہ بڑی بہادر تھی مگر سرکشی اور جہالت کی وجہ سے اُس زمانہ میں اپنے افسران فوجی کی اطاعت نہ کرتی تھی۔ اور اس فوج کے دیگر افسران فوجی بھی تعلیم یافتہ نہ تھے۔ اگرچہ رشید پاشا کو اس فوج کا مقابلہ پر بھیجنا دل سے منظور نہ تھا مگر اُن کے اسرار کرنے پر زیر کمان مصطفےٰ بک کے مسلون کی شمالی جانب ایک جھیل کے قریب جہاں باغیوں نے کئی پختہ دمدمے بنا کر مناستر کو مستحکم کر دیا تھا۔ ارنوٹ افواج کو روانہ کر دیا یہ فوج اگرچہ تعلیم یافتہ نہ تھی لیکن اول درجہ کی جاہل اور بہادر تھی مقام مناستر میں اس فوج سے معرکہ آرائی کے وقت حرکات فوجی مرتب کرنے میں بڑی غلطی ہو گئی۔ جسکا نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ اس فوج نے حملہ کرتے ہی شکست کھائی اور پسپا ہو گئی۔ رشید پاشا نے جسوقت یہ خبر سنی ہو وہ آگ بھبولا ہو گیا اگرچہ وہ تدارک کرنا چاہتا تھا مگر تدارک کا وقت نہیں رہا تھا اتفاق سے رشید پاشا کے جسم میں گولی لگی اور اس گولی کے لگنے سے فوج بھی اُس جگہ سے واپس ہو گئی فوج کا واپس ہونا تھا کہ باغیوں کے حوصلے بڑھ گئے۔

کرنل حسین بک جہازی فوج لیکر مقابلہ پر روانہ ہوئے اور باغیان مذکور سے بڑی دلیری کے ساتھ آگے بڑھ کر لڑتے رہے اور باغی بھی قدم جمائے ہوئے جمے رہے یکایک حسین بک کے سینے پر متواتر دو گولیاں لگیں اور آفتاب کے غروب ہو جانے سے تاریکی چھا گئی تھی جہادی لشکر مجبور ہو کر واپس آ گیا اور حسین بک دو روز زندہ رہ کر جام شہادت نوش کر کے راہی عالم بقا ہوا اس جانکاہ صدمہ سے تمام فوج کو صدمہ ہوا مسلون کے باغیوں کو سامان رسد پہنچانے میں ترکی جنگی بیڑوں نے متواتر حملے کئے ایک دفعہ باغی بڑی سرگرمی سے چالیس جہازوں سے حملہ آور ہوئے پندرہ کشتیوں میں مہمات جنگ بھرا ہوا تھا کئی گھنٹے تک باغی بڑی ثابت قدمی دکھاتے رہے لیکن بیڑہ جنگی کی متواتر گولہ باری کی تاب نہ لا سکے اور سخت نقصان اٹھا کر پسپا ہو گئے۔

مسلون میں جب کہ سامان رسد نہ پہنچ سکا تو پانچ ہزار باغیوں نے ایک معاہدہ قرار دیا اور اُس معاہدہ کو توڑ کر ایک شبخون مارنے کی تجویز کی۔ چنانچہ باغیوں نے رات کے وقت پہاڑوں سے جھنڈے دکھا کر اندرونی اور بیرونی جانب سے لشکر عثمانی پر جان توڑ حملہ کرتے ہوئے دکھائی دیے ترکوں کو ایسے حملے کا ہر وقت خیال رہتا ہے وہ بھی مستعد بیٹھے ہوئے تھے تاہم ایک رومی پادری نے بھی اس شبخون مارنے کی خبر کر دی اور فوراً بحری و بری عثمانی فوج حملہ روکنے کے لئے کمر بستہ اور تیار ہو گئی رات کو جسوقت باغیوں نے بڑے زور شور سے حملہ کیا ترکوں نے بالمقابلہ ہو کر تمام باغیوں کو راتوں رات نیست و نابود کر دیا اور مسلون پر عثمانی قبضہ ہو گیا اور مسلون کے مضافات میں بھی ترکوں نے تعاقب کر کے باقی رہی سہی بغاوت کا بھی خاتمہ کر دیا۔

چونکہ سالہا سال سے ممالک عثمانیہ میں یہ بغاوتیں سر اٹھا رہی تھیں اور ان بغاوتوں کا بڑا سبب یہ تھا کہ سلطنت عثمانیہ اندرونی و بیرونی پولیٹکل پیچیدگیوں میں مبتلا تھی ایسی نازک حالت میں پوری طرح سے بغاوت کا فرو کرنا اور امن امان کا ہو جانا عام طور پر ترکوں کے لئے باعث مسرت و خوشی ہوا۔

لارڈ بیرن جو جارج گارڈن نوئل بیرن کے نام سے مشہور تھا ۱۸۲۳ء کے شروع میں مقام مسلونگی میں آیا جو ۱۷۸۸ء میں پیدا ہوا تھا اس نے اپنی دولت اور اقتدار اور رعب کو یونانیوں کے سامنے جو اپنی آزادی کی کوشش کر رہے تھے۔ اپنی علمی لیاقتوں۔ اور قومی جوش اور قومی ہمدردی کا بے نظیر اظہار کر کے ۱۹ اپریل ۱۸۲۴ء کو ۳۶ برس کی عمر میں مقام مسلونگی میں فوت ہو گیا جس کی باڈی گارڈ میں مسٹر ٹری لاونی بھی موجود تھا۔

تصویر نمبری ۱۴۵

مسٹر ایڈورڈ جان ٹری لاونی یونانی لیڈر

مسٹر ای۔ جے۔ ٹری لاونی یونان کا ایک رفیقار رہا ہے جو ۱۷۹۲ء کو کارنوال کے ایک بڑے خاندان ٹری لاونی میں پیدا ہوا اور ۹۰ سال کی عمر حاصل کر کے ۱۸۸۱ء میں فوت ہو گیا مسٹر موصوف ایک عرصہ تک مقام لندن میں رہ ہیں جہاں پر اسکے طویل قد اور روشن چہرہ کو اکثر لوگ جانتے ہیں مسٹر موصوف الصدر کی عالی ہمتی اور قومی ہمدردی نے یہ تقاضا کیا کہ ملک یونان کو ترکوں سے آزاد کرایا جائے اس نے اپنے آپ کو اس کام کے لئے وقف کر دیا تھا اسلئے وہ ہمیشہ راتدن لندن کے امیروں اور شریفوں سے ملتا رہتا تھا اور اپنی قوم کی آزادی حاصل کرنے میں کوشاں تھا چنانچہ مسٹر ٹری لاونی کا اصلی مقصد لندن میں رہنے سے اور لندن کی

کمیٹی میں شامل ہونے سے یہ ہی تھا کہ وہ اپنے ملک یونان کی آزادی کو حاصل کرے اور ہمدردی کا
جوہر دکھائے ۔ مسٹر ٹری لاونی کی تصویر اوپر دکھائی گئی ہے ۔ اور اسکا مختصر حال
ذیل میں درج ہے

وہ "ریکولیکشن اف شیلی اینڈ بائیرن" وغیرہ کا مصنف ہے جو ۱۸۵۸ء میں شائع ہوئی اور نیز
"ریکارڈز آف شیلی اینڈ بیرن" کا بھی مصنف تھا جو ۱۸۷۸ء میں شائع ہوئی اور نیز اس کتاب
میں شیلی کی موت کے تمام واقعات درج ہیں جو ۱۸۲۲ء میں وقوع ہوئی تھی مسٹر موصوف الصدر
ایسا عالی ہمت اور بہی خواہ قوم تھا کہ اس نے اپنے آپ کو اہل یونان کی قومی آزادی کے واسطے
وقف کر دیا تھا ۔ اس نے اپنی لیاقت سے لارڈ بیرن کی باڈی گارڈ کا درجہ حاصل کیا ۔ لارڈ بیرن کی
موت ۱۸۲۴ء میں مسلونگی کے درمیان واقع ہوئی اگرچہ لارڈ موصوف نے مسٹر ٹری لاونی کو جب
اُن کی علالت خوفناک ثابت ہوئی بلایا مگر وہ اُن کی زندگی میں نہ پہنچ سکے لیکن اُن کی لاش
کو تابوت میں آ دیکھا ۔ اور مسٹر "ہیملٹن برون" کے ہمراہ لارڈ بیرن کی طرف سے گورنمنٹ یونان کے
ساتھ معاملات کے کاروبار سر انجام دیتے رہے اور اہل یونان کی آزادی کے واسطے لنڈن کی
کمیٹی سے اپنی تدابیر کے ساتھ خط و کتابت کرتے رہے ۔ لیکن اُن کی رائے کی اکثر مخالفت
ہوتی رہی جس سے وہ مایوس ہو گئے تھے ۔ مسٹر ٹری لاونی "اوڈیسی ایس" نامی سردار
کی امداد بطور ایڈی کمپ کے کرتے رہے ۔ اور ایتھنز و اپی رس کے درمیان اپنا وقت تقسیم
کرتے رہے

از فروری تا جون ۱۸۲۵ء میں ابراہیم پاشا مرحوم نے جزیرہ نیوبرنیو اور جزیرہ ٹریپولیزا کو فتح
کرلیا ۔ جب یونانیوں کی شرارت ترکوں کے آگے نہ چل سکی تو یہ عاجز اور پریشان ہو کر
جولائی ۱۸۲۵ء میں سلطنت انگلینڈ کے پاؤں میں آن گرے اور اپنی مخلصی اور آزادی کے
واسطے انگلنڈ کی مدد اور کمک کے واسطے طلبگار ہوئے

۲۳ اپریل ۱۸۲۶ء کو ابراہیم پاشا نے مقام مسلونگی کو بزور شمشیر فتح کرلیا ۔ اس وقت سے یونان
کی ہمدردی یورپ میں پیدا ہونے لگی اور اس کی امداد کے واسطے ستر ہزار پونڈ تمام یورپ سے
چندہ کر کے جمع کئے گئے اور وہ اس انتظار میں رہے کہ کوئی موقع نہ ملے ۔

۵ جون ۱۸۲۷ء میں رشید پاشا نے دوبارہ ایتھنز کو فتح کرلیا ۔ اس وقت دول ثلاثہ کا اتفاق ترکوں
کے برخلاف کیا گیا ۔ اور جزیرہ نیوری نیو جو بحیرہ روم میں واقع ہے اس مقام پر دول ثلاثہ یعنی روس

انگلنڈ و فرانس وغیرہ نے متفق ہو کر اپنی مجموعی فوج سے ترکوں کے ساتھ لڑائی کرنی شروع کر دی۔
اور اس لڑائی میں بہت سی ترکی فوج غارت ہو گئی۔ ۲۰ اکتوبر ۱۸۲۷ء میں اس مقام پر ترکی و مصری بیڑہ
جہازات سمندر میں غارت ہو گئے۔ چونکہ روس اور انگلنڈ و فرانس یونان کی حمایت میں متفق ہو چکے
تھے اور لڑائی بھی ہو چکی تھی جس میں ترکوں کا نقصان بالخصوص ہوا تھا اس وقت بھی یہی اندیشہ لگا ہوا تھا کہ
مبادا عالمگیر جنگ شروع ہو جاوے اسلئے دول ثلاثہ نے متفق ہو کر لندن میں ایک عہدنامہ لکھا جس
کے رُو سے یونان کی ہمدردی اور اسکے ملک کی وسعت قرار رہی جس پر دول ثلاثہ نے یونان کے
موافق ہو کر دستخط کر دیے اور سلطان ٹرکی پر یونان کے آزاد کرانے کو بڑا بھاری زور دیا۔ الغرض سلطان
ٹرکی نے یونان کو آزاد کر دیا۔

اکتوبر ۱۸۲۸ء میں ترکوں سے موریہ کو خالی کرا لیا گیا اور ۱۹ مئی ۱۸۲۹ء کو مقام مسلونگی ترکوں سے
یونان کو دلایا گیا۔ دول یورپ کو بخوبی ظاہر تھا کہ یونانیوں میں اپنے ملک کے سنبھالنے کے واسطے
مطلق لیاقت و قابلیت نہیں ہے اور ان میں ذرا بھی مادہ انتظامی نہیں کیونکہ تمام یونان کو نظر
غور سے دیکھا گیا مگر ایک شخص بھی ایسا نظر نہ آیا جسکو قرال یونان یعنی بادشاہ یونان بنایا جاوے۔
یورپ میں دول یورپ کو ایک شہزادہ کی تلاش میں ایک سال گیارہ مہینے گذر گئے مگر کوئی شخص
ایسا نظر نہ آیا جس کو شاہ یونان بنایا جاوے۔

دول یورپ نے بڑی تجسس اور سعی سے قرال بلجیک (بلجیم) **ساکس کوبورگ**
کے شہزادہ کو تجویز کیا۔ لیکن شہزادہ مذکور نے ایسے جھگڑے والی سلطنت کو جو پرخطر معلوم ہوتی تھی
منظور نہ کیا اور صاف انکار کر دیا اور نیز اہل یونان بھی اس تجویز کو منظور نہ کرتے تھے کیونکہ وہ چاہتے تھے
کہ باشندگان یونان میں سے کوئی شخص بادشاہ یونان بنایا جاوے۔ ۲۳ جولائی ۱۸۲۹ء کو یونان
میں ایک قومی جلسہ ترکوں کے برخلاف منعقد کیا گیا۔ اسپر دول یورپ نے شہزادہ بویریا اوتھو
کو بموجب ایک کنوینشن کے ۷ مئی ۱۸۳۲ء کو شاہ یونان بنا دیا اگرچہ شہزادہ مذکور الصدر ابھی نابالغ
ہی تھا مگر ۱۸۳۵ء میں اسکے بالغ ہو جانے کا اعلان کر دیا گیا۔

اہل یونان اپنے نئے بادشاہ کو (آتتہ) ایتھنز میں بطور مہمان کے خیال کرتے تھے اور وہ اپنی
خوشی کے مطابق جو چاہتے تھے شاہ یونان سے منظور کرا لیتے تھے۔ بلکہ شاہ یونان نہیں حکومت کرتا
تھا اہل یونان ہی حکومت کرتے تھے۔ ذیل میں اوتھو پہلے بادشاہ یونان کی تصویر درج کیجاتی
ہے (دیکھو تصویر نمبری ۱۴۶)

چونکہ یونان آزاد بھی ہو چکا تھا اور ترکوں نے اپنے مفتوحہ مقبوضات۔ موریا۔ مسلونگی وغیرہ بھی یونان

تصویر نمبری ۱۴۶ - اوتھو یونان کا پہلا بادشاہ
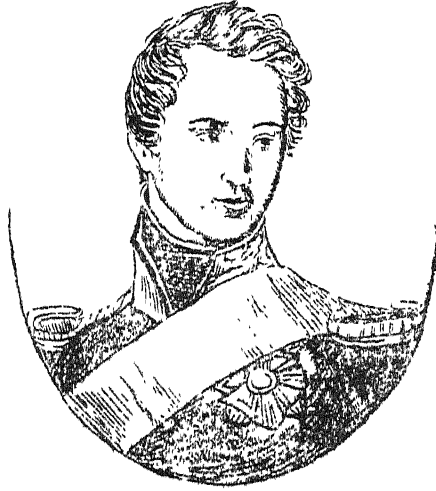
کو دیدیے تھے اور نئے بادشاہ سے
سلطنت بھی مطمئن ہوچکی تھی لیکن جب
بھی یونان میں شور وشر اٹھا رہا۔
شاہ اوتھو نے بڑی مشکل کے ساتھ
اپنی سلطنت کا زمانہ گذارا ۱۸ مارچ ۱۸۵۴ء
کو اہل یونان تھسلی اور ایپائرس میں ترکوں کے
برخلاف بغاوت کر بیٹھے اور اس غدر
کی یہاں تک نوبت پہنچی کہ یونان اور ترکی
کے تعلقات میں سخت کشیدگی پیدا ہوگئی چونکہ
دول ثلاثہ کی حمایت سے اہل یونان کا بہت
بڑا حوصلہ کھل گیا تھا اسلئے انھوں نے خودسر ہوکر آتش بغاوت کے ملبند شعلوں کو اور بھی خوب بھڑکایا
جس سے نیا شاہ یونان بھی تنگ آگیا تھا اس پر دول ثلاثہ نے یہ کارروائی کی کہ ۲۵ مئی ۱۸۵۴ء کو
کسی قدر افواج بھیجکر بندرگاہ ایپائرس کا محاصرہ کرلیا چونکہ اہل ملک و باشندگان یونان میں سے کوئی
بھی عقلمندی اور دور اندیشی سے کام نہ لیتا تھا اور جہانداری و عدل گستری سے کچھ بھی سروکار نتھا
شاہ یونان ان جھگڑوں اور جھگڑوں سے لاچار ہوگیا اور اُس نے طاقتوں سے مجبوراً اپنی بے تعلقی
رکھنے کا پورا وعدہ کرلیا اور فوراً موجودہ وزارت کی تبدیلی بھی کرڈالی مگر کوئی صورت بہتری کی نظر نہ آئی
آخرالامر شاہ یونان اوتھو نے ۳۰ سال تک یونان کی بادشاہت کی مگر افسوس کچھ بھی لطف سلطنت
اسکو حاصل نہوا یہاں کے باشندوں سے متفکر ہوکر اور اس حکومت پر خاک ڈال کے ماہ جولائی ۱۸۶۲ء
میں تخت سلطنت کو الوداع کہکر اور ملک یونان سے کنارہ کش ہوکر اپنے ملک بویریا کو واپس چلا گیا
۶ ماہ جون ۱۸۶۳ء میں دول ثلاثہ نے شاہ حال کے والد جنے بوڑھے ادمرل کناری کو جو ڈنمارک
کا بادشاہ ہے۔ یونان کا بھی بادشاہ بنادیا لیکن شاہ ڈنمارک نے تاج یونان کو قبول کرکے اپنے دوسرے
بیٹے شہزادہ ڈینش ولیم جارج اول کو یونان کا تخت سپرد کردیا جسکو خزانہ یونان سے ۱۱ لاکھ ۲۵
ہزار فرینک صرف خاص کے لئے ملتے ہیں۔ علاوہ اسکے دول ثلاثہ کی طرف سے بھی چار چار
ہزار پونڈ سالانہ شاہ یونان کو دیا جاتا ہے۔

جبکہ بڑے بڑے بادشاہوں کی یونان سے اسقدر ہمدردی اور نہایت مہربانی ہے تو اسکو کیوں نہ اس حمایت اور زعم پر ملک گیری کا حوصلہ ہو اور کیوں نہ ترکوں کا مخالف ہو۔ چنانچہ جون ۱۸۶۴ء میں یونان کی فوج نے جزیرہ کارفو پر قبضہ کرلیا اور ماہ اگست سے اخیر دسمبر ۱۸۶۶ء تک یونان نے غدر کریٹ کو ترقی دینے کے لئے بڑا بھاری جوش وخروش پیدا کیا۔ اور دوسرے سال میں کریٹ کا محاصرہ بحری کرڈالا۔

اسی بغاوتی زمانہ میں ۲ اگست ۱۸۶۸ء کو قسطنطین میں ڈیوک آف سپارٹا ولی عہد یونان پیدا ہؤا اور اسی سال کے وسط دسمبر میں یونانی جہاز ایوسیس نے ترکی جہازوں پر گولہ باری شروع کردی اور بندرگاہ سیرا میں داخل ہوگیا۔ علاوہ اسکے دسمبر ۱۸۶۸ء میں یونان نے اپنی مسلح فوج بھیجکر جزیرہ کریٹ میں مداخلت کرلی جس کی وجہ سے ترکی اور یونانی تعلقات منقطع ہوگئے اور بہت سی پیچیدگیاں حائل ہوگئیں۔ اس الجھن کے سلجھانے کے لئے دول یورپ نے شروع جنوری ۱۸۶۹ء کو مقام پیرس میں ایک کانفرنس قایم کی جس میں یورپ کی سلطنتوں کے تمام سفیر جمع ہوئے اور آپس میں ان کی اصلاح منظور کی گئی اور ۲۴ فروری ۱۸۶۹ء میں یونانی اور ترکی ڈپلومیٹک تعلقات ازسرنو قایم وتازہ ہوگئے۔

تاہم یونان ایسے موقع کا نگراں تاکہ جس سے اُسے ملکی فائدہ پہنچے لیکن اُسکا کوئی قابو نہ چلا ۸۔۹ سال امن وامان سے گذرے اگرچہ یورپ کی طاقتیں اس اسلامی حکومت پر ہمیشہ خار کھایا کرتے ہیں اور خاصکر روس ایک عرصہ دراز سے اسی گھات میں لگا ہؤا ہے کہ ترک کسی طرح سے کمزور اور غافل ہوجاویں تو ترکی حکومت پر قابض ہوجاویں چونکہ اس وقت سلطان محمد مراد خان کا زمانہ تھا۔ ترکی میں عجیب ہل چل مچی ہوئی تھی جیسا کہ باب اول کے پہلے موقع میں بیان کیا گیا۔ چونکہ یونان ایسے موقع کو دل سے چاہتا تھا اسلئے وہ صوبہ تھسلی واپیرس کے صوبجات پر دانت لگائے ہوئے بیٹھا رہا۔ ۱۸۷۷ء میں جنگ روم وروس کے برپا ہونے سے بلقان کی ریاستوں کی طرح یونان کو ملک گیری کی ہوس پیدا ہوئی اور کریٹ اور تھسلی میں بغاوت کرکے اور یونانیوں و کریٹ کے عیسائیوں نے اتفاق کرکے ترکی کے برخلاف علم بغاوت بلند کردیا اسوقت یونان کو بظاہر یہ موقع ملا اور اس نے یہ داؤں کھیلا کہ یکم فروری ۱۸۷۸ء کو دس ہزار فوج تھسلی میں بھیجدی اور یہ ظاہر کیا کہ جو فساد عیسائیوں نے برپا کیا ہے اُسے فرو کیا جاویگا اور عیسائیونکو باشی بزوقوں کے جور سے محفوظ کیا جاویگا۔ لیکن یونان کی اصلی غرض یہ تھی کہ اسوقت ترکی سلطنت روس کی معرکہ آرائیوں سے کمزور ہوگئی ہے یونان نے سمجھا تھا کہ ترک خاموش رہیں گے اور میں اپنی خواہش

ملک گیری میں کامیاب ہو جاؤنگا۔ لیکن ترک جنگ روس سے کم زور نہیں ہوئے تھے بلکہ وہ ایک موقع ہی ایسا ہو گیا تھا جس سے فتح کا سہرا روس کے سر باندھا گیا ورنہ ترکوں نے روس کے درہم برہم کرنے میں کوئی کسر نہیں رکھی تھی ترکوں نے یونان کے اس فریب کو ضرور تاڑ لیا اور فوراً بہت سی پلٹنیں کریٹ کو اور اسی طرح کئی ہزار فوج براہ سمندر تھسلی میں اور ایک زبردست جنگی بیڑہ یونان کے ساحلوں پر روانہ کر دیا جب ترکوں کی جرار فوج چاروں طرف نظر آئی تو یونان کے حواس باختہ ہو گئے اور وہ روس وغیرہ طاقتوں کی طرف دیکھنے لگا روس نے اسوجہ سے حمایت نہیں کی تھی کہ وہ اس وقت بلگیریا کا مربی اور سرپرست بن رہا تھا اور انگلستان اسوجہ سے خاموش رہا کہ ایسا نہو کہ کہیں پھر جنگ وجدل کے بے سروپا شعلے عالم میں بھڑکنے لگیں ان وجوہات سے یونان کو بجز اسکے چارہ نہوا کہ تھسلی سے اپنی فوجیں چپ چاپ ہٹالے۔ چنانچہ یونان نے ایک ہفتہ کے اندر تھسلی کو خالی کر دیا۔ اسکے چند روز کے بعد یونان کی رعایا نے پھر شور وشر کیا جس کو ترکوں نے فرو کر ڈالا۔ اسی اثنا میں **عہد نامہ سین سیٹی فانو** شائع ہو گیا۔ یہ سین سیٹی فانو وہ عہد نامہ تھا جبکہ روسی فوجیں قسطنطنیہ کے قریب آپہنچی تھیں اس وقت روم و روس میں ۳ مارچ ۱۸۷۸ء کو مقام موضع سین سیٹی فانو میں جہاں سے مسجد صوفیہ کے مینار نظر آتے ہیں یہ عہد نامہ عارضی طور سے طرفین میں قرار پایا تھا جس پر روس اور روم کے جرنیلوں اغناٹیف اور **صفوت پاشا** نے دستخط کئے تھے اور ۱۷ مارچ ۱۸۷۸ء کو دونوں سلطنتوں نے اسکی تصدیق کر دی جس کے رُو سے بلگیریا کو آزادی دی گئی اور کئی نئے اضلاع صوبے میں شامل کر دیے گئے۔ اسوجہ سے یونان کو بہت سا رشک اور حسد پیدا ہو گیا اور یہ بھی وجہ ہے کہ یونانیوں اور بلگیریوں میں سخت دشمنی ہوتی چلی آئی ہے۔ اور یہ مختلف اقوام کے عیسائی باہم اسقدر عناد رکھتے کہ اتنا ترکوں سے نہیں رکھتے۔ بلگیریا کے آزاد ہونے اور اُسے علاقہ ملنے سے یونان نے پھر جنگ کی طیاریاں کیں اور یہ ظاہر کیا کہ بلگیریا کا اسقدر رقبہ نہ رکھا جاوے اور موازنہ طاقت قایم رکھنے اور ترکی علاقوں کے عیسائیوں کی امداد کرنے میں جو ہم زیرباری اُٹھاتے ہیں اسکے رفع کرنے کے لئے جزیرہ کریٹ اور مفصلہ صوبجات یعنی تھسلی وغیرہ یونان کے حوالے کر دئیے جاویں سین سیٹی فانو کے عہد نامہ میں جو روس اور روم کے درمیان ہوا تھا اُس کی دفعہ ۱۵ میں روس نے زور دیکر یہ بات منظور کرائی تھی کہ وہ ۱۸۶۸ء کے اساسی قانون کو بڑی تاکید سے جزیرہ کریٹ میں اور اسی طرح سے ایک قانون مقامی ضرورتوں کے حسب حال ایپیرس تھسلی اور دیگر صوبجات ترکی واقعہ یورپ میں رائج کریگا اور اس نئے قانون کی تشریح کا کام ہر ایک صوبہ میں خاص خاص کمیشنوں

کے سپرد کیا جاویگا جن میں رعایا کے وکلا بھی بکثرت شامل کئے جاوینگے یہ تمام کمیشنیں اپنی کارگذاری کے نتیجے باب عالی کی حضور میں پیش کرینگے اور باب عالی شہنشاہ گورنمنٹ روس سے پہلے استصواب اور مشورہ کر کے انکو نافذ کریگا۔

اس دفعہ سے صاف ظاہر ہے کہ کوئی وعدہ باب عالی نے یونان کو ملک دینے کا نہیں کیا لیکن جب یہ عہدنامہ سین سیٹی فانو۔ عہدنامہ برلن کے نام سے مشہور ہوا تو اس ۱۵ ویں دفعہ میں اور بھی گل کھلایا گیا کیونکہ اس عہدنامہ میں جو دفعات بلا تصفیہ چھوڑ دی گئی تھیں ان کی نسبت فیصلہ کرنے کو آسٹریا نے یہ تجویز کی کہ دول عظام یورپ کی ایک کانگرس قرار دی جاوے اور اس میں تمام دولتوں کے وکلا شریک ہوکر اس عہدنامہ کا فیصلہ کر دیں۔ چونکہ ترکوں نے روس کے ٹانکے ڈھیلے کر دیے تھے۔ ادھر انگلستان بھی ظاہر کر رہا تھا کہ وہ شاید جنگ کرے اور روس کو گمان تھا کہ انگلستان ترکوں کی امداد کریگا۔ اسلیئے روس نے منظور کر لیا تھا کہ مقام برلن میں تمام دولتوں کے وکلا شریک ہو کر عہدنامہ روم و روس کی تکمیل کر دیں۔ چنانچہ ساتوں سلطنتوں کے سفیر برلن میں جمع ہو گئے اور یہ ایک کانگرس قرار دی گئی جس کے پریزیڈنٹ پرنس **بسمارک** وزیر اعظم جرمنی قرار پائے۔

پرنس بسمارک ایک نہایت دانا عقلمند شخص تھا جس کا مختصر احوال درج ذیل کیا جاتا ہے (دیکھو تصویر پرنس بسمارک نمبری ۱۴۷)

پرنس بسمارک ایک نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا عقلمند شخص گذرا ہے جو دنیا میں بہادر اور ذکی الطبع مشہور ہو چکا ہے اور یہ ملکی معاملات میں سب سے زیادہ حصہ لیا کرتا تھا اسکے والدین اعلیٰ درجہ کے شریف اور خاندانی اور ہر دلعزیز شخص تھے۔ مگر پرنس بسمارک تمام کاموں میں اپنے خاندان سے سبقت لیگیا ۱۸۱۵ء کو پرشیا میں پیدا ہوا۔ ۶ سال کی عمر میں ابتدائی تعلیم شروع کی گئی اور ۱۸۲۷ء کو شاہی مدرسہ **فریڈرک ولیم مگنے سی ام** میں داخل کیا گیا اور اس شاہی مدرسہ سے وہ ذاتی لیاقت اور معاملہ فہمی کے جوہر اپنی تیز طبیعت سے حاصل کر چکا اس کی شکل صورت اور روشن آنکھوں سے زیرکی ٹپکتی تھی ۱۷ سال کی عمر میں **کوٹن جن کالج** میں داخل ہوا اور نہایت محنت کے ساتھ تعلیم میں مصروف ہوا۔ وقت کا بڑا پابند تھا اپنے ہم جماعتوں کو جو وقت ضائع کیا کرتے تھے وقت کی قدر و منزلت سمجھایا کرتا تھا۔ اور کہا کرتا تھا کہ ایک لمحہ بھی رائیگاں نہ کرنا چاہیئے۔ یہ نعمت غیر مترقبہ ہے۔ دانا اور نادان دونوں کے واسطے وقت یکساں ہے جو اس کی قدر کریگا پھل پائیگا جب قدرتی کارخانہ وقت کے پابند ہیں تو انسان کو بھی

تصویر نمبری ۱۴۷ — پرنس بسمارک وزیر اعظم جرمنی

لازم ہے کہ وہ وقت کی قدر کرے اور اسکو بیہودہ نہ گذارے۔ بسمارک کی آنا نے اخلاقی تعلیم کو اسکے دل ودماغ اچھی طرح سے بسا دیا تھا کہ شرافت اور نیک خوئی جاہ وجلال کی افزونی کا سبب ہے۔ ہمدردی انسانی جوہر ہے ورنہ حیوان مطلق ہے۔ بسمارک اخلاقی زیور سے مزین ہو چکا تھا مگر اس جنگی مدرسہ میں اسے جنگ وجدل سے مقابلہ کرنا پڑا۔ جہاں ونگا مشتی کے علاوہ خانہ جنگی میں کسی قدر شمشیر وتفنگ سے بھی کام کیا جاتا تھا۔ اب بسمارک نے اخلاق کو بالائے طاق رکھ کر سپاہی گری میں جرنیلی اختیار کی اور کالج کے قواعد کو عمل میں لایا اس مصنوعی معرکہ آرائی میں بسمارک نو بیس میدان طے کئے اور ہر ایک میدان لینے میں کامیاب ہوا۔ اسکے روشن چہرہ اور گلابی رخساروں پر فن سپاہگری کے نشانات جو اس جنگی کالج سے اس نے حاصل کئے تھے بطور یادگار ابتک موجود ہیں۔ اس سارٹیفکیٹ کے ذریعے سے وہ پہلے پہل برلن کے پولیس میں داخل ہوا جہاں اس نے ایک دفعہ ایک وعدہ شکن موچی کو وقت اور وعدہ کا پابند بنا کے چھوڑا۔

۱۸۳۶ء میں وہ اک سی لاچپل کو گیا جہاں پر انگریزی فرانسیسی اور بلجیم والوں کے جلسے گرم تھے۔ مگر وہ انگریزوں سے زیادہ خلاملا اور محبت رکھتا تھا اور وہ اس سے۔ کیونکہ اہل جرمن فرنچ والوں کو حقیر سمجھتے ہیں۔ اور ایسے ہی انگریز فرانس والوں کو کیونکہ انگریزوں کی عداوت فرانس کیساتھ مدت سے چلی آتی ہے۔ ۱۸۴۵ء میں اسکا والد انتقال کر گیا تمام خانگی انتظام بسمارک نے ترقی کے ساتھ چلائے۔ اور ۲ سال کے بعد وہ ایک پرانا اُجڑا وارث بنا اور اس کی شادی بھی ہو گئی۔ اور ۲ لڑکے اور ایک لڑکی کا باپ بن بیٹھا۔

اُن ایام ہی میں بسمارک کو جرمن کی مشہور مجلس یونائیٹڈ ڈائٹ میں اپنے خیالات کے ظاہر کرنے کا موقع ملا مجلس مذکور میں اس سے پہلے ایک شخص تقریر کر چکا تھا اور بسمارک اس تقریر کی تردید کرنے کو اُٹھا تھا۔ اس نے اسقدر لچر دلایل بیان کئے کہ چاروں طرف سے لغو اور بیہودہ خیال کے نعرے ہونے لگے اور تقریری ہال میں ایک شور برپا ہو گیا جب شور نہ دب سکا تو سامعین اپنے جیبوں سے اخبارات نکال کے پڑھنے لگے اور بڑے زور سے مذاق اور قہقہہ ہونے لگے آخر مجلس کے پریزیڈنٹ نے بمشکل لوگوں کو خاموش کیا بسمارک نے اپنی تقریر اس مذاق میں بمشکل ختم کی۔ ایک مدت تک بسمارک کی شہرت معاملات ملکی میں نہیں ہوئی۔ اس نے پرشیا کے عوام لوگوں کی طرح زندگی کاٹی۔

کچھ دنوں کے بعد بسمارک اڈوکیٹ ہو گیا۔ اب اس کی شہرت کے موقع ہونے لگے ایک روز وہ برلن کے قہوہ خانہ دہوٹل میں شراب کا گیلاس آگے رکھے ہوئے بیٹھا تھا کچھ آدمی جو چار پینے

کی غرض سے میز کے گرد بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے کئی آدمی شاہی خاندان کی نسبت چپکے
چپکے بڑے خیالات ظاہر کر رہے تھے۔ بسمارک نے بھی سن لیا اور کہا کہ اے دشمن جان تو فوراً
ہوٹل سے نکل جا ورنہ یہ گلاس جب میں اڑا چکونگا تیرے منہ پر دے مارونگا۔ اسپر لوگوں میں
ہل چل پڑ گئی بسمارک نے جب گلاس خالی کیا فوراً اس شخص کے منہ پر زور سے مارا جو زیادہ تنا تھا
گلاس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور اس شخص پر غشی کا عالم طاری ہو گیا بسمارک گلاس کی قیمت دیکر
ہوٹل سے چلدیا۔ اس واقعہ کو اہل اخبارات نے نمک مرچ لگا کر شائع کیا لوگوں کو یہ خیال ہوا کہ بسمارک
ان امور کا ثبوت دیتا ہے جو بعد میں اسکے ہاتھ سے نکلیں گے۔ یہ سلطنت میں ایک مشہور شخص
ہوگا۔ چنانچہ وہ ۱۸۵۹ء میں روس کا سفیر مقرر ہو گیا اور سینٹ پیٹرز برگ میں شہنشاہ روس کیساتھ
روسی زبان میں سلاست روی کے ساتھ معاملات ملکی میں گفتگو کرنے لگا جس سے شہنشاہ رشیا
بہت خوش ہوا تھا رفتہ رفتہ وہ ایک مشہور مدبر ہو گیا لیکن دو سال کے بعد ۱۸۶۲ء میں وہ واپس
جرمنی کو بلایا گیا اور فرانس کے دارالخلافہ پیرس میں روانہ کیا گیا۔ بسمارک نے نہایت خوش اسلوبی سے
روس اور پیرس کے معاملات انجام کو پہنچائے اب اسکو ملکی معاملات میں رائے زنی کا اختیار
کامل ہو گیا۔ جرمنی ڈائٹ یعنی جرمن پارلیمنٹ میں آسٹریا کا بڑا اقتدار تھا۔ صدیوں تک یہ حالت
تھی کہ جس شخص کے پاؤں آسٹریا کا تخت چومتا وہی شہنشاہ جرمن کہلاتا۔ پرنس بسمارک نے نپولین
کے بعد یورپ کے پولیٹکل مرکز بدلنے میں پوری کامیابی حاصل کرلی تھی وہ ہمیشہ اسی خیال میں
مستغرق تھا کہ جس طرح سے ہو سکے آسٹریا کی غلامی کا طوق جرمن کی گردن سے دور کیا جائے اگرچہ
ایک عرصہ تک پرنس بسمارک کو اس بات میں کامیابی حاصل نہیں ہوئی تھی لیکن ۱۸۶۶ء میں
آسٹریا اور پرشیا نے بالاتفاق ڈنمارک کے صوبہ ڈچی ایلی پر قبضہ کر لیا جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ یہ دونوں
جرمن کی سلطنتیں باہم جنگ کرنے لگیں سات یوم تک کشت و خون کا بازار خوب گرم رہا بعد
میں پرشیا کو فتح حاصل ہوئی۔ البی ڈچی کے علاوہ ہنوری اور فرینک فورٹ بھی اسکی سلطنت
میں داخل کئے گئے اور جرمن علحدہ ہو گیا اس فتح کے بعد شاہی فوج پوری جلوس میں آراستہ ہو کر
بڑی دھوم دھام سے نکلی اس وقت پرنس بسمارک کا فوجی لباس سفید تھا اور گلے میں زرد رنگ
کا گلوبند باندھے ہوئے تھا اور اسلح جنگ زیب تن کئے ہوئے تھا سر پر فولادی خود تھی بادرفتار
گھوڑے پر سوار تھا انگلستان آرڈر آف دی بلیک ایگل کا تاریخی بلا سینہ پر لٹکا ہوا تھا اس کے
دوست احباب اسکی کامیابی کا ثبوت دینے کو آئے تھے اور وہ رومی افسر کی طرح خوشی سے سلام
کرتا ہوا جاتا تھا۔ اسی صلہ میں پرنس بسمارک نارتھ جرمن کونفڈریشن کا چینسلر مقرر ہوا تھا۔

سنہ ۱۸۷۰ء میں لوئیس نپولین نے پرشیا سے جنگ کی بہت دفعہ شکست پر شکست ہوئی آخر کو مغلوب ہوا۔ سیڈن کی جنگ کے بعد لوئیس نے پرنس بسمارک کو ملنا چاہا اسکو بھی خبر لگی ایک جولائی کے مکان پر جا چڑھا لوئیس اسی مکان کے باہر آکر ایک نہر پر بیٹھ گیا۔ جب دیکھا کہ اُسے کچھ عرصہ تک انتظار کرنا پڑا ہے تو مکان سے باہر آیا اور افسوس ظاہر کیا پھر جولائی سے دو کرسیاں لیں اور اس جگہ کل عہد و پیمان کی گفتگو کر کے فیصلہ کر لیا۔

اس جنگ کے بعد بسمارک پرنس اور وزیر اعظم مقرر ہوا اس وقت پرشیا کے اخبار روں نے ان کے کارنامے لکھنے شروع کئے اور ثابت کر دیا کہ پرنس بسمارک تمام یوروپ میں اعلےٰ درجہ کا دانا مدبر ہوگا۔ اور ڈاکٹر رسل نے جو لنڈن ٹائمز کا وقائع نگار اور جرمن میں موجود تھا۔ پرنس بسمارک کو بڑے بڑے الفاظ سے آسمان پر چڑھا دیا اور یہ دنیا میں اعلیٰ درجہ کا عقلمند شخص کر دیا گیا۔ وہ دنیاوی شہرت کو اعلےٰ درجہ کی آرائش سمجھتا تھا۔ ظاہری آرائش وہ پسند نہیں کرتا تھا اسکے کمرہ میں گریٹ الکٹر اور شہنشاہ جرمن کی چند تصاویر کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ لیکن اُسکے کمرے کے دروازے پر ایک عجیب گھڑیال تھی جو ہر پندرہ منٹ کے بعد بجتی رہتی تھی۔ جب کوئی ملاقات کرنے کو آتا تھا اور اسکو دیر ہو جاتی تھی تو اُس گھڑیال سے ایک قسم کی آواز نکلتی تھی جسکا مطلب جرمنی زبان میں یہ ہوتا تھا کہ آپ اسوقت اُس شخص کے پاس بیٹھے ہیں جسکا تمام وقت بادشاہ اور ملک کے پاس ہو ہو رہے پرنس بسمارک کے اسقدر عروج پر اکثر لوگ اسکے دشمن ہو گئے تھے اور یہانتک نوبت پہنچی کہ اُسکے سونے کے مکان تک سرنگیں لگا دی گئی تھیں اسکے مکان پر حملے کئے گئے وہ بھی زندگی سے مایوس ہو کر تہخانوں کے مکان میں سویا کرتا تھا۔

ایک روز بسمارک دربار جرمنی سے چلا آ رہا تھا کسی نے اسپر بندوق سر کی مڑ کر دیکھا تو ایک شخص جرمن کو ہاتھ میں پستول لئے ہوئے پایا اس نے زور سے اسکا بازو اور گلو دبایا اسپر بھی اُس جرمن نے ۳ گولیاں پرنس بسمارک کے ماریں ایک بسمارک کی پسلی پر بیٹھی دوسری پہلو چیر کر نکل گئی۔ تیسری اسکے شانہ کا نشانہ ہوئی۔ اگرچہ یہ زخم کاری تھا مگر سخت تکلیف کے بعد پرنس کو آرام ہو گیا۔

پرنس بسمارک ملکی چالوں کو خوب سمجھتا تھا اور ملکی معاملات میں اُسکی پالیسی غضب کی تھی جنگ روم و روس میں اس نے جنگ کی رفتار کو دیکھ کر کہدیا تھا کہ روم کو ہزیمت ہوگی۔

جنگ و جدل کے موقع پر اسکو ہمیشہ یہی خیال ہوتا تھا کہ کوئی ایسی چال چلنی چاہئے جس سے جرمنی کو فائدہ ہو چنانچہ جنگ روم و روس میں اس نے اپنا مطلب نکال ہی لیا۔

امپرر ولیم کے انتقال کے بعد پرنس بسمارک چند عرصہ تک وزارت پر رہا موجودہ امپرر ولیم سے کسی

خاص امر میں مخالفت ہوگئی تھی جس کی وجہ سے اس نے استعفےٰ دیدیا۔

وہ صاحب حلم و السیف تھا اسکی تصانیف ہنوز مشتہر نہیں ہوئیں اسواسطے اسکے کارناموں پر کوئی رائے قایم نہیں ہوسکتی۔ چونکہ پرنس بسمارک برلن کانگرس کے پریزیڈنٹ مقرر ہوچکے تھے اس کانگرس کا پہلا اجلاس ۱۳ جون ۱۸۷۸ء کو ہوا (دیکھو تصویر نمبری ۱۴۷)۔ اور ایک مہینے کے اندر پورے بیس جلسے قرار دیے گئے اور تمام امور مندرجہ عہدنامہ کے پورے کئے گئے اور ۱۳ جولائی ۱۸۷۸ء کے آخری جلسہ میں علحدہ علحدہ کاپیوں پر سفیروں کے دستخط ہوکر کانگرس برخواست ہوگئی۔

لیکن اس پندرھویں دفعہ میں جو عہدنامہ سین سیٹی فانو میں ہے یہ بھی لکھا تھا کہ ان صوبوں یعنی تھسلی ایپیرس وغیرہ میں کریٹ کی طرح قانون اساسی یعنی ضروری اصلاحات و انتظامات رائج کئے جاویں لیکن یورپ کے سفیروں نے یہ گل کھلایا اور فرانس کے سفیر نے یونان کے ایلچیوں کو اس بات پر آمادہ کردیا کہ یونان اپنی عرضداشت کانگرس میں پیش کرے یونانیوں نے ایک بڑا بھاری لمبا چوڑا میموریل اپنی گورنمنٹ کی طرف سے پیش کیا جسکا مطلب یہ تھا کہ یونانی فوج نے گذشتہ جنگ میں ٹرکی پر کوئی چڑھائی نہیں کی بلکہ اپنی رعیت اور قوم کے جوش کو تھامے رہا اور چونکہ صوبہ تھسلی اور ایپیرس میں اکثر یونانی عیسائی آبادی ہے اسلئے قرین انصاف ہے کہ یہ صوبہ یونان کے حوالے کئے جاویں۔ جب یہ میموریل پیش ہوا تو یونانیوں کو جو ایلچی بنکر آئے تھے رخصت کردیا۔ اور سفیر فرانس نے یہ تجویز پیش کی کہ باب عالی سے درخواست کی جاوے کہ وہ بنا بر رفع فساد ملک یونان سے صوبجات تھسلی۔ ایپیرس میں سرحد کی درستی کا فیصلہ کرلیوے اور سرحد کو اس طرح سیدھا کیا جاوے کہ بحیرہ مجمع الجزائر کی جانب وادی سالامی ریا آس (قدیم پے نی اس) سے شروع ہوکر بحیرہ ایونین کی طرف کالاماس تک چلی جاوے۔ اس سرحد کے اس طرح سیدھا کرنے سے یہ معنے تھے کہ ترکوں کا بہت سا ملک انکے قبضہ سے نکل جاوے۔ سفرا روم نے اس تجویز کی سخت مخالفت کی اور بہت برہم ہوئے مگر کانگرس نے اسے منظور کرلیا اور عہدنامہ برلن کی دفعہ ۲۴ میں یہ مضمون لکھ دیا کہ اگر دونوں سلطنتوں یعنے یونان اور ٹرکی میں باہمی تصفیہ نہو سکے تو دول عظام بیچ میں پڑکر سرحدی درستی کا فیصلہ کراوینگے

برلن کانگرس کے اختتام کے بعد یونان نے تقاضا شروع کردیا مگر ترک حیران تھے کہ ہر شش دول یورپ نے عجب فیصلہ کیا بلکہ تمام دنیا کے لوگ اور خاصکر مسلمان حیران اور پریشان تھے کہ دول یورپ دخل در معقولات کے کیوں مصداق بنتے ہیں اسے شاید یہ بھی غرض ہو کہ ٹرکی سلطنت کو کسی حکمت عملی سے کمزور کردیا جاوے۔ کیونکہ روس و روم کے موقع جنگ پر جبکہ ترکوں کی نازک حالت

تھی اس وقت بھی ترک بڑے بہادر اور جنگ جو ثابت ہوئے تھے اس غرض سے یہ پیچ کھیلا گیا جسپر یونان بہت نازان ہے اور پُر حوصلہ ہے۔ ترکوں نے خیال کیا کہ اگر یہ صوبہ تھسلی و اپیرس یونان کو دیا بھی جاوے تو وہ ایسا نیک معاش نہیں ہے جو صبر و شکر کر کے نچلا بیٹھ جاوے بلکہ اُس کی حرص اور طمع اور بھی ترقی کریگی علاوہ اسکے ترکوں کا ایک زبردست علاقہ بوسینیا جو مسلمانوں سے بھرا ہوا تھا آسٹریا نے ہڑپ کر لیا تھا جسبے قسطنطنیہ کے مسلمان بہت خفا تھے اور اگر تھسلی وغیرہ بھی یونان کو دیا گیا جس میں عیسائیوں سے زیادہ مسلمان آباد ہیں تو سلطنت ٹرکی میں اس علاقہ کے دیدینے سے مسلمانوں میں ایک طوفان غضب برپا ہوجاویگا۔

ایک طرف علمار دین قسطنطنیہ میں یہ زور دیتے تھے کہ خلیفۃ المسلمین بموجب احکام شریعت کوئی علاقہ جنگ کئے بغیر کفار کو نہیں دے سکتا ادھر طاقتیں سلطان المعظم پر زور ڈال رہی تھیں اور سلطان ٹرکی یہ پہلو بدل رہے تھے کہ جنگ کی نوبت نہ پہنچے آخر باب عالی نے تنگ ہوکر خلیج وولو کا تیسرا حصہ یونان کو دینا منظور کیا لیکن یونان نے اسکے لینے سے انکار کر دیا اسپر لارڈ سالسبری (وزیر خارجیہ) نے عہدنامہ برلن کے فیصلہ کے مطابق دول یورپ کو کانفرنس منعقد کرنے کا پیغام روانہ کر دیا اور جون ۱۸۸۰ء میں ایک اور کانفرنس برلن میں قایم ہوئی جس کے پریزیڈنٹ **پرنس ھوھن لوھی** وزیر اعظم جرمنی مقرر ہوئے۔ اس کانفرنس میں یہ فیصلہ ہوا کہ تمام تھسلی اور اپیرس کا زیادہ سے زیادہ حصہ جس میں لاریسہ۔ **یانیسا** (جینیا) اور متسروفہ کے قصبے بھی شامل تھے یونان کو دیئے جائیں اور ۱۵ر جولائی ۱۸۸۰ء کو یونان اور ٹرکی کو اپنے اس فیصلہ سے مطلع کیا یونان نے تو وہ خوشی ظاہر کی کہ پھولا نہیں سمایا مگر اعلےٰ حضرت سلطان المعظم نے صاف صاف انکار کر دیا اور ساتھ ہی یہ بھی جتا دیا کہ ان کانفرنس میں ٹرکی سفیر نہیں شامل کئے گئے اسلئے یہ منظور نہیں ہوسکتا۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ ان دروں اور قصبوں کے دیئے جانے سے یونان کو ٹرکی پر حملہ کرنے کے اچھے راستے نکل آوینگے۔ ماسوا اسکے ان علاقوں کے باشندے زیادہ تر مسلمان ہیں۔ سلطان ٹرکی کے ان دلائل سے سفیروں کو قایل ہونا پڑا اگرچہ دوبارہ اس فیصلہ کو مان لئے جانے کی دول کی طرف سے تحریک ہوئی مگر باب عالی نے انکار کر دیا اسپر یونان نے پھر جنگ کی طیاریاں کرنی شروع کیں اور یوں کہا کہ بزور شمشیر اس فیصلہ کی تعمیل کرالونگا چونکہ سلطان پہلے ہی سے اس بات پر مستعد تھے کہ یونان تو کس کھیت کی مولی ہے اگر یورپ کی طاقتیں بھی مقابلہ پر آئیں تو بلا خوف و خطر سلطان بڑی دلاوری سے جنگ و جدل پر آمادہ تھے اور اسی وجہ سے صاف صاف انکار کر دیا تھا سلطان المعظم ہرگز یورپ سے نہیں ڈرتے مگر مصلحت وقت کی وجہ سے انکا کہنا مان لیتے ہیں چونکہ اس جنگ کے جاری ہونے

میں کچھ دیر نہ تھی طاقتوں نے بیچ میں پڑ کر پھر یہ بھی کہا کہ آپس میں فیصلہ کر لیا جاوے فرانس نے کہا کہ ایک طاقت کو منصف قرار دیا جاوے سلطان نے مطلق نہیں مانا بلکہ اس طرح سے فرمایا کہ برلن کانفرنس کے فیصلے کو منسوخ کر کے ایک اور جدید کانفرنس قسطنطنیہ میں قایم کی جاوے اور اس میں یونان اور ٹرکی کے وکلا بھی شریک ہوں دول یورپ نے اسے پسند کیا اور برلن کانگرس کا پہلا فیصلہ بالکل کالعدم اور منسوخ کیا گیا اور دوسری کانفرنس قسطنطنیہ میں مقرر کی گئی۔ اور باہم بحث و مباحثہ شروع ہوئے بعض ممبروں کی یہ راے تھی کہ جزیرہ کریٹ اور تھسلی کا کچھ حصہ۔ اور بعض کی یہ راے تھی کہ تھسلی اور اپیپیرس کا کچھ حصہ یونان کو دیا جاوے۔ آخر یہ فیصلہ قرار پایا کہ کل تھسلی اور دریا ارٹا تک صوبہ اپیپیرس یونان کے حوالے کیا جاوے۔ بندر ٹریوین ٹرکی کے پاس رہے۔ مگر اسکے قلعے گرا دیے جاویں۔

یونان نے ۱۱ اپریل ۱۸۸۱ء کو یہ فیصلہ منظور کر لیا مگر باب عالی نے یہ شرط پیش کی کہ اول مفوضہ علاقہ کے مسلمان جب تک کہ ٹرکی کے یونانی باشندے ٹرکی فوج میں داخل نہ کئے جاویں یونانی فوج میں داخل نہ ہوں۔ دویم دولو کے قلعے مسمار کر دیے جاویں۔ سوم یونانیوں کے امتیازات منسوخ سمجھے جاویں اور جو یونانی رعایا ٹرکی میں مقیم ہو اُن کے مقدمات بجاے اسکے کہ کونسلوں میں طے ہوں ترکی عدالت سے طے ہوا کریں لیکن طاقتوں نے آپس میں اتفاق کر لیا اور یہ تجویز کی کہ اگر ٹرکی انکار پر مصر رہے تو جبراً قسطنطنیہ کو کانفرنس کا فیصلہ منوایا جاوے۔

چونکہ دول یورپ کے تمام ممالک ایک طرف تھے اور ٹرکی ایک طرف۔ اس خیال سے کہ جنگ عالمگیر چھڑ جاویگی اور خلق خدا کا خون ناحق ہوگا اسلئے سلطان المعظم نے بڑے صبر کے ساتھ اس فیصلہ کو مان لیا اور ۴ یا ۵ مہینے کے عرصہ میں علاقہ مذکور کو خالی کر کے یونان کے حوالے کر دیا گیا کچھ دنوں تک یونان نے ان صوبوں کے لینے پر صبر کیا اور آرام سے دن گذار ہے لیکن ۱۸۸۵ء میں جب وقت صوبہ مشرقی رومیلیا بغاوت کر کے بلگیریا سے ملحق ہوگیا تو یونان پھر اس آتش حسد سے جلنے لگا اور پروانہ کی طرح تڑپنے لگا اور طمع کا جن اُسکے سر پر سوار ہوا اسکو یہ خبط سوجھا کہ ٹرکی بلگیریا کے معاملات میں مشغول ہے۔ باوجود کئی دفعہ تجربہ حاصل ہونے کے پھر یونان ٹرکی سے دوچار ہوگیا درحقیقت یونان کوئی چیز نہیں لیکن جن ممالک کا وہ وظیفہ خوار ہے ان کی طاقت بازو پر اُسے حوصلہ ہوتا ہے مگر اس دفعہ دول یورپ بھی دور سے بیٹھے ہوئے تماشا دیکھتے رہے۔ جب یونان کی بہت سی فوجیں سرحد پر جمع ہوگئیں تو اب سلطان کو بھی خیال ہوا اور ایک اشارہ کرتے ہی دو ہفتہ کے درمیان تقریباً چار لاکھ ترکی النسل افواج سرحد پر بڑے زور و شور سے داخل ہوگئیں اور ترکی

تلواروں نے بجلی کی طرح چمک کر اور عثمانی توپوں نے رعد کی طرح گرج کر ایک آن واحد میں یونانیونکا قلع وقمع کر ڈالا۔ مگر یورپ کے بادشاہ پھر درمیان میں آپڑے اور بیچ بچاؤ کر کے یونان کی جان بچادی لیکن اتنیکی اتریا کمیٹی کی کوشش اور مفسدہ پردازی سے حسب ذیل واقعات یونان کیطرف سے ظہور پذیر ہوئیں۔

جزیرہ نما بلقان کی سلطنتیں ۱۳۰۲ھ ۱۸۸۴ء میں اپنی اپنی حدود کی توسیع کی طرف متوجہ ہو کر فوج کی طیاری میں مصروف ہوگئیں اور یونان نے بڑے بڑے مسلح گروہ کریٹ میں بھیجکر باشندگان کریٹ کو بھڑکانا شروع کر دیا اور دول یورپ سے چھوٹی درخواست کی کہ ترکوں کے وحشیانہ ظلم سے باشندگان کریٹ کو بچانا اور کسی عیسائی سلطنت کے ماتحت کر دینا ضروری ولازمی ہے گورنمنٹ بلگیریا کی طرف سے واقعہ روملیا شرقی ظہور میں آیا۔

اور سلطنت سرویہ میں بھی آثار پیش قدمی ظاہر ہونے لگے۔

گورنمنٹ یونان نے اپنے لشکر فراہم کر کے حدود عثمانیہ کی طرف روانہ کر دیئے۔ سلطنت اعظم عثمانیہ نے واقعات مذکورہ کی اطلاع دول یورپ کو دے کر مشرق میں صلح قائم رکھنے کی توجہ دلائی اور حدود عثمانیہ کی حفاظت کی غرض سے مانیہ اور الاصونیہ کی طرف سپاہ عثمانیہ کے نقل وحرکت کے احکام صادر فرمائے۔ اسی اثنا میں سرویہ اور بلگیریا کی تعلقات میں کشیدگی ہو کر اعلان جنگ ہوگیا۔

اسی سال ماہ نومبر میں سپاہ یونانی کی پیش قدمی روکنے کے لئے باب عالی کی طرف سے احمد ایوب پاشا کمانڈر حدود یونان اور رسیل پاشا کی طرف اس مضمون کا ٹیلیگرام روانہ کیا گیا کہ (دیکھو تصویر مارسل احمد ایوب پاشا نمبری ۲۸۱) اگر یونان کی طرف سے کسی قسم کی پیشقدمی کے آثار محسوس ہوویں تو بغیر انتظار کسی نئے حکم کے لشکر یونان کی پوری طرح سرکوبی کر دینی ضروری اور واجبات سے ہے۔ یورپ کے بعض بے طرف اخبارات نے گورنمنٹ یونان کو مفید مشورے دیئے مگر موسیو دلی یانی وزیر اعظم یونان کی پارٹی کو بڑا بھاری یقین اور امید تھی کہ یورپ کی بعض بعض سلطنتیں گورنمنٹ یونان کو ضرور ضرور امداد دینگی۔

پال مال گزٹ مطبوعہ ۱۹ نومبر ۱۸۸۶ء کا ایک مضمون خلاصہ کر کے درج کیا جاتا ہے۔

در اس زمانہ کے یونانیوں کو قدیمی باشندگان یونان پر قیاس کرنا محض غلطی ہے۔ اگرچہ باشندگان یونان حال نے کسی قدر تجارت کے وسیلہ سے ترقی کی ہے لیکن راحت وآرام میں پڑے ہوئے ہیں کسی حالت میں یونان قدیم کے درجے کو نہیں پہنچ سکتے۔ ہم گورنمنٹ یونان کو آگاہ کرتے ہیں

تصویر نمبری ۱۴۸ مشیر احمد ایوب پاشا

No 8 / 1 Mashir Ahmod Anob Pasha
of the Bo:

کہ ولایت مسلونیکا کے فتح کرنے کے خیالات ترکوں کو ایتھینز پر حملہ کرنے کے لئے مجبور کرینگے)

بلگیریا اور سرویہ کے باہمی ایک زمانہ تک جنگ کرنے سے قطعی طور پر معلوم ہوگیا تھا کہ گورنمنٹ یونان دولت علیہ کے مقابلہ میں نبرد آزما ہوگی۔ اور دول معظمہ کو یہ اندیشہ لگا ہوا تھا کہ اگر گورنمنٹ یونان اور دولت علیہ عثمانیہ میں جنگ چھڑ گئی تو ممکن ہو کہ یورپ میں آتش جنگ بھڑک کر کوئی انقلاب پیدا ہو۔ اگرچہ جزیرہ نما بلقان میں امن قایم رکھنے کے واسطے دول یورپ کی طرف سے کوشش ہو رہی تھی کیونکہ یہ گمان نہایت صحیح اور غالب تھا کہ گورنمنٹ روس بلگیریا کو امداد دیکر بھڑکا رہی تھی اور گورنمنٹ آسٹریا کی طرف سے سرویہ کو امداد پہنچ رہی تھی بعض بعض سلطنتوں نے معاہدہ برلن کے منعقد ہونے پر جسقدر زور دیا تھا اسی قدر معاہدہ مذکور کے احکام کی پابندی میں تساہل کرنے کی وجہ سے یہ خیال پیدا ہونے لگا کہ گورنمنٹ یونان کی طرف مائل ہو کر اتحاد کر لیا ہے دول معظمہ میں مخالفت کے آثار ایسے نمودار ہو گئے تھے کہ عالمگیر آتش بھڑکنے میں فقط ایک چنگاری ڈالنے کی کسر رہ گئی تھی۔

اسکے بعد دریافت ہوا کہ دول یورپ کی طرف سے بلقان کی کسی سلطنت کو ضابطہ کے طور پر کوئی تحریک و ترغیب نہیں دی گئی اور دول معظمہ صلح و امن قایم رکھنے میں متفق اور شہنشاہ جرمنی کی خاص خواہش یہ ہے کہ مشرقی معاملات اس طور پر طے کر دیے جائیں کہ آئندہ کو کسی قسم کا خدشہ باقی نہ رہے۔ اس وجہ سے یورپ کی کابینٹ پارلیمنٹ جلسوں میں دوبارہ اتحاد ہو کر مشرقی معاملات میں گفتگو ہونی شروع ہو گئی۔ اگرچہ سرویہ و بلگیریا کے معاملات طے کر دیے گئے لیکن یونان کا معاملہ جس حالت میں تھا اسی حالت میں اس وجہ سے پڑا رہا کہ گورنمنٹ یونان نے دول یورپ کی نصیحت آمیز اطلاع کا بالکل نہ خیال کیا اور دول معظمہ نے گورنمنٹ یونان پر جبری طاقت کا استعمال اسلئے نہیں کیا کہ آپس میں مخالفت دوبارہ ہو کر کسی قسم کا برا نتیجہ نہ پیدا ہووے۔

دولت علیہ عثمانیہ صلح کے قایم رکھنے میں ممکن الوقوع تدبیریں عمل میں لاتی رہی اور ایک طرف قوت لشکری کے بڑھانے میں اور مہمات جنگ فراہم کرنے میں مصروف رہی۔ ۱۸۸۶ء کے آخر تک عثمانی فوج ایک لاکھ تیس ہزار حدود پر جمع کر دی گئی اور یونانی فوج بہتر ہزار سات سو نواسی حدود سلطانی پر پہنچ گئی۔ گورنمنٹ یونان نے دو اگبوٹ آہن پوش جنگی انگلستان سے خرید کئے اور کیل کارخانہ بحری سے چند تارپیڈو لئے اور یونانی کمپنی سے تین اگبوٹ ٹھیکہ کے طور پر لیکر لشکر اور ضروریات جنگ سے بھر کر ماتوزہ۔ نمایش بحری بیڑہ جنگی کے کرنے میں سرگرم رہی۔ اس وجہ سے دریافت ہو گیا کہ بحری و بری جنگ کرنے کا تصور کیا جا رہا ہے۔ دولت علیہ کی طرف سے خلیج کے محفوظ رکھنے

سے لوازم مہیا کیے گئے اور بندرگاہ پیروزہ کو اور زیادہ مستحکم کرکے قلعہ جات پر بڑی ساخت کی توپیں چڑھائی گئیں۔ دول معظمہ کو اس امر کا یقین کلی تھا کہ سلطنت عثمانیہ کی طرف سے برخلاف قواعد دول یورپ کے کچھ ظاہر نہ ہونے پاویگا لیکن گورنمنٹ یونان سے واقعی یہ شبہ پیدا ہو گیا کہ بحر ایجین کے بندرگاہوں پر گولہ باری نہ کرے یا وہاں کے رومی عیسائیوں کو سامان جنگ نہ پہنچاوے۔ گورنمنٹ انگلستان اور گورنمنٹ فرنچ نے باہم اتفاق کرکے بیڑہ جنگی کا دریائی یونان میں روانہ کردینا قرار دیا۔

تصویر نمبری ۱۴۸ موسیو تریقوپی وزیر اعظم یونان

148 . Mosoh Treqoopee
Wazim-azim of Greece

اس اثنا میں یونان کے ملک میں موسیو ڈلی یانی اور موسیو تریقوپی (دیکھو تصویر نمبری ۱۴۸) کی پارٹی اور طرفداروں میں نزاع بڑھتی گئی۔ عام جلسوں میں راستوں اور گلیوں میں ہر دو پارٹی کے طرفداروں میں ایک دوسرے کو گالیاں دیتے تھے اور آپس میں مارپیٹ کرتے تھے علاوہ اسکے یونانی اخبارات بھی آپس میں اسی قسم کی چھیڑ چھاڑ کرتے رہے موسیو ڈلی یانی اور اتینکی اتریا کمیٹی کا ایسا خراب اثر گورنمنٹ یونان پر پڑ گیا کہ موسیو تریقوپی کی پارٹی بالکل ناامید ہو گئی اور موسیو ڈلی یانی اس بہانہ سے کہ ملک میں عام جوش پھیلا ہوا ہے ناراضگی کا باعث ہوگا موسیو تریقوپی اور خیر خواہ ملک یونان کی پارٹی کو ٹوٹا تا رہا۔

تصویر نمبری ۱۴۹ سابق وزیر صیغہ داخلہ یونانی (ماورومیکالی)

دول معظمہ نے حالت
جنوری ۱۸۸۶ء میں
فہمایش کی اور حسب
دول معظمہ جزیرہ نما بلقان
رکھنے کے لئے باہم
بلقان کی سلطنتیں
متفقہ کی کوشش کا نتیجہ
یونان وسرویہ۔
میں یہ اتفاق ہوا ہے
یہ تینوں سلطنتیں ہتھیار
سلطنتیں ہتھیار چھوڑ دینگی

موجودہ کا لحاظ کر کے
یونان کو دوستانہ طور پر
ذیل نوٹس یونان کو دیا گیا
میں صلح اور امن قایم
متحد ہیں۔ جب تک
سلح رہیں گی۔ دول
کچھ نہ ہوگا۔ بایں وجہ
اور بلگیریا کے بارہ
کہ ایک وقت میں
ڈالدیں اگر یہ ہر سہ
تو دولت علیہ عثمانیہ بھی

ہتھیار ڈالنے پر آمادہ ہو جاویگی۔ بنابریں وہ سفراے دول جن کی ذیل میں دستخط ہوئے ہیں اپنی اپنی گورنمنٹوں کی جانب سے مامور ہیں کہ گورنمنٹ یونان سے یہ خواہش کریں کہ بہت جلد جنگ بری و بحری کے اسلحہ ڈالدے اور سفراے دول متفقہ اس بارہ میں احکام پورے کرکے وزیر اعظم یونان و وزیر صیغہ خارجیہ یونان سے امید رکھتے ہیں کہ خواہ عام صلح قایم رکھنے یا ہر سہ سلطنت کے نفع کی خیال سے یونان کی یہ حالت جو جنگ کرنے پر آمادہ ہے ترک کر دینے کے بارے میں ضروری تحریرات نہایت ہی جلد روانہ کریں۔ ۱۱ر جنوری ۱۸۸۶ء

اُدھر تو یہ مندرجہ بالا نوٹس یونان کو دیا گیا اُدھر یورپ کے اخبارات نے بڑی بڑی آرٹیکل اور نصیحت آمیز مضامین یونان کو لکھنے شروع کئے چنانچہ نووے روسی نیم سرکاری اخبار نے حسب ذیل مضمون لکھا۔

یونان میں ایک قسم کا طوفان آرہا ہے اور یہ خطرناک حالت روز بروز زیادہ پیچیدہ ہوتی جاتی ہے۔ روزانہ سنا جاتا ہے کہ گورنمنٹ یونان اعلان جنگ کرنے کے خیال میں ہے۔ ہم راے دیتے ہیں کہ پہلے اس جنگ کے انجام کو دیکھ کر اعلان جنگ کرنا چاہے۔ اور ہماری راے میں یہی آیا ہے کہ اس جنگ کا انجام یونان کے حق میں اچھا نہ ہوگا۔ گورنمنٹ یونان بلگیریا جیسی چھوٹی

سلطنت پر حملہ آور ہونا نہیں چاہتی ہے بلکہ دول معظمہ میں سے دولت علیہ عثمانیہ کے مقابلے پر آمادہ ہو رہی ہے اگر یونان نے اعلان جنگ کیا جزیرہ نما بلقان میں دوبارہ شورش پھیل جاویگی اور اس کارروائی کا نفع یا نقصان گورنمنٹ یونان کو برداشت کرنا پڑیگا۔

چونکہ دول یورپ کی پالیسی صلح و امن قایم رکھنے کی ہو رہی ہے۔ جس سے نقض امن ظہور میں آویگا اُس سے دول یورپ سخت بازپرس کرینگی۔ عام خیالات کو ایک معمولی نگاہ سے دیکھ کر بذریعہ نقض امن اپنا مقصود حاصل کرنے میں ندامت اُٹھانی پڑے گی۔ اگر گورنمنٹ یونان دول یورپ کی مربیانہ۔ دوستانہ نصیحتوں پر عمل نہ کرے گی۔ تو مغلوب ہو جانے کے بعد کسی قسم کی حمایت طلب کرنیکا استحقاق دول یورپ سے باقی نہ رہیگا۔ قبل از جنگ ہی یونان کی حالت ردی ہو رہی ہے۔ اس حالت میں ایسے دعوے پر کہ ہم مغلوب نہونگے کس طرح دلیری ہو سکتی۔ وزرا سے یونان نے اپنے ملک کو ایک کوچہ سربستہ میں ڈال رکھا ہے۔ جسکا انجام یہ ہوگا کہ لشکر عثمانیہ کی چمکیلی سنگینوں کی چمک دمک یونانی سینہ پر ضرور دیکھیں گے۔

کیا گورنمنٹ یونان کی یہ خواہش ہے کہ اس سے زیادہ اپنے ملک کی سقیم حالت کر دے اور اپنی خطا کو صواب جانکر ہٹ دھرمی اختیار کرنے میں اس سے بڑھ کر اور کیا غلطی ہو سکتی ہے۔

پوری طرح سے کسی کو دریافت نہیں ہوا مگر یہ خیال کیا گیا ہے کہ اگر دول معظمہ واقعی طور پر عام آسایش قایم رکھنے کے خیال سے یونان کو ہتھیار ڈال دینے پر مجبور کرتی رہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ ایک یونان جیسی چھوٹی سلطنت دول معظمہ کے مقابلہ پر سرکشی کرتی رہے ؎

کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں

اس وجہ سے شبہ کیا گیا کہ ایک جانب سے تو نوٹس دیا جاتا ہے اور فہمایش کی جاتی ہے اور دوسری جانب سے گورنمنٹ یونان کو بھڑکا کر جنگ کرنے پر آمادہ کر رہے ہیں۔

اسی اثنا میں جنوری ۲۶ ۱۸۶۹ء کو گورنمنٹ یونان نے کریٹ کے سمندر میں اگبوٹ جنگی اس بہانہ سے روانہ کر دیے کہ عثمانیہ جنگی بیڑہ نے ایک یونانی جہاز کو گرفتار کر لیا ہے۔

باب عالی کی طرف سے گورنمنٹ یونان سے بذریعہ کونڈ ودیوتی سفیر یونان اس باب میں جواب طلب کیا گیا اور یہ جواب ملا کہ یونانی جنگی بیڑہ حسب عادت قدیم مانوورہ میں نمایش کے لئے جزیرہ میلو کی طرف گیا ہوا تھا۔ اگر بالفرض کریٹ کے دریا میں ہی پہنچ گیا تھا۔ تو اس میں پولیٹیکل لحاظ سے کسی قسم کا اندیشہ نہیں ہے تمام دول یورپ کے اگبوٹ جنگی کریٹ کے سمندر میں گشت کر سکتے ہیں اور دولت علیہ عثمانیہ اور یونان کے تعلقات دوستانہ میں کشیدگی

نہیں پائی جاتی ہے اور عثمانیہ جنگی بیڑے بھی یونان کے سمندر میں گشت کر سکتے ہیں۔ اس واقعہ پر صیغہ خارجیہ عثمانیہ سے بذریعہ اپنے سفیروں متعینہ یورپ کے دول یورپ کے فارن آفس کو حسب ذیل ٹیلیگرام روانہ کیا گیا۔

تمام دول یورپ کو معلوم ہے کہ گورنمنٹ یونان اپنے حریصانہ ناجائز امیدوں کی وجہ سے برانگیختہ ہوکر تیاری جنگ میں مصروف ہے۔ دول یورپ نے جس طرح سے پہلے چندبار یونان کو فہمایش کی تھی اب کی مرتبہ بھی متفقہ اس اطلاع کے دینے سے کہ تھوڑے عرصہ میں نقل وحرکت فوجی کو بند کردے۔ مشکوری ہوئی ہے۔ گورنمنٹ یونان پر ایسی نصیحت آمیز فہمایش کا اب تک کوئی اثر نہیں ہوا اور جنگ کی آمادگی کی حرکات برابر چلی جاتی ہیں۔

سلطنت عثمانیہ سنیّہ نے تھوڑا ہی زمانہ گذرا ہے کہ دول یورپ کی پاسداری کی وجہ سے یونان کو ایک علاقہ مفت بغیر کسی معاوضہ کے دیدینے میں اپنے اوپر نہایت ہی جبر اختیار کیا تھا۔ اسوقت یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ آیندہ کو ایسی خواہشیں یونان کی جانب سے نہ کی جاوینگی۔ بالفعل اس قسم کی حرکات کو سرسری اور معمولی نگاہ سے نہ دیکھا جاویگا

ہم دول یورپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ ہماری اس پالیسی کو کہ یونان کی حالت موجودہ کا تحمل کرکے ہر طرح پر امن اور آسایش قایم رکھنے میں پوری کوشش کر رہی ہیں وقعت کی نگاہ سے دیکھا۔

دولت علیہ عثمانیہ گورنمنٹ یونان کی اس سبکی پر افسوس کرکے اطلاع دیتی ہے کہ یونان کی حالت موجودہ اسکی مقتضی ہے کہ نہایت ہی جلد اسکا تدارک ہونا چاہئے۔ اگر گورنمنٹ یونان کی طرف سے پیشقدمی ہوئی تو دولت علیہ عثمانیہ اپنی شان وشوکت اور رُعب وداب قایم رکھنے کے واسطے مجبور ہوگی اور یونان کی اس حرکت سے جسقدر زیرباری ہوچکی ہے اور آئندہ کسی قسم کی نزاع درپیش آنے کی صورت میں ہوگی تو تمام نقصانات کا معاوضہ گورنمنٹ یونان سے بازپرس کرکے لینے پر مجبور ہوگی۔

ہم دول یورپ سے درخواست کرتے ہیں کہ ہماری اخیری تدبیر عمل میں لانے سے پہلے گورنمنٹ یونان کو نہایت تھوڑی مہلت دیکر ہتیار ڈالنے اور لشکر کو منتشر کرنے کی ہدایت کردیں۔ اور یہ کہ آیندہ سے قطعی طور پر ایسے وسائل اور اسباب گورنمنٹ یونان پیش نظر رکھے کہ جس سے امن وامان قایم رہے اور دوستانہ تعلقات میں کسی قسم کی کشیدگی پیدا نہووے۔

اس ٹیلیگرام کو آپ نے صیغہ خارجیہ کو پڑھکر سنادیں اور نقل اس کی باضابطہ دیکر جو جواب دیا جاوے نہایت جلدی اُسسے مطلع کریں۔ ۱۳ کانون ثانی ۱۳۰۱ رومی مطابق جنوری ۱۸۸۶ء

یورپ کی پارلیمنٹوں میں یونان کی حرکات کی نگہداشت کرنی ضروری اور لازمی تسلیم کی گئی۔ اور انگلستان کی طرف سے اطلاع دی گئی کہ بلگیریا کے معاملات کا طے کرنا دول معظمہ اور دولت علیہ عثمانیہ کے متعلق ہے۔ اس معاملہ میں یونان کو کسی قسم کا دخل اور تعلق نہیں ہے۔ اور لارڈ سالسبری نے بذریعہ سفیر اکسیلنسی یہ خبر کی کہ آپ وزیر اعظم موسیو ڈلی یانی کو مطلع کریں کہ یونان کا دولت علیہ کے مقابلہ میں آمادہ ہو کر عام آسائش یورپ میں خلل انداز ہونا حق بجانب نہیں ہے انگلستان اکثر دول یورپ خاصکر جرمن کے ساتھ متفق ہو کر جنگی بیڑہ جہازات کے ذریعہ سے یونان کی حرکت کو روکیگا اور انگلستان نے اس خیال سے کہ یونان کسی قسم کی شورش اور فساد جزیرہ کریٹ میں نہ کرنے پاوے اسکا تدارک کرنے کی غرض سے سفیر متعینہ اکسیلنسی سرہوراس رومبولڈ کے ذریعے سے موسیو ڈلی یانی کو یہ بھی اطلاع دی گئی کہ اگر جزیرہ کریٹ میں بغاوت ہوئی تو برٹش جنگی بیڑہ جہازات کو حکم دیا گیا ہے کہ بندرگاہ پیرہ پر گولا باری کرے۔

گورنمنٹ یونان نے دول معظمہ کو اطلاع دی کہ یونان کا استقلال اور خود مختاری دول معظمہ کی طرف سے تصدیق شدہ ہونے کے باعث یونان کے داخلی اور خارجی انتظام میں مداخلت دول یورپ کی قانونًا ناجائز متصور ہوگی۔

چونکہ ترکوں کی طرف سے یونان کو دھمکی دی جاتی ہے اس وجہ سے اپنے فرائض منصبی کے انجام دینے اور ملک کی حفاظت کرنے کے بارہ میں جو پالیسی اختیار کی ہے۔ اس سے ہرگز نہ پلٹ سکیگی۔

دول متفقہ نے یونان کی حرکتوں کی نگہداشت کرنے اور قوت بحری کو روکنے کی غرض سے بذریعہ جنگی بیڑہ جہازات کے یونان کا محاصرہ بحری جانب سے کرنا قرار دیا ہے۔

اگرچہ دول معظمہ کی اس چشم نمائی سے گورنمنٹ یونان پر ابتدا میں وحشت غالب ہوگئی تھی۔ لیکن تھوڑے عرصہ کے بعد کسی وجہ سے یہ خیال ہوگیا کہ اس محاصرہ کا نتیجہ علی طور پر کچھ ظاہر نہ ہونے پاویگا اس وجہ سے سامان جنگ کی طیاری اور لشکر کی فراہمی میں بدستور مصروف رہ کر سالامین پیرہ اور غلوسی کے قلعجات جنگی کو جو عرصہ سے زیر تعمیر تھے توپوں اور جنگی ضروریات سے مستحکم کردیے گئے اور یونان کی بندرگاہوں میں توربیل۔ یعنی تارپیڈو رکھ دیے گئے۔

دولت علیہ عثمانیہ کی اس وقت قوت فوجی یونانی حدود پر دو لاکھ ساٹھ ہزار فوج پہنچ گئی تھی۔ اور توپخانہ کی اکیس باٹریوں سے یونانی پیشقدمی روکنے کا سامان کرلیا گیا تھا۔

ایک شخص جو پولیٹیکل معاملات میں کامل مہارت رکھتا ہے یونان کے معاملات میں اپنی رائے صاحب کو اس طرح ظاہر کرتا ہے کہ
گورنمنٹ یونان کی حرکت روکنے کی غرض سے دول متفقہ نے اٹھائیس جنگی اگبوٹ بندرگاہ مسودہ میں روانہ کئے ہیں۔
یورپ کی چھ بڑی سلطنتیں متفق ہوکر یونان کی ایک چھوٹی سلطنت کو عزم جنگ سے باز رکھنے کے لئے بڑی بڑی کوششیں اور تدبیریں کر رہے ہیں اس سے یہ وہم وخیال پیدا ہوسکتا ہے کہ گورنمنٹ یونان نے اپنی طاقت بحری کو اس قدر وہ ہر قوی اور مکمل کر دیا ہے کہ اُس کے مقابلہ پر دول متفقہ نے جنگی بیڑہ ترتیب دیکر روانہ کئے ہیں۔ ہر ایک شخص عام طور پر جانتا ہے کہ گورنمنٹ یونان کے چند چھوٹے چھوٹے جنگی اگبوٹ ہیں اور چند ہی تارپیڈو کشتیاں ہیں اب یہ خیال وسوال پیدا ہوسکتا ہے کہ دول متفقہ نے اسطور پر یونان کی چشم نمائی کری کیوں مستحسن خیال کی (گویا دول متفقہ کے مقابلے پر یونانی جنگی بیڑہ ہے) اس کی وجہ یہ ہے کہ گورنمنٹ یونان اپنے مجنونانہ خیال کے مطابق مسلح ہوکر اگر ایک ہفتہ تک نبرد آزما رہے تو ممکن ہے کہ یورپ میں کوئی ایسا فساد عام طور سے پھیل جائے کہ جس سے یورپ کبھی عام آسایش اور امن وامان میں نہ رہ سکے اس خیال سے یونان کو جنگ وجدل سے باز رکھنا ضروری خیال کیا گیا اور دوسرا بڑا بھاری سبب یہ بھی ہے کہ دول معظمہ میں سے ایک دو سلطنتوں کو یہ بھی ضروری اور لازمی خیال دامن گیر ہے کہ اگر اس موقع پر یونان کو جنگ سے باز نہ رکھا گیا تو اسکو دیدہ ودانستہ ہلاکت اور فلاکت میں ڈالدینا ہے حالانکہ گورنمنٹ یونان کے دماغ میں دول معظمہ کی چشم نمائی سے بہت نخوت بھر گئی ہے اور وہ خرمستی میں جامہ سے باہر ہوئی جاتی ہے اسلئے نہایت ہی عمدہ اور اسان تدبیر یہ ہے کہ یونان کو اُسکی حالت پر چھوڑ دیا جاوے۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ اگر یونان کو ترکوں سے لڑنے کا حوصلہ ہے جیسا کہ اُس نے پیشقدمی کی تو دول یورپ کو چاہئے کہ جب اُن کے کہنے کے موجب یونان عمل نہیں کرتا تو وہ میدان میں یونان اور ٹرکی کا تماشا دیکھیں۔ اس وقت یونان کو ترکوں کی ترکی بخوبی معلوم ہوجائیگی اور وہ اپنی سزا کو پہنچکر آیندہ ایسے خیالات اور حرکات مجنونانہ سے باز آکر خود ہی خبردار ہوجائیگا اور تمام دنیا بھی امن وامان سے بچ رہیگی۔
نہایت تعجب اور حیرت کا مقام ہے کہ دولت علیہ عثمانیہ اور گورنمنٹ یونان کے دوستانہ تعلقات میں باوجود کشیدگی آنے کے تراال یونان یعنی شاہ یونان نے فریدون بک سفیر عثمانی متعینہ ایتھنز سے فروری ۱۸۹۶ء کو یہ بیان کیا کہ (نہایت خوشی اور مسرت کے ساتھ اس اعتمادنامہ کو

جس میں آپ کی تقرری میرے پاس بحیثیت سفارت بادشاہ عثمانیہ کی طرف سے فرمائی گئی ہے
آپ سے ظاہر کرتا ہوں کہ جس طرح آپ نے اپنے فرمانروا اعظم کا خیال دوستانہ تعلقات قایم
رکھنے اور حقوق ہمسائگی کا لحاظ رکھنے کے باب میں بیان فرمایا ہے اُسی طرح میری بھی دلی خواہش یہ
ہی ہے کہ ہردو سلطنتوں کے درمیان رشتہ اتحاد و دوستی قایم و دایم رہے اور میں بادشاہ شوکت
پناہ سے درخواست کرتا ہوں کہ میرے دل میں جو قدر و منزلت ہے اسپر اعتماد فرماویں)
یہ فقرات جو شاہ یونان کی زبان سے نکلے نہایت معتبر اور وزنی معلوم ہوتے ہیں لیکن افسوس
اہل یونان کی گفتگو دل کو خوش کرنے والی بظاہر ہوتی ہے مگر وہ ہرگز عمل اور اعتبار کے قابل نہیں ہوتے
یونان والوں کا کچھ خاصہ ہی ایسا ہو گیا ہے جسکو ہم کلام الملوک ہرگز نہیں کہہ سکتے بلکہ ایک بازاری مختصر
کی گپ ہوتی ہے۔ اسی اثنا میں ایک مضمون ٹائمز نے بھی شایع کیا تھا۔ جس کا ترجمہ ذیل میں کیا
جاتا ہے۔

"مشرق میں امن وامان قائم رکھنے کا بندوبست اگرچہ ایک عرصہ سے ہو گیا ہے مگر یونان کی
مجنونانہ حرکت سے اس ہفتہ کے اخیر میں شورش پھیلنی ممکن ہے۔ گورمنٹ یونان نے
پہلے تو عوام الناس کو بھڑکایا اب وہ بڑی دلیری کے ساتھ اس راز کو پوشیدہ رکھنے اور بازپرس
سے بچنے کے لئے جمعہ کے روز ایک جلسہ ممبروں کا منعقد کرایا اور اس میں عوام الناس کی بابت
دریافت کیا گیا۔

اگر یونان کے گوش ہوش میں عاقلانہ نصیحتیں کارگر نہوئیں تو بیشک یونان اعلان جنگ کریگا۔
اگرچہ اس جنگ کی خطرناک حالت ہو جانے کا باعث یونان کے ایسے ہی بعض اشخاص ہونگے
جنہوں نے پولیٹیکل معاملات میں دخل کر لیا ہے۔ لیکن ایک ایسے جلسہ سے جو عوام الناس کی
حیثیت رکھتا ہو ممکن نہیں کہ اُن سے کوئی عاقلانہ حرکت صادر ہو۔ ہم امید کرتے ہیں اور خوب سمجھتے
ہیں کہ ایسی شورش کے وقت جو جلسے کئے جاتے ہیں اور کئے گئے اُن سے سوائے اسکے اور
کوئی نتیجہ ظاہر اور برامد نہیں ہو سکتا ہے کہ پارلیمنٹ کا تغیر و تبدل کیا جاوے۔

اس جلسہ میں بھی ممکن نہیں کہ عقل سے کام لیا جاوے۔ یہ امر واقعی درست ہے کہ باشندگان یونان
فضول گوئی کو بہت پسند کرتے ہیں وہ اپنے آپ کو ضبط کر سکتے۔ یونانی اس امر کو چھیڑ کر جو نفع و
نقصان ہونے کا انجام انہوں نے سوچا ہوگا اُس سے ذکاوت و بلادت عقل کا انکار نہیں ہو سکتا
۱۸۶۷ء میں نیپولین سوئم کے وزیراعظم صیغہ خارجہ موسیو اولیویر کی طرح
سے موسیو ڈلیانی کی بے عقلی سے جو نتیجہ ہونے والا ہے۔ اگر اسکو رای العین دکھلایا

جاوے تو ضرور ہے کہ ان بیہودہ خیالات اور خواہشوں سے باز آجاوے۔

گورنمنٹ یونان کو اس جنگ سے نفع کی امید مطلق نہیں رکھنی چاہئے۔ بلکہ اُسکے واسطے یہ جنگ بربادی کا باعث ہوگا۔ کیونکہ اگر یونان نے پیش قدمی کی تو دول یوروپ اسکو اسکے حال پر چھوڑ دینگے اور اپنی حمایت اور امداد سے یونان کو محروم کر دینگے۔

دولت علیہ عثمانیہ نے یونان پر ازادانہ حرکت کرنے میں بوجہ پولٹیکل لحاظ کے تاخیر کی ہوئی ہے دول یورپ اس میں دست انداز نہوکر یونان کو صاف طور پر مطلع کر دینگے کہ خلل اندازی عام آسایش جو قابل باز پرس ہے یونان سے وقوع میں آئی ہے۔ اگر یونان اپنی حرکت سے باز نہ آیا تو دولت عثمانیہ کی جہات طاقت کا نتیجہ یونان کے حق میں اچھا نہوگا۔

جس وقت یونان کو مجبور ہو کر دولت علیہ کے قوت کے مقابلے پر کھڑا رہنا پڑیگا اس وقت یونان کو عبرت حاصل ہوگی۔ یونان نے جسقدر رثروت اور طاقت حاصل کی ہے فقط دول یورپ کے سایہ حمایت میں آنے کی وجہ سے حاصل کی ہے۔ اور وہ بہت سے اغراض و مقاصد دول یورپ سے حاصل کر سکتا ہے۔

جسوقت خلیج سودا سے روسی جنگی بڑے جہازات سامان رسد لینے کے واسطے روانہ ہوئے تو یونانیوں کے خیالات کو بڑی بھاری وسعت ہوگئی۔ اگر دول متفقہ کے اتحاد میں فرق پڑ جاوے تو یونانیوں کے حق میں زیادہ مضر ہوگا۔

جب سے یونانیوں نے مشرق کی آسایش میں خلل ڈالنا چاہا ہے تو دول یورپ دو پالسیاں اختیار کر سکتے ہیں یا تو ایک زمانہ تک جنگ کو روکیں یا ہر دو سلطنت کے گورنمنٹی معاملات میں کسی قسم کا دخل ندیں۔

اگر دولت علیہ و گورنمنٹ یونان معاہدہ دول یورپ اور قوانین مروجہ کے پابند نہ ہوئے تو ایک دو ہفتہ میں یہ معاملہ ختم ہو سکتا تھا۔ کیونکہ یونان کی طرف سے پیشقدمی ہونے پر لشکر عثمانی فوراً ایک طرف سے یونان پر حملہ آور ہوتا اور دوسری جانب سے بیڑہ جہازات سلطانی بندرگاہ پیرہ کی سمت آگے بڑھتے تو اس وقت ہر صاحب عقل معلوم کر سکتا ہے کہ ترک یونان کی قسمت کا کیسا فیصلہ کر سکتے ہیں۔

ماہ مارچ سنہ ۱۸۹۶ء میں یونان نے ایک بڑا گروہ مسلح ڈاکو نکا جانیہ (دبانیہ) کے پہاڑوں سے گذار کر اور حدود سلطانی میں پہنچا کر ترکی جنگی چوکیوں پر حملہ کرا دیا چونکہ ترک ہر وقت ہوشیار رہتے ہیں۔ دو روبہو کر ڈاکوؤں کو پسپا کر دیا اور قتل و غارت کرتے ہوئے بیس ڈاکو انکو گرفتار بھی کر لیا۔

چونکہ قدیم سے یونانیوں کا ایسا ہی ڈھنگ ترکوں کے برخلاف ہوتا ہوا چلا آتا ہے لیکن ایسے پُرتشویش زمانہ میں یونان کی ایسی بیجا حرکتیں ثابت کر رہی تھیں کہ عنقریب اسلحہ سے ہی اُن سے کام لینا پڑیگا۔

اپریل ۱۸۸۶ء کو ایتھنز میں عام طور پر شائع کیا گیا کہ عثمانیہ لشکر نے حدود سے تجاوز کر کے یونانی لشکر پر حملہ کیا ہے اور گورنمنٹ یونان نے سفراء دول یورپ کو جو کہ ایتھنز میں مقیم تھے اس امر کے یقین دلانے میں بہت کوشش کی کہ پیش قدمی کی ابتدا لشکر عثمانیہ نے کی ہے اگرچہ یونان نے اس باب میں سفیروں کو بہت کچھ اعتبار دلایا لیکن اس جھوٹی اور سراسر لغو خبر کا اثر سفیران یورپ کے دل پر کچھ نہیں ہوا بلکہ یہ ثابت ہو گیا کہ یونان جنگ و جدل کرنے پر بالکل آمادہ ہے۔ اسلئے سفراء دول یورپ نے اپنی دولتوں اور طاقتوں کی طرف سے یونان کو ہتھیار ڈالدینے کے واسطے آٹھ روز کی میعاد کا ایک الٹیمیٹم (آخری اطلاع) حسب ذیل الفاظ میں دیا گیا۔

ذیل میں جس سفرائے دول یورپ کے دستخط ہو رہے ہیں اپنی اپنی گورنمنٹوں کی جانب سے یونان کو اطلاع دینے پر مجبور ہوئے ہیں کیونکہ دول متحدہ کی طرف سے یونان کو مکرر تنبیہ کی گئی مگر پھر بھی وہ جنگ کی طیاری میں مصروف ہے یونان کی یہ حرکت ناشایستہ متحدہ قوموں کو نہایت مجبور کر رہی ہے اور عام آسایش مشرقی میں خلل انداز ہونے کی وجہ سے ایک نئی خطرناک حالت پیدا کر رہی ہے۔ یورپ کی صلح جوئی کے خیالات کے مطابق گورنمنٹ یونان کو نرمی سے فہمایش کی گئی مگر کوئی ثمرہ اس نرمی سے حاصل نہوا دول متحدہ اپنی خواہش سے یا کسی مجبوری سے اس معاملہ کا خاتمہ کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ بنابرین ذیل میں جن کے دستخط ہیں اپنی اپنی گورنمنٹوں کے احکام تعمیل کرنیکی غرض سے یونان کی کیبنٹ کو مطلع کرتے ہیں کہ حتے الامکان تھوڑی مدت میں اپنے تمام لشکر کو زمانہ آسایش کی مقدار پر لوٹا دے اور اس اطلاع سے ایک ہفتہ کی میعاد میں لشکر کو منتشر کر دینے کے باب میں احکام ضروری روانہ کر کے دول متحدہ کا اطمینان کر دے۔ مہلت کی مدت ختم ہونے پر اگر جواب نہ ملا اور یا یہ کہ جواب کافی و شافی نہ ہوا تو اس بُری حرکت کا نتیجہ یہ ہو گا کہ پوری پوری بازپرس کی جاوے گی جس کی جوابدہی گورنمنٹ یونان کے ذمہ عاید ہو گی ✤

اس الٹیمیٹم کے جواب میں **موسیو ڈلی یانی** نے دول متحدہ کو اطلاع دی کہ ہتھیار ڈالنے یونان کو منظور نہیں ہیں۔

اس جواب کے ملنے کے بعد سفیران دول متحدہ نے جنگی جہازات کے بیڑہ کو بموجب حکم اپنی اپنی گورنمنٹوں کے یونان کے بندرگاہوں کا محاصرہ کرنے اور اور جنگی و تجارتی جہازات کی آمد و رفت مسدود کرنے کے بارہ میں مطلع کر کے ۷ رمئی ۱۸۸۶ء کو قطع تعلق کر دیا اور ایتھینز سے سفیر جرمنی برلن کو سفیر انگریزی مالٹہ کو سفیر اسٹریا ترلیسٹہ کو سفیر اٹلی کو ایک دم روانہ ہو گئے۔ اور استنبول سے ایک اگبوٹ سفیر عثمانی فریدون بک کو لینے کے لئے اور بندرگاہ پیرہ سے ایک اگبوٹ سفیر یونان موسیو کوندوریوتی کو لانے کے واسطے روانہ ہوئے اور روسی سفیر متعینہ ایتھینز اس وقت یونان میں موجود نہ تھا اور فرانسیسی سفیر کونٹ دوموٹولی کا یونان میں رہنا گورنمنٹ فرانس نے خلاف مصلحت وقت سمجھ کر ۱۳ رمئی ۱۸۸۶ء کو پہلے ہی پیرس میں طلب کر لیا تھا۔

جس وقت تمام یونان میں سفیران دول متحدہ کی روانگی کی خبر اس صورت سے بذریعہ تار شائع ہوئی تو عوام الناس یونان نے بڑی جوش و خروش میں بھر کر شاہراہوں۔ عام گذرگاہوں اور میدانوں میں کھڑے ہو کر (زیتو پولیس) کے نعرہ تالیاں بجا بجا کر مارنے شروع کئے جس کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ جنگ باد ہے موسیو ڈلی یانی کے طرفدار اخبارات نے اس مضمون کے مضامین شائع کرنے شروع کر دیئے کہ ہم اپنی حرکات و سکنات کو دول متحدہ کی خواہش کے مطابق کیسے پابند کر سکتے ہیں اور سفیروں کا ایتھینز سے چلا جانا یونان کے حق میں اور زیادہ مفید و باعث بہتری ہو گا)۔

اگرچہ موسیو ڈلی یانی کے طرفداروں اور عام یونانیوں کی یہ کیفیت تھی لیکن موسیو تریقوپی کی پارٹی نے خوب سمجھ لیا تھا کہ یہ تماشہ بہت دیر سے ہو رہا ہے اور کوصدنیا کا آخری پردہ ہے۔

ایتھنز کے ایک اخبار مسمی بہ اکرو پولیس نے حسب ذیل مضمون شائع کیا ہے

(ہر ایک عقلمند دریافت کر سکتا ہے کہ بیچاری یونانی رعایا کے روپیہ سے یہ کھیل ہو رہا ہے۔ ہمارے ملک کے زیرک باشندے جو حالت موجودہ کا نتیجہ دریافت کر سکتے ہیں خود بخود ان کو اپنی طبیعت سے یہ خیال اور اپنے آپ ہی یہ سوال پیدا ہو رہا ہے کہ ہم کہاں جا رہے ہیں۔ اس بحران کی حالت میں کیا سوچنا چاہئے۔ کیا کرنا چاہئے اور کس چیز کا گمان اور کس شئے کا یقین کرنا چاہئے اور عملی کارروائی کس شاہ پر کرنی چاہئے۔ ان سب معاملات میں حیران اور پریشان ہو کر مخبوط الحواس ہو گئے ہیں۔ بالفرض اگر گورنمنٹ روس اور فرانس کی معاونت ہونی تسلیم کیجاے۔ تو کیا ہماری بیباہ تیلی کی مروت اور حجاب کا ایسا اثر ہو گا کہ دول معظمہ میں سے چار سلطنتوں سے بگاڑ کر لیں گے ہرگز ہمارے خیال میں نہیں آتا ہے کہ اس حالت موجودہ سے ہمارے وزرا کیا امیدواری رکھ سکتے ہیں۔ ہمارے وزرا کی اس پالیسی نے ملک یونان کو فلاکت میں ڈال دیا ہے)۔

تصویر نمبر (۱۰۵) ترکوں کے برخلاف جنگ پر جاتے وقت یونانی دہقانیوں کا بیشمار جوش وخروش

ادھر دولت علیہ عثمانیہ نے دول یورپ کو مطلع کیا کہ تقریباً پانچ ہزار مسلح یونانی ڈاکو بتبدیل لباس فوجی مقدونیہ کی جانب حدود عثمانی میں داخل ہوکر حملہ آور ہوا چاہتے ہیں اور دوسری جانب سے خدائی فوج کے کئی دستے ڈاکوؤں کی وضع سے بھیس بدل کر حدود عثمانی کی طرف براہ راست آمادگی ظاہر کر رہے ہیں۔ اگرچہ بموجب ضوابطہ اصول دول کی اس قسم کی حرکت کا ظہور میں آنا گورنمنٹ یونان کی جانب سے اعلان جنگ تصور کیا جاسکتا ہے لیکن ہماری پالیسی اور صلح جوئی کی بموجب مذکورالصدر ڈاکوؤں کا تدارک اسلحہ کے ذریعے سے کرکے امن و آسایش قایم رکھنے میں ہماری جانب سے اس پالیسی میں تبدل نہ آویگا۔

اتحاد کمیٹی کے ایجنٹ آشکارا اور پوشیدہ طور پر گورنمنٹ یونان کی چشم بصیرت پر پردہ ڈالنے میں کوشش کرتے رہے۔ اور اعلان جنگ کے وسایل حاصل کرنے کی غرض سے رومی عیسائیوں نے بھی یہ کوشش کی کہ سلطنت عثمانیہ کے برخلاف بغاوت پر کمربستہ ہوجانے کی خبریں بڑے وثوق کے ساتھ پہنچاتے رہے۔ اگرچہ بحری محاصرہ کی وجہ سے اسباب تجارتی اور غلہ کی آمد بند تھی۔ تاہم تمام اشیا کی گرانی سے اسقدر عام تکلیف نہیں ہوئی جس قدر باشندگان یونان (ایتھنز) کی حالت ایک روپیہ سیر روٹی ہوجانے میں قابل تراحم ہوگئی تھی لیکن اسپر بھی انھوں نے چشم بصیرت اور فہم و فراست سے کام نہیں لیا بلکہ جنگ کی خواہش میں مبتلا ہوکر فضول گوئی میں اصرار کرتے رہے۔ یونان کی یہ اطوار دیکھ کر ترک ہمہ تن جنگ کے لئے کمربستہ تھے چنانچہ سلطنت عثمانیہ کو لشکر ظفر پیکر میدان جنگ میں داخل ہوگئے اور تین لاکھ سپاہ مقامات قرین۔ قوزکوئی۔ منک۔ تپہ۔ اسقوبیہ۔ دومنیکہ۔ چاپے حصار۔ ولشقط۔ مچو۔ لوروس (ذنازدہ) وغیرہ کی قرب وجوار میں تقسیم کئے گئے اور ترک اس موقع کا انتظار کرنے لگے کہ یونان کی طرف سے کب و کسطرف سے پیشقدمی ظہور میں آتی ہے۔ یونانی سپاہ تقریباً نوے ہزار حدود عثمانیہ میں پہنچ گئی تھی اور اس یونانی لشکر میں کسی قدر ایسی فوج بھی تھی جو تعلیم فوجی سے بے بہرہ تھی اور ایسے ہی افسران فوج بھی ناتجربہ کار اور جنگ آزمودہ نہ تھے۔

۲۰ مئی ۱۸۸۶ء کو مقام قوزکوئی کے قرب میں قودومان اور رپہ دیقر کے مقامات سے سپاہ یونان نے پیشقدمی شروع کی۔ ادھر عثمانی جنگی چوکیوں نے دفعیہ کے طور پر اسلحہ کا استعمال کرکے سپاہ یونان کو ایک قدم بھی حدود عثمانیہ میں آگے بڑھنے کا موقع نہ دیا جس سے یونان کو سخت ناکامیابی ہوئی۔ گورنمنٹ یونان نے ایک عام شورش کا دفعیہ یونانی کبنٹ کے تغیر و تبدل سے ممکن تصور کرکے کبنٹ کی تقرری کے اسباب پر غور کیا۔ چونکہ ۲۰ مئی ۱۸۸۶ء کو جو ناکامیابی ہوئی تھی وہ

موسیو ڈلیانی کی بدنظمی کا بہانہ کر کے موسیو تریقوپی کی پارٹی قایم کی۔ اس پارٹی سے حالت موجودہ کی حفاظت اور صلح کے طرفدار ہونے کی وجہ سے تمام جوش میں تسکین حاصل ہونے کی امید از سر نو ہوگئی۔

موسیو تریقوپی کی پارٹی نے بڑی سرگرمی کے ساتھ اُن وسائل پر غور کی جس سے حالت موجودہ کا نتیجہ اچھا ہو جاوے۔ چنانچہ پارٹی مذکور نے یونانی بخت کا تجربہ کرنا لازمی خیال کیا اور یونان کی قسمت آزمائی کے لئے ۲۲ مئی ۱۸۸۶ء کو جمعہ کے دن۔ الاصونیہ کے نواح میں درہ میلونہ۔ اور منکشہ کی چوٹیوں پر یونانی سپاہ نے بڑے زور و شور کے ساتھ حملہ کیا سلطانی لشکر نے بھی دفعیہ کے طور پر حرکت شروع کی۔ اور دونوں فوجوں کا مقابلہ شروع ہو گیا دو گھنٹہ تک خوب معرکہ آرائی رہی اور موت کا بازار گرم ہو گیا بہت سے یونانی مقتول اور مجروح ہوئے اور فاش شکست کھا کر پسپا ہو گئے۔ اس جنگ میں ترکوں نے نو جنگی افسر اور تین سو ایک یونانی سپاہی معہ اسلحہ کے گرفتار کئے اور اسی طرح مختلف مقامات میں بھی عثمانی جنگی چوکیوں پر یونانیوں نے حملہ کر کے شکست کھائی۔

۲۴ مئی ۱۸۸۶ء کو باب عالی کی طرف سے سفیران عثمانیہ متعینہ یورپ کو اس جنگ کے چھڑ جانے کی اطلاع بذریعہ ٹیلیگرام اس مضمون کی دیگئی کہ

تو دمان اناسپیس کی سمت میں مقدمۃ الجیش افواج یونان کی یہ اطلاع کہ ہماری جنگی چوکیوں پر آگ برسانے میں کئی گھنٹہ ثابت قدم رہ کر واپس ہو گئے۔ ہم اطلاع دے چکے ہیں یہ خیال ہوتا تھا کہ معاملہ ختم ہو گیا ہو گا۔ کل بروز شنبہ ۹ بجے (طرنوہ) کے پیشگاہ اور میلونہ و دربند کے درمیان یکایک مقدمۃ الجیش افواج یونانی نے تمام ہماری فوجی چوکیوں پر ہجوم و حملہ کیا اور موقع مذکور کے سامنے عثمانی فوج پر توپوں اور بندوقوں سے آگ برسائی اور چالیس کیلومیٹر کی مسافت تک سپاہ یونان سے تجاوز واقع ہو گیا۔ ہمارے افسران فوجی کی آخری خبروں سے دریافت ہوا کہ مقدمۃ الجیش یونان کی پیشقدمی کرنے اور متواتر آگ برسانے کے مقابلہ پر سپاہ عثمانیہ کی طرف سے صرف دشمن کی حملہ آور فوج کا دفعیہ کیا گیا۔ یونانیوں نے حدود سے گذر کر ملونہ اور قرچوہ کی جنگی چوکیوں کو پھونک دیا اور باقی مقامات پر حملہ کیا۔ دولت علیہ کی طرف سے ایوب پاشا کمانڈر حدود یونان کو اطلاع دی گئی تھی کہ اگر یونان کی طرف سے قصداً نزاع ہونے لگی تو سپاہ یونان کا تجاوز اور پیشقدمی روکنے کے لئے اسکا دفعیہ کرے۔

ہماری طرف سے صلح کی خواہش اور عام امن و آسایش قایم رکھنے کا ثبوت اس سے ہو سکتا ہے کہ اب تک ہم نے یونان کے مقابلہ پر تجاوز مذکور کے ضمن میں حرکت تعرضی[1] کرنے کا حکم اپنے کمانڈر کو نہیں دیا ہے۔ ایتھینز کی کابینٹ نے بذریعہ اپنے سفیر کے جو کہ استنبول میں متعین تھا باب عالی میں

---

[1] بغرض حفاظت سلطنت کے دشمن کی حدود میں فوج حملہ آور کی سرکوبی کرنی۔

پیش کرنے کے لئے اس مضمون کا ٹیلیگرام دیا کہ
(ہر دو جانب کے اعلےٰ کمانڈر فیصلہ کرنے کی غرض سے باہم مراسلات کریں)۔ باب عالی نے اسکو منظور کر کے فی الفور احمد ایوب پاشا کو اس کیفیت کا تار دیا گیا کہ جنرل صابو نجاکی کمانڈر افواج یونان نے پہلے سوال کے جواب میں اس جنگ کی بازپرس بذمہ سپاہ عثمانی عاید ہونی بیان کی۔ جنرل صابو نجاکی نے نزاع کے رفع کرنے کی تدابیر اور وسائل پر اپنی جانب سے بادجود عمل نکرنے کے کمانڈر عثمانی سے خواہش ظاہر کی۔ احمد ایوب پاشا نے اسکے جواب میں سپاہ عثمانی کی طرف سے پوری دفعی حرکت کا واقع ہونا ظاہر کر کے ہر قسم کی بازپرس کو رد کر دیا اور اس بات کو ثابت کرنے کی غرض سے کہ جانبین میں سے کس کی طرف تجاوز اور پیش قدمی ہوئی اور کس کی سمت سے اسکا دفعیہ ہوا یونانی کمانڈر کو عین معرکۂ جنگ کے موقع کا معاینہ کرنے کے واسطے طلب کیا اور بیان کیا کہ ہماری جنگی چوکییں اپنے موقع کے اقتضا سے تنہا ہیں اور ہر ایک چوکی دوسری چوکی سے زیادہ فاصلہ پر ہے اور ہر ایک جنگی چوکی پر یونانی سپاہ کے بڑے حصہ نے حملہ کیا تھا اور پیش قدمی کرنے میں یونانیوں نے متواتر زیادتی کی تھی۔ چونکہ ہماری یہی پالیسی ہے کہ پیشقدمی کو روکا جاوے اور تجاوز کو دفع کیا جاوے۔ تاہم وجوہات مذکورہ کے لحاظ سے لشکر عثمانی کا ایک دستہ دوسرے دستہ کو کسی طرح کی امداد نہ پہنچا سکتا تھا۔ اور لشکر یونانی نے خبر و نکے وسائل قطع کرنے کی غرض سے آگے بڑھنا چاہتا تھا اور خاصکر اسی خیال سے یونانی لشکر طرنوہ میں آگے بڑھ گیا تھا۔ اس وجہ سے ہمارے تمام جنگی مقامات ایک خطرناک حالت میں پڑ گئے تھے۔

اگرچہ گورنمنٹ یونان کی طرف سے اب تک اعلان جنگ نہیں ہوا۔ مگر موجودہ حالت نے جنگی اعلان کی صورت پیدا کر دی ہے۔ گورنمنٹ یونان کی پالیسی پیشقدمی کی ہے اور ہمارے پالیسی دفعیہ کی ہے۔ چونکہ بالفعل یہ تجاوز اور پیشقدمی یونان ہے اور ہماری جانب منسوب کی جاتی ہے اسلئے دول معظمہ جانبین سے حقانیت کے طور پر محاکمہ کر کے جسکی جانب بازپرس عاید ہوسکتی ہے معین کر سکتے ہیں۔ آپ جس سلطنت کے دربار میں ہیں اس ٹیلیگرام کو پیش کر کے مضمون مذکور بالا کی شرح و بسط کرنے میں مجاز ہیں اور اگر ضرورت پڑے تو یہ بھی اجازت دی جاتی ہے کہ حقوق سلطنت کی حفاظت ہمکو مجبور کر رہے ہیں کہ بمقابلہ پیش قدمی یونان کی حرکت دفعی میں التعرض کیا جائے یعنی حرکت تعرض کرنے کے بارہ میں (یا داخلی یونان کی حدود میں سپاہ یونان کی سرکوبی کرنے کے باب میں) اپنی کمانڈر افواج عثمانی کو حکم کر دیں۔

یورپ کے بادشاہوں کی مہربانی جو یونان کے حال پر ہے اس کی بہت سی وجوہات ہیں جو بڑی گہری نظر سے ظاہر ہوسکتی ہیں لیکن زیادہ تر یونان کی بہتری اور بہبودی کی خواہاں دول یورپ اسوجہ سے بھی ہیں کہ شاہ یونان ان کا ایک آوردہ ہے اس کی یہ جدی سلطنت یا ریاست نہیں ہے جس پر وہ نازاں اور فخر کرے بلکہ دول یورپ کا ایک ادنے سا فرمانبردار ہے جس طرف ذرا اشارہ کیا وہ موجود ہے یونان کو اپنی نیکی اور بدی سے کوئی غرض نہیں بلکہ وہ ایک کٹھ پتلی کی طرح سے ہے اور اس کی تار دول یورپ کے ہاتھ میں ہے جس طرح اسکو چلایا جاتا ہے وہ چلتا ہے باوجود اس کے یونان نے تمام یورپ کو رشتہ داری کے کچے دھاگے سے بہت مضبوط باندہ رکھا ہوا ہے اور اس سلسلہ میں یورپ کے بادشاہ اکثر لپیٹے ہوئے ہیں جو کسی طور سے بھی وہ یونان سے علحدہ نہیں ہوسکتے اگرچہ امور جہانداری میں رشتہ ناطوں کی کبھی پروا نہیں ہوئی ہے مگر آجکل کے زمانہ میں قومی ہمدردی کا اس قدر پاس کیا جاتا ہے کہ بے شمار زر و مال قومی ہمدردی پر لٹا دیا جاتا ہے۔ ماسوا اس کے مذہبی امور کی ہر سلطنت میں پاس داری کی جاتی ہے اور جب رشتہ داری ہوجاتی ہے تو بھلا اسکا کیوں نہ پاس کیا جاوے اس لحاظ سے جو کچھ خاطرداری یونان کی کی جاتی ہے وہ یورپ میں کسی بادشاہ کو نصیب نہیں ہے کیونکہ یونان کا موجودہ بادشاہ ڈنمارک کے بادشاہ کا بیٹا ہے۔ پرنس آف ویلز یعنے اڈورڈ ہفتم

یا قیصر ہندوستان کا خسر ہوتا ہے اور شہنشاہ زار روس کا ماموں ہے اور شہنشاہ جرمنی کی ہمشیرہ بادشاہ یونان کے بڑے بیٹے یعنے ولی عہد یونان کی بیگم ہے اور شاہ یونان کی بیٹی شہزادی الگزنڈرا کی شادی شہنشاہ روس کے بڑے بھائی گرینڈ ڈیوک پال سے ہوئی تھی۔

جب ایسے جلیل القدر بادشاہوں سے شاہ یونان کی رشتہ داریاں ہوں تو پھر کون سی ایسی سلطنت ہے جو یونان کو نظر بد سے دیکھ سکے لیکن یونان کو جس قدر آجتک ملک گیری میں فائدہ ہوا وہ دول یورپ کی امداد سے سلطنت ٹرکی کا نقصان کرا کر اور اکثر اسکا ملک دلا کر ہوا ہے جو سراسر انصاف سے بعید ہے کاش یہ رشتہ دار اپنی بڑی بڑی سلطنتوں میں سے دو دو چار چار صوبہ یونان کو بخش دیتے نہ کہ ٹرکی سے دلاتے۔

اب ہم رشتہ داریوں کی کسی قدر تفصیل بیان کرتے ہیں۔ سنہ ۱۸۶۳ء میں دول ثلاثہ یعنی روس فرانس اور انگلستان نے یونان کے شاہ حال کے والد ہز مجسٹی دی کنگ کرسچن نہم کو جو کہ ڈنمارک کا بادشاہ تھا یونان کا بادشاہ بنا دیا جس کی تصویر مع اُس کی نصیب ور بیگم کے ذیل میں دکھاتے ہیں (دیکھو تصویر نمبری ۱۵۰)۔ اس موقع پر جب کہ بادشاہ ڈنمارک دو سلطنتوں کا بادشاہ بنایا گیا اُس کی اولاد اور اُس کی رشتہ داریاں جو شاہان یورپ کے ساتھ ہوئیں جس سے قدرتی طور پر اتفاق یورپ کی بناء معلوم ہوتی ہے کسی قدر مختصر طور سے بیان کرتے ہیں۔ تصویر نمبری ۱۵۰ میں بادشاہ ڈنمارک اور اس کی بیگم کی تصویر دکھائی ہے۔ بادشاہ ڈنمارک کرسچن نہم سنہ ۱۸۱۸ء میں پیدا ہوا تھا اور یہ سلیس وگ ہال سٹن سینڈر برگ گیلاکس برگ مرحوم ڈیوک ولیم کا بیٹا ہے۔ اس کی شادی ۲۶ مئی سنہ ۱۸۴۲ء کو شہزادی لوئیس کے ساتھ ہوئی تھی جو کہ ہیس کیسل لینڈ گرے ولیم کی بیٹی ہے شاہ ڈنمارک کے تین بیٹے ہیں بڑے بیٹے کا نام جس کی تصویر نمبر ۱۵۲ درج ہے کروان پرنس فریڈرک ہے اور یہی شہزادہ سب سے بڑا ولی عہد سلطنت ڈنمارک ہے جو کہ سنہ ۱۸۴۳ء میں پیدا ہوا تھا اور اس کی شادی سویڈن اور ناروے کے مرحوم بادشاہ کی بیٹی کے ساتھ ہوئی ہے اور اسکے اب تک ۷ بال بچے پیدا ہوئے ہیں۔

سنہ ۱۸۵۲ء میں یورپ کے عہد نامہ کے مطابق ڈنمارک کی حکومت کا سلسلہ اولڈن برگ کے خاندان میں ولی عہد ہونے کی وجہ سے جو کہ چار صدیوں تک حکمران رہا تھا۔ سلیس وگ ہال سٹن سینڈر برگ گلاکس برگ کے خاندان میں آیا اس واسطے تاج ڈنمارک حال کے بادشاہ کے سر پر جو کہ اس خاندان سے ہے رکھا گیا۔

ڈنمارک کی آبادی مع اُسکے مقبوضات کے ڈھائی کروڑ کی ہے اور تین کروڑ سٹرلنگ (جرمنی سکہ)

(الف)
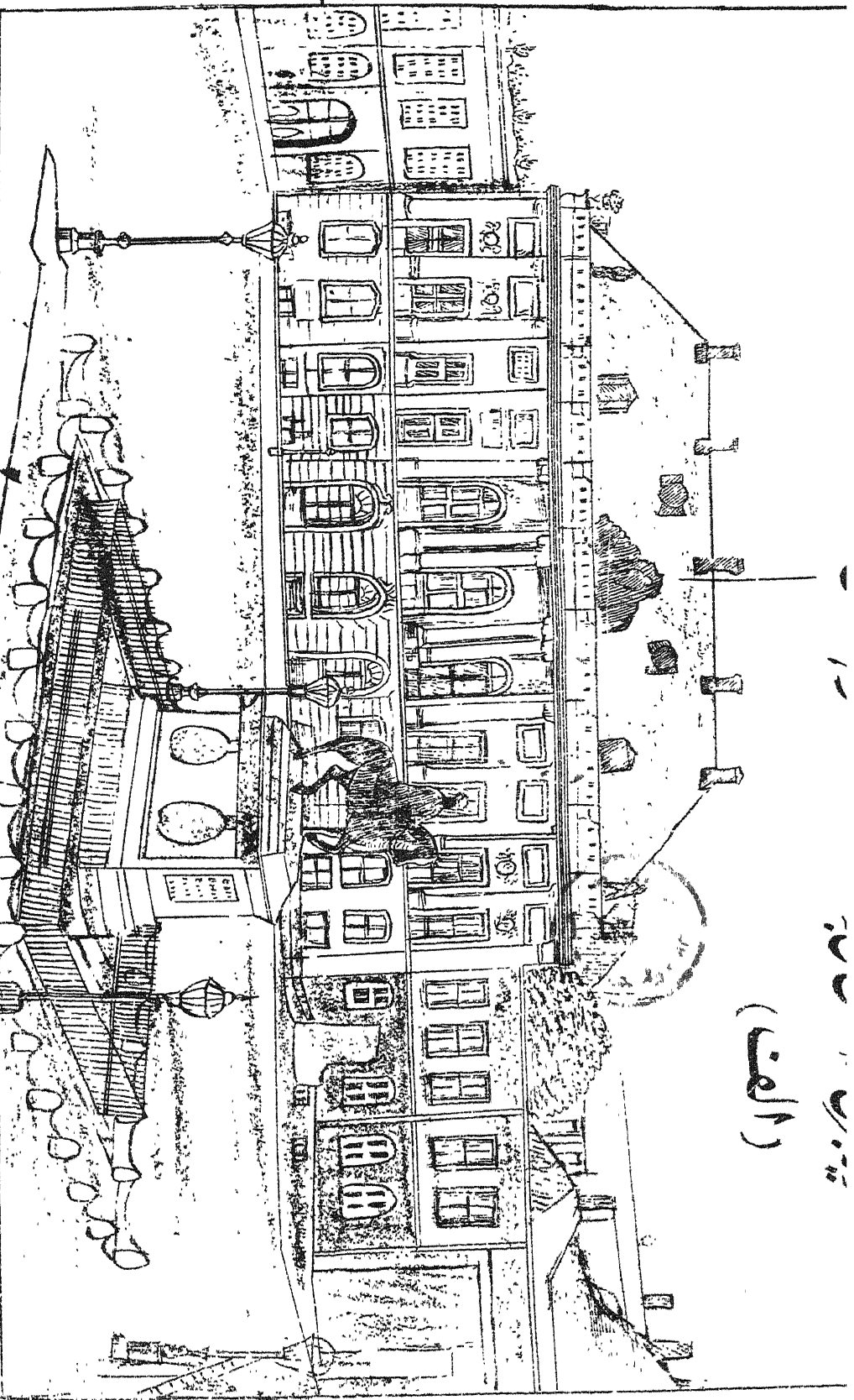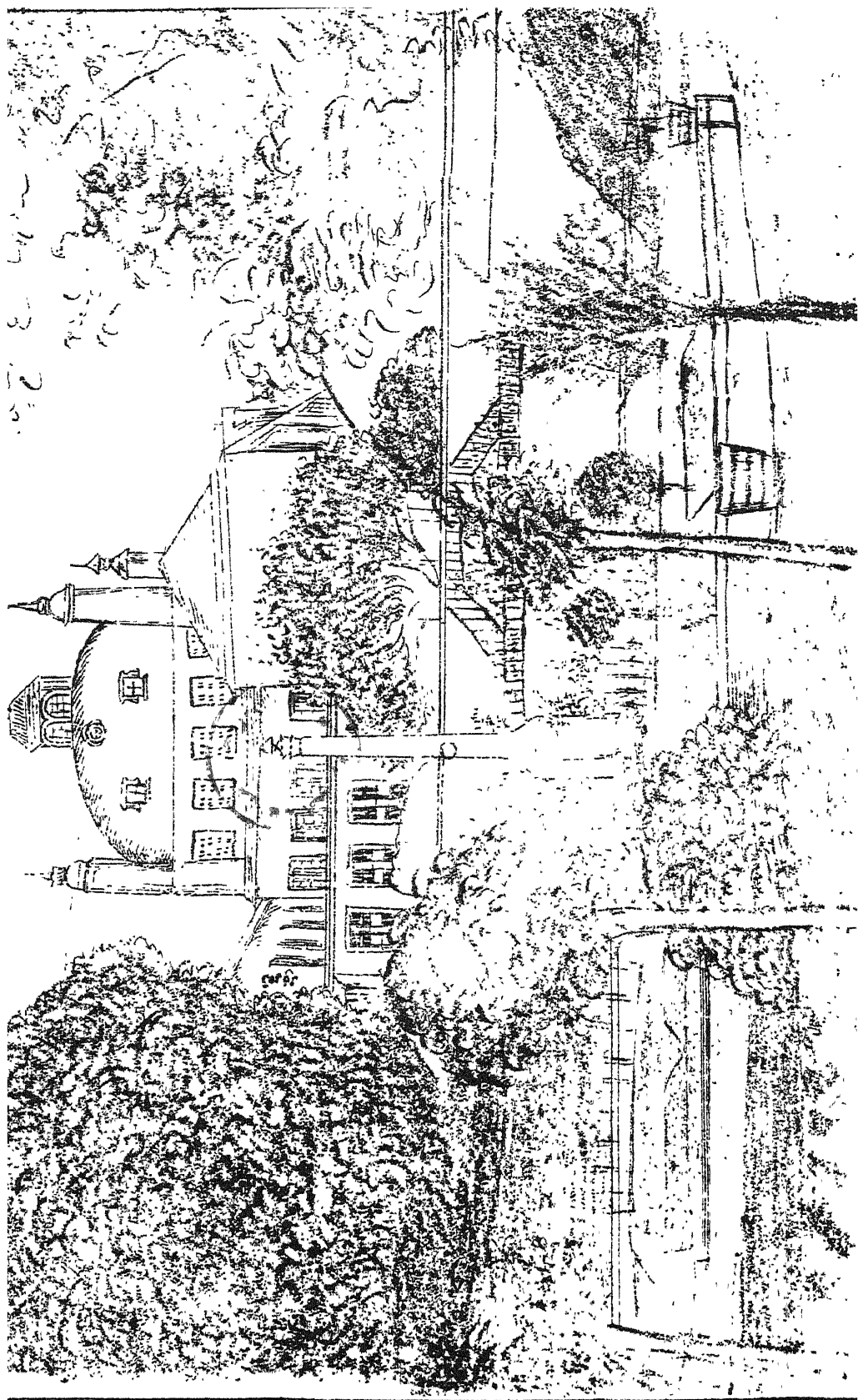
اُس کی آمدنی ہے اُسکے پاس تھوڑی سی بحری اور بری فوج بھی ہے اور اُس کی گورنمنٹ کانسٹی ٹیوشنل (حکومت قانونی حسب ضابطہ) ہے اور اس میں دو ہوس آف پارلیمنٹ ہیں۔ اسکا دارالخلافہ کوپن ہیگن ہے جوکہ جزیرہ زی لینڈ کے مشرقی طرف اور سوئڈن کے متصل واقع ہے۔ یہ ایک تجارتی شہر ہے جس میں جہازات کے کارخانوں کے سوا اور قسم قسم کے بھی کارخانے ہیں اس شہر کی آبادی تین لاکھ ہے اور اسکے گردنواح کے شہروں کی آبادی علٰحدہ ہے۔

اس شہر کوپن ہیگن میں بڑی بڑی عالی شان عمارت بنی ہوئی ہیں۔ منجملہ ان کے کئی شاہی محل ہیں ایک کا نام امیالن برگ ہے۔ دوسرے کا نام کسٹیل فرڈینس برگ ماربل گارڈن ہے۔ ان دونوں محلوں کی تصویر بھی درج کی جاتی ہے (دیکھو تصویر نمبری ۱۵۱) علاوہ ان کے اور دو محل بڑی شان وشوکت کے ہیں جوکہ دارالخلافہ کوپن ہیگن اور السی نور کے درمیان واقع ہیں۔

املیس برگ ایک بڑی پُرفضا جگہ ہے جہاں بادشاہ اور بیگم رہتے ہیں اور اس مقام پر سنہ ۱۸۹۲ء میں بادشاہ کی سالگرہ کا جلسہ کیا گیا تھا جس میں یورپ کے تمام خویش واقارب اور رشتہ دار شامل ہوئے تھے۔ چنانچہ **شہنشاہ زار روس** اور اس کی **ملکہ** مع شہزادہ اور شہزادیوں کے تشریف لائے تھے اور **پرنس اف ویلز** مع اپنی بیگم کے اور پرنس **جارج** و شہزادی وکٹوریہ اور **موڈ** آف ویلز اور سوئڈن کا شہزادہ **چارلس** اور آسٹریا کا ارچ **ڈیوک** اور گرینڈ **ڈیوک آف** لگزمبرگ اور **ڈچز آف** کمبرلینڈ اور شہزادہ اور شہزادی والڈیمار۔ اور بہت سے جرمن کے شہزادے اور شہزادیاں اس جلسہ میں شریک ہوئیں۔

شاہ ڈنمارک کے تین بیٹوں میں سے بڑا بیٹا ان کا ولی عہد ہے جس کی تصویر نمبری ۱۵۲ ہے دوسرا بیٹا یونان کا بادشاہ جس کی شادی گرینڈ ڈچز سے جس تصویر نمبر ۱۵۳ میں درج ہے تیسرا چھوٹا بیٹا پرنس والڈیمار ہے جس کی شادی فرانس میں ہوئی ہے اُس کی بیگم اورلی ین خاندان میں سے ہے جس کی تصویر نمبر ۱۵۴ ہے (دیکھو تصویرات نمبر ۱۵۲ و ۱۵۳ و ۱۵۴)

کروان پرنس فریڈرک یعنے ولی عہد ڈنمارک کے بڑے بیٹے کی شادی ایک عالی خاندان میں ہوئی جس کا مختصر حال اور تصویر ذیل میں ہے۔

پرنس کرسچن ولی عہد ڈنمارک کا سب سے بڑا بیٹا ہے۔ اس لایق شہزادہ نے اپنی دلہن کو بھی ایک لایق فایق شہزادیوں میں سے انتخاب کیا ہے جو نہایت ہی لئیق ہے کیونکہ آخر میں ڈنمارک کے تاج اور تخت کے مالک یہ ہی دونوں ہونگے۔

تصویر نمبر (۱۵۳) ڈنمارک کا دوسرا شہزادہ
شاہ یونان
تصویر نمبر (۱۵۴) شاہ ڈنمارک کا چھوٹا شہزادہ
پرنس ویلڈی مار
تصویر نمبر (۱۵۲)
ڈنمارک کا ولیعہد
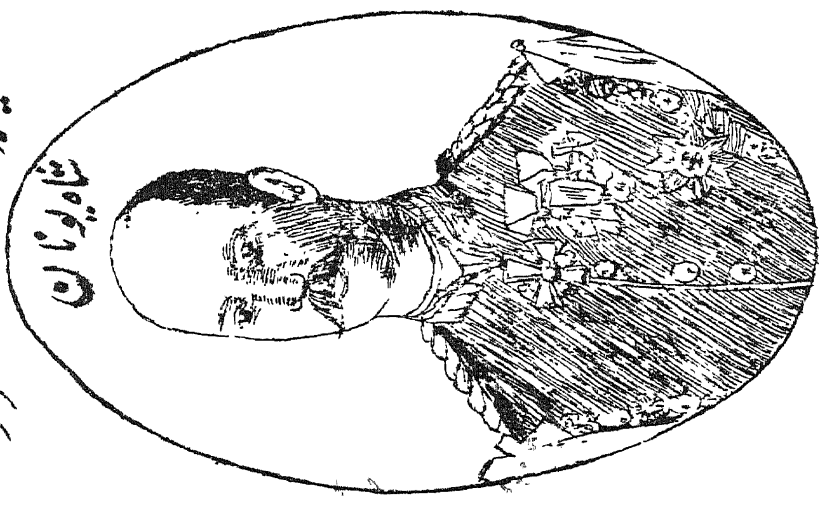
تصویر نمبر (۱۵۹) شاہ ڈنمارک کی سب سے چھوٹی شہزادی
ڈچیس آف کمبرلینڈ
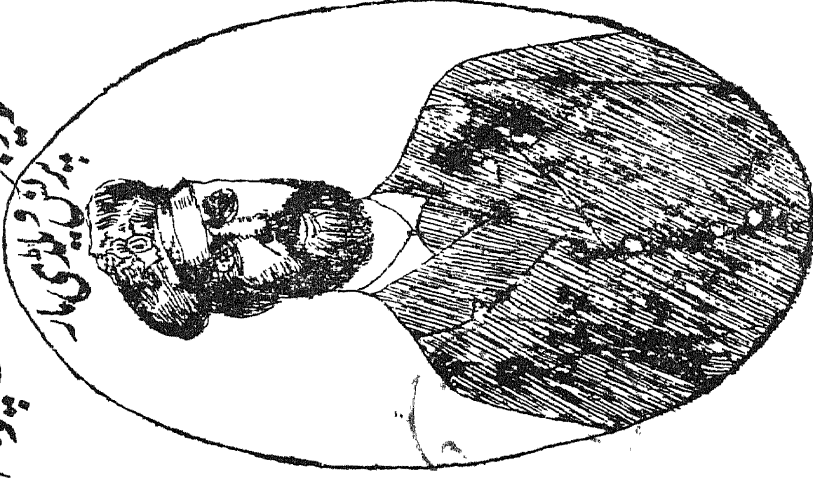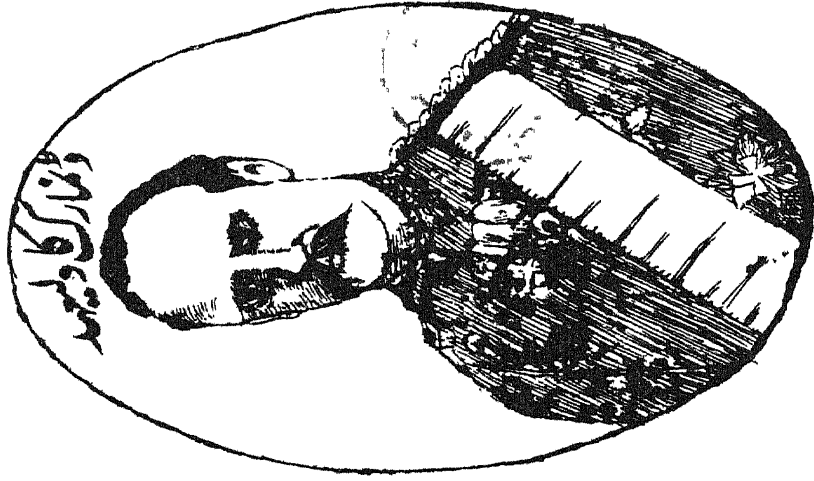
تصویر نمبر (۱۵۸) شاہ ڈنمارک کی بڑی شہزادی
ملکہ انگلستان
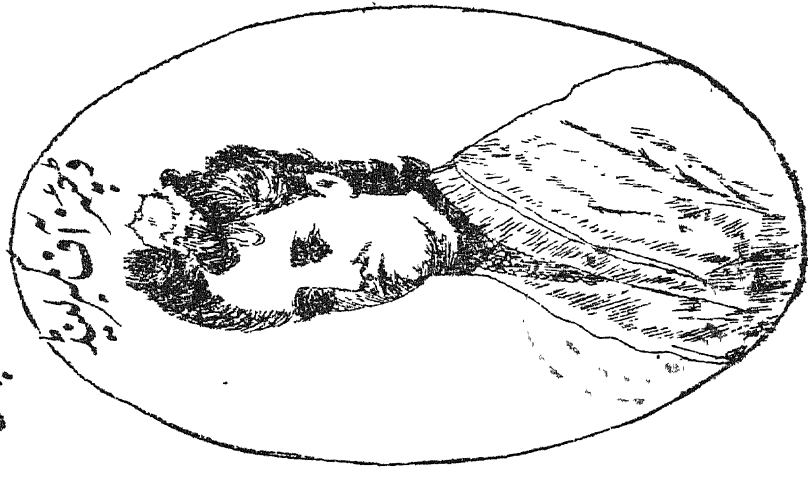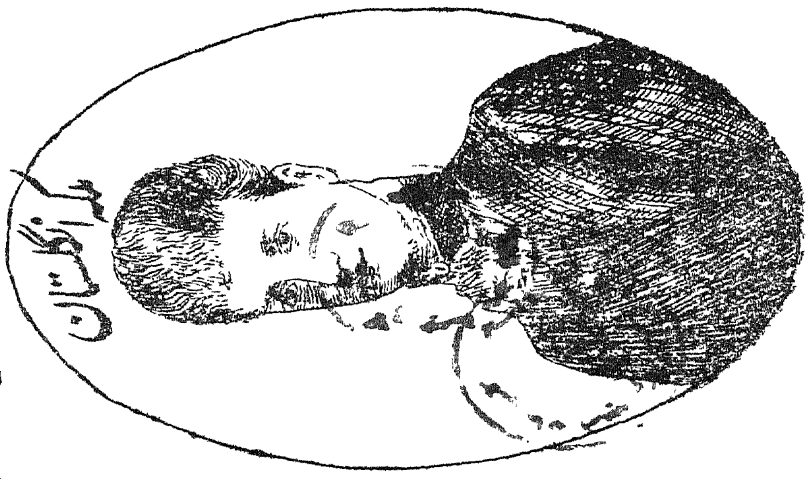
تصویر نمبر (۱۵۷) شاہ ڈنمارک کی دوسری شاہزادی
امپریس رشیا
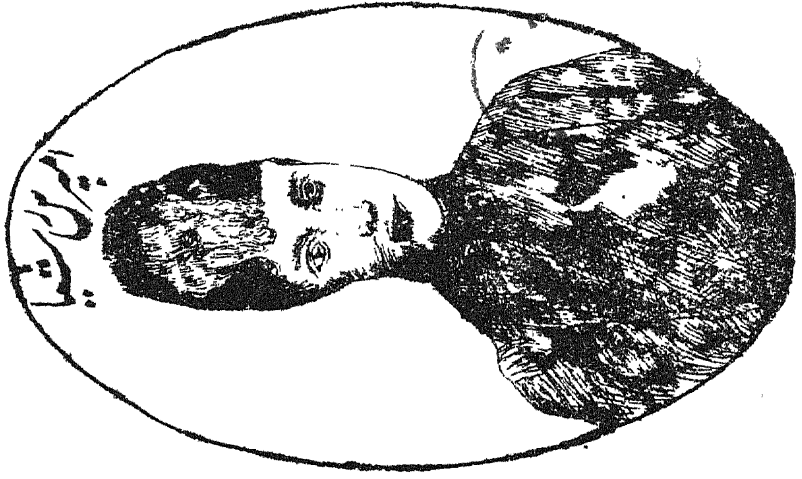
تصویر نمبری ۱۵۶
ولی عہد ڈنمارک اور اس کی بیگم

تصویر نمبری ۱۵۵ پرنس کرسچن آف ڈنمارک کراؤن پرنس — تصویر نمبری ۱۵۶ ڈچز الگزنڈرینا آف میکلن برگ شورین

شہزادہ کرسچن ایک لمبا چوڑا جوان ہے اور اس کی عمر اسوقت (یعنی ۱۸۹۷ء میں) ۲۷ سال کی تھی۔ آجکل وہ قد و قامت میں یورپ کے شہزادوں میں سے سوائے پرنس جارج یونان کے اور کسی سے کم نہیں شہزادہ کرسچن نہایت طاقتور شخص ادر اسکو شکار کھیلنے کا بھی شوق ہے۔ شہسواری میں بڑی بھاری مہارت رکھتا ہے۔ اِس نوجوان شہزادہ نے صرف کھیل اور خوشی ہی میں وقت نہیں گذرا ہے بلکہ اُس نے اپنی محنت سے عام فوجی تعلیم اور تربیت حاصل کی ہے اور اس نے ہر ایک بات کو جو فوج کے متعلق ہوتی تھی حاصل کئے بغیر نہیں چھوڑا۔ اُس نے اپنی عمر کے تھوڑے سے شروع حصہ میں کوپن ہیگن کی یونیورسٹی کا امتحان بڑی خوبی کے ساتھ پاس کیا اور یہ خوبی اس میں پہلے ہی سے تھی کیونکہ طالب علمی کے زمانہ میں اسکول کے لڑکوں اور جماعتوں کے ساتھ اُسنے دوستانہ برتاؤ رکھا تھا اور اسی وجہ سے وہ اب ہر دل عزیز ہے جب یہ عین عالم شباب کو پہنچا تو اس میں وہ خوبیاں پائی گئیں جو کہ بڑوں

کی سوسائٹی میں ضروریات سے ہوتی ہیں۔

ڈچیز الگزنڈرائن مکلین برگ۔ شورین ۹ سال اس شہزادہ سے چھوٹی ہے ۱۸۷۹ء میں پیدا ہوئی اسکا باپ مکلین برگ شورین کا حکمران ڈیوک ہے جو کہ جرمن کے شہزادوں میں سے سب سے زیادہ دولتمند ہے اور الگزنڈرینہ اُس کی سب سے بڑی دختر ہے جس کی بالمقابل تصویر ہے۔ ایک لڑکا اور ایک لڑکی اُسکے باپ کے کنبے کو پورا کرتی ہے یعنے یہ صرف دو بہنیں اور ایک بھائی اپنے باپ کی اولاد ہیں۔ الگزنڈرینہ بہت ہی خوبصورت لڑکی ہے۔ جس کی تعلیم کی حفاظت اور تربیت کی ترتیب اُس کی لائق ماں نے بڑی عمدگی سے کی ہے۔ اسواسطے آئیندہ بادشاہ کے واسطے یہ ایک عمدہ ملکہ ہو سکے گی۔

رشین اور جرمنی اس منگنی کے ہونے سے اپنا اظہار خوشی ظاہر کرتے ہیں۔ کیونکہ شہزادی کی والدہ گرینڈ ڈیوک مائیکل نیکولی وچ کی بیٹی ہے اور شہنشاہ الگزنڈر مرحوم سویم کی اول چچازاد بہن ہے، اور آجکل کے شہنشاہ زار روس کی دویم چچی زاد بہن ہے جسکا شہزادہ کرسچن اول چچازاد بھائی بھی ہے

علاوہ ان تین شہزادوں کے شاہ ڈنمارک کی تین شہزادیاں بھی ہیں۔ اول امپرس رشیا جو شاہ ڈنمارک کی دوسری شہزادی ہے (دیکھو تصویر نمبری ۱۵۷)۔ دوم پرنس آف ویلز یہ شاہ ڈنمارک کی بڑی شہزادی ہے جو پرنس آف ویلز۔ یعنے ایڈورڈ ہفتم کنگ آف انگلستان وقیصر ہندوستان سے بیاہی گئی ہیں (دیکھو تصویر نمبر ۱۵۰)۔ سویم ڈچز آف کمبرلینڈ یہ شاہ ڈنمارک کی سب سے چھوٹی شہزادی ہے (دیکھو تصویرات نمبری ۱۵۰، ۱۵۸، ۱۵۹)

ان میں سے دوسری شہزادی کی شادی شہنشاہ زار روس کے ساتھ ہوئی ہے اور وہ ملکہ شہنشاہ روس ہیں (یعنی ہز امپیریل مجیسٹی دی امپرر آف رشیا کی امپرس کہلاتی ہیں) اسمقام پر علیحدہ طور سے شہنشاہ روس اور اسکی ملکہ کی تصویر دکھاتے ہیں۔ یہ تصویر حال کے شہنشاہ روس کی ہے۔ جو شاہ ڈنمارک کی دختر کے فرزند ہیں اور انکی شادی الگزنڈینا فوڈرونہ سے ہوئی ہے جو ملکہ معظمہ وکٹوریہ کی نواسی ہے اور پرنس ایلائس موڈ میری کی دختر ہے۔

خدا کی شان اور اس کی قدرت کا تماشا دیکھنا چاہیئے کہ پٹیر اعظم زار روس نے مرنے وقت یہ وصیت کی تھی کہ روسی شہزادوں کی شادیاں جرمن کی شہزادیوں سے کی جاویں۔ پٹیر اعظم کا یہ خیال صحیح تھا کہ جرمنی ایک بڑی زور آور طاقت ہے اگر وہ روشین سے برخلاف رہے تو اُسکے مقابلہ میں روسی حکمت عملی کارگر نہیں ہو سکتی اور نہ روس ملک گیری میں ترقی کر سکتا ہے اسی وجہ سے پٹیر اعظم کا مرتے وقت بھی یہ خیال رہا کہ جرمن سے جب رشتہ داری ہو جاویگی تو وہ روسی اغراض اور روسی مطالب کا خود بخود معاون اور مددگار رہیگا لیکن پٹیر اعظم کی یہہ

کے فرزند ہیں۔ اور انکی شادی الگزنڈینا فوڈرونہ سے ہوئی ہے۔ جو ملکہ معظمہ وکٹوریہ کی نواسی ہے اور پرنس ایلائس موڈ میری کی دختر ہے

تصویر نمبر ۱۶۰ و ۱۶۱ - شہنشاہِ رُوس اور اُسکی ملکہ

تصویر نمبری ۱۶۱ - الگزنڈرینا فیوڈرونہ دختر پرنسس ایلائس موڈمیری اور وکٹوریہ جارجینہ کی نواسی ہے

شاہ ڈنمارک کی دختر کے فرزند شہنشاہ روس حال

تصویر نمبری ۱۶۲ - شاہ ایڈورڈ ہفتم و ملکہ الگزینڈرا شاہی لباس میں ہیں

وصیت تعمیل کے درجے پر نہیں پہنچی جس سے اُسکی بھی روح کو صدمہ پہنچا ہوگا اور یہ افتخار شاہ ڈنمارک یا شاہ یونان اور اُسکے ولی عہد کو حاصل ہوا۔

اس سے بھی بڑھ چڑھ کر زیادہ مفخر ڈنمارک کے وارثوں اور یونان کے والیوں کو یہ ہوا کہ ڈنمارک کی بڑی شہزادی کی شادی پرنس آف ویلز سے ہوگئی جو کہ دنیا میں اول درجہ کی طاقت شمار کی جاتی ہے اور آج عالم میں وہ عالم پناہ ایڈورڈ ہفتم شہنشاہ انگلستان و قیصر ہندوستان کے لقب سے عالم کے طبقہ میں مشہور ہے۔ ہم اس ڈنمارک کی بڑی شہزادی کو ملکہ انگلستان و ہندوستان کے عالم میں مع شہنشاہ برٹن کلاں کے دکھاتے ہیں جسکو عالم کی نظریں بڑے فخر سے دیکھتی ہیں۔ اور ان کی تعظیم و تکریم میں سر جھکاتے ہیں۔ (دیکھو تصویر نمبری ۱۶۲)

بادشاہ ڈنمارک کی سب سے چھوٹی بیٹی جسکا نمبر ۱۵۹ ہے اپنی دونوں بڑی بہنوں سے مراتب میں بھی چھوٹی ہی رہی اور وہ بجائے امپیریس ہونے کے ڈچز ہی رہی جب بھی تمام امراء کی شہزادیوں پر شرف رکھتی ہے اور وہ ڈیوک آف کمبرلینڈ کی بیگم بنی ہیں۔

غرضکہ ڈنمارک کی ان تین نصیب ور لڑکیوں نے تمام یورپ کو اپنا حلقہ بگوش بنالیا جن کی ان خاص وجوہات کے سبب سے اُن کے بھتیجے صاحب شاہ یونان بڑی بڑی طاقتوں کے مقابلہ میں دندناتے ہیں اور تمام یورپ پر غراتے ہیں۔

(الف)

تصویر نمبری ۱۶۲

یونان کا بڑا پادری

مرقع ہفتم

یونان کا شاہی خاندان اور اسکی گورنمنٹ

تصویر نمبری ۱۶۳ - کرسچن ولیم فری ڈی نند اڈیال فس جارج شاہ یونان

تخت یونان کے شاہی وارثوں کی شہرت انگیز واقعات سلاطین یورپ میں ایک عجیب وغریب شمار کی جاتی ہے کیونکہ شاہ یونان جسکو دول یورپ کی طرف سے یہ چھوٹی سی سلطنت عطا ہوئی ہے ایک دیو الیہ کی طرح سے شہرت پذیر ہوکر ایسا مشہور ومعروف ہوا کہ جسکو دیوتا یا اوتار کی طرح سے مانا جاتا تھا اور دول یورپ کی نظر عنایت نے اُسکے جاہ وحشم ونا موری اور اقبال کو تمام عالم میں یگانہ بنا دیا - یہ جارج اول کرسچن نہم شاہ ڈنمارک کا دوسرا بیٹا ہے جو ۲۴ دسمبر ۱۸۴۵ء

کو مقام کرسٹس اویس پیدا ہوا تھا اور کرسچن ولیم فرڈ ننینڈ اڈال فس جارج کے نام سے مشہور ہوا تھا۔ ڈنمارک کے بادشاہ اور ملکہ نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ یونان ڈنمارک کا دست نگر ہو کر حکومت کرے اسواسطے اسکو ترغیب دی گئی کہ کوئی پیشہ اختیار کرے چنانچہ شہزادہ ولیم نے ۱۸ سال کی عمر میں جہاز رانی کے عہدہ امیر البحری اختیار کی۔

۱۳ مارچ ۱۸۶۳ء کو یونان کی نیشنل اسمبلی قوموں نے متفق ہو کر ایک عام مجمع میں شہزادہ ولیم کی حکومت کرنے کا اعلان کر دیا اور ۶ جون ۱۸۶۳ء کو باشندگان ایتھنز کے اتفاق سے یونان کا بادشاہ قرار دیا گیا ۲۱ ستمبر کو ڈنمارک کے شاہی حقوق اس سے چھڑا دیئے گئے اور ۱۸۶۳ء اکتوبر میں شاہزادہ ولیم نے یونان کی سلطنت کو اپنے ہاتھ میں لیا اور جارج اول شاہ یونان کے لقب سے مشہور ہوا۔ اور پولٹیکل اور ملٹری جنگ جوؤں سے معافی چاہ کر اور کمر ہمت باندھ کر اپنے مدعا حاصل کرنے کی طرف رجوع ہوا۔ شاہ یونان بڑے لمبے چوڑے قد و قامت کا بادشاہ ہے چنانچہ ۶ فٹ اور ۴ انچ اس کی جسمی جسامت ہے اور بڑے زبردست پہلوان ہیں جیسے کہ زار روس کو جو دیو سے کم نہ تھے اور جن کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ گھوڑے کے نعل کو دونوں ہاتھوں سے سیدھا کر ڈالتے ہیں ان کو کئی دفعہ دوستانہ کشتی میں گرا چکے ہیں۔

اہل یونان نے اپنے کنوارے بادشاہ کے زیر حکومت رہنا پسند نہ کر کے بادشاہ کو شادی کرنے کی طرف رغبت دی مگر جارج اول نے یونان کو راسخ الاعتقاد اور آپ کو محسن بنانے کے لئے کسی قدر توقف کیا۔ مگر تھوڑے ہی دنوں کے بعد شاہ یونان نے اپنی شادی کے لئے گرینڈ ڈچز اولگا کو منتخب کیا۔ جو کہ گرینڈ ڈیوک کانسٹنٹین شن آف رشیا کی پیاری لڑکی ہے (دیکھو تصویر مجلس لیڈی کوئین آف گریس نمبری ۱۶۴)

۲۷ اکتوبر ۱۸۶۷ء کو سینٹ پیٹرزبرگ (دار الخلافہ روس) میں شادی کی رسمیں ادا کی گئیں۔ منگنی کے زمانہ میں ایک دوسرے کو آپس میں ملاقات کرنے کا بہت کم وقت ملا تھا۔ گرینڈ ڈچز اولگا اپنے دولہا سے ۷ سال عمر میں چھوٹی ہیں۔ ان کی شادی کے ۱۸۶۷ء میں شاہ یونان کی عمر ۲۳ سال کی تھی۔ اور ملکہ یونان کی عمر ۱۶ سال کی۔ یونان اور ایتھنز والوں کو اس مکان روشن کرنے والی جوان ملکہ کی بابت کوئی موقع گفتگو کرنے کا نہیں تھا۔ کیونکہ ماسوا عمدہ جہیز کے جو اس شاہی شریف خاندان کی ملکہ کو دیا گیا اس سے زیادہ فہم و فراست اور زیرکی تھی۔ ملکہ یونان نے اپنی عقل و دانائی کا ایتھنز اور یونان کو وہ کرشمہ دکھایا کہ اس نے بادشاہ کے ارکان دولت کے دل میں باعث عزت ہو کر دیوی کا خطاب حاصل کر لیا اور تمام

تصویر نمبری ۱۶۴۔ ہر مجسٹی دی کوئین آف گریس

(تصویر نمبری ۱۶۵) ہر مجسٹی دی کوئین آف گریس کی تصویر عہد شباب (الف)

یونان ملکہ کو بمنزلہ اوتار کے ماننے لگا۔ ملکہ اولگا نے رومن اوفس کے گھر میں پیدا ہو کر جارج اول کے دلی ارادوں میں کامیابی حاصل کی۔ اس مقام پر ملکہ کے آغاز شباب کی تصویر دکھاتے ہیں (دیکھو تصویر نمبر ۱۶۵)

جس وقت ملکہ محل میں داخل ہوئی ان ایام میں کوئی کورٹ سرکل سوائے چند کروپس ڈپلومیٹک لیڈیوں کے یونان میں نہ تھا۔ اور نہ دارالسلطنت ایتھنز کے باب میں کچھ کہا جاتا تھا۔ وہاں صرف شاہی سوداگر ہی نہ تھے بلکہ ہر ایک پیشہ کے دستکار مع اپنے اپنے قبائل کے گئے شانزدہ سالہ ملکہ کے واسطے جوان کنیزاں۔ خادمہ مہیا کی گئیں۔ ملکہ کی خسروانہ خصلت نے بذریعہ اس قدرتی جواہر عقل کے جس سے وہ سراپا ملبوس تھی ہر ایک کے دل میں ایک مقناطیسی اثر ڈال دیا۔ اور شاہ یونان نے اس فہمیدہ ملکہ کو اپنے دل میں جگہ دی۔

شہزادی کی شادی کے ایک سال بعد ڈیوک آف سپارٹا ولی عہد سلطنت ایتھنز میں پیدا ہوا جو کہ کریٹ کا ہیرو مشہور ہوا۔ اسکے بعد پرنسس الگزنڈرا پرنس آف ویلز کے ہمنام پیدا ہوئی۔ پھر پرنس نکولس شاہی خاندان کا مشہور سپاہی پیدا ہوا بعد اسکے پرنسس میری میگڈالینی تولد ہوئی بعد ازیں پرنس اینڈریو پیدا ہوئی اور پرنس کرسٹوفر مقام پولسک متصل سینٹ پیٹرس برگ کے پیدا ہوا یہی ایک شہزادہ ہے جس کی پیدایش یونان کی نہیں ہے۔ باقی تمام بچے یونان میں پیدا ہوئے۔

کوئین اولگا نے اس بڑے خاندان کی ذرا پروا نہ کی اور اپنے قیمتی وقت کو مادرانہ شفقت کے ساتھ اپنے خاوند شاہ جارج کو آدمیوں کے واسطے صرف کرنا شروع کر دیا اور ساتھ ہی شاہ یونان بھی اپنی پیاری ملکہ کے ہم خیال ہوا ان دونوں نے کسی قدر قیام کر کے بحر ایجین میں بحری انتظام کے سرانجام دینے میں مصروف ہوئے جہاں پر پہلے ٹی سر اپنی خوبصورت بھتیجی کے ساتھ رہتا تھا جس میں قدرتی سخاوت اور دانائی بھری ہوئی تھی۔ ماسوا اسکے اسکو بحری کارکن آدمیوں کے ساتھ مکانات کی آرائشوں میں زیادہ دلچسپی تھی۔ جس وقت شاہ یونان نے اپنی ملکہ کو اپنے کام کی طرف رغبت دلائی اسوقت یہ ضروری الامور مسئلہ غریب بیماروں کے واسطے یونان میں پڑا ہوا تھا اہل دیہات کی غربت اور ان کی ردی رحم طلب حالت پر کوئین اولگا نے مصمم ارادہ کر لیا کہ اس مسئلہ کو نہایت عمدہ خوبصورتی کے ساتھ اپنے خاوند کے خیالات کی ہمسری کرنے میں حصہ لیوے۔ چنانچہ وہ اپنے پرائیویٹ کمرے میں بیٹھی ہوئی یونان کی دیہاتی عورتوں اور ایتھنز کی شریف لڑکیوں کی بہتری اور بہبودی کی یہ تجویز تجویز کی کہ ایک ٹریننگ سکول (درہ تعلیم گاہ) جس میں وہ انکو بیماروں
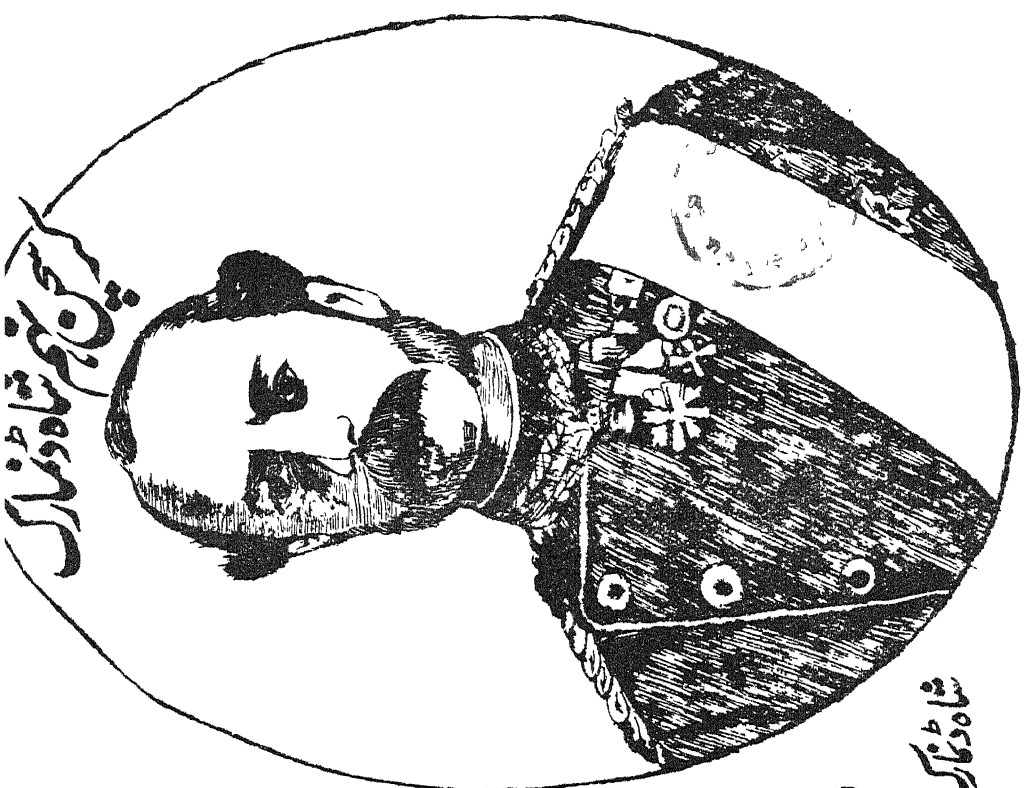
تصویر نمبری (۱۵۰)
شاہ ڈنمارک و ملکہ ڈنمارک

کی تیمارداری میں زیور تعلیم سے آراستہ کیا جاوے) اور ایک بہت عمدہ ہسپتال جس میں اعلےٰ درجہ کے جراح اور ڈاکٹر رکھے جاویں قایم کیا جاوے اور فوراً اپنی جیب خاص سے تیس ہزار ڈرام نقد اس فنڈ میں داخل کر دے اس وقت ملکہ یونان کی لیڈیوں کی کمیٹی کے اچھے اچھے کاموں میں مصروف تھی۔ اگرچہ اس فنڈ کا سوال ایک راز تھا مگر ملکہ یونان کی دوراندیشی نے اسکو عالم میں مشہور کر دیا۔ جسوقت جب یہ سرمایہ رفاہ عام کام میں دیا گیا اسوقت شاہ یونان کی سول لسٹ میں ۴۴ ہزار پونڈ سالانہ کی آمدنی تھی جو یونان کے لئے نہایت ناکافی تھی اور اسپر یہ طرہ تھا کہ نصف سے زیادہ آمدنی پریذیڈنٹ ایپیلاک فرنچ کو دی جاتی تھی۔ ملکہ یونان نے ایتھنز کے امراکو اُن کی آئندہ خوش قسمتی کے دلایل پیش کر کے اسکی ترغیب دی جسنے جادو کا اثر ثابت کیا۔ جس سے

ایونجلسمس کی بنیاد کی امید ہوگئی۔

اس قومی رفاہ عام کی بناء کا بنیادی پتھر شاہ یونان نے ۲۵ اپریل ۱۸۸۴ء کو رکھا تھا اس وقت ہسپتال میں ۱۳۰ مریض زیر علاج تھے اور ۶۰ مریض بیرونجات کی بڑی عمدگی سے امداد کی جاتی تھی۔ اور تمام انتظام ہسپتال کا کونسل اڈمنسٹریشن ۷ لیڈیوں کے مجموعہ سے کیا جاتا تھا اور ملکہ یونان خود بھی اُسکی محافظ تھی۔ اور میڈم سنگرس جو کہ ایک بڑے یونانی سوداگر کی بیوی تھی وہ اور کوئین اولگا ہسپتال کے تمام کاموں کے نگراں اور سرانجام دینےوالی تھیں۔

ہسپتال کی مالی ضروریات اگرچہ ملکہ کے اُس تھوڑے روپیہ سے رفع ہوتی تھیں جو خزانہ سے ملتا تھا مگر اُس میں بیرونی آمدنی بھی شامل ہوتی تھی۔ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد یہ ہسپتال ملکہ کی دل حسپ حفاظت سے ایک عجیب وغریب رونق پر ہوگیا۔

اِس ہسپتال سے نہ صرف بیرونجات کے بیماروں کی امداد کی جاتی تھی بلکہ یہ ہسپتل گورنمنٹ یونان کا ایک بڑا بھاری دارالشفا قرار پاگیا جو اس وقت تک موجود ہے۔

شاہ یونان کے اوصاف

شاہ یونان ہمیشہ چند ہفتہ سال بھر میں ایکس لیبن ہینس میں ضرور خرچ کرتا ہے اور اپنی ملکہ کو خوش کرنے کی غرض سے ہیڈر وتھنری ہپوٹیک کا علاج کرانا شروع کر دیا ہے۔ فرنچ باشندوں ایکس ویز جی لیس موس نے دنیا میں اپنی شہرت اسی وجہ سے حاصل کی ہے اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ایکس وین جی لیس موس کی نرسوں یعنے دائیوں نے اپنا برتاؤ آپس میں بہنوں کی طرح سے کیا ہوا ہے اور انھوں نے ایک اقرارنامہ پر دستخط لکھے ہوئے ہیں جسکا یہ مضمون ہے کہ

تصویر نمبر ۱۶۵ - شاہی محل یونان میں
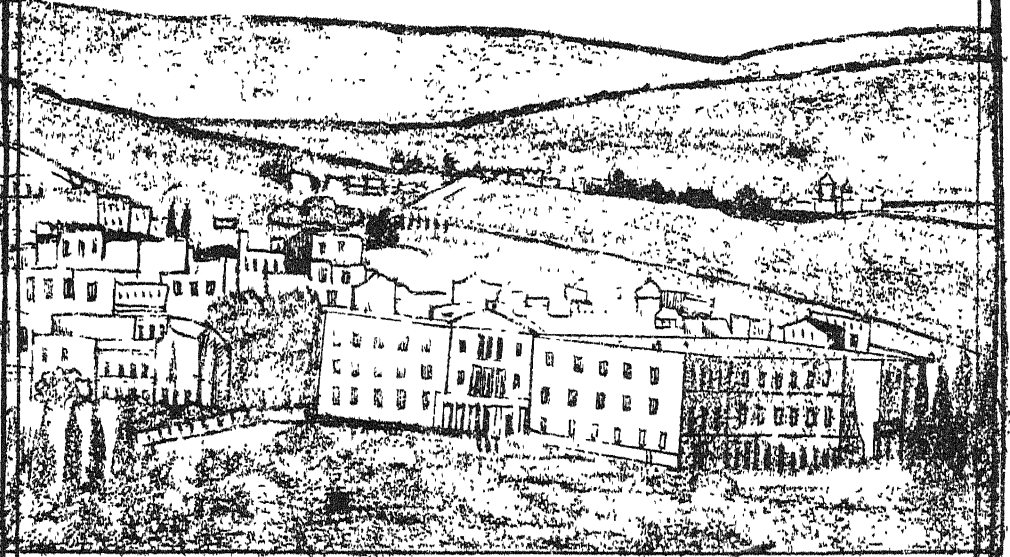
تصویر نمبر ۱۶۶ - ایتھنز کے محل میں ملکہ کا زنان خانہ

کوئی نرس ۱۶ سال کی عمر سے کم میں شادی نہ کرے اور ایسے نرسوں کو ایک وظیفہ ۳۰ ڈراس ماہواری کا مع ایک سو اسی ڈراموں کے سالانہ اختتام پر دیا جاتا ہے اور اس وظیفہ میں سے کسی قدر فی صدی کاٹ کر دیگر نرسوں کی آسایش اور رہایش کے لئے جمع کیا جاتا ہے۔

شاہ یونان کی فہم و فراست اور زیرکی کی کہانیاں یونان میں بہت مشہور اور معروف ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ ۱۸۸۲ء کے موسم سرما میں ایک اندھیری رات کو شاہ جارج ایک گھاٹ پر جو پیروس کے متصل واقع تھا سیر کر رہے تھے یکایک شاہ نے گارڈ کے سنتری کی

تصویر نمبری ۱۶۷ شاہ یونان کا تعلیمی کمرہ
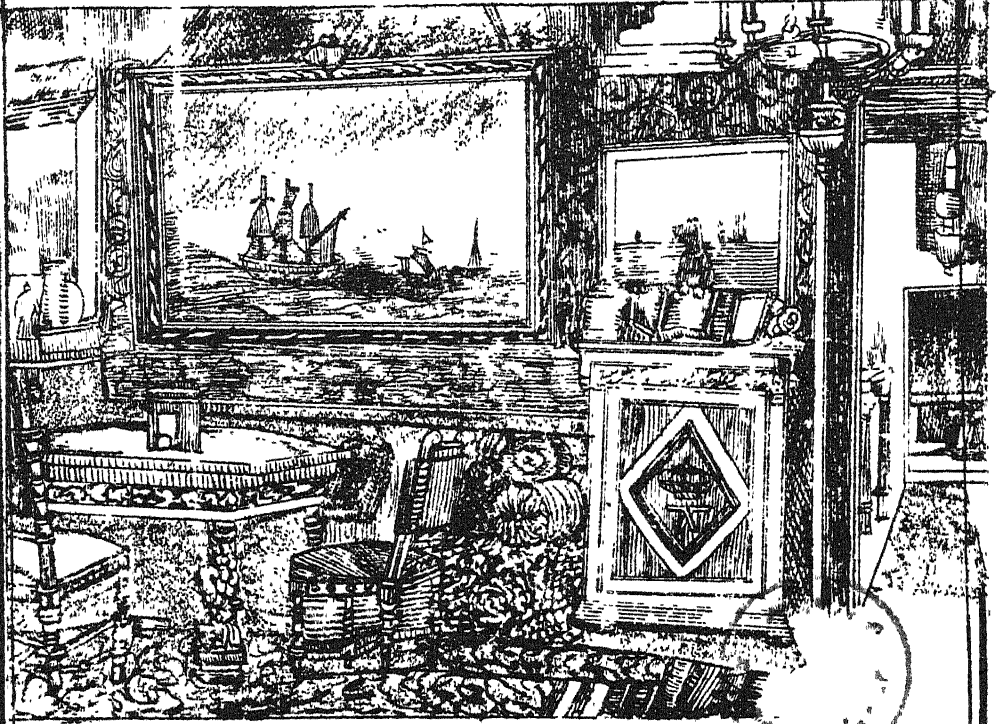
کی آواز سنی جس نے پکار کر زور سے کہا کہ کون جاتا ہے۔ بادشاہ نے اپنی عقلمندی کو ظاہر کرنا نہیں چاہا۔ اور جواب شافی دینے میں ہچکچائی اور پھرتی کے ساتھ قدم بڑھائے۔ گارڈ کے سنتری نے نامکمل جواب پانے پر فوراً گولی بندوق سے سر کر دی جس سے شاہ یونان کے بازو پر صدمہ پہنچا۔ دوسرے دن شاہ نے اسی سنتری کو محل شاہی میں طلب کیا جو نہایت ہی پریشان اور ترساں تھا جارج نے اسکے منصبی فرایض ادا کرنے کی تعریف کی اور اسکے مراتب اور درجہ کو

ترقی دینے کا حکم دیا۔ جسکا کہ وہ مستحق تھا۔

شاہی خاندان کی رہایش کے واسطے ایتھنز میں ایک عالی شان عمارت بنائی ہوئی ہے جو پرتھی نن کے مقابلہ میں ہے۔ جس کی اندرونی آرایش اور خوبصورتی کو یونان کی صنع اور دستکاریوں نے عمدہ عمدہ اور دلچسپ کاموں سے مزین کیا ہے جو یونان میں بہت مشہور ہے

ایتھنز میں ایک حصہ لیس گریس کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں یونانی۔ روسی۔ برٹش اور جرمن رشتہ دار لوگ رہتے ہیں اور یہ حصہ شاہی خاندانی سرکل کہلاتا ہے۔

تصویر نمبری ۱۶۸۔ بادشاہ کی رہایش کا کمرہ ٹوئی میں
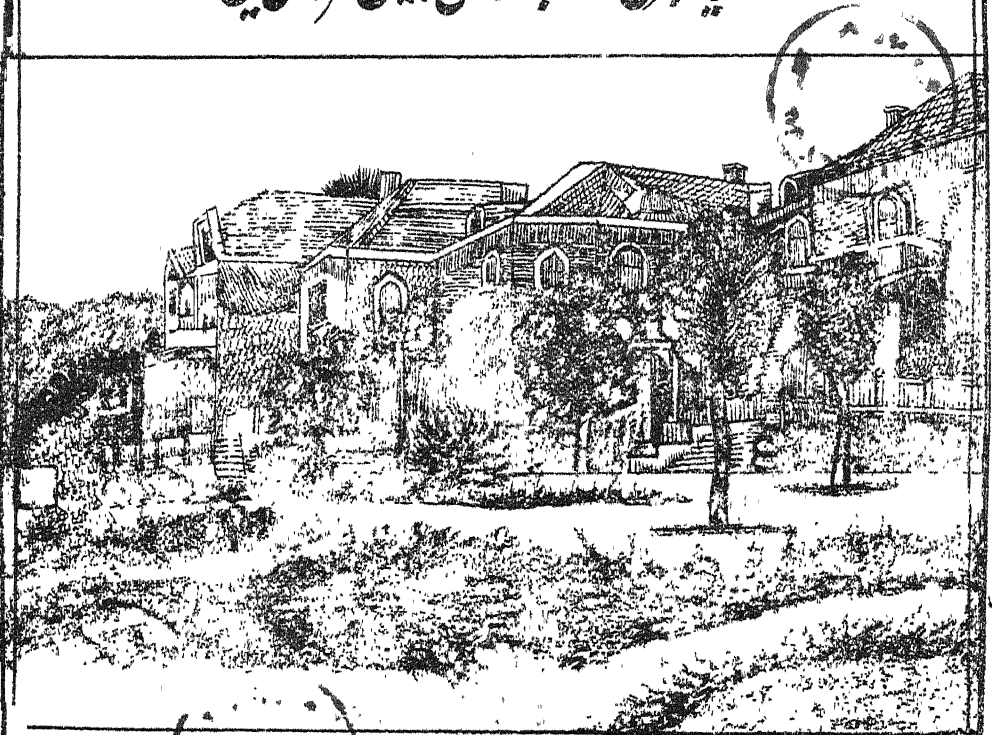
شاہ یونان اہل یونان سے بہت محبت کرتا ہے اور خاصکر اُن کاریگروں اور اُن کے رشتہ داروں سے جنہوں نے شاہی محل کو اپنی دستکاریوں سے آراستہ و پیراستہ کر کے اسکی رونق کو دوبالا کیا ہوا ہے۔ یہ شاہی محل ایتھینز میں واقع ہے جس کی تصویر ذیل میں درج ہے (دیکھو تصویر نمبری ۱۶۵) اُس محل میں فرنیچر نادل عجیب و غریب طریق سے سجائی ہوئی ہیں اور میزوں پر خانگی تصاویر اور فوٹوگراف کی تصویریں ایک عجیب مرقع کا عالم دکھا رہے ہیں۔ اِس مرقع میں بہت سی تصویریں پرنسیس الگزنڈرا مرحوم کی بھی ہیں جو شاہ یونان کی پیاری بیٹی تھی اور جو گرینڈ ڈیوک پول آف رشیا سے بیاہی

گئی تھی اور جو دو سال کے بعد مر گئی۔ جسکا مختصر بیان اور تصویر آگے دکھائی جاتی ہے۔

ملکہ یونان کا کمرہ نہایت ہی خوبصورتی سے سجا ہوا ہے جس میں عمدہ عمدہ گل و بوٹے روس سے منگا کر سجائے گئے ہیں جس کی حسن و خوبی مکان اور مکین کا نرالا طرز دکھا رہی ہیں۔ ملکہ کا زنان خانہ شاہی باغ سے بخوبی نظر آتا ہے جو نہایت ہی خوبصورت ہے اس زنانہ کی تصویر ہم درج کرتے ہیں (دیکھو تصویر نمبر ۱۶۶)۔ اس محل میں علاوہ تصاویر کے اکروپلیس کی پہاڑیوں کی سین اور اسکے قرب وجوار کے ویو (نظارہ) یونان کی خوبصورتی کو بڑھانے والی سجے ہوئے ہیں۔ بادشاہ کا کمرہ جو اتھنز میں واقع ہے شاہی تعلیم کا کمرہ کہا جاتا ہے جس کی تصویر کا نمبر ۱۶۷ ہے۔

تصویر نمبری ۱۶۹۔ ملکہ اولگا کی موجودہ حالت

علاوہ اسکے بادشاہ کی رہایش کا مکان عالی شان علاقہ ٹوٹی میں بھی واقع ہے جو نہایت عمدہ بنا ہوا ہے اسکی تصویر نمبری ۱۶۸ اسکی خوبی کو دکھا رہی ہے (دیکھو تصویر نمبری ۱۶۸)

چونکہ ملکہ یونان کی دو تصویریں آغاز شباب اور پیری جوانی کی ہدیہ ناظرین ہو چکی ہیں اب ہم حال کی تصویر بھی مزین کرتے ہیں۔ (دیکھو تصویر نمبری ۱۶۹)

تصویر نمبری ۱۷۰ - پرنس جارج ولی عہد یونان ڈیوک آف سپارٹا

یہ شہزادہ قسطنطین ولی عہد یونان
شاہ یونان جارج اول کا بڑا بیٹا
ہے جو کہ کسٹینٹینی لس ڈیوک
آف سپارٹا پرنس جارج اور
ہیرو آف دہی کریٹ کے نام و
لقب سے مشہور رہے۔
یہ وہی شہزادہ صاحب ہیں
جنہوں نے ایک مہم
کریٹ کو روانہ کی تھی جس کی
شہرت دنیا میں پھیلی ہوئی ہے
اور آپ ہی کے ہاتھ میں جنگ
تسلی کی باگ دی گئی تھی۔
پرنس جارج بڑے قوی
ہیکل شخص ہیں اور ان کے
بڑے مضبوط اور لمبے چوڑے ہاتھ پاؤں ہیں اور بڑے کلے ٹھلے کے شہزادہ ہیں۔

پرنس جارج قسطنطین ڈیوک آف سپارٹا ۲ اگست ۱۸۶۸ء کو یونان کے دارالخلافہ ایتھنز میں پیدا ہوا اور ۲۱ برس کی عمر میں ۲۷ اکتوبر ۱۸۸۹ء کو اسکی شادی مقام ایتھنز شہزادی صوفیہ سے ہوئی ہے جو شہنشاہ فریڈرک سوئم کی تیسری بیٹی ہے اور موجودہ قیصر جرمنی ولیم دوئم کی ہمشیرہ ہے۔ جس کی تصویر ذیل میں درج ہے (دیکھو تصویر نمبری ۱۷۱)

شہزادی صوفیہ ۱۴ جون ۱۸۷۰ء کو پیدا ہوئی اور مئی ۱۸۹۱ء میں اپنے قدیمی مذہب پروٹسٹنٹ کو چھوڑ کر اپنے خاوند کے مذہب کلیسائی یونانی میں داخل ہوئی۔ شہزادی صوفیہ کے کلیسائی یونانی مذہب اختیار کرنے سے ولیم دوئم شہنشاہ جرمنی یعنی اسکا بھائی اس سے سخت خفا ہو گیا تھا ۱۸۹۷ء کی جنگ روم و یونان میں جبکہ قیصر جرمنی سلطان روم کا طرفدار مانا گیا۔ اسی خفگی کا باعث قرار دیتے تھے ولیم دوئم اپنی ہمشیرہ صوفیہ سے کمال درجہ کی محبت رکھتے تھے لیکن ان کی والدہ اور

تصویر نمبری ۱۷۱ - شہزادی صوفیہ ملکہ پرنس جارج

نانی یعنی وکٹوریہ شہزادی قیصرہ
جرمنی - اور ملکہ معظمہ کوئین
وکٹوریہ قیصرہ ہندوستان کی
سعی وکوشش سے (جوکہ آپس
میں بیٹی اور ماں تھی) ستمبر
۱۸۹۹ء میں باہم صفائی ہوگئی
تھی شہزادی صوفیہ دو لڑکوں
اور ایک لڑکی کی ماں ہے -
دیکھو تصویر نمبر ۱۷۲ جس دو بچوں کی
تصویر دکھائی گئی ہے)
پرنس جارج قسطنطین نے
علمی لیاقت بہت اچھی طرح
سے حاصل کی ہوئی ہے -

تصویر نمبری ۱۷۲ - ولی عہد یونان کے بچے

۱۳ دسمبر ۱۸۸۶ء میں پیدل فوج
کی اول بٹلین میں کپتانی کا عہدہ دیا گیا اسکے
بعد شہزادہ مذکور نے مقام لیپک واقع
جرمنی میں اصول قانون اور علم سیاست مدن
(یعنی پولیٹیکل سائنس) میں تکمیل حاصل کی
پھر اسکو کمانڈنٹ کا عہدہ دیا گیا اور جب
شاہ یونان بغرض سیاحت ممالک غیر کو جاتے
تھے تو شہزادہ مذکور نائب سلطنت بنکر
تخت نشین ہوتا تھا شاہ یونان کا دوسرا
شہزادہ پرنس نکولس ہے جو شہزادہ ولیعہد
کے چھوٹے بھائی ہیں جوکہ اس لڑائی

تصویر نمبری ۱۷۳ - پرنس نیکولس
ہیں توپ خانہ کے سپہ سالار
دیکھو تصویر نمبری ۱۷۳ -
جو کہ سنہ ۱۸۸۲ء میں پیدا ہوا
چھوٹا بیٹا شہزادہ کرسٹوفر
ہے اور سنہ ۱۸۸۸ء میں پیدا
ہے -
پیاری شہزادی میری
منگنی شہنشاہ زار
چچازاد بھائی
جارج میکلو یچ
تھی جس کی تصویر
ہے -
ہو کر ہتسلی میں داخل ہوئے
تیسرا بیٹا شہزادہ اینڈرو ہے
جس کی تصویر نمبر ۱۷۴ ہے
ہے - جو سب سے چھوٹا
ہوا - اسکی تصویر نمبری ۱۷۵
پانچویں شاہ یونان کی
ہے - جس کی
روس کے
گرینڈ ڈیوک
کے ساتھ ہوئی
نمبر ۱۷۶ میں درج
تصویر نمبری ۱۷۴ شہزادہ اینڈرو
تصویر نمبری ۱۷۵ شہزادہ کرسٹوفر
فرزند سویم شاہ یونان
فرزند چہارم شاہ یونان
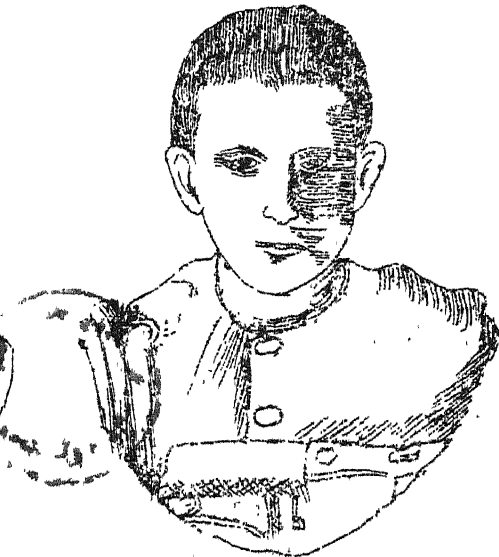
تصویر نمبر ۱۷۶ - شہزادی میری   تصویر نمبر ۱۷۷ - گرینڈ ڈیوک جارج میکیلووچ
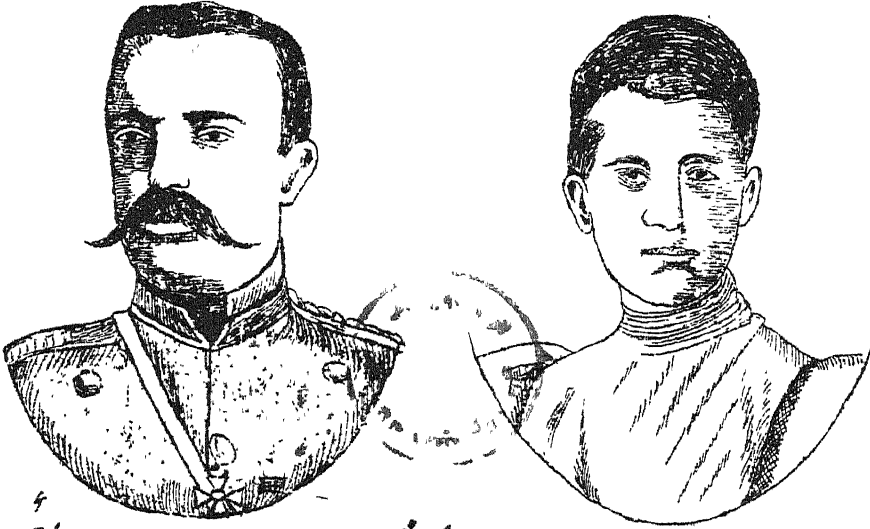
شہنشاہ زار روس کا چچازاد بھائی

چھٹی تصویر گرینڈ ڈیوک جارج میکیلووچ کی ہے۔ جو شہنشاہ روس کا چچیرہ بھائی ہے چونکہ شہزادی میری کے ساتھ اس کی منگنی ہوئی ہے۔ اس تعلق کی وجہ سے دونوں کی تصویریں فی المقابل دکھائی گئی ہیں۔

تصویر نمبر ۱۷۸ - مرحومہ شہزادی الگزنڈرا شہزادی شاہ یونان

یہ تصویر مرحومہ شہزادی الگزنڈرا کی ہے جو شاہ یونان کی بیٹی اور گرینڈ ڈیوک پال کی چچی تھی چونکہ ڈنمارک کے بادشاہ کی شہزادیوں کے رشتہ نے یورپ کو ایک قومی رشتہ سے باندھ ہی رکھا تھا مگر بادشاہ یونان نے بھی اپنی دختر نیک اختر کی شادی شہنشاہ روس کے بڑے بھائی گرینڈ ڈیوک پال سے کر دی تھی جو کہ شاہ ڈنمارک کی پوتی اور شہزادہ ویلز کی بھتیجی تھی۔ افسوس ہے کہ روس کی نوجوان گرینڈ ڈچز نالی کی موت نے یورپ کی بہت سی ہستیوں کو رنج و غم پہنچایا اس شہزادہ یونان کی

شادی گرینڈ ڈیوک پال سے ۱۷ ارجون ۱۸۸۹ء کو ہوئی تھی اور ۱۸۹۰ء میں اُس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی اس شہزادی کی عمر صرف ۲۱ برس کی ہوئی اور اس کی موت سے ایک ہفتہ پہلے اُسکے ایک لڑکا بھی پیدا ہوا تھا۔ یہ حادثہ جانکاہ اُسکے خاوند کے بھائی گرینڈ ڈیوک سرجی اس کے مکان واقع ماسکو میں واقعہ ہوا تھا۔ اور اتفاق کی بات ہے کہ شہنشاہ الگزنڈر سیوم اور اسکی ملکہ وغیرہ شاہ ڈنمارک کے ملنے کے واسطے دارالخلافہ کوپن ہیگن میں گئے ہوئے تھے جب یہ خبر وحشت اثر اُسکے پاس پہنچی تو نہایت ہی جلدی کے ساتھ سب کے سب اُس میں واپس آئے کیونکہ خاندانی محبت کا تقاضا بہت ہی سخت تھا

تصویر نمبری ۱۷۹ شاہ یونان و شہزادی یی

یہ تصویر ایم ڈیلیانیس کی ہے جو کہ یونان کا وزیر اعظم ہے کریٹ کے معاملات کو ہم اسی کے دماغ کا نتیجہ خیال کرتے ہیں جس کی دھوم تمام دنیا میں مچی ہوئی ہے۔ اس یونان کے پورانے وزیر نے کریٹ کے معاملات میں بڑا بھاری حصہ لیا ہے لیکن اسکا یہ خیال نہایت ہی مشہور اور قوی ہے کہ صلح جوئی میں بہ نسبت لڑائی کے فتح ہے لیکن جو مدبر اپنے ملک کی حالت سے واقف اور قوم کے حالات سے بخوبی علم اور آگاہی رکھتا ہو اور جنگ وجدل کے خوفناک نتیجوں سے بھی کلی واقفیت رکھتا ہو اسوقت اسکے دل پر کیا صدمہ ہوگا جبکہ اسکی قوم اسکے برخلاف جوش وخروش میں آکر لڑائی کر بیٹھے۔ یہی حال یونان کی قوم کا ہوا جسکا نتیجہ بہت ہی ہیبت ناک ظاہر ہوا۔ اگرچہ ایم ڈیلیانیس کا ہمیشہ یہی خیال رہا ہے اور اسکی یہی رائے تھی کہ صلح رہے اور امن وامان قایم رہے

اور ملک کی عزت بھی قایم رہے۔ اور ان کا یہ بھی خیال تھا کہ لڑائی کے سیاہ بادل یورپ پر نہیں چھا وینگے اور یورپ کی بڑی طاقتوں کی خواہش بھی امن وامان قایم رکھنے کی ہے اور کریٹ کے معاملات بھی صلح کے ساتھ طے ہوجاوینگے۔ لیکن یہ ان کی تمام راے خاک میں مل گئی اور جو کہ انہوں نے بظاہر سمجھا تھا بالکل اُسکے برخلاف نتیجہ ظاہر ہوا۔ اور اہل یونان کے تمام افعال واقوال کلیتہً لغو اور جھوٹ وبیہودہ نکلے اور وہ بالکل اعتبار کے قابل نہیں۔

ایم ڈلیانیس یونان کے شمالی حصہ کے قصبہ کالاوایاٹا کا رہنے والا ہے۔ اور اسی قصبہ میں ۱۸۲۶ء میں پیدا ہوا۔

یونان کے افسران اعلیٰ میں پہلے وہ وزیر مال رہ چکا تھا اور سررشتہ تعلیم کی وزارت پر بھی اپنی کامیابی حاصل کرچکا تھا اور پھر وہ وزیر خارجیہ کے عہدہ سے وزیر اعظم ہوا۔

برلن کانگرس میں جب یونان نے اپنے سفیر روانہ کرے تھے اوسکا سرغنہ ایم ڈلیانیس ہی تھا جو کہ فرانس کی جوشیلی تائید اور تحریک سے صوبہ تھسلی کے حاصل کرنے میں فائز المرام ہوا یعنی ٹرکی گورنمنٹ سے یونان کو مزید علاقہ دلانے میں بڑی کوشش کی تھی۔

اور ۲۶ مئی ۱۸۸۶ء کو جبکہ دول عظام یورپ نے یونان کو الٹیمٹم دیکر بحری محاصرہ کا اعلان دیا تھا اسوقت بھی ایم ڈلیانیس وزیر اعظم یونان تھا۔ لیکن جب اسکو یہ بخوبی معلوم ہوگیا تھا کہ اسلحہ رکھدینے اور جنگی کارروائیوں کو روک دینے کے سوا کوئی چارہ نہیں تو اُس نے ۱۹ مئی کو استعیفا دیدیا تھا۔

ایم ڈلیانیس عام لوگوں میں ہر دل عزیز ہے مگر اسکی ناعاقبت اندیشی نے ۱۸۹۲ء میں پھر وزارت کے عہدہ سے استعیفا دلایا۔ اگرچہ بادشاہ اُس کی خدمات کی قدر کرتا ہے مگر وہ خوب جانتا ہے کہ دربار کی عام پالیسی اور عوام کی خواہش اور امیدوں کے پورا ہونے نسبت ۱۸۷۷ء و ۱۸۸۶ء میں دونوں موقعوں پر فرانس علانیہ یونان کا معاون اور مددگار رہا تھا

ترکوں کی نسبت اہل یورپ کے خیالات اور جنگ کی وجوہات

۱۱ جنوری ۱۸۴۴ء کو شہنشاہ نکولس اول روس نے سرجارج سیمور انگریزی سفیر متعینہ روس سے اثناے گفتگو میں معمولی طور سے ظرافت کے پیرایے میں ٹرکی کی نسبت مرد بیمار یعنی سک مین کا لفظ استعمال کیا تھا۔ نکولس زار کا یہ منشا ہی نہیں تھا کہ اس لفظ سک مین کو ٹرکی کی نسبت خطاب کرکے شہرت دیجاوے اور نہ انگریزی سفیر نے اس لفظ پر چنداں توجہ کی لیکن اول روس

کے منہ سے نکلنے کی وجہ سے یہ لفظ انگریزی سفیر کے دل میں عرصہ تک کھٹکتا رہا مگر شہنشاہ روس
کے سوا اس لفظ کے استعمال کرنے کی جرات کسی کو نہیں ہو سکتی تھی۔ کیونکہ روس نے اپنی قوت
کے گھمنڈ میں جو اسکو ترکوں کے مقابلے میں امتحان کرنے کا بہت کم موقع ملا تھا اپنے گھر میں
بیٹھ کر سفیر انگریزی کے سامنے مشیخت ظاہر کرنے کی غرض سے استعمال تو کر گیا تھا مگر شہنشاہ
روس کو ٹرکی کی شان و شوکت اور اسکی ہیبت ناک طاقت جنگ کریمیا میں اسکو بخوبی معلوم
ہو گئی تھی جبکہ ہماری گورنمنٹ انگلستان نے ٹرکی کی دوستی میں بڑی بھاری امداد کی تھی جس کا
اثر مسلمانوں کے دل میں باقی چلا جاتا ہے اور جنگ روم و روس کی لڑائی میں قلعہ پلونا کی مقام
پر جہاں اس نے اپنی ساری قوت تمام کر دی تھی۔ ٹرکی سک مین کی طاقت کا مقابلہ جو اس نے
ایک نہایت ہی نازک حالت میں روس کے بالمقابل کسی قدر ظاہر کی تھی بخوبی معلوم ہو گیا تھا
اور یہ لفظ سک مین جو اس نے تمسخر کے طور پر ٹرکی کی نسبت منہ سے بلا سوچے سمجھے نکالدیا تھا
وہ اپنے دل میں نادم ہی نہیں ہوا تھا بلکہ وہ تائب بھی ہو گیا تھا جب سے زار روس نے اس
لفظ کو بالکل دل سے فراموش کر دیا اور اس نے اپنے دل میں خوب خیال کر لیا تھا کہ ٹرکی حقیقت
مرد بیمار نہیں ہے بلکہ مرد ہشیار اور ایک طاقت ور شیر ہے بلکہ غضب کا دیو ہے لیکن متعصب
عیسائیوں کے دلوں میں یہ لفظ کھٹکا ہوا تھا کوئی عیسائی اسکے ظاہر کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا
اتفاق سے کسی پارلیمنٹ میں کسی عیسائی نے ٹرکی کی نسبت اعتراض کرتے ہوئے اس لفظ
سک مین کا ذکر کر دیا پارلیمنٹ ایسی جگہ نہیں کہ جہاں بات پوشیدہ رہ سکے بلکہ ایک ادنیٰ سی
گفتگو بھی اگر پارلیمنٹ میں آجاوے تو عام جہان میں اسکا خاکہ اڑ جاتا ہے اسیطرح جب یہ سک
مین کا لفظ پارلیمنٹ میں ظاہر کیا گیا تو انگریزی اخباروں نے جو ٹرکی کی مخالفت پر اور خاصکر
سلطان غازی عبد الحمید خاں خلد اللہ ملکہ پر ادہار کھائے ہوئے بیٹھے تھے اس لفظ مرد بیمار کو
اخبارات کے ذریعہ سے شہرت دینی شروع کر دی پھر تو کوئی یورپ کا ایسا اخبار نہو گا جسمیں
سک مین ٹرکی کا مذکور نہ ہوا ہو اور کل یورپ میں یہ لفظ ٹرکی کا مترادف بن گیا جب یورپ
کی اخباروں کی ہوا اچھرتی ہے تو وہ سب کے سب ایک ہی راگ گانے لگتے ہیں لیکن بعض
بعض اخبارات ایسے بھی ہیں جو سچے واقعات کے بیان کرنے میں ہرگز نہیں چوکتے لیکن سک
مین کا لفظ ایک عرصہ تک شہرت پذیر ہوتا ہوا یہاں تک مشہور ہوا کہ یورپ کے عام لوگ
بھی اسے استعمال کرنے لگے اور اس لفظ کے ساتھ بعض بعض اخباروں نے سلطان غازی عبد الحمید خاں
خلد اللہ ملکہ کو بھی نہیں چھوڑا اور وہ غازی عبد الحمید خاں کو لفظ عبدل ڈیمڈ کے نام سے پکارنے لگے

جب سک مین کا لفظ تمام اخبارات میں گشت کرنے لگا اور روسی اخباروں نے بھی اس
لفظ کو برابر کشتی طریق پر دیکھا تو انھوں نے غصہ میں آ کر اس لفظ کی تردید میں بڑے بڑے آرٹیکل
اپنے اپنے اخبارات میں لکھنے شروع کئے اور صاف صاف لفظوں میں یہ لکھا کہ ہمارے شہنشاہ
روس کی مطلق یہ مرضی نہیں تھی کہ اپنے ہمسایہ کی طاقت اور دوست سلطنت ٹرکی کا لفظ سک
مین ہمیشہ کے لئے مترادف قرار دیا جاوے مگر اس بات کو کسی نے بھی نہیں سنا اور
ناحق سک مین کا لفظ ٹرکی کا مترادف قرار دیدیا گیا۔

روس کے اخبارات نے جو لفظ سک مین کی بابت بڑے بڑے لمبے چوڑے آرٹیکل
لکھے تھے وہ درحقیقت بہت صحیح اور درست تھے کیونکہ زار روس مرد بیمار کی قوت اور
صحت کا وزن بہت عمدہ طور سے کر چکا تھا وہ بخوبی جانتا تھا کہ سک مین واقعی سک
مین نہیں ہے بلکہ بڑا بھاری توانا قوی ہیکل مرد میدان اور ایک شیر ببر ہے بلکہ یورپ میں
غضب ڈھا دینے والا ایک زبردست دیو ہے جسکا مقابلہ ہر ایک نہیں کر سکتا ہے۔ شہنشاہ
روس اور اسکے اخبارات مرد بیمار کے لفظ پر ہنسا کرتے تھے کہ یہ لوگ کس منہ سے ٹرکی کو
سک مین کہتے ہیں پہلے اس کی قوت کا مقابلہ تو کرلیں یورپ میں کوئی ایسا زبردست شیر
پیدا نہیں ہوا جیسا کہ مرد بیمار زبردست اور پر طاقت شخص ہے۔ کیونکہ روس کو سک مین کی
طاقت کا بخوبی اندازہ ہو گیا تھا۔ لیکن روس ایک ایسی چال باز طاقت ہے کہ وہ تنہا اب ٹرکی
کا مقابلہ نہیں کرسکتا بلکہ وہ غیر طاقتوں کی طاقت کم کرنے کے لئے وہ ایسے شعبدے اور چٹکلے
چھوڑ دیتا ہے اور یقین دلا دیتا ہے کہ ٹرکی کیا چیز ہے۔ ارے وہ سک مین نہیں بلکہ مردہ
سلطنت ہے تم ایک ہی حملہ میں فتحمند ہو جاؤ گے اور گولڈن ہاران کی شاخوں پر جا بیٹھو گے۔
روس کے ان در پردہ مسخروں کو بیوقوف صحیح سمجھ لیتے ہیں اور خواہ مخواہ ٹرکی کے منہ آ جاتے
ہیں۔ ان کو یہ خیال نہیں آتا کہ اگر سلطنت ٹرکی کمزور یا بیمار ہوتی تو وہ خود ہی ٹپ کر جاتا ٹرکی
نرم حلوہ نہیں ہے بلکہ حلق اور معدہ کو پھاڑ ڈالنے والی ایک سخت فولادی ہڈی ہے اگر خدا
نخواستہ تمام یورپ ملکر بھی اگر ٹرکی کی سلطنت کو تباہ کرے تو بہت سی سلطنتوں کو بے چراغ
نہیں بلکہ برباد اور تباہ کر ڈالے گی۔ اور ایسا واقعہ ضرور کبھی نہ کبھی پیش آئیگا۔ کیونکہ یورپ کے عیسائی
مسلمانوں کو حقارت کی نظر سے دیکھنے لگے ہیں اور وہ بھی ان کو برا سمجھنے لگے ہیں اب یہ دیکھنا باقی
ہے کہ یہ سک مین کتنے تندرستوں کو میدان عالم میں پچھاڑتا ہے۔

ہم اس مقام پر ایک بڑے لایق فایق ذہین عقلمند مدبر اعلی یورپین فلاسفر کا ایک قول درج کرتے

ہیں جسکا نام مسٹر ایڈورڈ مونٹیٹ ہے جو سوئٹزرلینڈ کے عبرانی پروفیسر ہیں وہ اپنے لکچر میں یہ فقرات لکھتے ہیں جس سے سک مین کی قوت کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے۔ وہ یہ ہے

" ایشیا کوچک۔ کردستان۔ میسوپوٹیمیا۔ عراق۔ عرب۔ شام۔ فارس۔ افغانستان بخارا ترکستان وغیرہ وغیرہ اسلام کے قلعے تصور کرنے چاہئیں۔ لیکن مقبوضہ ممالک گو کتنے ہی وسیع خیال کرلئے جاویں مگر محدود نہیں ہوسکتے "

جن ملکوں کے اوپر نام لئے گئے ہیں ان میں سوائے دو موخر الذکر ناموں کے سب ملک اسی سلطنت میں ہیں جسے سک مین کے نام سے پکارا جاتا ہے انہیں کو اسلام کے قلعے فاضل پروفیسر تسلیم کرتا ہے اور آگے چلکر ان قلعوں کی بے نظیر مضبوطی کی نسبت لکھتا ہے کہ:۔

ایشیا میں اسلام کی بالکل مختلف صورت ہے۔ اسلام وسیع براعظم کے ہر حصہ میں پھیلا ہوا ہے اکثر مقامات میں نہایت مضبوطی کے ساتھ قایم ہوگیا ہے اور روز بروز تعجب انگیز استحکام مستقل کامیابی اور کامل فتحمندی کے ساتھ آگے بڑھتا جاتا ہے۔

متعصب کوتاہ اندیشوں نے سک مین کی اصلی قوت پر کبھی توجہ نہیں کی اور وہ اپنے بیہودہ خیالات کے زعم میں صرف ٹرکی کے ایک چھوٹے سے ٹکڑے کو کمزور سمجھ کر اس پر جہ میگوئیاں کرنی شروع کردیں اور یہ خیال نہیں کیا کہ اسکی اصلی شاخیں جو نہایت قوی ہیں تمام ملک میں پھیلی ہوئی ہیں جسکی وجہ سے ترک یہ دعوے کرتے ہیں کہ یورپ کی سرزمین میں ایک دن اسلامی جھنڈا اڑکر رہیگا۔ ان دور اندیشانہ خیالات پر یورپ کے معمولی عقل کے آدمی مطلق خیال نہیں کرسکتے اور انکو ان خیالوں کا خواب بھی نہیں آسکتا ہے اسی وجہ سے معمولی عقل کے لوگوں نے شہنشاہ روس کے اس تمسخرانہ لفظ سک مین کو واقعی درست اور صحیح خیال کرلیا اور اس لفظ سک مین کے مشتہر ہونے سے عام لوگ بھی ٹرکی پر منہ آنے لگے اور اسی وجہ سے کوتہ عقل والوں نے ٹرکی کو تمام یورپ میں تقسیم کرنے کی رائیں قایم کردیں۔ لیکن اس بری اور گئی گذری حالت میں بھی جیسا کہ ٹرکی کی نسبت یورپ والوں کا خیال تھا ایک زبردست سلطنت اسپر حاوی اور قابض ہونے کی جرات نہیں کرسکتی۔ اس وقت بھی یہی خیال تھا کہ ٹرکی کو ایک سلطنت مطلق ہضم نہیں کرسکتی بہتر ہے کہ اسکو تقسیم کرکے کھالیا جاوے۔ لیکن جو سلطنتیں ٹرکی کو جانتی تھیں وہ بالکل خاموش تھیں اور وہ اس تماشہ کو دیکھنا چاہتی تھیں۔

علاوہ مرد بیمار کے ترکی سلطنت پر عجیب و غریب الزام اور اتہامات رکھے جاتے تھے انتظامات مالی اور ملکی پر بے ڈھب نکتہ چینیاں کی جاتی تھیں ماسوا اسکے بغاوت آرمینیا فرو کرنیکی وجہ سے

سے محض مذہبی دیوانگی سے اعلیٰ حضرت سلطان المعظم کی شان مبارک میں بڑی بڑی گستاخیاں
کی گئیں ہز امپیریل مجسٹی۔ سلطان المکرم کی نسبت جو کچھ پھبتیاں اڑائی گئی ہیں اُن کے اظہار سے
یورپ کی شائستگی اور تہذیب کی بہت اچھی طرح سے قلعی کھل گئی۔ قاتل۔ ظالم۔ خونخوار عظیم
سنگدل وغیرہ وغیرہ مکروہ اور کریہ الفاظ متعصب عیسائیوں نے سلطان المکرم کی شان میں استعمال
کئے مگر واری سلطان اور تیرا استقلال اس قدر صبر و تحمل کام میں لائے کہ دشمنوں کی بجز شرمندگی
اور ندامت کے اور کچھ حاصل نہ ہوا۔ اعلیٰ حضرت سلطان نے اسکے جواب میں صرف اتنا کیا کہ
اپنے قلمرو کی اخبارات اور ملکی کمیٹیوں اور جلسوں کو یہ تاکید کردی کہ یورپ کے مخزافات اور واہیات
کلمات کا جواب ترکی بترکی مطلق نہ دیا جاوے بلکہ اپنی موروثی تہذیب اور متانت سے کام لیا جاوے
اور ایک حرف بھی خلاف تہذیب یورپ والوں کی شان میں نہ نکالا جاے۔ یورپ کے بدتہذیب
اور ناموزوں کلمات پر ترکوں کا جوش ایک ایسا غضب آلودہ ہوگیا تھا کہ سمندر کی طرح سے دم بدم موجزن
تھا اگر سلطان المعظم اس جوش کو نہ دباتے تو خدا جانے کونسی قیامت برپا ہوجاتی۔ جبکہ ترک اپنی
متانت اور تہذیب سے یورپ کو انگلیوں پر نچادیتے ہیں اگر وہ ترکی بترکی جواب دیتے تو
سواے اسکے اور کچھ نہیں ہو سکتا تھا کہ تمام یورپ اور دنیا میں آتش غضب کے شعلے بھڑکنے لگتے
اور خدا جانے کیا ہوکے رہتا مگر متحمل دوراندیش رحمدل سلطان ایسا نہیں ہونے دیتا۔ اگرچہ
ہز امپیریل مجسٹی اعلیٰ حضرت سلطان الکرم غازی عبدالحمید خاں امیرالمومنین خلیفۃ المسلمین کا تعلق
روحانی صرف ۴۲ کروڑ مسلمانوں ہی سے نہیں ہے بلکہ تمام دنیا اور روے زمین کی مسلمانوں سے
ویسا ہی مذہبی تعلق ہے جیسا کہ مسلمانوں کے پیشوا اور رہنما سے تعلق ہے جو اسلام کا بانی مبانی
کہلاتا ہے اور اسی کی گدی کا جانشین اسلام کا خاص اور اہل اسلام کا پشت پناہ حرمین شریفین
کا خادم یروشلیم اور بیت المقدس کا وارث اور ممالک عرب وعجم اور عربی ایشیا اور شمالی افریقہ
اور یورپی روم کا شہنشاہ ہے۔ ہر ایک مسلمان خواہ وہ کسی ملک کا باشندہ ہو اپنے امیرالمومنین پر
اپنا مال اور اپنی جان فدا کرڈالنا دونوں جہان کی سرخروئی فلاح دارین تصور کرتا ہے اور اس
خلافت صحیحہ کی نسبت بڑے بڑے مورخین اور مصلحین اسلام فتوے دیتے چلے آئے ہیں کہ
خلافت عباسیہ کے آخری دور میں جبکہ مسلمانوں کا آفتاب سلطنت نصف النہار پر تھا
پچھلے بادشاہ محمد المتوکل علی اللہ نے سنہ ۹۲۳ ہجری اور ۱۵۱۷ء عیسوی میں خلافت محمدی اور خدمت
حرمین شریفین بخوشی تمام خاندان عثمانیہ میں منتقل کردی جس خاندان میں عنان حکومت بجاے موجودہ
سلطان کے بیٹے کے اُس شخص کے ہاتھ میں پہنچتی ہے جو سب سے بزرگ اور عمر میں سب سے

بڑا ہوا اور یہی طریقہ آجتک سلطنت عثمانیہ کے خاندان میں مسلسل چلا آتا ہے اور مسلمانوں میں
یہ بھی ایک جوہر ہے کہ وہ اپنے خلیفہ وقت کی متابعت مذہبی طور سے تمام دنیا کے مسلمان کرتے
چلے آتے ہیں اور اسی کو اسلام کا مرکز مانتے ہوئے آئے ہیں۔ معمولی عقل کے متعصب عیسائیوں نے
سک مین کا لفظ زار روس سے سنکر وہ زمین سر پر اُٹھائی اور سلطان آف ٹرکی کو ایسا کمزور
خیال کیا کہ تمام مسلمانوں کو صفحہ دنیا سے مٹا دینے کی ٹھان لی۔ انکو مسلمانوں کے خفیہ جوش
اور خفیہ طاقت کا حال معلوم نہ تھا اور نہ وہ ایسی جرأت بھی نہیں کر سکتے تھے متعصب عیسائیوں نے
قبل از جنگ یہ فتوے دیدیا کہ ترکوں کی تمام حالت اور انتظام بالکل ردی اور بیکار ہیں اُسکی تمام چارہ

تصویر نمبری ۱۸۱۔ ٹرکی سپاہی جسکے پاؤں میں جوتا نہیں

کے سپاہی آئین جنگ اور قواعد سے بالکل بے بہرہ
ہیں اسکی جنرل فنون جنگ اور آئین حرب سے محض بیخبر
اور نابلد ہیں۔ خزانہ خالی پڑا ہوا ہے۔ سامان رسد
کا کہیں نام بھی نہیں باربرداری کا پتہ ندارد۔ جہاز بالکل غیر
محفوظ بھدے اور نامکمل اور زنگ اور کیڑوں نے کھا
کھا کر کھوکرے اور نکمے کر دیئے اگر سمندر میں تھوڑی دور چلا کر
ان کا امتحان کیا جاوے تو غرقاب ہو جاوینگے۔ غرضکہ
ترکی کی عام حالت نہایت نازک ہے۔ ترکی افواج کی حالت
ردی ہے اسکی پلٹن اور رسالہ محض برائے نام ہیں اور
اگر کچھ سپاہی ہیں بھی تو وہ فاقہ کش ہیں تنخواہیں انکو دی
نہیں جاتیں کیونکہ خزانہ میں ایک کوڑی بھی موجود نہیں۔
ایک بہمن کے سیلاح نے تو ایسا غضب کیا کہ ترکی
سپاہیوں کے پاس وردی تو درکنار جوتی بھی پاؤں میں
نہیں ہیں اور سپاہیوں کی ایسی ردی حالت ہے کہ ایک پاؤں میں جوتا ہے تو دوسرا پاؤں
بالکل ننگا ہے اور اعلےٰ افسروں کا یہ حال ہے کہ ان کی وردیاں نہایت ہی پھٹی ہوئی ہیں
اور میلے کچیلے رہتے ہیں۔ چنانچہ اُسنے تمام یورپ کو ٹرکی سپاہی اور اُن کے افسران کی تصویر ایسے
پیرایہ میں دکھائی ہے کہ جس سے ہر متنفس افسوس کر سکتا ہے چنانچہ ہم اُن دو تصاویر کو دکھاتے ہیں (دیکھو تصویر نمبری ۱۸۱)

مسٹر والٹر ہیریس ۔ ایف ۔ آر ۔ جی ۔ ایس ۔ نے یہ دو تصویر پیش کیں جو کہ ۱۸۹۲ء کی لندن نیوز میں درج کی گئی تھیں ان تصاویر کے دکھانے سے یہ منشا ہے کہ ترکوں کا تمام انتظام خراب ہے ان کے فوج کے افیسر شکستہ دل ہیں ان کی وردیاں پھٹی پرانی ہیں ان کی افواج کے سپاہی بھی شکستہ دل ہیں ان کی وردیاں پرانی سڑی بُسی اور پھٹی ہوئی ہیں ایک پاؤں میں جوتا ہو تو دوسرا پاؤں ننگا ہے چنانچہ ایک ٹرکس سولجر کی تصویر سے یہ بات ثابت ہوتی ہے ۔ دوسری تین تصویریں جو دکھائی گئی ہیں اس میں دو ٹرکس افیسر ہیں تیسرا ان کا خدمتگار ہے ایک افیسر کو چاء کا پیالہ دے چکا جو ہاتھ میں لئے ہوئے چاء نوش فرما رہے ہیں دوسرے افیسر کو چاء کا پیالہ دے رہا ہے (دیکھو تصویر نمبری ۱۸۲)

تصویر نمبری ۱۸۲ ٹرکی افیسر جو یمن و عرب کی لڑائی میں موجود تھے
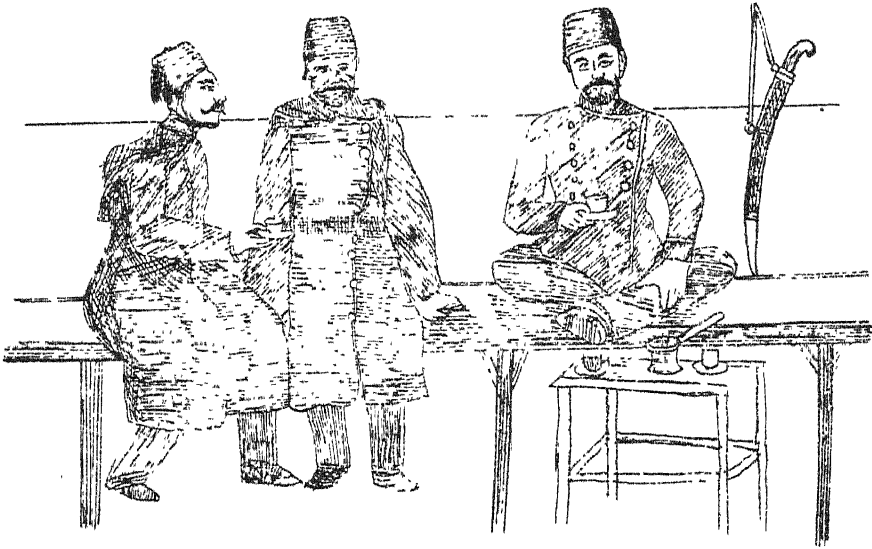
یہ تصویریں اس وقت کی ہیں جبکہ یمن کی عرب سے ایک مسئلہ پر بگڑ گئی تھی اور ترکی سپاہ نے وہاں پہنچکر رفع فساد کر دیا تھا کوئی تعجب کی بات نہیں اگر لڑائی کے وقت میں ایک ترکی سولجر کا جوتا جاتا رہا ہو لیکن آفرین ہے اُس سپاہی پر کہ وہ اپنی ڈیوٹی یعنی منصبی فرایض و نوکری کو اسی حالت میں ادا کر رہا ہے ۔ اور کوئی مضایقہ کی بات نہیں ہے اگر لڑائی کے وقت میں ان کی وردی میلی ہو گئی ہو یا کہ میدان کارزار میں پھٹ گئی ہو ۔ لیکن وہ اپنے منصبی فرایض سے غافل نہیں ہیں وفادار ترکی نوکر دیکھو جنگل ہی میں اپنے آقاؤں کی خدمت کر رہا ہے اور لڑائی کے موقع پر

چا، پلا رہا ہے۔ لیکن مسٹر والٹر ہیریس جب ترکی افسروں اور جنگی سپاہیوں سے ملے تو وہ ان کی تہذیب اور اخلاق کی بہت تعریف لکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھنے میں تو وہ جنگلی معلوم ہوتے تھے لیکن اُن کے طریقے اور برتاؤ نہایت ہی اعلےٰ درجہ کے شریفانہ تھے اور ان کی رحم دلی کی یہاں تک تعریف لکھتے ہیں کہ اگر ان کے دل میں کسی کے قتل کرنیکا خیال بھی آجاوے تو وہ بڑی نرمی کے ساتھ قتل کرینگے وہ سخت دل لوگ نہیں ہیں۔ گو متعصب لوگ اپنے تعصب سے ترکوں کے اوصاف کو چھپاتے ہیں لیکن حق بات مُنہ سے نکل ہی جاتی ہے اہل یورپ کو یہ بات واضح رہے کہ اگر ترکوں کے پاس ایک پاؤں میں جوتا ہو اور ایک پاؤں سے وہ ننگے ہوں اور ان کی وردیاں کیسی ہی پھٹی پرانی ہوں اور اگر ایک سال کی تنخواہ یا عمر بھر کی تنخواہ ان کو نہ ملی ہو اور ان کو کئی کئی روز کے فاقے بھی گذرتے ہوں اور ان کو خواہ کیسی ہی تکلیف دنیاوی ہو لیکن ترک ایسے بہادر ہیں کہ وہ ان تمام تکالیف کو بھی گوارا کر کے اپنے بادشاہ پر اپنی جان کو دشمن کے مقابلہ میں قربان کر دیتے ہیں اور دشمن کے ہاتھ سے قتل ہو جانا وہ دو نوجوان کی بزرگی اور عظمت خیال کرتے ہیں۔ ترک حتی المقدور نہیں مرتا جب تک مر دس دشمنوں کو نہیں مار لیتا۔

غرضنکہ دنیا میں جس قدر عیوب ہیں متعصب عیسائیوں نے خواہ مخواہ وہ ترکوں میں بتائے۔

ترکی توپ خانہ کی نسبت یہ بیان کیا گیا کہ اس میں دقیانوسی اور غیر مکمل اور زنگ خوردہ توپ ہیں اور وہ توپیں ہیں جن سے حضرت داؤد نے جالوت کو شکست دی تھی۔ گھوڑ چڑھی توپخانہ کی نسبت کہا گیا کہ اس میں کوئی گھوڑا نہیں ہے۔ بلکہ ضرورت کے وقت گھوڑ چڑھے توپ خانہ کو مزدور اور شہر وہ بات کے لڑکے کھینچتے ہیں اور دوسرے مقام پر پہنچا دیتے ہیں۔ ہتیار وغیرہ پرانے زمانے کے ہیں جو بالکل بے کار ہیں۔ ترکی سپاہی دو دو روز تک فاقہ کشی کرتے ہیں۔ چھ چھ ماہ کی تنخواہیں گورنمنٹ پر چڑھی ہوئی ہیں۔

ان بیہودہ اور لغو بیانات نے جو سراسر جھوٹ اور کذب سے بھرے ہوئے تھے اور جنکی اصلیت کچھ بھی نہیں تھی بے وقوف یونان نے ان مذکورہ بالا بیانات کو صحیح و درست سمجھ کر اور لوگوں کے اشارے اور کنائے پر اعتبار کر کے اور دول یورپ کو اپنا حمایتی اور معاون سمجھ کر اول تو اس نے کریٹ پر حملہ کر دیا۔ اور جب اس نے اپنی ناکامیابی بخوبی سمجھ لی تو کریٹ کا خیال چھوڑ کر اپنے کوتاہ اندیش صلاحکاروں کی صلح سے اُسنے سرحد مقدونیہ پر اپنی افواج کو روانہ کر دیا اور دل میں یہ ٹھان لی کہ ترکوں کو سر کرنے کے لئے ساٹھ ہزار فوج بالکل کافی اور وافی ہے اور ترکوں

کی نسبت یونان کا یہ خیال پختہ ہو گیا کہ ترکی سلطنت اپنی اس قدر فوج بھی جمع نہیں کر سکتی کہ ہمارا مقابلہ کر سکے اور اگر وہ کسی قدر فوج جمع بھی کر لیگا۔ تو اسکے لئے سامان جنگ رسد رسانی اور اسکی آمد و رفت گولی بندوق وغیرہ وغیرہ کا انتظام وہ قطعی طور پر نہیں کر سکیگا۔ اور ایسے تنگ وقت میں بہت مشکل ہوگا جبکہ یونان کی فوج سرحد پر پہنچی ہوئی ہوگی اور یونانی بیڑہ دارڈنلز کو اپنے قبضہ میں کئے ہوئے ہونگے اور یونان کے مددگار مجاہدین جو غیر ممالک سے آتے رہینگے قسطنطنیہ اور سالونیکا کی ریلوے لاین کو توڑ پھوڑ کر ایک طرف رکھ دینگے تو ترک یونان کے مقابلہ میں کیا کر سکتے ہیں۔ اور اگر بالفرض انھوں نے کچھ کر دھر بھی لیا اور وہ مقابلہ میں آئے بھی تو کیا کر سکتے ہیں جبکہ یونانی ۶۰ ہزار فوج ایک طرف سے حملہ کریگی اور دوسری طرف سے بلگیریا اور سرویا و مانٹی نگرو دھر دبا دینگے تو ترکوں کا کہیں بھی پتہ نہ ملیگا۔ اور علاوہ اس کے دول یورپ یعنی انگلنڈ۔ فرانس۔ اٹلی۔ بلجیم امریکہ وغیرہ اگر کھلم کھلا فوجیں نہ دینگے تو والنیٹر تو ضرور ہی یونان کے ساتھی اور مددگار ہونگے۔ علاوہ اسکے یونان میں ایک ایسا جوش بیہودہ پھیلا ہوا تھا کہ ہر کہ و مہ کی زبان پر لڑائی اور فتح ہی کا ذکر و مذکور تھا اور یہ ہی منصوبے کئے جاتے تھے اس طرح ہو سکے ترکی سے جنگ و جدل کیا جاوے اور ترکی جزائر کو جس طرح بن پڑے اسکو بڑی فتح کر کے یونان میں شامل کیا جاوے اور کریٹ کے باغی اور یورپ کے والنیٹر اور یونان کے جنگی سپاہی مقدونیہ کو تسخیر کئے بغیر نہ چھوڑینگے۔ اور یہ بھی خیالی پلاؤ پکا چکے تھے کہ یونان اور سرویا دونوں شامل ہو کر ایک طرف سے ترکوں کو اپنی طرف متوجہ رکھیں گے اور چونکہ ترکی جہازات ناقابل ہیں وہ کچھ کر ہی نہ سکیں گے تو بحر الجزائر کے تمام جزیرے تسخیر کر لئے جاوینگے اور ایک دم سے یونانی بیڑہ بھی ڈارڈنلز میں آ پہنچیگا اور ساحل کے قلعوں کو جو یونان کے مقابلے میں کچھ بھی چون و چرا نہ کر سکیں گے خاموش کرتا ہوا بحر مارمورا میں داخل ہو جاویگا اور بحر مارمورا سے گذر کر گولڈن ہارن کے بالمقابل لنگر انداز ہوگا۔ اس وقت یونان ترں سے جس طرح چاہیگا سخت سے سخت شرائط صلح پر التوا سے جنگ کریگا۔

یہ حرکات تھیں جنہوں نے یونان کو ترکوں کے برخلاف جنگ کرنے پر آمادہ کیا اور یہ تمام و کمال جو بات شیخ چلی کے خیالات اور خیالی پلاؤ کے پکانے سے بھی کہیں بدتر اور بہت سے بڑھے تھے اور انہیں بیہودہ خیالوں نے یونان کو برباد کر کے چھوڑا۔ اگرچہ یونان کو ترکوں کی وحشت کمال تھی مگر دول یورپ کی پشت پناہی اور رشتہ داریوں نے اسکو نہایت دلیر اور بیحوصلہ کر دیا تھا۔ اسی وجہ سے یونان نے تمام یورپ کے مقابلہ میں اپنی شیخت او بیشیخی پر

پر بہت کچھ اترایا ہوا تھا اور اُس کی خود نمائی کا یہ حال تھا کہ کسی کو بھی خیال میں نہیں لاتا تھا اور یہ
ایسی بیہودہ شیخی تھی کہ کوئی دور اندیش اور عقلمند شخص اسکو پسند نہیں کر سکتا۔ ہمارا خیال تھا کہ یونان
وہی خطہ عقل و دانش ہے کہ جہاں بڑے بڑے حکیم حاذق اور دانایان ملک اور مدبران مملکت
گذرے ہیں جہاں پر فرشتوں کی بھی عقل دنگ تھی لیکن جنگ حال میں بخوبی ثابت ہو گیا ہے
کہ تمام دنیا کی بے وقوفی اور بدخوئی یونان میں حلول کر گئی ہے انسانیت اور تہذیب کی تو اسکو
ہوا بھی نہیں لگی رشک وحسد کی آتش اُن کے جسم میں بھڑک رہی ہے۔ بغض و تعصب نے
اسکو جلا کر خاک کر ڈالا۔ اگرچہ یونان نے زمانہ سلف میں اپنی عقل و دانش اور جہانداری سے
گیارہ سو سال تک مشرق میں بحیثیت ایک چھوٹی سی ریاست کے حکومت کرتے رہے لیکن
اُس حکومت میں یونان نے اپنی عقل و دانش کی دھوم ہی عالم میں مچائی ہوئی تھی۔ مگر جب اُن
میں بُری خصلتیں اور خود بینی پیدا ہو گئی تھی تب ہی سے یونان پر غارتی آنی شروع ہو گئی تھی
حال میں یونانیوں کو اُس کہنہ حکومت کی کہانیاں یاد آتی ہیں اسی وجہ سے وہ قسطنطنیہ کے جاہ و
جلال دیکھ کر اسکے حاصل کرنے کی ہوس پیدا ہوتی تھی۔ اسی پیچ و تاب میں یونان ہیجان اور ہیجان
رہتا تھا بلکہ تمام یورپ قسطنطنیہ پر خار کھائے ہوئے ہے۔ علاوہ اسکے ۱۸۷۸ء میں بلگیریا کا آزاد
ہونا اور ۱۸۸۵ء میں مشرقی رومیلیا کا بلگیریا سے الحاق کرنا۔ سرویا اور مانٹی نگرو کی قلمرو میں
وسعت پانا یونان کے جلے ہوئے دل کو جلاتا تھا۔ بلگیریا کو جزیرہ نمائے بلقان میں آزاد حکومت
کا منصب حاصل ہونے سے یونان اسکا نہایت مخالف اور دشمن ہے اور اسنے یہ چاہا تھا
اور اسی وجہ سے وہ یورپ کے سلاطین کو للکارتا تھا اور کسی سے نہیں دبتا تھا کہ دول یورپ
عام جنگ کے خوف سے میری ہر ایک درخواست کو جس طرح میں چاہونگا اُسی طرح پورا کرا دینگے
کیونکہ دول عظام یورپ کی ہرگز ہرگز یہ منشا نہیں تھی کہ یورپ میں عام طور سے جنگ چھڑے۔
لیکن خود کردہ را چہ علاج ایک مفسد مادہ جو باعث جنگ ہوا ایسا پیدا ہو گیا تھا جو کسی طرح سے
رک نہیں سکتا تھا اور وہ یہ تھا کہ ایک انجمن قایم کی گئی تھی جسکا نام اتھینک ایڑیا تھا جو
ایک بڑی بھاری مفسدہ پرداز خفیہ جماعت تھی جسکے ممبروں میں بڑے بڑے افیسر اور بڑے
بڑے سپاہی اور بڑے بڑے مدبر اور بڑے بڑے فتنہ پرداز تھے اُن کی بیہودہ بار یک بینی
اور لغو و تیز فہمی اور ناکارہ لسانی اور اُس کی مفسد رہزنی یونان اور اسکے لوگوں کے دلوں پر اثر
کر گئیں یہ تمام فساد اس انجمن اتھینک ایڑیا کا ایجاد کیا ہوا تھا۔ اور یہ غضب ہوا کہ اس
انجمن کے تمام ممبر دولت اور ثروت میں بڑے مشہور و معروف تھے اور واقعی یہ بات ٹھیک ہے

اور شاہ یونان نے اُس کی خوشی اور خوشنودی کو یہانتک مدنظر رکھا کہ اس کی ہر ایک بات کو مانتے تھے اور یہاں تک اُسکے حکم کی تعمیل کی گئی کہ میدان جنگ میں اُس کے واسطے ایک علیحدہ فوج رکھنے کو اجازت دی گئی۔ عرصے سے اس مفسد انجمن کے بنیاد رکھی گئی تھی اور وہ اسی غرض کے لیئے قایم ہوئی تھی کہ گورنمنٹ یونان کو مقدونیہ اور اپیرس کو ٹرکی سے واپس دلاتے۔ اور اس مطلب کے حل کرنے کے لیئے اس انجمن کے مفسد کارندے مقدونیہ اور ایپرس میں پھیلا دیے گئے تھے اور یہی کارروائی کریٹ میں کی گئی تھی کریٹ میں مفسدہ پردازی میں یہ انجمن کامیاب ہو گئی اسی غرض سے اس نے یونان اور ٹرکی کو لڑا دیا اور یونان بیچارے کا بھرکس نکلوا دیا اور اس انجمن کی رسوائی اور روسیاہی جس قدر ہوئی وہ اس انجمن کو بھی بخوبی معلوم ہے جس کی وہ سزاوار تھی لیکن یونان کی بے نظیر تاریخ میں اس مفسدانہ کارروائی نے ایسا بدنما دھبہ لگایا ہے کہ جو ہمیشہ کو یادگار رہیگا جس کی وجہ سے تمام یونانی تاریخ گندہ ہو گئی تاریخ میں اس کی حماقت ہی نہ شمار کی جاویگی بلکہ بیجا مداخلت اور ناقابلیت کی مستوجب اور سزاوار رہیگی

کونٹ گلوچسکی

شاہ یونان نے کریٹ کو ملحق کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا تھا اور دول یورپ سے جسقدر خط وکتابت کریٹ خالی کرنے کے واسطے کی گئی شاہ یونان نے ذرا بھی اسکی پرواہ نہیں کی اور کسی قسم کی وباغت نہیں مانی شہنشاہ روس نے ایک مراسلہ یونان کے پاس روانہ کیا اور لکھا کہ تین روز کے اندر اندر کریٹ سے اپنے بڑے جہازات اور فوجیں واپس طلب کرلے ورنہ روسی گورمنٹ بہت جلد انتقام لینے کی تجویز کرے گی۔

شہنشاہ روس کی یہ دھمکی بڑی بھاری تھی مگر یونان نے اس دھمکی کی پرواہ سرمو کے برابر بھی نہیں کی بلکہ شاہ یونان نے اپنے والد شاہ ڈنمارک کو اس مضمون کا تار دیا تھا کہ میں اس وقت تک ہرگز چین نہ لونگا جب تک کریٹ ملحق نہ کرلوں۔

اور اس زبردست حوصلہ کے ثبوت میں یونان نے یہ الگ اور نیا گل کھلایا کہ سلطان ٹرکی کو بالکل کمزور اور ضعیف بلکہ سک بین سمجھ کر سرحد ٹرکی پر قبضہ کرنے کے لئے اپنی فوجیں اور حرب وضرب کے سامان۔ جنگی توپ خانے اور باٹریاں روانہ کردیں۔ اگرچہ اس سے پہلے کسی قدر پیدل فوج یونان روانہ کرچکا تھا۔ لیکن یہ توپخانے بڑے جوش وخروش کے ساتھ روانہ کئے گئے۔ گو اس وقت تک کریٹ کا کوئی فیصلہ یونانی فوجیں واپس ہٹا لینے کا نہیں ہوا تھا مگر یونان نے توپخانے بھیجنے شروع کردیے جن کی تصویر ذیل میں دکھائی جاتی ہے (دیکھو تصویر نمبری ۱۸۳)

یہ یونانی گروپ جو دکھایا گیا ہے مقام پیریس بندرگاہ کا ہے دیکھو یونانی کس پھرتی اور حوصلہ سے توپخانے کو ٹرکوں کے برخلاف جہاز پر لاد رہے ہیں اور ٹرکی سرحد پر پہنچا رہے ہیں۔ شاید

تصویر نمبر ۱۸۳
ترکوں کے برخلاف مقام پیراس میں جنگی
توپخانہ کو جہازوں پر لاد رہے ہیں
(تصویر نمبر ۱۸۳)
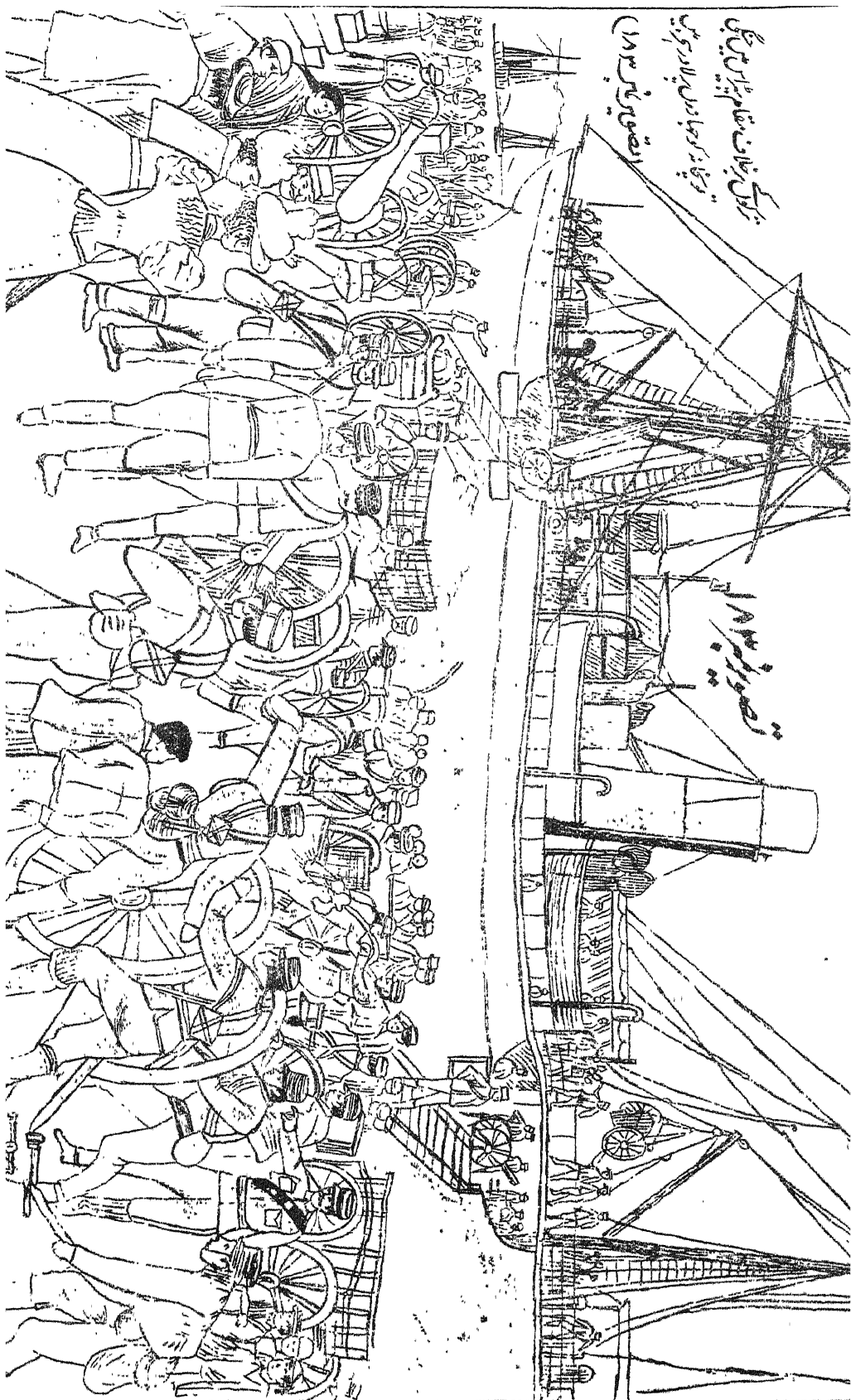
یونان نے اپنے دل میں یہ خیال کیا ہوگا کہ کریٹ میں تو ابھی دال نہیں گلتی ہے کہ چلو چند مقدونیہ میں پھر اپنا قبضہ قایم کریں - لیکن یہ تمام خیالات یونان کے شیخ چلی کے خیالات سے بڑھے ہوئے ہیں - مگر افسوس یہ ہے کہ یونان بارہا ترکوں کو آزما چکا تھا پھر وہ کس بوتے پر کودتا تھا اس نئی چڑھائی کی نسبت ضرور یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ دول یورپ میں سے کسی نے یونان کو ضرور یہ ترغیب دی ہوگی اور یہ اشارہ ہم کو خاص روس کا معلوم ہوتا ہے جب کا ظاہر کچھ ہے اور باطن کچھ سے کوئی معشوق ہے اس پردہ زنگاری میں + کیونکہ شاہ یونان نے تسلی میں افواج بھیجنے کا جو حوصلہ کیا ہے وہ ایک زبردست حوصلہ ہے - لیکن بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ بیچارے یونان میں اس قدر طاقت کہاں - دول یورپ نے اس چڑھائی ہونے کے وقت ناراضی خیال ظاہر کیا اور تمام ملکوں میں شرق سے غرب تک یونان کی اس بیجا حرکت کو حیرت اور تعجب کی نظر سے دیکھتے تھے کہ یونان کر کیا رہا ہے کہیں ... ... نہیں لا لیگا - مگر اہل الرا ے وصاحب نظر خیال کرتے تھے کہ یونان ایسا حوصلہ نہیں ... ہے کہ ایک روباہ شیر ببر کا مقابلہ کرے بظاہر کوئی دولت اس کی معاون اور مددگار نہیں معلوم ہوتی تھی بلکہ جرمنی اور برٹش کلان میں کریٹ کی بابت اختلاف راے تھا ایک دفعہ آسٹریا نے دونوں دولتوں میں سمجھوتا اور صلاح کرا کے یہ راے کریٹ کی بابت قایم کی گئی تھی کہ ترکی اور یونان کو مطلع کیا جاوے کہ کریٹ آزاد رہیگا اور سلطان ترکی کے زیر سایہ متصور رہیگا اور ایک عیسائی گورنر مقرر کیا جاویگا - امید ہے کہ یونان و ترکی اپنی اپنی فوجوں سے کریٹ کو خالی کر دینگے یہ نوٹ یونان اور ترکی کے پاس علیحدہ علیحدہ طور سے روانہ کیا گیا اور اسی تجویز کی بابت انگلستان ہوس آف لارڈ میں لارڈ سالسبری نے ایک مراسلہ پڑھا جس کی نسبت انہوں نے کہا کہ یہ مجالس وزراے سلطنت غیر کو بھیجا جائیگا جس میں گورنمنٹ کی حکمت عملی درج ہے یعنے کریٹ آزاد کیا جاوے لیکن ایک حصہ ترکی سلطنت کا قایم رہے اور اگر ترکی و یونان در حالیکہ ان سے چاہا جاوے جزیرہ سے اپنی فوج واپس لینے سے انکار کریں تو سلاطین زبردستی اپنے فیصلہ کو عمل میں لاویں -

لارڈ سالسبری نے پھر کہا کہ میں یقین کرتا ہوں کہ یہ تجویز سلاطین کے خیالات کے موافق ہے اور یہ بھی کہا کہ ترکوں کے لئے حاجت نہیں ہے کہ فوراً اپنی فوج واپس لیں - لیکن بعد میں اپنی فوج ان کو بجز کسی قدر فوج کے واپس لینی پڑے گی - جو وہاں بطور علامت سلطانی اور افسری کے رکھی جاویگی -

یونان پر دباؤ ڈالنے کی یہ تجویزیں بظاہر ہو ہی رہی تھیں کہ لنڈن ہوس آف کامنز کے سو ممبروں نے

جن میں سر چارلس ڈولک اور ہربرٹ گلیڈسٹون (خلف الرشید مسٹر گلیڈسٹون) بھی شامل تھے۔ شاہ یونان کو تار دیدیا اور کریٹ میں شائستگی کے معاملہ (اس ہنگامہ) پر مبارکباد دی۔ جس سے یونان کو بڑی بھاری جرأت پیدا ہو گئی۔ لیکن گورنمنٹ انگلستان اس تار سے خوش نہیں ہوئی بلکہ اسکی مخالف تھی سلطان ٹرکی نے اس نوٹ کے جواب میں طاقتوں کو یہ جواب دیا کہ ہم اپنی فوج کو اندرون کریٹ سے قلعہ بند شہروں میں اس وقت طلب کرینگے جب یونانی فوج جزیرہ کریٹ کو خالی کروے گی۔ اور آزادی کریٹ کی بابت سلطان المعظم ٹرکی نے طاقتوں کے اصرار پر پہلے ہی اقرار کر لیا تھا کہ ہم کریٹ کو واجبی شرائط پر آزاد کر دینگے۔ لیکن شاہ یونان نے اس نوٹ کے جواب میں بلا خوف و خطر طاقتوں کو یہ جواب دیا کہ جزیرہ کریٹ کو خالی کر دینے سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ ایسا کرنے سے بد امنی اور فساد ہرگز نہیں رکے گا بلکہ جزیرہ کریٹ کو ہمارے حوالے کرنا چاہئے اور ساتھ ہی یہ بھی طاقتوں کو لکھا گیا کہ یونان کریٹ سے اپنی فوجیں واپس ہٹا کر عیسائی رعایا کو مسلمانوں کے رحم پر نہیں چھوڑ سکتا۔ اور ساتھ ہی طاقتوں کا دل رکھنے کے لئے اتنا اور بھی لکھ دیا کہ البتہ یہ ممکن ہے کہ کچھ جہاز ساحل کریٹ سے واپس بلائے جا سکتے ہیں اور دول یورپ سے یونان نے یہ بھی التجا کی کہ اہل کریٹ کو اس بات کا خود فیصلہ کر لینے دیں کہ وہ کس قسم کی گورنمنٹ پسند کرتے ہیں۔

اس جواب پر تمام طاقتیں ایسا سا منہ لے کر رہ گئیں اور کسی سے بھی یہ نہ ہو سکا کہ یونان کو کسی قسم کی گوشمالی کی جاوے اگر گورنمنٹ ٹرکی ایسا جواب دیتی تو تمام یورپ کے بادشاہ ٹرکی پر حملہ کر دیتے۔ طاقتوں نے یونان کے اس دل خراش جواب پر کسی قدر صبر کر کے پھر ایک نوٹ لکھا لیکن یورپ کے بادشاہوں میں یونان کی ان کارروائیوں پر سخت اختلاف پڑا ہوا تھا شہنشاہ روس و جرمنی تو یہ چاہتی تھی کہ یونان کو آخری پیام دیا جاوے اگر وہ کہنا نہ مانے تو اسکے بندرگاہوں کا محاصرہ کر لیا جاوے اور اسکو زور کے ساتھ ہوش میں لایا جاوے باقی سلطنتیں جرمنی اور روس کے دباؤ سے باہم اتفاق بھی رکھنا چاہتی تھیں۔ مگر ساتھ ہی ان کی یہ بھی خواہش تھی کہ یونان پر کسی قسم کی سختی نہ کی جاوے۔ اسوقت معلوم ہوا کہ یونان دوسروں کے حوصلہ پہ یہ تمام جرأت کر رہا ہے چنانچہ اسی حوصلہ پر یونان نے اور بھی افواج تھسلی کو روانہ کر دی اور اس فوج کی روانگی پر بہت کچھ جوش و خروش ظاہر کیا گیا چنانچہ یونان کی روانگی افواج کی اور ایک تصویر ذیل میں دکھائی جاتی ہے (دیکھو تصویر نمبری ۱۸۴) جب یہ فوج بھی سرحد کو روانہ کر دی گئی تو شاہ یونان نے اور فوج کے تیار رہنے کا حکم صادر فرمایا کہ تھسلی کے لئے بالکل طیار رہے

تصویر نمبر ۱۸۴۔ یونانی دیہاتی رنگروٹ
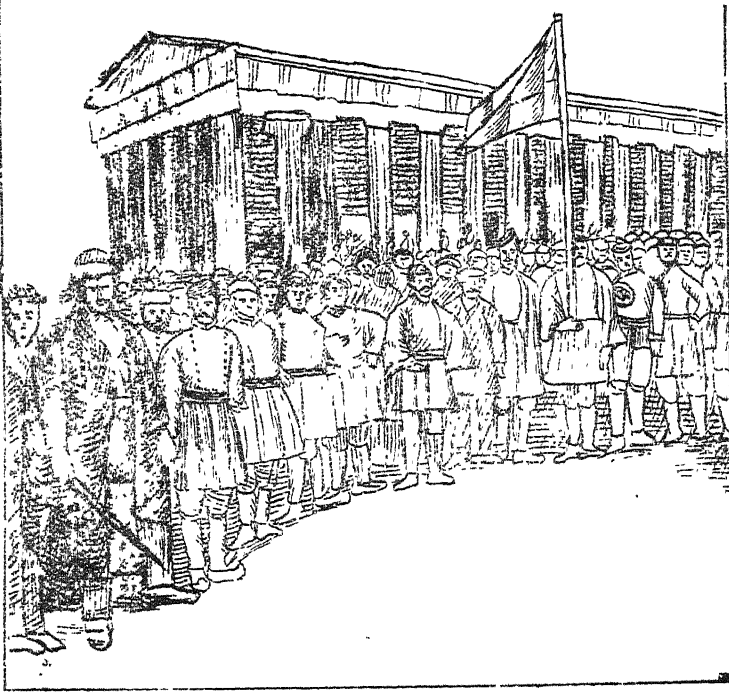
یونان سے فوجوں کی روانگی نے تمام عالم کو حیرت میں ڈال دیا تھا اور دول یورپ
کریٹ کی بغاوت کو یہ سمجھے ہوئے تھے کہ یہ خانہ جنگیاں کہیں یہ غضب نہ کر ڈالیں کہ مسلمانوں کو
پر غضب کر کے تمام یورپ میں مذہبی جنگ شروع کرادیں اور تمام عالم میں جنگ کی
غضبناک آتش بھڑک اٹھے۔ یہ بڑے بڑے اہل الرائے کی رائیں تھیں اور کوتہ اندیش
ناتجربہ کار خود غرض یہ خیال کئے ہوئے تھے کہ ترک بالکل ڈرپوک ہیں اور ان کی قدیمی
طاقت زائل ہوگئی ہے۔ اور وہ حقیقت میں ایک ضعیف اور بیمار سلطنت ہے۔ اگر
یونانیوں نے زور ڈالا تو بیشک وہ ترکی کو بے مر ینگے جس طرح جاپان نے چین کو دبا یا
اسی خیال سے یونان کے جرات کی ہوئی تھی اور جس قدر تحریریں اور تحریکیں امن امان
قایم کرنے کی وجہ سے دول یورپ یونان کے پاس بھیجتے تھے یونان اور اسکی گورمنٹ انکو
ایک دفتر بے معنے خیال کر کے کورا جواب دیکر ٹال دیتے تھے اور ان تحریروں کا اثر ہوتا
تھا کہ یونان کریٹ میں اور آتش فساد کو چمکاتا تھا اور اسی وجہ سے اس نے ترکی سرحد پر بھی اپنی فوجیں

آئین اور غیر آئین شکلیں میں جمع کرنی شروع کردیں اور یہانتک نوبت پہنچا دی کہ گنوار دہقانی اور زمینداروں وغیرہ تک کو بھی نہیں چھوڑا جو ہٹے کٹے چڑھا فوج میں داخل کرکے سرحد کو بھیجدیا اور جو غیر ممالک کے کسی قدر والنٹر ایسے موقع پر آجاتے تھے تو نہایت [illegible] شور [illegible] ہوتا تھا اور جنگ جنگ کی آوازیں کانوں کو بہرہ کئے ڈالتی تھیں۔ ہم اس [illegible] اور تصویر دہقانیوں [illegible] دیکھاتے ہیں یہ تصویر اس وقت کی ہے جبکہ یونانی والنٹیر (جو قواعد سے [illegible] تھے)۔ لڑائی میں شامل ہونے کے واسطے بڑے جوش وخروش کے ساتھ ایتھینز سے روانہ [illegible]

یونان دانشمندوں کا خطہ شمار کیا جاتا ہے جن کی تخیلات اکثر حکمت کے موقع پر حسب [illegible] جاتی ہیں۔ لیکن ہم کو اب تجربہ سے ثابت ہوگیا ہے کہ حال کے یونانی ایسے ہیں جو اس تمثیل سے بھی بڑھکر خیال کئے جاتے ہیں کہ بدنام کنندۂ نکونامے چند۔

ترکوں کے ہلاک کرنے اور عثمانیہ سلطنت پر قابض ہونے کے خیال نے یونان کے سروں پر ایسے بھوت جن سوار کئے کہ وہ اپنے آپ سے بھی قبل از وقت باہر ہوگیا۔ ایتھینز میں کچھ ایسا شور وغل ہوا جسکا چرچہ عالم میں پھیل گیا۔ گویا تمام جہان کی قوت ہی یونان میں آگھسی تھی اس عجیب وغریب سرگرمی کو جو والنٹیروں نے لڑائی پر جانے کے وقت ظاہر کی کسی طرح بھی لفظوں میں ادا کرنی بہت مشکل ہے۔ اس وقت کا عجیب عالم تھا تمام لوگ بیخود اور جو اس باختہ معلوم ہوتے تھے جب وہ لوگوں کے بڑے ہجوم سے گذرتے تھے تو طرح طرح کی آوازیں اور نعرے بلند کئے جاتے تھے اور وہ ظاہرا طور پر ایسے بہادر اور لڑاکا معلوم ہوتے تھے کہ ملک قوم کی عزت قایم رکھنے کے لئے جان پر کھیل جاوینگے بندوقیں اور پستول ہر سو سر کئے جاتے تھے۔ سامان خوراک اور شراب کی نذریں ان کے پیش کی جاتی تھی جس سے وہ اور بھی مدہوش ہوتے تھے۔ وہ ناتجربہ کار رنگروٹوں کی طرح اور درحقیقت وہ لوگ ایسے ہی ناتجربہ کار اور خام پارہ تھے جو سرانجام کو قطعی بھول گئے تھے اور نخوت وغرور میں ان بہادروں اور دلاوروں کی مانند معلوم ہوتے تھے جو ابھی فتح حاصل کرکے واپس آئے ہوں۔

؎ ہر کہ بیہودہ گردن افرازد خویشتن را بگردن اندازد

وہ ایسے نازک مقام پر جا رہے تھے جسکا انجام ان کو معلوم ہی نہیں تھا وہ اپنے ہی آپ کو سب کچھ خیال کرتے تھے [illegible] سے کہ خدا کرد [illegible] اچھا خیال [illegible] مطلق توجہ نہیں کرتے تھے۔ اس جنگی روانگی اور کوچ میں قابل ذکر صرف یہ بات تھی کہ اکثر والنٹیروں اور سپاہیوں کے پاس بندوقیں مطلق نہیں تھیں۔ اس خیال سے انکو بندوقیں نہیں دی گئیں کہ وہ خواہ مخواہ فیر کرکے

تصویر نمبر ۴۰۳

اتھینز کے لوگوں پر لڑائی کا افسوسناک اثر

سوقت کی تصویر ہے جبکہ ملکہ یونان اور ولیعہد یونان کی بیگم ریڈ کراس ہسپٹل میں رجمنٹوں کی
داری کو ہوادار گاڑی میں جا رہی تھیں رعایا کے لوگوں نے سلام نہیں کیا اور پیٹھ موڑ لی اور واپسی پر قہقہہ
و پھبتیاں اڑائیں
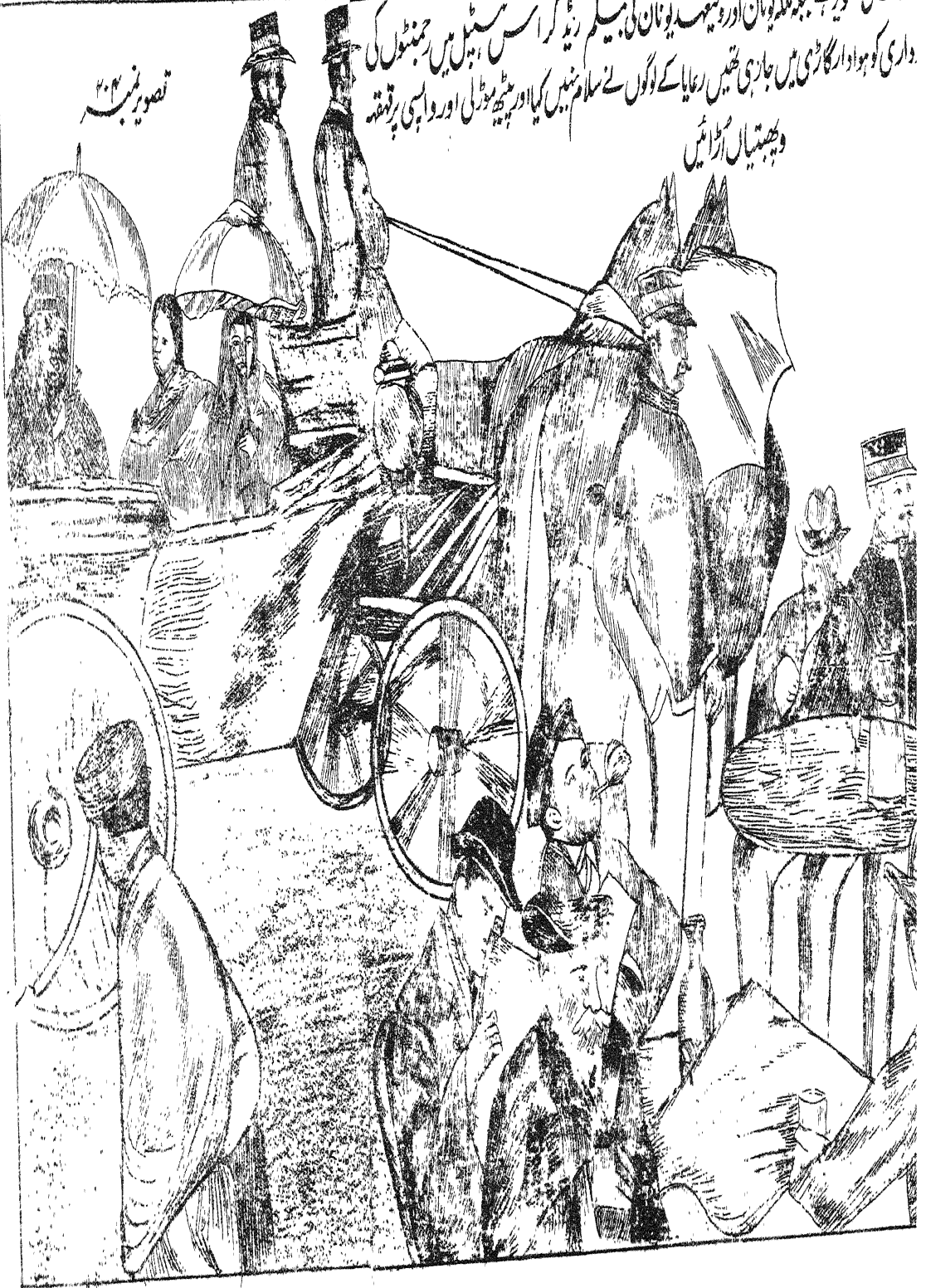
کر کے بارود کا نقصان کرتے تھے کیونکہ وہ جس مجمع سے گذرتے تھے بارود پھونک کر ناحق ضائع کرتے تھے کاش ان کے دل میں یہ سماجاتا کہ بس اب ملک و قوم کے لئے جان دینی مردانگی میں شامل اور پشت دکھانی نامردوں کا کام ہے۔ یہ تمام وہ فقانی آئین جنگ سمجھی بہر تھے لیکن ان کو شاید یہ سمجھا دیا ہوگا کہ میدان جنگ میں ترکوں سے مقابلہ نہیں ہوگا بلکہ سرحد ترکی کا گھاس تم کو اپنی تلواروں سے صاف کرنا ہوگا اور تم کو خالی بندوقوں کی آوازیں بھی سنائی پڑیں گی جس سے تمہاری قوت اور مردانگی اور پرجوش حوصلہ تمام دنیا کو معلوم ہوجاویگا اور دنیا کی تاریخ میں تمہارا ایک ایک کا نام جلی قلم کے ساتھ بڑی تعظیم و تکریم سے لکھا جاویگا اور میدان جنگ میں تمہارا کوئی پرسان حال نہوگا اور ترک تم سے ڈر کر کبھی مقابلہ پر نہ آوینگے اور وہ کیونکر آسکتے ہیں جبکہ وہ دنیا میں مرد بیمار کہلاتے ہیں ان بیہودہ خیالوں نے یونان اور اسکی رعایا اور فوج نے بالکل ناکارہ جوش و خروش ظاہر کر کے عالم میں اپنی ہنسی اور رسوائی کرائی۔ دیکھو یونانیوں کے جوش و خروش (تصویر نمبری ۱۰۵)

ناظرین کو اس گروپ سے یونانیوں کا جوش و خروش اور واویلا بخوبی ظاہر ہوجاویگا۔ بگل پر بگل بج رہے ہیں اور آوازہ پہ آوازہ کسے جاتے ہیں ہاتھ اٹھ رہے ہیں۔ پاؤں قابو میں نہیں ہیں۔ ٹوپیاں خود بخود اچھلتی ہیں۔ پھریرہ اڑ رہا ہے ایک عجیب وحشت چھائی ہوئی ہے اگر واقعی یونان میں ایسا ہی حوصلہ ہوتا تو یہ تمام دنیا کو سر کئے بغیر نہ رہتے۔ بشرطیکہ دوسری طرف سے کوئی ان کا مزاحم نہ ہوتا ان بیہودہ کارروائیوں سے دور اندیش دول یورپ کا یہ بھی خیال تھا کہ ایسا نہ ہو کہ جنگ چھڑ جاوے اور وہ رفتہ رفتہ عالمگیر جنگ ہوجاوے اس لئے دول یورپ نے ایک اور نوٹ یونان کے واسطے تیار کیا اور اس میں اس طرح سے تحریر کیا کہ گورنمنٹ یونان دوراندیشی سے کام لے کر طاقتوں نے جو فیصلہ کریٹ کی بابت کیا ہے اس کی مخالفت نہ کرے گی کیونکہ بصورت دیگر طاقتوں کو کریٹ خالی کرانے میں اگر جنگی وسائل سے کام لینا پڑا تو ایسا کرنے میں ان کو مطلق تامل یا پس و پیش نہ ہوگا۔ دول عظام پر باب عالی نے اس امر پر زور دیا ہے کہ گورنر خواہ عیسائی ہو مگر عثمانی رعایا میں سے ہونا چاہئے۔

اسکے جواب میں گورنمنٹ یونان نے ایک دوسرا خط طاقتوں کو لکھا تھا جس میں یہ تجویز پیش کی تھی کہ ہر ایک طاقت کا ایک ایک دستہ فوج یونانی فوج کے ساتھ کریٹ میں امن قایم کرنے میں مدد دے اور یہ کہ کریٹ کو سلطان کے زیر سایہ رکھنے میں یونان کو عذر نہ ہوگا بشرطیکہ اہل کریٹ منظور کریں۔

اس جواب کے سننے سے یورپ کے دول عظام بہت خوش ہوہو ہونگے اور حقیقت میں یونان
نے طاقتوں پر بڑی مہربانی کی جو اپنے ہمراہ ہر ایک طاقت کا ایک ایک دستہ فوج امداد کے
لئے اپنی فوج کے ساتھ شامل کر کے بغاوت کریٹ کو فرو کرنے کا ارادہ کیا اگرچہ یونان کے
شایان شان نہ تھا کہ اس قدر جلیل القدر طاقت غیر طاقتوں کی ایک دستہ فوج کو اپنی فوج ظفر موج
کے ساتھ شامل کرتے مگر دول یورپ کے حال پر زبردست یونان کی مہربانی تھی۔ جو اس قدر
بھی منظور فرمالیا۔ اور یونان کے اخبارات اور خاص و عام اس بات پر متفق تھے کہ طاقتوں کے
مشترکہ نوٹ کا جواب نہ دیا جاوے اور اگر جواب بھی دیا جاوے تو اسے ہرگز منظور نہ کیا جاوے
کیونکہ یہ بات یونانی پہلے بھی خیال کر چکے تھے اور ان کو یقین تھا کہ کریٹ کے معاملہ میں طاقتیں
در پردہ اسکی حامی اور مددگار رہیں گی اور وہ جس طرح چاہیگا اسی طرح سے اُسکی حسب مرضی
کارروائی ہو جاویگی۔ ان وعدوں پر یونان کو بہت کچھ زعم تھا اس نوٹ کے موصول ہونے
پر یونان نے اسقدر ارادہ کیا کہ کریٹ میں اور افواج بھیجنے کو تھا مگر اُس نے کریٹ میں فوج بھیجنے
سے روک دی اور اسی وجہ سے وزیر جنگ یونان نے استعفا داخل کر دیا کیونکہ اُسکی یہ تجویز

تصویر نمبری ۱۸۶۔ ارچ بشاپ زنٹی گریس

تھی کہ کریٹ میں
روانہ کی جاوے
تھسلی کو افواج سے
کے برخلاف
بھی تھا کہ اسی تھنسر
کو تار دیا گیا تھا کہ
مسیح کے نام پر
کے چیمبر کا ڈپٹی
اٹلی کے والنٹر
میں آیا اور وہاں
پھیلا۔

بطور کمک اور فوج
سرحد یونان میں
بھر دیا۔ چونکہ ترکوں
شور و غل مچا ہوا
سے آرچ بشپ کو
اہل کریٹ کیواسطے
فریاد کرے اٹلی
کریٹ کے واسطے
لے کر اسے تھنسر
پر بڑا بھاری جوشش

یہ تصویر یونان کے بڑے پادری ڈیونی سیس لینیس کی ہے جو آرچ بشاپ زنٹی گریس یونان کا لاٹ

پادری کہلاتا ہے دیکھو تصویر نمبری ۱۸۶)
طاقتوں کے نوٹ کے جواب میں کریٹ کے باغیوں کی نسبت یونان کا یہ عذر نہایت ہی صحیح اور درست تھا کہ کریٹ کا سلطان کے زیر سایہ رہنا یونان کو کوئی عذر نہیں بشرطیکہ اہل کریٹ بھی منظور کریں۔ دنیا میں کون نہیں جانتا ہے کہ کریٹ کی یہ نالایق حرکت صرف یونان کی پڑھائے سکھائے سے ہوئی تھی ورنہ سلطان المعظم کی عطا کردہ رعایات پر وہ نہایت ہی خوش و خورم ہے۔ اس قدر بیہودہ اور لایعنی جواب یونان سے موصول ہونے پر طاقتیں اور کیا کر سکتیں کہ منصف مزاج دانت پیس کر رہجاویں اور یونان کو اکسانے والے اس کی دیدہ و دانستہ چشم پوشی کریں۔ اسی اثنا میں کریٹ کے باغیوں نے کریٹ کے مسلمانوں پر زیادتی کی تو طاقتوں کی طرف سے رفع فساد کے لئے چند منٹ تک اُن پر گولہ باری کی گئی۔ اس پر لنڈن میں بڑا بھاری جوش پھیلایا گیا۔ ریڈیکل پارٹی نے پارلیمنٹ میں اور نیز اخبارات انگلستان میں بڑا بھاری غل غپاڑہ کرنا شروع کردیا کہ انگلستان کی فوج کو یونان سے ہرگز جنگ کرنا مناسب نہیں ہے ہائیڈ پارک کے عام جلسہ میں گورنمنٹ کی حرکات پر اظہار ناپسندیدگی ظاہر کیا گیا۔

لیکن گورنمنٹ برطانیہ یونان کے خودسرانہ جواب سے ناراض ہوگئی تھی اور وہ اس امر کو ضروری خیال کرتی تھی کہ یونانی فوج فوراً کریٹ کو خالی کردے خصوصاً ایسی صورت میں جبکہ عیسائیوں اور مسلمانوں کے مابین برابر جنگ ہو رہی ہو یا ہونے کو ہو۔

اور ساتھ ہی اسکے پارلیمنٹ لنڈن میں یہ بحث شروع ہوگئی کہ گورنمنٹ اس بات کا وعدہ کرے کہ کریٹ کے معاملہ میں بغیر مشورہ پارلیمنٹ کے کوئی کارروائی نہ کی جاوے لیکن اسکا جواب بڑی معقولیت سے دیا گیا کہ گورنمنٹ انگلستان ایسا وعدہ کرنے سے معذور ہے کیونکہ گورنمنٹ کی پالیسی یہ ہے کہ کریٹ کو آزادی دلائی جائے اور امن قایم رکھے اور یہ دونوں باتیں اُسوقت تک حاصل نہیں ہوسکتی تھیں جب تک کہ دیگر طاقتوں سے اتفاق نہ ہو۔ پس اس صورت میں پارلیمنٹ سے استمزاج کرنا فضول ہے (لیکن یہ بات بخوبی ظاہر ہوگئی تھی کہ طاقتوں اور یونان کے مابین جس قدر خط و کتابت ہوئی اُس سے صاف صاف ظاہر ہوگیا ہے کہ یونان کے ساتھ سختی سے پیش آنے کا منشا نہیں تھا)

اور اسی خیال کو قوی کرنے کے لئے لنڈن والوں نے یونان کی ہمدردی میں ایک بڑا بھاری جلسہ چوک لنڈن میں کیا جس میں بڑی بڑی تقریریں اور اسپیچیں بیان کی گئیں۔ ادھر یونان میں

تصویر نمبری ۱۸۷

وپ جہاز پر سوار ہو کر سرحد کو کوچ کر رہا ہے
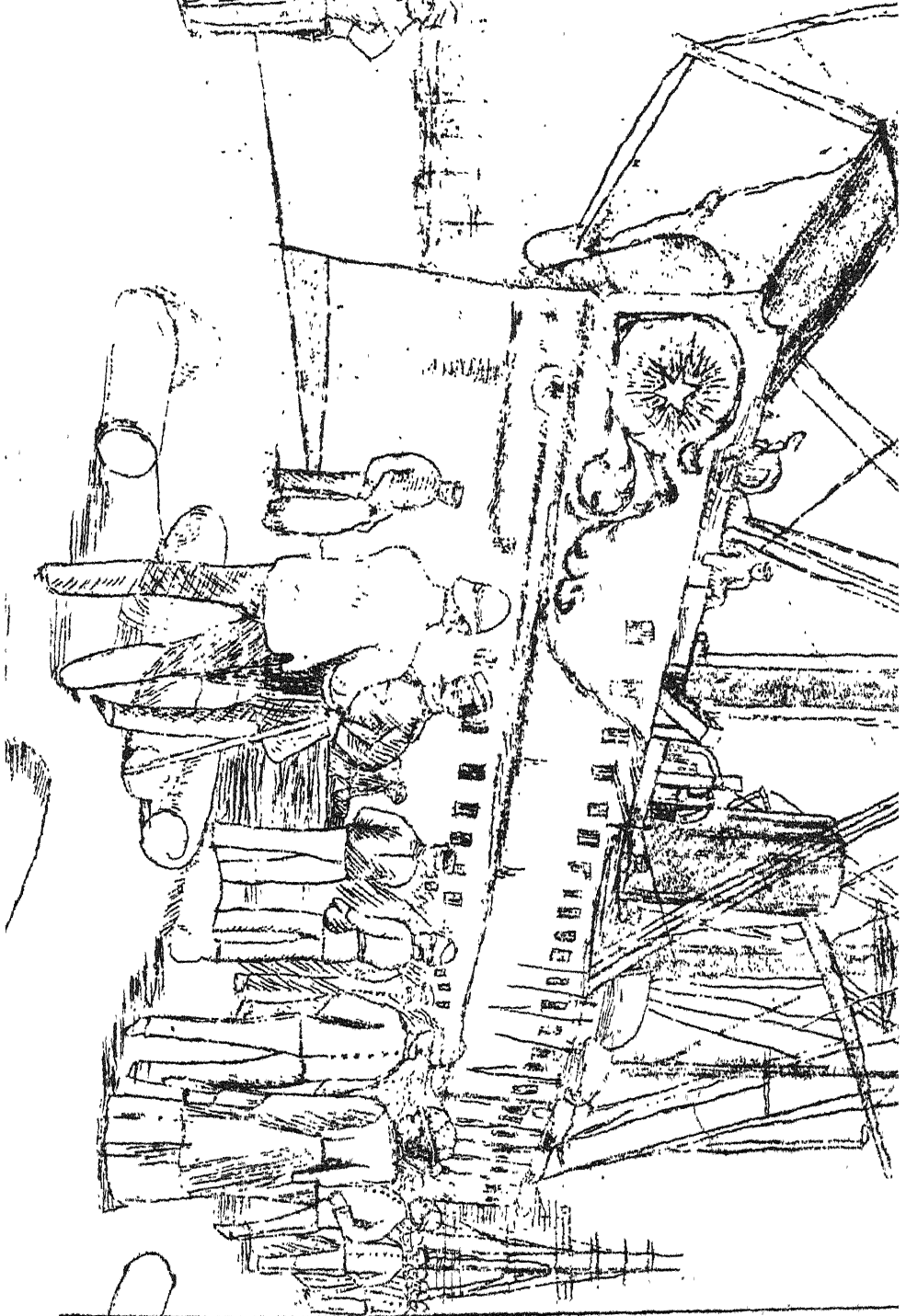
پھر جنگ جنگ کے آوازے کسے گئے اور ایک جماعت محل کے احاطہ میں جنگ جنگ پکارتے ہوئے گھس گئی اور نائب سلطنت نے بادشاہ کی طرف سے ان کا شکریہ ادا کیا۔ اور کہا گیا کہ ایک سرکار جاری کیا گیا ہے جس میں تمام افسروں کو بڑی مستعدی سے تاکید کی گئی ہے اور واضح رہے کہ یونان کی سرحد پر برابر حرب و ضرب کے سامان روانہ کئے جا رہے ہیں۔ اور اب پھر اور توپ خانہ روانہ کیا جاتا ہے چنانچہ اسکی تصویر ہم ذیل میں دکھاتے ہیں (دیکھو تصویر نمبر ۱۸)

چونکہ یونان کی فوجیں سرحد تھسلی پر جا چکی تھیں اور تمام یورپ میں شور و غل ہو گیا تھا۔ سلطان المعظم عبدالحمید خاں خلداللہ ملکہ نے بھی حکم جاری کر دیا کہ احتیاط کے لئے اسی ہزار فوج فی الحال سرحد پر روانہ کر دی جاوے چنانچہ ایک آن واحد میں ٹسی کی فوج مقدونیہ میں اس طرح داخل ہو گئی کہ جس طرح بجلی چمک جاتی ہے اور تمام یورپ سلطان عبدالحمید خان کی افواج ظفر امواج کو دیکھ کر حیران اور پریشان تھا اور یہ خیال کرتے تھے کہ کہاں سے اسقدر فوج اور اسقدر سرعت کے ساتھ مقدونیہ میں داخل ہو گئی اور سلطان عبدالحمید خاں نے کس طرح اپنی بڑی کثیر التعداد فوج کا سامان رسد وغیرہ کیا اور بعض کا یہ خیال تھا کہ یہ انتظام فرشتہ صفات میں داخل ہے اور اس ترکی فوج کا سپہ سالار مارشل ادہم پاشا بنایا گیا جو کہ غازی عثمان پاشا کے قدم بقدم ہمیشہ چلتا رہا ہے جب مقدونیہ کی سرحد پر ترکی فوج نے اپنی شان و شوکت کو ظاہر کیا تو یونان کس شمار میں تھا یورپ کے ہوش و حواس باختہ ہو گئے تھے لیکن یونان کو کامل امید تھی کہ لڑائی کی نوبت نہ پہنچیگی اسی طرح کسی قدر ملک سلطان ٹرکی کا مجھ کو مل جاویگا۔ اور اسی غرض سے یونانی فوج جو سرحد پر حاضر تھی ٹرکی فوج سے چھیڑ خانی کرنے لگی مگر سلطان المعظم نے اپنی افواج کے سپہ سالار ادھم پاشا کو بخوبی تاکید کر دی تھی کہ اگر یونانی پہل شروع کریں تو تم اُس سے بھی درگذر کرنا اور اپنی طرف سے تو مطلق نہ پہل کی جاوے اسواسطے یونان کی چھیڑ خانی پر ترک طرح دے جاتے تھے لیکن ترکوں میں غضب کا جوش پھیلا ہوا تھا۔ اس وقت دول یورپ کی عقل پر پتھر پڑ گئے نہ تو یونان کو سرحد پر فوج روانہ کرنے سے منع کیا اور نہ ترکی افواج کو منع کیا گیا طاقتوں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ کریٹ سے یونانی فوج نکل جاوے تو امن و امان ہو جاویگی اس وقت شہنشاہ روس نے ایک گشتی مراسلہ دول یورپ کے نام روانہ کیا اور یہ خواہش ظاہر کی کہ دو دو ہزار سپاہ جنگی ہشش دول کریٹ کو بھیجکر جزیرہ پر قبضہ کریں اور یونانی فوج کو وہاں سے نکا لنے پر مجبور کریں لیکن جرمنی اور آسٹریا یہ کہتے تھے کہ جس قدر بحری سپاہی جہازوں سے اتر کر خشکی میں گئی ہوئی ہے اُن کی کمی کمک سے پوری کر دی جاوے۔ زیادہ فوج بھیجنی فضول ہے۔ روس

جرمنی - آسٹریا اور فرانس اس تجویز کو منظور نہیں کرتے جو انگلستان نے پیش کی تھی کہ کریٹ
میں یونانی فوج سے امن قایم کرنے میں مدد لی جاوے - بلکہ وہ یہ زور دیتے ہیں کہ یونانی سپاہ
کو فوراً جزیرہ سے نکال دینا چاہیئے اور اس وقت و اثنا میں یہ مشہور ہو گیا تھا کہ روس - جرمن
اور آسٹریا نے اپنے امیر البحروں کو ہدایت کی ہے کہ کریٹ اور یونان کے بندر گاہوں کا محاصرہ
کریں اور امید ہے کہ فرانس اور برطانیہ کو بھی اُن کی پیروی کرنی ہوگی اور روسی اخباروں نے
یہ زور دینا شروع کر دیا کہ یونان کو ہوش میں لانا چاہیئے کیونکہ طاقتیں جنگ کی حامی نہیں ہیں
سرحد مقدونیہ پر بڑی ہل چل مچی ہوئی ہے جہاں ٹرکی اور یونان کی فوجیں صف آرائی میں مصروف ہیں -
اسکے بعد طاقتوں نے یہ فیصلہ کیا کہ کریٹ کا فیصلہ کیا جاوے اور اگر ضرورت ہو تو یونان کا
بھی محاصرہ کیا جاوے تا کہ وہ کریٹ کو خالی کرنے پر مجبور ہو اور یہ بھی تجویز ہوئی کہ چھ چھ سو لکی فوج
اور بھی روانہ کی جائے - اس تجویز پر اکثر انگلستان کے عیسائیوں نے شہنشاہ جرمن پر سخت
نفرت ظاہر کی کہ یونان سے اظہار دشمنی کرتے ہیں اور اسی اثنا میں شاہ یونان نے یہ حوصلہ اور
کیا کہ دو جنگی جہاز سربمہر احکام کے ساتھ مقدونیہ پر گولہ باری کرنے کی غرض سے روانہ کر دیے - اور
انگلستان سے بقصد والنٹیر یونان کی امداد کے واسطے ایتھنز میں داخل ہو گئے جو اپنے ساتھ
تین ماہ کی رسد بھی لے گئے تھے علاوہ ان کے اور بہت سے والنٹیر یونان میں داخل ہو گئے
تھے جس کی وجہ سے یونان نے مصمم ارادہ جنگ کا کر لیا - اور مقام برسلز میں اس جنگ کی
نسبت بہت سا جوش پیدا ہو گیا تھا بلکہ ایک گروہ نے ٹرکی کانسل کے مکان کی کھڑکیاں
وغیرہ توڑ ڈالیں - ان وجوہات پر یونان کا حوصلہ بہت کچھ بڑھ گیا تھا - مگر اس جوش میں یونان
نے دوراندیشی اور انجام کو مطلق خیال نہیں کیا جس کی وجہ سے وہ سخت مصیبت میں مبتلا ہوا -

انخلا کریٹ پر وزیر یونان کا استعفیٰ

چونکہ چھ سلطنتوں نے متفق ہو کر اپنے سفیروں کی معرفت ایک ایک یادداشت یونان اور
ٹرکی کو بھیجی تھی جس میں یہ لکھا گیا تھا کہ دول عظام نے موجودہ حالت کا اس قرارداد سے
خاتمہ کرنا چاہا ہے جسکا روکنا اُن کے فرائض میں داخل نہیں لیکن یورپ کے امن و امان
میں خلل واقع ہونے کے لحاظ سے امور ذیل پر اتفاق کر لیا گیا ہے -
اول یہ کہ جزیرہ کریٹ یونان سے ملحق نہیں کیا جاویگا - دوم یہ کہ جزیرہ کریٹ خود مختار اور
آزاد کیا جاوے اور کریٹ کی ایک جداگانہ گورنمنٹ قایم ہو اور سلطان ٹرکی اس کے فرمانروائے

اعلانے بھیجے جائیں۔ سوم یہ کہ یہ مقصد اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جبکہ یونان اپنی فوجیں اور جہازات کریٹ سے واپس طلب کرے اسلئے یونان کو مطلع کیا جاتا ہے کہ چھ روز کے اندر اپنی افواج اور جہازات کریٹ سے واپس منگالے ورنہ جبراً کارروائی ہوگی۔ چونکہ یہ یادداشت انہیں دول عظام کی جانب سے بھی جنپر یونان نے بھروسہ کیا ہوا تھا اور نیز مقدونیہ میں یونان کی ردیف فوجوں کا قافیہ بہت ہی تنگ ہوگیا تھا اسلئے یونان نے اس یادداشت کے منظور کرنے میں کوئی حیل وحجت نہیں کی اور یونانی جہازات وافواج واپس یونان میں طلب کرلی۔ اور اسی طرح سے کریٹ کی خود مختاری کو بھی منظور کرلیا جیسا کہ ہم کریٹ کے آخری واقعات میں لکھ چکے ہیں۔ لیکن یونان کے وزیر جنگ نے فوراً استعفا دیدیا اور یہ بیان کیا کہ میری درخواست کریٹ کو کمک بھیجنے کی منظور نہیں ہوئی۔ اس استعفے پر وزیران یونان کی ایک کونسل مقرر کی گئی جس سے شہر ایتھینز میں ایک بڑی بھاری ہل چل مچگئی اور ایک بیہودہ شور وغل کا عالم ہوگیا جس کی وجہ سے یہاں تک نوبت پہنچی کہ یونان میں بیرونی مقامات سے تاربرقیاں موصول ہونے لگیں جن میں یہ تحریکیں پیش کی گئیں۔ کہ وہ غیر سلطنتوں کے مطالبات کو ہرگز ہرگز منظور نہ کرے۔ ایتھینز میں پھر ایک اور جلسہ منعقد کیا گیا جس میں سلاطین یورپ کی کارروائیوں پر اعتراض کیا گیا اور ان کی سخت مخالفت کی گئی۔ اور یونان کے تمام باشندوں میں ایک قسم کی کھل بلی مچگئی اور تمام ایتھنز کے باشندہ خورد وکلان کا ایک جمع غفیر مجتمع ہوا۔ اور یہ تمام اکٹھے ہوکر یونان کے محل شاہی کے میدان میں جمع ہوکر جنگ جنگ کا نام پکار کر بڑا بھاری شور وغل کرنا شروع کردیا اور بڑے بڑے نعرے کیے گئے اور پھر سب نے ایک زبان ہوکر یہ غل مچانا شروع کردیا کہ جنگ ہونی چاہیئے۔ اسکے بعد انہوں نے آپس میں بڑی لمبی چوڑی تقریریں کرنی شروع کیں اور اسی اثناء تقریریں وہ محل شاہی کے نیچے کھڑے ہوکر پھر نعرہ بلند آوازوں کے ساتھ کرنے لگے کہ جنگ ضرور ہو جنگ ضرور ہو۔ ان جوش پیدا کرنے والوں کے جنگی تقاضوں سے تنگ ہوکر ولی عہد یونان نے فوجی یونی فارم اور جرنیلی وردی پہنی اور وہ محل سے نکل کر باہر آئے اور انہوں نے ایک مختصر سی تقریر کی اور اس تقریر میں شاہ یونان کی طرف سے عوام الناس کا شکریہ ادا کیا گیا اور یہ التجا کی گئی کہ آپ صاحب گھروں کو تشریف لیجادیں اُس وقت ولی عہد کی اس گفتگو سے سناٹے کا عالم ہوگیا تھا جس سے یونان کی متانت متصور ہوتی تھی کیونکہ ولی عہد کی تقریر پر اکثر اثناء تقریر میں خوشی کا نعرہ اور چیرز ہی نہ کی گئی تھی اس شور وغل کی تصویر ذیل میں دکھائی جاتی ہے جو ایک کثیر التعداد

فیلڈ مارشل ادہم پاشا سپہ سالار جنگ ٹرکی و یونان ۱۸۹۷ء

مجمع کی ہے (دیکھو تصویر نمبری ۱۸۸)

ایتھنز میں شاہی محل کے باہر ایک اعتراضی جلسہ

کونسٹیٹوشن سکوئیر یعنی چوک جو کہ شاہی محل کے سامنے ہی جہاں پر ایک بھاری جلسہ مشرقی اولمپھاؤس کے باب میں واقعہ ہوا۔

ایک تو ۲۲ فروری ۱۸۹۷ء کو جبکہ طاقتوں کے متفقہ بیڑے نے باغیوں پر گولیاں چلائیں تو اس جلسہ میں ۳۰ ہزار یونانی اپنے غصہ کا اظہار کرنے کے لئے جمع ہوئے۔

دوسرا جلسہ ۴ مارچ ۱۸۹۷ء کو ہوا جبکہ طاقتوں کا نوٹ یونان کو ملا تو اس کے اعتراض میں دوسرا جلسہ کیا گیا تھا۔

ولی عہد یونان کے سمجھانے پر ان لوگوں نے شور و غل بند کیا مگر اس وقت یونان کے حواس باختہ تھے وہ دل میں کہتا تھا کہ کریٹ سے تو فارغ البالی ہو گئی ہے مگر اب سرحد کی پر حملہ کی کاروائیاں بھی ہو گئی ہیں لیکن برخلاف خیال کے ترکوں کی بے انتہا فوجیں چھڑتی ہوئی چلی آرہی ہیں دیکھئے طاقتیں ہم سے کیا کرا کے رہیں گی۔

یونان کا وہ عظیم الشان گروہ جنکے دماغوں میں بیہودہ خیالات جمع ہو گئے تھے ایک نام کا ملہ وزارت مال کے محکمہ میں جا داخل ہوا اور اس مقام پر انہوں نے اپنا ایک ڈیپوٹیشن بنا کر پیش کیا اسوقت وزیر اعظم یونان نے بیان کیا کہ جو امر صحیح و واجبی ہے اس کی تجاویز ہونے پاوے۔

ابھی تک اعلان جنگ نہیں ہوا تھا کہ یونانیوں سے جنگ کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ بلکہ بہت سی فوج مقدونیہ میں داخل ہو گئی تھی جو کہ شب خون اور ڈاکہ مار رہی تھی لیکن باوجود ان کوششوں کے معلوم نہیں کہ یونان نے کیا سوچ سمجھ کر لڑنے کا کام شروع کر دیا تھا کیونکہ اسکے خزانہ میں تو خاک بھی نہیں تھی اسلئے دو کروڑ ۳۰ لاکھ روپیہ یونانی سکہ کا جنگ کی طیاریوں میں صرف کرنے کے لئے قرض لینے کے واسطے یونانی پارلیمنٹ میں تحریک پیش کی گئی اور وہ منظور بھی ہو گئی۔ لیکن اسپر بھی ایم ڈلیانیس یونانی وزیر اعظم نے بیان کیا تھا کہ چند روز میں اس کارروائی کا قطعی فیصلہ ہونا ضروری اور لازمی ہے کیونکہ یونان اپنی فوج سرحد پر غیر محدود وقت تک نہیں رکھ سکتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یونان نے جو اسقدر جنگی طیاریاں کی تھیں اسکی معنے اور مطلب یونان نے یہ سمجھا ہوگا کہ سلطان ٹرکی اسکے مقابلہ میں نہیں آویگا اور وہ سلطان سے کچھ نہ کچھ لے مریگا لیکن یہ خیال اسکا بیہودہ اور لا یعنے تھا چونکہ ابھی تک باقاعدہ لڑائی شروع

نہیں ہوئی تھی کہ یونان کا خزانہ جس میں کہ قرض لیا ہوا روپیہ بھی تھا بالکل خالی ہو گیا لیکن اس کے
معاونوں نے اسے تسلی دیدی تھی کہ لڑائی چھڑ جانے پر قومی قرضہ ملسکتا ہے۔ اور اسکی درخواست
قومی ہمدردوں سے کی جاویگی۔ پھر مسٹر ایم ڈلیاس نے بحری و بری افواج کے لئے ایک جلسہ
میں ہیں ملین ڈراچما کی درخواست کی اور بیان کیا کہ مجھکو کامل امید ہے کہ چند روز میں تمام فوجیں جمع
ہو جائینگی اور اپنے منصبی فرائض کو بخوبی ادا کر سکیں گی۔

یونان کی حمایت میں غیر ممالک کے والنٹیرس

یونان کو اپنی حمایتوں کا بڑا بھاری غم تھا۔ اس لیے وہ یورپ کی طاقتوں سے کسی حالت میں
نہیں دبتا تھا اسواسطے کریٹ کی بغاوت کو اس نے مشتعل کیا اور زیادہ تر باغی اسوجہ سے دلیر
ہو گئے تھے کہ طاقتوں نے ترکی فوج کا داخل ہونا بند کر دیا تھا ان وجوہات سے مسلمانوں کا
بہت کچھ خون باغیوں اور یونانیوں کے ہاتھ سے بہایا گیا۔ دول یورپ نے بھی یونان کی زیادتی

پرنس نکلس جنگ میں جاتے وقت ولی عہد اور شاہی خاندان سے رخصت ہوتا ہے

تصویر نمبری ۱۸۹

دیکھ کر دھمکایا بلکہ ایک الٹی میٹم بھی
اسکو دیا گیا مگر اس بھیجنے مے کسی کی
بھی پروا نہیں کی اور برخلاف ان
تنبیہوں کے اسنے قومی جوش میں آکر
اور دیگر خفیہ امداد کے وعدوں پر
بھروسہ کرکے سلطان ٹرکی کی سرحد پر
فوج جمع کرنی شروع کردی اور خود شاہزادہ
ولی عہد یعنی ڈیوک آف سپارٹا اور
شاہزادہ ثانی پرنس نکولس فوج کی
کمان اپنے ہاتھوں میں لیکر ٹرکی کی سرحد
کی طرف بڑھے اور تلوار و صلیب دونو
کو شامل کرکے جوش کو اسلئے ترقی دی
کہ وہ مذہبی لڑائی ظاہر کرنے لگے جسکی وجہ سے غیر ممالک کے لوگ مجتہدین کی بہانہ سے یونان کے ساتھ

شامل ہوئے۔ ذیل میں پرنس نیکولاس کی تصویر دی جاتی ہے جو جنگ میں جاتے وقت ولیعہد یونان سے اور شاہی خاندان سے رخصت لے رہے ہیں (دیکھو تصویر نمبری ۱۸۹)

۲۰ اپریل ۱۸۹۷ء کو غیر ممالک کے والنیٹر اور یونانی سپاہ کا بھرا ہوا ایک جہاز وولو میں پہنچا۔ اُن والنیٹر اور یونانی سپاہیوں نے جو سلطان آف ٹرکی کے برخلاف اور مسلمانوں کو مارنے کے لئے جہاز پر بیٹھ کر ٹرکی سرحد کو آرہے تھے انہوں نے جہاز میں بیٹھ کر بھی خوب شرابیں اُڑائی اور حب الوطنی کے جوش میں خوب گیت گائے اور آپس میں ہیجڑوں اور بھانڈوں کی طرح سے خوب ناچتے تھے۔ اور کودتے پھاندتے تھے اور اُن والنٹیروں کو جو اپنی نوکریاں چھوڑ کر یونان کی حمایت میں یونان کو ساتھ لیکر مسلمانوں کی غارتگری کے لئے ٹرکی سے لڑنے کو جاتے تھے یہ اُن کی تصویریں ہیں۔ ناظرین ذرا غور سے اس گروپ کو ملاحظہ فرماویں ایک شراب کا شایق مسکرا کر بوتل ہاتھ میں لئے ہوئے ناچتا ہوا اکڑتا ہے دوسرا اُسکے جواب میں ناچتا ناچتا بوتل کو مُنہ سے لگا کر شراب کو اُڑا رہا ہے اور ناچنے والا پاؤں برابر اُٹھا رہا ہے ایک ٹوپی والا عیسائی دونوں ہاتھوں کو پھیلا کر رنڈیوں کی طرح سے بیڈھب اور مٹکتا ہے۔ تیسرا شرابی جو گلے میں کارتوسوں کی پیٹی ڈالے ہوئے ہے کس انداز سے دونو ہاتھ اور پاؤں اُٹھا رہا ہے چوتھا جو اسکی پشت کے پیچھے ہے کسی قدر جھکا ہوا مست ہو رہا ہے غرضکہ ایک سے ایک اپنے رقص کے انداز دکھا رہے ہیں جن شخصوں کا ایسا حال ہو بھلا وہ مسلمانوں سے لڑکر فتح حاصل کر سکتے ہیں اور پھر خاص سلطان ٹرکی سے۔ بائیں طرف کوتہ میں کچھ شخص باتیں کرتے ہوئے متین معلوم ہوتے ہیں اور اسی اوپر والے درجے میں جو چار شخص دکھائی دیتے ہیں عجیب حیرت سے حیران معلوم ہوتے ہیں۔ میدان جنگ میں ترکوں کے مقابل جو انہوں نے بہادری کی ہے اس کی قلعی آگے چل کر کھل جاویگی (دیکھو تصویر نمبری ۱۹۰)

یونان کی فوجیں جسوقت تھسلی سے گذر کر مقدونیہ کی سرحد پر پہنچیں تو غیر ممالک کے والنیٹروں کا کچھ شمار نہ رہا جو یونان کی مدد کو آئے تھے اور یہانتک نوبت پہنچی تھی کہ راہ چلتے عیسائی فقیر سادھو وغیرہ بھی یونان کے ساتھ ترکوں کے برخلاف تھسلی میں گھس کر سرحد ٹرکی میں داخل ہوگئے چنانچہ اس مقام پر دو منکس یعنی سادھوؤں کی تصویر ناظرین کو دکھاتے ہیں جو کہ یونانی کیولری میں داخل ہو کر سلطان آف ٹرکی سے لڑے (دیکھو تصویر نمبری ۱۹۱)

ممالک غیر کے والنیٹر خفیہ طور سے یونان کی ہمدردی میں ٹرکی کے برخلاف جوق در جوق

تصویر نمبری ۱۹۰

تصویر نمبری ۱۹۱ - دو سپاہی جو ترکونکے برخلاف یونانی کیولری میں

یونان میں آنے شروع ہو گئے چونکہ ان میں سے اکثر بلا ہتھیار اور بہت سے باہتھیار رکھتے لیکن یونان میں پہنچکر انکو مسلح کردیا گیا۔ اور وہ بہت جلد میدان جنگ کو روانہ ہو گئے خاص قسطنطنیہ اور مجمع الجزائر سے اور نیز جزیرہ قبرص سے ۳۵۸۴ اور ۱۷۰۰ والنٹیر مشرقی رومیلیا سے اور صوبہ ایپرس سے قریب ساڑھے پانسو کے تھے علاوہ ان کے امریکا سے قریب آٹھ سو کے والنٹیر شامل یونان ہوئے اور ۱۰۰۰ روس کی سلطنت سے بھی جو یونانی بندرگاہ میں واقع ہے جسے اوڈیسہ کہتے ہو والنٹیر آئے وہ قریب ۵۰۰ کے تھے اور ۳۰۰ [illegible] اطالین تھے ۱۸۷ فرنچ کے ۲۷ آسٹرین کے ۱۱ روشین کے تھے۔ اور رومینیا سے ۴۰ آشو قریب اور کوہ قاف سے تخمیناً ۰۰ جوان یونان کے شامل ہوئے۔ ماسوا ان کے انگلستان سے صرف ۱۴۳ والنٹیر بیان کئے جاتے ہیں فرانس سے ۱۲۱ اسٹریا سے ۳۱ اور سوئٹزرلینڈ سے بھی صرف ۴ اور بلجیم سے ۲ جرمنی سے ۱۲ اور ہندوستان کے دار الخلافہ کلکتہ سے ۵ والنٹیر داخل یونان ہوئے۔

علاوہ ان والنٹیروں کے اور بہت سے لوگ یونان کے شامل ہوئے اور ان والنٹیر دیوتانیوں نے مقدونیہ میں پہنچکر بغاوتیں اور فساد اور جنگ وجدل کا بازار گرم کردیا ذیل میں چھ تصویریں دی جاتی ہیں۔

اول تصویر میں یہ دکھایا گیا ہے کہ کوہ لمباکا کے گاؤں میں مقدونیہ والے بغاوت کر رہے ہیں دیکھو تصویر نمبری ۱۹۲

دوسری تصویر میں چار امریکہ کے لڑکے مقدونیہ کے باغیونکے ساتھ شامل ہو گئے (تصویر نمبری ۱۹۳)

تصویر نمبر (۱۹۰)
غیر ملکی والنیٹر اور یونانی سپاہ جہاز میں شراب کی بوتلیں اڑا رہے ہیں
اور آپس میں ناچ رہے ہیں - یہ جہاز ۲ - اپریل ۹۷ء کو
وولو Volo پہنچا ہے

تصویر نمبر ۱۹۳ - چار امریکہ کے لڑکے مقدونیہ کے باغیوں کے ساتھ

تصویر نمبر ۱۹۲ - کولمبا کا گاؤں میں مقدونیہ والوں کی بغاوت
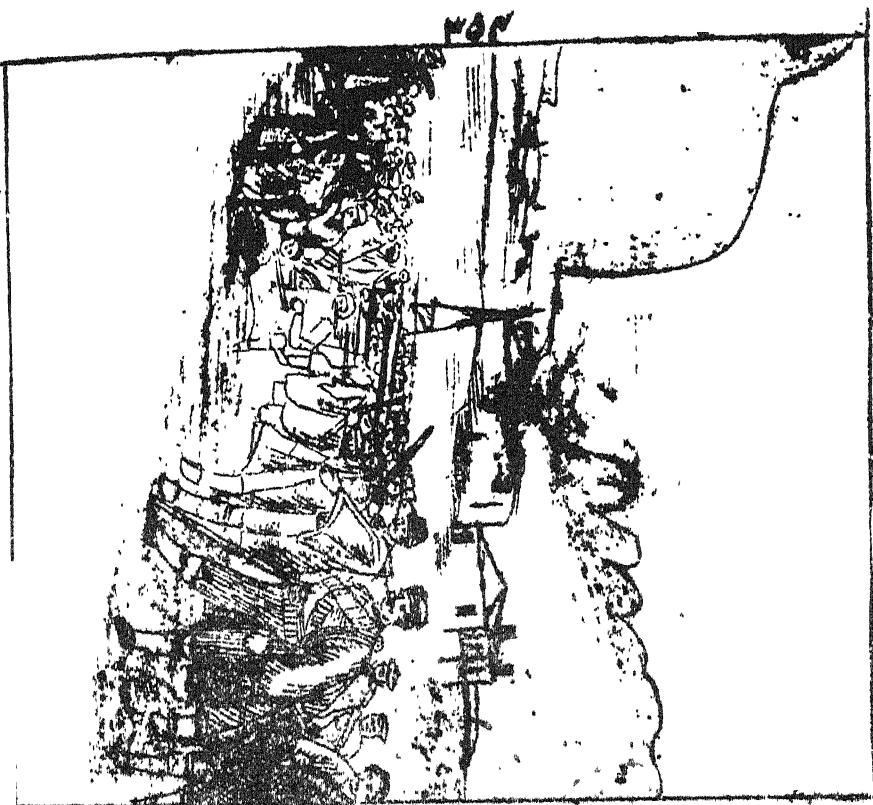
تصویر نمبر ۱۹۵ مقدونی باغیوں کی ایک ٹولی جس میں لیپسیا کا کپتان ہے

تصویر نمبر ۱۹۴ - مقدونیہ کے باغی سپاریکا میں

تصویر نمبر ۱۹۵ ابھی یونان کے سپاہی لاریسہ میں داخل ہوئے اور اپنے ہتیاروں کا ڈھیر لگا کر آرام کر رہے ہیں

تصویر نمبر ۱۹۶ سر اوڈولیس مع ہمراہیوں کے مقدونیہ میں آیا اور اس طرح لڑائی کی
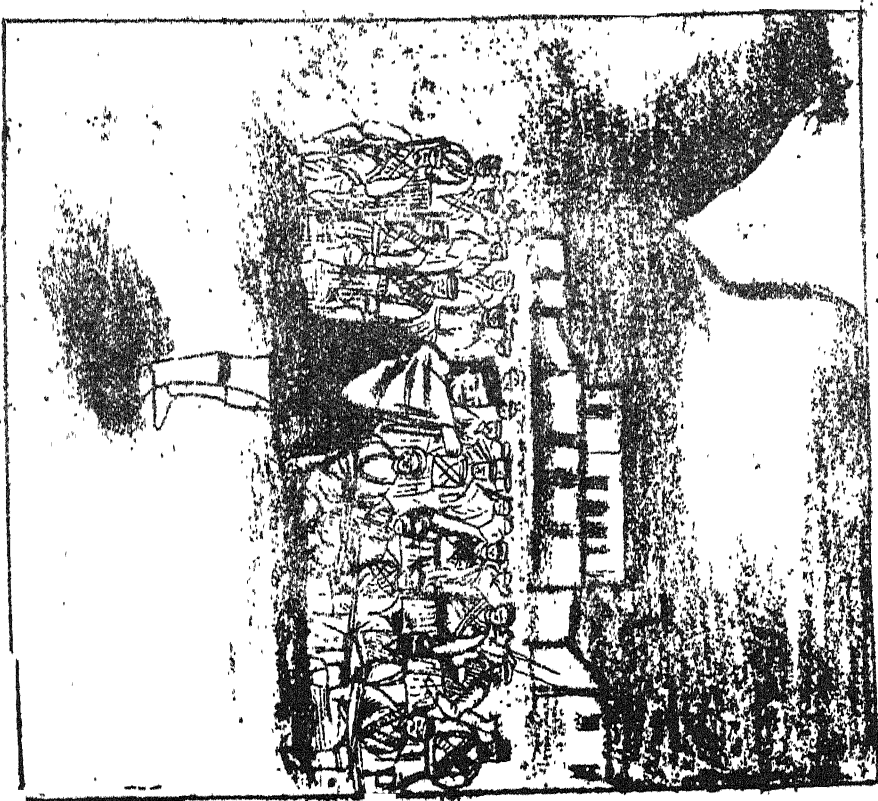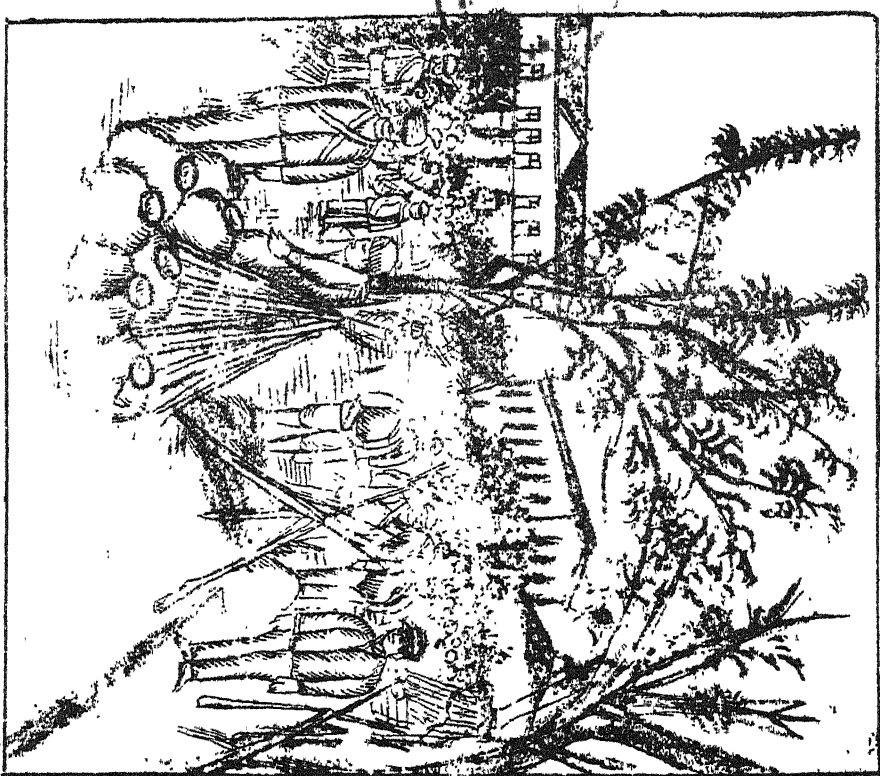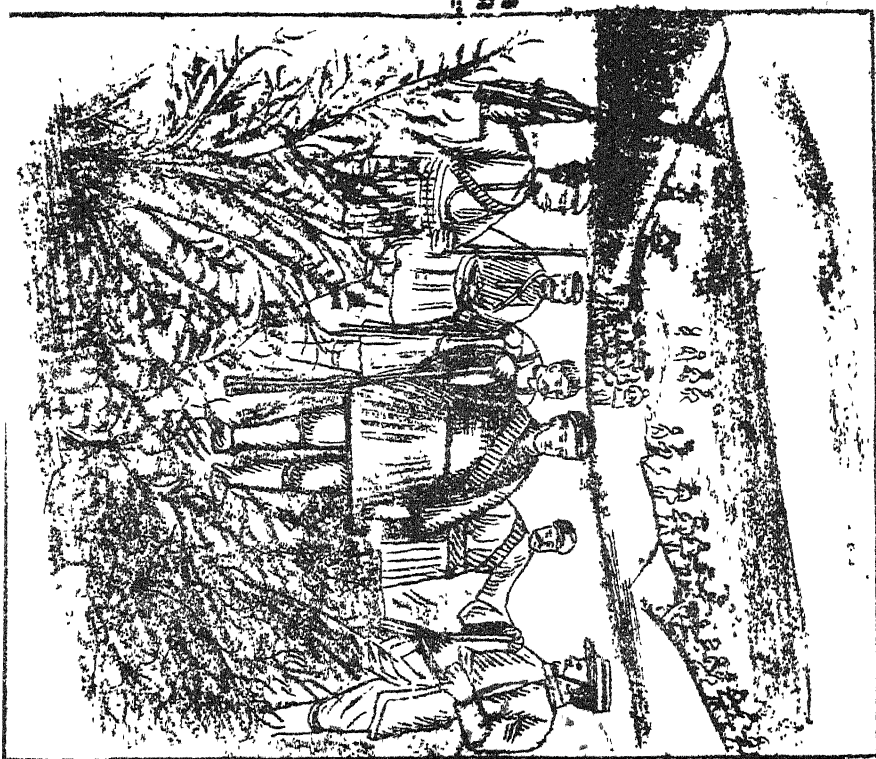
تیسری تصویر میں مقدونیہ کے باغی سپاہی ہیں - (تصویر نمبری ۱۹۴)
چوتھی تصویر میں مقدونیہ کے باغیوں کی ایک کمیٹی ہے جس میں کولمبا کا ایک کپتان بھی شامل ہے (تصویر نمبری ۱۹۵)
پانچویں تصویر میں چیف ڈیولیس معہ اپنے ہمراہیوں کے مقدونیہ میں آیا جس نے لڑائی پیدا کی - (تصویر نمبری ۱۹۶)
چھٹی تصویر میں یہ دکھایا گیا ہے کہ ابھی یونان کے سپاہی لاریسہ میں داخل ہوئے - اور وہ نے اپنے ہتھیاروں کا ایک جگہ ڈھیر لگا کر آرام کر رہے ہیں (دیکھو تصویر نمبری ۱۹۷)

تصویر نمبری ۱۹۸ یونانی مقدونیہ والے باغی کولمبا کا میں
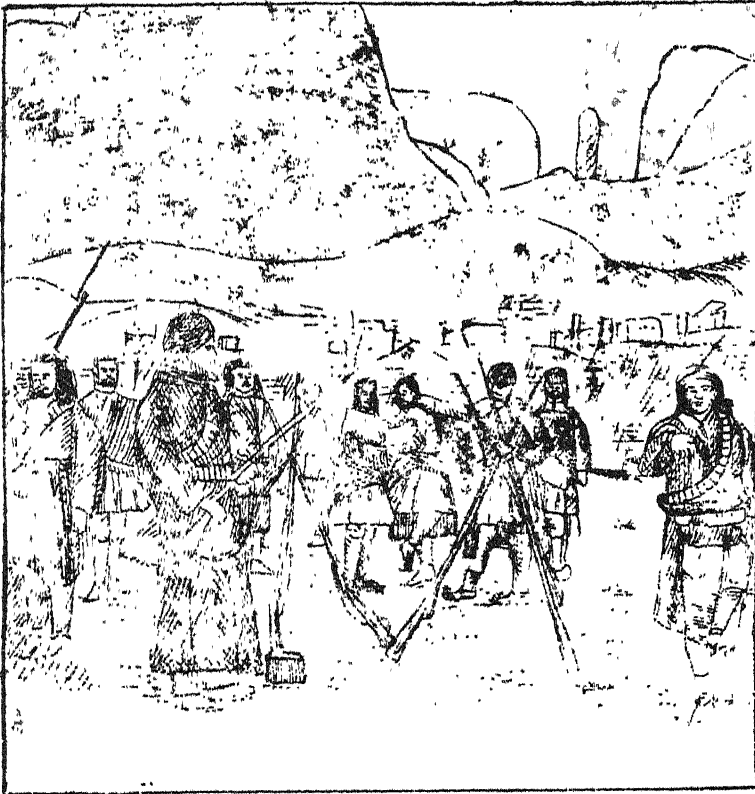
اعلان جنگ سے پہلے بھی باغیوں اور غیر ملک کے والنٹیروں کو معلوم ہو گیا تھا کہ یونان ٹرکی سے لڑیگا اسلئے کریٹ کے باغی بھی اس جنگ میں شامل ہونے کے لئے مقدونیہ کو روانہ ہوئے جنکا ایک گروپ ذیل میں دکھایا جاتا ہے + یہ کریٹ کے باغیوں کا ایک گروہ ہے

جو کریٹ کو چھوڑ کر جنگ میں شامل ہونے کو روانہ ہوئے تھے جس کا سرحد مقدونیہ سے پرے جاتے ہوئے گروپ لیا گیا۔ (دیکھو تصویر نمبری ۱۹۹)

یونان کی ایک لڑاکا لڑکی

یونان میں جس وقت ترکوں کے برخلاف اور یونان کی امداد کے واسطے بہت سے والنٹیر برامد ہوئے تو ایک نوجوان لڑکی بھی ترکوں کے برخلاف یونان کی حمایت میں مسلح ہوکر والنٹیروں کے ذیل میں داخل ہوئی جسکا نام مسماۃ ہلینا تھا۔ نہایت ہی خوبصورت حسین لڑکی تھی اس وقت اسکا سن و سال صرف سترہ سال کا تھا باوجود شکیل صورت ہونے کے اسکی آنکھیں بھی آہوان ختن سے ہم چشمی کا مقابلہ کرتی تھیں اور تو پوں کے دھوئیں کی کالی گھٹائیں اسکی چلیپا زلف کے سیاہ بالوں سے ایک سرمو بھی نہیں مل سکتی تھیں۔ اسکے قد موزون پر یونانی قد اور سرو قدوں کو خیرباد کہتے تھے۔ شیریں کلامی میں شیریں کے لب نمبریں بھی بند ہوتے تھے ؎

برس پندرہ یا کہ سترہ کی سن جوانی کی راتیں مرادوں کے دن

شاید یہ شعر میر حسن صاحب اس کی تعریف میں لکھ گئے ہوں اس عالی ہمتی پر جو اس نے یونان کیواسطے کی اگرچہ وہ ترکوں سے میدان جنگ میں دوچار ہوئی۔ مگر ترکی لشکر نے اس کے ہوش و حواس ہوا کر ڈالے۔ اس حسینہ مہ جبینہ کا دوسرا نام ہلینا کانس ٹان ٹی نیدس ہے جب اس نے یونانی فوجی لباس در بر کیا تو عجب بہار کا بہادرانہ عالم دکھایا تھا اور یونان کے مردوں کو بھی مردوں میں شامل کیا ہوگا اور کارتوسوں کی پیٹی نے جب اسکے سینے کو لپیٹا ہوگا۔ تو بہت سی حسرتیں سر پیٹتی ہوئی پیٹی میں لپٹی رہ گئی ہونگی۔ غرضکہ اس مسلح لڑکی نے ان یونانیوں کو جو کہ اپنے جوش کو تمام عالم میں ظاہر کر رہے تھے خود اس لڑکی نے ان سب پر اپنے جوش کو غالب کر دیا اور اسکو پہلے ہی سے فوجی کاموں میں دلچسپی تھی اور اسنے پہلے ہی سے نشانہ بازی کا شوق کیا ہوا تھا۔ یہ نوجوان لڑکی ایک اتھنس سان تیس کی دختر نیک اختر ہے جو کہ مقام طفلس میں رہتا تھا اور اس لڑکی کو ایک روسی شخص نے بندوق کا چلانا اور نشانہ لگانا سکھایا تھا۔

اس لڑکی نے بیان کیا تھا کہ میں صف کارزار میں سب سے آگے جھنڈا لئے ہوئے ہونگی مجھ مرنے کا کسی طرح سے غم و رنج نہیں ہے اور میرا ایک بھائی بھی اس جنگ میں شریک ہے۔

اس لڑکی کی ان باتوں سے یونانیوں میں ایک طرح کا جوش پیدا ہو گیا۔

یہ لڑکی نہایت بہادر اور خوبصورت ہے ڈومو کو کی سخت لڑائی میں اسنے اپنے آپکو داد بہادری

تصویر نمبری ۱۹۹ از ترتیب سے باقی

دیکر موصوف کر لیا لیکن تقدیر کی اچھی تھی کیونکہ میدان جنگ میں ترکی بندوق۔ تلوار۔ اور نیزہ
ایسا نہیں کہ کسی حسین پاک شکل کو دیکھ کر رُک جاوے لیکن ترکوں کی گولی نے اس نوجوان لڑکی
پر اسقدر مہربانی کی کہ صرف اُسکی بوٹ کی ایڑی جو وہ پہنے ہوئے تھی پھاڑ ڈالی۔ جس سے اسکا
حوصلہ پست ہوگیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اسکے کنبے کے ساتھ ترکوں نے بے رحمی کی تھی
یوروپ کے بعض اخباروں نے اس لڑکی کی حب الوطنی جوش پر خوش ہو کے اس یونانی

تصویر نمبری ۲۰۰ گریک جون آف آرک ہلینا کینس ٹین ای نیڈ

لڑکی کی نسبت لکھا تھا کہ اُس نے
جون آف آرک کا نام حاصل کیا ہے۔
لیکن جون آف آرک ایک ایسی زبردست
عورت فرانس میں گذری ہے کہ جس نے اپنے
ملک کی گئی گذری ہوئی عزت کو پھر
حاصل کر لیا تھا یہ عورت اس وقت ظاہر
ہوئی تھی جبکہ انگریزوں نے پے در پے
لڑائیاں کر کے فرانس کو جیت
لیا تھا جون آف آرک نے اسوقت ظاہر
کیا کہ مجھے فرشتہ غیبی نے بشارت
دی ہے کہ قوم کے واسطے لڑ۔ تم کو
فتح حاصل ہوگی چنانچہ جون آف آرک
نے کئی مقابلے کئے آخر کو وہ زخمی ہو کر گرفتار ہو گئی (دیکھو الیف جون آف ارک۔ اور اُسکی
تصویر نمبری ۲۰۱۔

اس موقع پر دونوں عورتوں کی تصویریں دکھاتے ہیں جو دلچسپی سے خالی نہیں۔
اوّل نمبر ۲۰۰ میں گریک جون آف آرک ہلینا کینس ٹین ای نیڈ ہے۔
دوسری نمبر ۲۰۱ میں جون آف آرک فرانس کی بہادر عورت ہے۔
تیسری نمبر ۲۰۲ میں یونان کا ایک دہقان ہے۔

(دیکھو تصویرات نمبری ۲۰۰ و ۲۰۱ و ۲۰۲)

تصویر نمبر ۲۰۱ جون آف آرک فرانس کی بہادر عورت — تصویر نمبر ۲۰۲ - یونان کا ایک دہقان

جبکہ ترکوں اور یونانیوں کا کشت خون میدان کارزار میں ہونے لگا تو دو ہسپتال جریحوں کے واسطے قایم کیے گئے ترکوں کے واسطے عثمانیہ تابک نے جو کہ عیسائی ہے تمام ہسپتال کے سرانجام دینے کا حکم سلطان آف ٹرکی سے حاصل کر لیا تھا۔ یونان کے زخمیوں کیواسطے انگلش ریڈ کراس کی طرف سے یونان میں ایک ہسپتال قایم کی گئی تھی۔ اور اس ہسپتال میں وہ نرسیں قایم کی گئی تھیں جو کہ شہزادی یونان کی خدمت میں کرائی کل فنڈ کی امداد سے بھیجی گئی تھیں جب وقت یہ تمام نرسیں مقام پیترس میں داخل ہوئی تو بہت کچھ اظہار خوشی منایا گیا اور ہرہ کے نعرے ظاہر کئے گئے اور بہت خوشی کے ساتھ ٹوپیاں اچھالی گئیں۔

(دیکھو تصویر نمبر ۲۰۳)
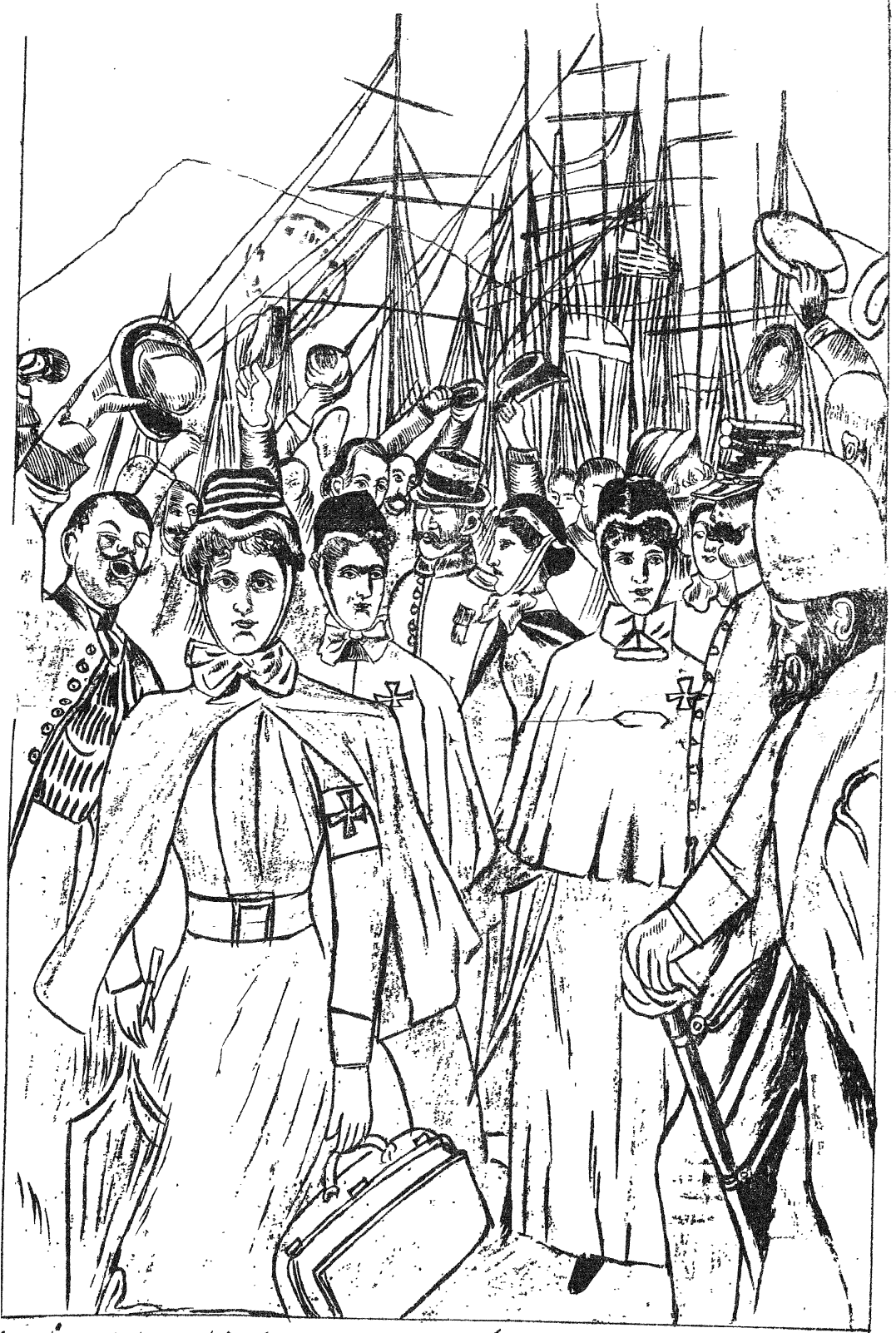
تصویر نمبری ۲۰۳۔ یہ نرسوں کا وہ گروپ ہے جو یونانی زخمیوں کی تیمارداری کیواسطے ڈیلی کرانیکل فنڈ سے یونان میں داخل ہوا۔

ایتھنز کے عوام کا شور اور سابقہ وزارت کی تبدیلی

اعلان جنگ سے چار پانچ روز ہی کے بعد یونان کی قلعی کھل گئی اور تمام شیخی اور وہ جوش و
خروش کہ ایتھنز میں جنگ ہی جنگ کی آواز سنائی دیتی تھی سب کرکرے ہو کر خاک میں
مل گئے۔ ۲۶ اپریل کو یونان کے دار الخلافہ میں ایک عجیب وحشت اور اضطرابی ہو رہی تھی
کیونکہ میدان جنگ سے پے در پے شکستوں کی خبریں موصول ہونے لگیں کہ آج ملونا ترکوں
نے فتح کر لیا ادھر ٹرناوو پر ترکی قبضہ ہو گیا اُدھر مانی ٹ اور لاریسہ کو یونانیوں نے چھوڑ دیا۔ ان کمر
توڑنے والی خبروں نے تمام یونان کو وحشی بنا دیا تھا کہ ترکوں میں ایسی طاقت کہاں سے آگئی
کہ جس نے یونانیوں کو ایک دم سے اُڑا دیا۔ عام لوگوں اور خاص افسروں میں شور و غل کی انتہا
یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ جس پر کوئی رائے قایم نہیں ہو سکتی تھی۔ ۲۷ اپریل کو مخالف لوگوں کے
تعلقات تہدید آمیز ہو گئے تھے اور عوام الناس یہ کہتے پھرتے تھے کہ یونان کا شکست پانا
محال اور غیر ممکن ہے اسی وجہ سے وہ اُن تمام شکستوں کو جو یونانیوں کو درہ ملونا میں ہو گئی تھیں
قابل اعتبار نہیں سمجھتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ ان میں کوئی راز پوشیدہ ہے۔ اور جس وقت
درہ ملونا اور لاریسہ سے یونانیوں کے بھاگ جانے کی خبریں موصول ہوئیں تو ایتھنز میں یہ
یہ خیال کیا گیا کہ یہ بالکل خلاف اور ناموزون ہے بلکہ حکام یونانی کی سازشوں کا نتیجہ ہے کیونکہ
جب وہ یونان کے مقتولین کی فہرست دیکھتے تھے تو اس سے یہ نتیجہ نکالتے تھے کہ زخمیوں
اور مقتولوں کی فہرست اور تعداد بہت ہی کم ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ یونانی میدان جنگ سے
بھاگ نکلے یہ سراسر جھوٹ اور لغو ہے۔ لیکن ۳۰ اپریل ۱۸۹۷ء کو یک لخت پھر ترکوں کی
فتح اور یونان کو فاش شکست کے حالات پہنچ گئے جسکے سبب سے اور بھی وحشت انگیز
خیالات عام یونانیوں میں پیدا ہو گئے اور اس خفت سے وہ تمام آپس میں اور تو کچھ نہ کر سکے مگر
شاہ یونان اور گورنمنٹ یونان پر اپنی خفگی کا اظہار اس طرح سے ظاہر کیا کہ انگلش ریڈ کراس
ہسپتال میں بہت سے زخمی جو ترکوں نے گھائل کر دیے تھے موجود تھے ان کی تیمارداری
عیادت اور پرسش حال کے لیے بیگم ولی عہد یونان کی اور ملکہ یونان ایک ہوا دار گاڑی میں
سوار ہو کر ہسپتال کو روانہ ہوئیں اسوقت ملکہ اور بیگم کے ساتھ باڈی گارڈ بھی نہ تھا جب یہ گاڑی
یونان کے گلی کوچوں سے گذری تو یونان کے باشندوں نے ملکہ اور شہزادوں کی ذرا بھی
پرواہ نہ کی اور نہ کسی شخص نے ٹوپی اُتار کر انکو سلام کیا حالانکہ بہت سے یونانی ڈیلا کا لسٹیشن

میں بیٹھے ہوئے تھے اور سرحد پر جو جنگ و جدل کا بازار گرم تھا ترکوں کی فتح پر رشک کھاکر
یونان پر خفا ہو رہے تھے جب ملکہ کی گاڑی پاس سے گذری تو سب نے مُنہ پھیر لیا اور ملکہ
کی طرف پشت کر لی جب ڈچز آف سپارٹا زخمیوں کا ملاحظہ فرما چکے تو ہسپتال سے پیدل
واپس آرہی تھیں تو یونانیوں نے جو تعداد میں بہت سے تھے ڈچز آف سپارٹا کا مُنہ
چڑانے لگے اور بڑی آزادی سے مضحکہ اُڑایا اور پھبتیاں کہنی شروع کیں جب ملکہ دق ہو گئیں
تو واپس ہسپتال کو ہو کر پناہ گزین ہوئیں اور محل شاہی سے اپنی گاڑی منگائی جسپر وہ سوار ہو کر بہت
جلدی محل میں داخل ہوئیں اس وقت کی تصویر ذیل میں درج ہے (دیکھو تصویر نمبری ۲۰۴) -
غرضکہ ترکوں کی فتح نے یونانیوں کو پاگل بنا دیا اور وہ موجودہ حکام اور وزارت کے برخلاف
ہو کر جس میں بڑے بڑے لوگ شریک ہو گئے اور یہاں تک شور و شر حد انتہا کو پہنچ گئے کہ
بادشاہ یونان کو اُن کی مرضی کے موافق یہ فیصلہ دینا پڑا کہ موجودہ وزارت کو جس کے صدر نشین
ایم ڈیلیانیس ہیں موقوف اور برطرف کر دیے جاویں اور نئی وزارت از سر نو مقرر کی جاوے
تاکہ میدان جنگ میں کامیابی حاصل ہو۔ لیکن بدقسمت یونان کا یہ خیال ہی خیال تھا اُسنے یہ بلا
اپنے سر پر آپ ہی زبردستی سے خریدی تھی اگرچہ یہ فیصلہ یونان کے خیال میں تبدیل وزارت
کا خلاف نہیں تھا مگر نئی وزارت کی موجودگی میں بھی وہی تباہی اور بربادی یونان کو نصیب
ہوئی جو اُسکو دکھائی دیتی تھی۔ ۲۶ اپریل کو سہ شنبہ کے دن دوپہر کے وقت بادشاہ یونان نے
اپنے وزیر ایم ڈیلیانیس صدر اعظم کو شاہی محل میں طلب کیا اور اُسکو اس طرح سے سمجھایا کہ مقتضے
وقت اور مصلحت کے جو کہ موجودہ جنگ میں خرابی حائل ہوئی ہے آپکو چاہیئے کہ جلد استعفے
داخل کر دیں اور اس باب میں زیادہ بحث کی ضرورت نہیں۔ لیکن ایم ڈیلیانیس وزیر اعظم
نے استعفا دینے سے تو انکار کیا اور یہ درخواست کی کہ مجھکو شاہی فرمان کے ذریعے سے
برخاست کر دیا جاوے اور اس فرمان میں کوئی بھی ایسا لفظ یا عبارت نہ ہو کہ جس سے یہ ثابت
ہو کہ میں خود وزارت سے کنارہ کش ہوا ہوں بلکہ یہ بات ثابت ہو کہ بادشاہ کے حکم کو وزارت نے طوعاً
و کرہاً منظور کی اس بات کو بادشاہ یونان نے پسند کیا اور کہا کہ ایسا ہی ہوگا۔ چنانچہ برطرفی کا فرمان
جاری ہوا۔ اور اب ڈیلیانیس رالی اپنے عہدہ سے برطرف ہو گئے۔
ایم ڈیلیانیس نے عہدہ وزارت کو بحکم شاہ یونان چھوڑ دیا لیکن اُس نے بغرض خیر خواہی
مُلک یہ بات صاف صاف الفاظ میں خاص و عام کو روبرو بیان کر دی کہ کوئی صاحب یہہ
خیال اپنے دل میں ہرگز نہ لاوے کہ میں وزارت یونان سے علیحدہ ہو کر نئی وزارت کی مخالفت کروں

نہیں نہیں بلکہ میرا یہ خیال نہایت ہی صحیح اور درست ہے کہ میں نئی وزارت کو مع اپنے دوستوں اور احبابوں کے جہاں تک مجھ سے ممکن ہوسکیگا اسکو امداد دونگا اور معاونت کرونگا۔ اور اگر میرے دوستوں میں سے کوئی بھی جنکا مجھ سے تعلق ہے نئی وزارت سے مخالفت کرے تو میں مخالفت نہ کرنے دونگا اور کسی قسم کی دقت نہ ڈالنے دونگا کیونکہ یونان کی موجودہ حالت اب ایسی نہیں رہی ہے کہ اس میں کسی قسم کی دقت اور نزاع پیدا کرکے اُس کی نازک حالت کو اور بھی بدتر کردیا جاوے بلکہ یونان کی اس پرخطر اور ہیبت ناک حالت کو جو یونانی تاریخ میں ایک دھبہ ہی نہیں پیدا کرتی ہے بلکہ ایک خرابی ڈالنے والی ہے ہر متنفس کو لازم اور واجب ہے کہ نئی وزارت کو جسکو شاہ پسند کرے ہر طرح سے مدد اور معاونت کرے۔ اس تقریر سے لوگوں کو اطمینان ہوا۔

اکثر لوگوں نے ایم ڈیلیانیس سے دریافت کیا تم نے باوجود بادشاہ کے کہنے کے استعفا دینے سے کیوں انکار کیا اور کیوں اپنی معزولی کا فرمان صادر کرایا۔ ایم ڈیلیانیس نے اسکے جواب میں یہ جواب دیا کہ میرے خیال میں اور ایسی نازک وقت میں جبکہ یونان پر سخت مصیبت نازل ہورہی ہے وزارت کا استعفا دینا بزدلانہ اور بڑی بھاری نالایقی میں شمار ہوتا تھا کیونکہ کوئی ایسی نالایق وزارت نہیں ہوسکتی ہے کہ مصیبت کے وقت وہ اپنے ملک سے علحدہ ہوجاوے میری دانست میں یہ ایک ذلیل کارروائی ہے۔

اگرچہ گورمنٹ کی یہ خواہش تھی کہ میں اپنے عہدہ وزارت پر قایم رہوں اور اسکے حفظ مراتب کو قایم رکھوں اور اس کے بڑے افعال کو رفع کروں اور اسکی حکمت عملیوں کی حفاظت کروں لیکن میں یہ ہرگز بیان نہیں کرسکتا ہوں کہ بادشاہ نے کن کن وجوہات سے مجبور ہوکر میری صدارت اور وزارت کو منتقل کرنا مناسب سمجھا۔ میرا خیال ہے کہ شاید پبلک نے بادشاہ پر زور ڈالا ہو۔

چونکہ بادشاہ اور وزارت میں اختلاف آرا اکثر ہوا کرتا ہے لیکن بادشاہ اپنے تجربہ اور دلایل پیش کرکے وزارت کو اپنے رُخ پر کرہی لیا کرتا ہے اور اس میں وزارت بھی بے قصور رہوجاتی ہے لیکن یونان اور اُس کی وزارت کا عجیب معاملہ ہے۔ ایم ڈیلیانیس پہلے وزیر جنگ بھی رہ چکے ہیں یکم مارچ ۱۸۹۵ء میں شاہ یونان نے معلوم نہیں کس وجہ سے اُنکے اختیارات صلب کرلیئے تھے۔ لیکن بادشاہ نے اُن کی برطرفی اس بات پر موقوف کررکھی تھی کہ یونانی فوج شاہ کے احکام کی تعمیل کرتی ہے یا کہ ایم ڈیلیانیس کے حکم کو بجالاتی ہے

مگر فوج نے شاہی حکم کو برقرار رکھا اور اس کی ہی تعمیل کی۔
ایم ڈیلیانوس کی معزولی کی بابت یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے ٹرکی کے ساتھ مصالحت وصلح کی ایک تجویز کی جس کے رُو سے یونان دول عظام یورپ کی اُن خواہشوں کو پورا کرتا جو کہ کرنل واسوس اور یونانی فوج کریٹ کی واپسی پر محمول تھیں اسکے برخلاف شاہ یونان کا یہ ارادہ تھا کہ کریٹ سے ہرگز فوج نہ طلب کی جاوے اس اختلاف کے باعث وزارت سے استعفا طلب ہوا تھا۔

نئی وزارت یونان

اخیر اپریل کو مخالف جماعت یعنی سابقہ وزارت کے سرغنوں کو محل شاہی میں بلایا گیا اور شاہ نے اپنے ارادے کو ظاہر کر کے کہا کہ وہ ایک نئی وزارت مرتب کریں اور کہا کہ
ایم رالی جو کہ تمام یونان میں ہر دل عزیز ہے نئی وزارت کے لئے منتخب ہوتے ہیں اور شام کے وقت شاہ یونان نے ایم ڈیلیانیس کو طلب کیا اور حکم دیا کہ وہ جدید وزارت کے فرمان پر دستخط کردیں چنانچہ اُس نے دستخط کردیے۔
اگرچہ عوام میں جنگ کے حالات سن سن کر ایک بے قرار کر ڈالنے والی بیقراری پڑھی ہوئی تھی اور غول کے غول گلیوں میں پھرتے تھے اور محل شاہی کو گھیرے ہوئے تھے۔ ایم ڈیلیٹا نے ایک اونچی جگہ پر کھڑے ہوکر یہ اعلان کردیا کہ گورنمنٹ کی تباہی کے لحاظ سے اور امن امان قایم رکھنے کی وجہ سے اور ملک کو محفوظ رکھنے کے لئے ایم رالی کی وزارت کے لئے تجویز ہوگئی ہے اس پر چھ ہزار لوگوں نے اظہار خوشی ظاہر کیا اور دوسرے روز پارلیمینٹ میں سب کے سب جمع ہوئے اور بہت سی بحث کے بعد قرار پایا کہ فہرست وزرا طیار ہو چنانچہ فہرست طیار ہوکر شاہ یونان کی منظوری کے لئے بھیجی گئی شاہ نے انتخاب پسند کیا اور اس قدر ترمیم کی کہ ایم۔ تھیوٹاکس کا نام فہرست میں داخل کردیا جو ایتھنز میں آنے والے تھے اور فہرست وزارت اس طرح سے مرتب ہوئی۔

نئی فہرست وزارت یونان

ایم۔ رالی وزیر اعظم یونان
ایم۔ کرنل ٹسلاوس (سمادو) وزیر جنگ
ایم۔ تھیوٹاکس وزیر داخلیہ
ایم۔ سیمو پولو دسیمولوس، وزیر مال

ایم۔ کراپولو (بوٹنگ سی ایس) وزیر تعلیم عامہ
اٹیم۔ تھیوٹاکس وزیر صیغہ داخلیہ
ایم۔ سکسوزس وزیر صیغہ خارجیہ
ایم۔ ٹری رین ٹافی لاکس وزیر صیغہ عدل
کرنل لیکوڈیبن

ایم۔ ڈیلی جارجی نے وزارت میں داخل ہونے سے انکار کیا اور بیان کیا کہ اس میں وہی لوگ شریک ہوسکتے ہیں جو پولٹیکل جماعتوں سے علیحدہ ہیں۔ امیر البحر کناری اور ایم سوٹی رو پولو نے بھی وزارت کے قبول کرنے سے انکار کیا۔ اِس جلسہ میں صرف ٹرے کوپسٹ اور الِسٹ لوگ شریک ہوئے۔

ڈی می ٹرس رالیس یونان کے نئے وزیر اعظم کی تصویر نمبری ۲۰۵

یونان میں جسوقت ڈی می ٹرس رالیس کی وزارت قایم ہوئی اسوقت ملک یونان کی نہایت ہی نازک حالت تھے۔ لوگوں کا خیال تھا کہ ایسے وقت میں نیا وزیر اعظم اپنی مدبرانہ عقل کو کام میں لاکر کوئی ملک کی بہتری کا موقع نکالیگا (کیونکہ اسوقت تک ترکوں نے یونان کا قلع وقمع کردیا تھا۔ اور یقین تھا کہ کوئی دم میں ترک اتھنز میں پہنچکر یونانیوں کو تہ تیغ بے دریغ کردینگے) اسوقت سب کی آنکھ نئے وزیر پر لگی ہوئی تھی۔ کہ اگر وہ اپنے ملک کو خراب حالت سے نکالے تو وہ نہایت ہی تعریف و توصیف کا مستحق ہوگا جیسا کہ زمانہ سابقہ کے وزرا نے تمام دنیا میں اپنا نام روشن کیا ہوا ہے۔ ڈی می ٹرس رالیس ایک مدت تک ایم۔ ٹری کوپس لبرل کنسرویٹو پارٹی کا ممبر رہا ہے لیکن اُس نے سنہ ۱۸۸۹ء میں ایک تیسری پارٹی بنائی تھی اور اپنے آپ کو اور اپنی پارٹی کو دونوں مخالف فریقوں پر جنکا وزیر اعظم ایم ڈیلییانیس تھا خود مختار کردیا۔ اور اپریل سنہ ۱۸۹۷ء میں نیا وزیر مع اپنے دو تین ممبروں کے تھسلی کی فوج کا معائنہ کرنے کے واسطے مقرر ہوا اور اس نے معائنہ کے بعد ایک رپورٹ بادشاہ یونان کے پاس بھیجی جس میں فوج کی ابتری اور خستہ حالت کا ذکر تھا اور وہ جلدی نئی وزارت

کے بنانے کے لئے واپس طلب کیا گیا۔ ڈیمی تری اس رالیس کا باپ ایک بڑا مشہور و معروف
وکیل تھا اور وہ شاہ اوتھو کے عہد حکومت میں جو کہ جرمن کی ریاست بویریا کے شاہی خاندان
میں سے تھا اسکا پورا نام اٹو فریدرک لڈوگ تھا جو کہ ۱۸۱۵ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۶۷ء میں فوت
ہوگیا) وزیر بھی ہوگیا تھا۔ ڈیمی ٹری اس رالیس نے مقام پیرس میں علمی تعلیم حاصل کی ہے۔ اور
تعلیم سے فراغت پاکر وہ یونان کی یونیورسٹی میں پروفیسر ہوگیا تھا اور وہ وکالت کا کام بھی برابر
کرتا رہا۔ اُسکے بعد وہ کئی مرتبہ وزیر تعلیم اور وزیر مال بھی رہ چکا ہے۔ جب یہ وزیر اعظم یونان ہوا
تو اُسکی عمر ۵۲ سال کی تھی ضلع الیٹکا کے لوگ اُسے بہت عزیز اور پیارا سمجھتے ہیں۔

تصویر نمبری ۲۰۶۔ ایم سکورس وزیر خارجہ یونان

ایم سکورس یونان کے وزیر خارجہ ہیں جنہوں
نے اُن عہد و پیمان میں جو کہ یونانی گورنمنٹ
اور طاقتوں کے درمیان مشرقی الجھاؤ
(ذکر سٹ وغیرہ) میں ہوئے بڑا بھاری حصہ
لیا ہے یہ وزیر خارجہ یونان میں ہر دلعزیز سمجھا
جاتا ہے اور یہ ایک بڑے بھاری بنک
کے ڈائرکٹر بھی ہیں اور مقام مارا تھان
کے بیش بہا انگوروں کے باغات کے مالک
ہیں اور رگھر کے بڑے دولتمند شخص ہیں بیان
کیا جاتا ہے کہ یہ ملکی معاملات کی چھان بین میں بڑا مدبر ہے۔ وہ مطلب کی گرفت کو بڑی حد
تک قایم رکھتا ہے اُنہوں نے یہ لیاقت طاقتوں کے دخیل ہونے میں حاصل کی ہے اور
اُسنے اپنے بادشاہ کی عالی لیاقتی سے اپنی لیاقت بڑھائی ہے۔

جس وقت ترکوں نے ایک آن واحد میں تھسلی کو فتح کیا اسوقت بادشاہ یونان کے
حواس باختہ ہوگئے تھے اور وہ ایتھنز سے بھاگنے کے لئے طیار رہتے تھے کہ مبادا ترک ان کو
گرفتار کرلیں اس وقت طاقتوں نے یونان کو سہارا دیدیا تھا کہ ایسا نہ کرنا اسوجہ سے بادشاہ
کی تسلی ہوگئی تھی اور بادشاہ نے اپنے وزیر خارجہ سے بڑی دلاوری کے ساتھ ظاہر کیا۔ کہ
میں نہیں چاہتا ہوں کہ یونان سے جلاوطن ہوجاؤں اسواسطے اُسکے وزیر خارجہ نے بھی

لوگوں کی حقارت اور نفرت کے باعث اپنے عہدہ کو نہیں چھوڑا - گو وہ اپنے عہدہ پر بھی حب الوطنی سے قائم ہے -

ان کے بعد پیر کی شب کو تمام رات مجلس وزرا کا جلسہ مقرر ہو کے بہت سے بحث و مباحثے ہوتے رہے اور یہ قرار پایا کہ جنگ جاری رکھنا چاہئے - لیکن یہ تجویز وزرا یونان کی ازل ہی سے نکمی اور بودی تھی کیونکہ یونان ایسی زبردست سلطنت کے مقابلہ میں جس سے یورپ کی طاقتیں مقابلہ کرنے میں ہچکچاتی ہیں یونان کونسے برتے پر جنگ جاری رکھنا چاہتا تھا اگرچہ برسوں سے یہ خبط اسکے دماغ میں سما گیا تھا کہ ترک کسی طرح دھمکی میں آ کر اور دول یورپ کے زور دینے پر یونان سے بھی دب جائیگا مگر یونان کو ترکوں کی شان و شوکت فراموش ہو گئی تھی اور دشمنان ٹرکی کے بیہودہ خیالات پر جو اسکو کمزور بناتے تھے حوصلہ کر بیٹھا اس مجلس میں بھی جو کہ تمام رات یونان میں ہوتی رہی باوجود پے در پے شکستوں کے پھر بھی اس نے یہ ہی قرار دیا کہ جنگ جاری رکھی جاوے) لیکن مجلس وزرا کو پے در پے والنٹیروں کے پہنچنے سے یہ یقین ہو گیا تھا کہ امداد بتعداد کثیر پہنچ گئی ہے اور فوجوں کے جو حوصلے پست ہو گئے تھے وہ لیسٹینو میں ترکوں کی ہزیمت سے اب پھر برقرار ہو گئے ہیں - اسی مجلس میں یہ قرار دیا گیا کہ کرنل واسوس اور دیگر ۲۰ افسروں کو جو کریٹ سے واپس بلائے گئے بجائے کرنل میتھوس ایپرس کی کمان پر معمور کئے گئے اور کرنل میتھوس اور اسکا سارا اسٹاف وہاں سے تبدیل کر دیا لیکن اس عزل و نصب پر کچھ بھی نہ ہو سکا کیونکہ میدان کارزار میں ترکوں نے یونان کی گت اچھی طرح سے بنا دی تھی اور یونان کی تمام شیخی اور چھچھوراپن کر کرا ہو گیا تھا -

اس انتظام کے باوجود پھر بھی یونان میں شورش مچی ہوئی تھی اور شاہی خاندان کی شہزادوں کے برخلاف سخت شورش تھی لیکن کچھ دیری کے بعد یونان میں اس امید پر کہ ہماری ہی فتح ہوگی کسی قدر قرار آ گیا اور حرارتیں سرد ہونے لگیں -

اسوقت کروان پرنس لاریسہ میں تھے اور انہوں نے اپنی رہی سہی فوج کو اپنے اسٹاف کے کہنے پر واپسی کا حکم دیا کیونکہ اسٹاف والوں نے کروان پرنس کو یہ بات کہی تھی کہ ہم آپ کی جان کی حفاظت کے بھی ذمہ وار ہیں اور انہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ ہمارے پاس ایتھنز سے ایک مراسلت آئی ہے جس میں لکھا ہے کہ ایتھنز میں ۱۸ ہزار ردیف موجود ہے جس میں وہ لوگ ہیں جو ۱۸۸۵ء و ۱۸۸۶ء سے فوجی خدمات سے بباعث کبیر سنی مستثنٰے کئے ہوئے تھے - ناچاری کے وقت میں اگر یونان ایسا نہ کرتا تو کیا کر سکتا تھا جن لوگوں کی امید اور امداد پر یونان

نے حملہ کیا تھا ابھی تک تو نا امیدی یونان کو نہ تھی مگر اسی امید میں یونان کا کام تمام ہوگیا
اسلئے اُس نے ضعیف آدمیوں کو بھی لڑائی پر مجبور کیا لیکن یہ وقت یونان کو پھر لاحق ہوئی
کہ ان کے بیچاروں کے واسطے وردیاں اور بندوقیں اور کارتوس وغیرہ سامان حرب وضرب
کیونکر بہم پہنچائے چنانچہ حکام یونان نے دکانداروں سے وہ بندوقیں قیمت پر طلب کیں۔ جو
فرانسیسی افواج نے نکمی قرار دیکر پھینک دی تھیں جنکو یونان کے چھوٹے چھوٹے دوکاندار
بغرض منافعہ لے آئے تھے اور یہ تمام ردی بندوقیں قریب دو لاکھ کے تھیں اور انکی قیمت
۲ شلنگ ۶ پنس تھی ابھی تک ان ردی بندوقوں کے دینے کا فیصلہ نہیں ہوا تھا دوکاندار
دیتے ہوئے ہچکچاتے تھے کیونکہ دام نقد ملنے کی امید نہیں تھی اس پر یہ ایک طرہ ہوا کہ منگل
کے روز تمام رنگروٹ دوکانداروں پر ٹوٹ پڑے اور جو سامان جس کسی کے ہاتھ لگا لیکر رفو
چکر ہوا۔ اس ناجائز حرکت سے بادشاہ یونان بھی عاجز تھا کیونکہ روپیہ دینے کو موجود نہ تھا۔
دکاندار اُدھار دینا نہیں چاہتے تھے مجبور رنگروٹ ایسا نہ کرتے تو کیا کرتے کسی طرح
ترکوں سے ملک کی جان اور قومی عزت بھی بچاتے۔

اس قسم کا حادثہ مقام تھراس میں بھی ہوا تھا۔ ایک فرانسیسی جہاز بہت سی بندوقیں جہاز
میں بھر کر لایا تھا جو کہ مستعملہ تھیں اصلی غرض اُن بندوقوں کی معلوم نہیں ہوئی یونانیوں نے
خریدنے کے بہانہ سے وہ بندوقیں لینی شروع کیں۔ جب اہل جہاز کو معلوم ہوا کہ یونانیونکی
نیت لوٹ مار کرنے کی ہے تو اس نے خود ہی لوگوں کو تقسیم کرنی شروع کردیں۔ اُس روز
شہر میں نہایت ہی زور شور سے کہرام مچا ہوا تھا بلکہ یہ خیال تھا کہ کہیں انقلاب عظیم نہ ہوجاوے
عام لوگوں کے غول کے غول محل شاہی کے قرب وجوار میں بُری طرح شور کرتے پھرتے تھے
اور دُکانداروں کی دُکانوں کو بلا خوف وخطر لوٹتے رہے۔ بازاروں میں علی رؤس الاشہاد
بادشاہ اور اُسکے خاندان کے اراکین کی تصاویر کو پھاڑ پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کرتے جاتے تھے
اور اُن کی دھجیاں اُڑا اُڑا کر اپنے دلوں کا بخار نکالتے تھے۔

غرضکہ یونان میں عجیب قسم کی وحشت پھیلی ہوئی تھی علاوہ اسکے مقام پیرس میں لوگونکا غصہ
اور خیرہ چشمی اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ شاہی آرمز یعنے شاہی نشان کو انھوں نے سر بازار ٹکڑے
ٹکڑے کر ڈالا لوگوں کا غصہ کمال درجہ پر پہنچا ہوا تھا اور ان کا شور وشغب بھی حد درجہ کو پہنچ
چکا تھا اسی اثنا میں وزیر اعظم ریلی صاحب آئے اور لوگوں سے منت وخوشامد کہا کہ آپ صاحب
اپنے اپنے مکان کو تشریف لے جاویں میں ابھی بادشاہ کے پاس جا کر اسکا انتظام قرار واقعی

کرتا ہوں چنانچہ وہ اسی وقت ایوان شاہی میں گیا اور دوسرے دن دس بجے اُسی کی کہنے پر ایک اور مجلس وزرا کے انعقاد کی تجویز ٹھیری۔

ابھی تک اسپرس کی شکست کی خبریں پر ہیبت یونانیوں کو موصول نہ ہوئی تھیں۔ مگر اُسکے بُرے آثاروں سے معلوم ہوگیا تھا کہ وہاں کی حالت بھی نہایت نازک ہے یونان کے وزرا اور اسکی گورنمنٹ نے شہر کے باشندوں کو جمع کرکے درخواست کی کہ تمام مردمان مسلح ہوکر سرحدی افواج کی امداد کریں اور نیز وزیروں نے یہ بھی انتظام کرلیا کہ ادھر اُدھر سے کوشش کرکے تیس ہزار بندوقیں جمع کرلیں اور وزیر داخلیہ نے یہ حکم صادر کیا کہ تمام قلمرو یونان میں فوجی جماعتیں قایم کی جاویں تاکہ سرحد پر نئی نئی فوجیں بھیجی جاویں مگر وزرا یونان کی عقل اُن کے دماغ سے پرواز کرگئی تھی کہ ایسے نازک وقت میں ایسے مشکل کام جنکو ایک عرصہ دراز درکار ہوتا ہے کیسے ایک دم میں مہیا ہو سکتے تھے مگر سوا اسکے اَور کچھ چارہ جوئی نہ ہوسکی کہ وہ پولیس کی سپاہیوں کو مسلح کرکے سرحد پر روانہ کرے اگرچہ یہ پولیس کے سپاہی فوجی امداد دینے کے لئے غیر مکتفی ہیں اور ایسی امداد اور کمک سے وہ ترکوں کے مقابلے میں ایک بال بھی بیکا نہیں کرسکتے مگر ظاہرا طور پر کہنے کے لئے ہو سکتا ہے کہ یونان سے اور فوج بطور کمک کے آئی یا بھیجی گئی لیکن وزراء یونان کی یہ تجویز بھی بالاے طاق رہ گئی کیونکہ جیل خانہ میں قیدیوں کو جب یونان کی ابتری کے حالات معلوم ہوئے تو قیدیوں نے جیلخانہ کے قفل توڑنے کا ارادہ کیا تھا اور جب انکا یہ ارادہ معلوم ہوگیا تو اُن کی نگرانی کے لئے پولیس کے پہرے سختی کے ساتھ مقرر کئے گئے اس وجہ سے سرحد پر پولیس کے بھیجنے سے بھی ناکامیاب رہے اسی اثنا میں مقام کالکیس کے جیلخانہ سے ایک سو قیدی زنجیریں توڑ کر بھاگ گئے جس سے اَور بھی پولیس کے بھیجنے کا ارادہ منسوخ کردیا گیا۔ اس موقع پر شاہ یونان سے اَور تو کچھ نہ ہوسکا لیکن یہ تدبیر اچھی سوجھی کہ فوراً ایک فرمان جاری کیا گیا کہ نیشنل گارد کے دو دستے جو ۱۸۸۳ء اور ۱۸۸۴ء میں قایم کی گئی تھی مسلح ہوجاویں۔

۲۳ اپریل ۱۸۹۷ء کو یونانیوں کا گوڈ فرائی ڈے تھا اوس اور حسب معمول ہزارہا آدمی شب کو کنسٹیٹیوشنل چوک میں پادریوں کی سواری کا تماشا دیکھنے کے لئے جمع ہوئے اور شاہ بھی اپنی ملکہ سمیت گرجا گھر میں نماز پڑھنے کے لئے چلی گئی۔ اسوقت کا عالم واقعی ایک حیرت انگیز اور ہر ایک دل میں پریشانی پیدا کرنے والا تھا جب نماز سے فارغ ہوئے تو میٹرو پولیٹن مسے فرقہ والے پادریوں نے بڑے زور و شور سے بازاروں میں کھڑے ہوکر یونانی فوجوں کی

فتح اور ظفر کے واسطے دعا مانگنی شروع کی اس وقت عجیب سناٹے کا عالم تھا تمام لوگ خاموشی کے عالم میں حیران اور پریشان تھے اور چپ چاپ ہو کر دعا کوشن رہے تھے۔ اس خاموشی کے عالم میں لوگوں کے خیالات لڑائی کی طرف متوجہ ہو رہے تھے اور دلوں میں کبھی کچھ اور کبھی کچھ نئے نئے عالم پیدا ہوتے تھے جن لوگوں کے خویش و اقارب کے مارے جانے کی خبریں موصول ہو چکی تھیں جب ان کو ان کا خیال آیا تو وہ بے تحاشا آہ و بکا کرنے لگتے تھے اسی طرح اور لوگ بھی اپنے عزیزوں اور پیاروں کو یاد کر کے روتے تھے ان لوگوں کا رونا اور آہ و بکا کرنا بڑے بڑے سنگ دلوں کے دلوں کو موم کرتا تھا۔ اس گریہ و زاری کے کرنے سے دعا مانگنے والوں کی تمام جماعت کو درہم برہم کر دیتے تھے اس دعا کے مانگنے پر اچھے اچھے دلیروں کے آنسو نکل پڑے لیکن اس رونے پیٹنے سے کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔

اس وحشت کو ترقی دینے والی خبر وحشت اثر اسکے دوسرے دن یعنی ہفتہ کے روز مقام ہا کی تباہی اور بربادی کا حال معلوم ہو گیا جس سے ایک طرح کا کھرام مچگیا اور نہایت درجہ کی بددلی اور ہر ایک کے چہرے پر یاس و حسرت کا عالم برسنے لگا اور ہر متنفس کے دل میں ایک عجیب وحشت اور ہراس پیدا ہو گیا۔

اب اخبارات یونان کا حال سنئے کہ پہلے تو وہ بڑی لمبی چوڑی تعریفیں بادشاہ کی کرتے تھے اور زمین و آسمان کے قلابے ملاتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ بادشاہ کی بدولت ہم کو یہ دن نصیب ہوا ہے کہ ہم میدان میں ایک صلیبی جنگ ازسر نو تازہ کرنے کے قابل ہو گئے ہیں لیکن جب انہوں نے یونانی فوج کے پراگندہ ہونے کی خبریں سنیں تو برملا بادشاہ کو مع اسکے ولی عہد اور ملکہ کے اور کل شاہی خاندان کو برا بھلا کہنے سے ہرگز نہیں چوکے۔ اور بعض بعض نے ولی عہد یونان پر بڑی سختی سے حملہ کرنا شروع کر دیا۔

ایم رالی وزیر یونان نے اس طرح کہنے لگے کہ لاریسہ اور ٹرینو و یونانیوں نے محض ولی عہد کے سٹاف کی ناقابلیت کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے۔

چونکہ کریٹ اور یونان کا مضمون ختم کر دیا گیا انشاء اللہ بشرط زندگی کتاب ہذا کے دوسرے حصہ میں ترکوں اور یونانیوں کو درہ ملونہ کے میدان جنگ میں آخری لڑائی ڈوموکو تک نہایت عمدگی کے ساتھ تمثیلاً تصاویر کے دکھایا جاویگا اور نیز جزیرہ کریٹ کے وہ حالات ہدیہ ناظرین کئے جاوینگے جو اس لڑائی کے بعد ظہور پذیر ہوئے علاوہ ازیں سلطنت عثمانیہ کے حالات بھی ہدیہ ناظرین ہونگے جسمیں بہت سی تصویریں بھی ہونگی۔

السعی منی والاتمام من اللہ ؂ غرض نقشیست کز ما یاد ماند * کہ ہستی را نمے بینم بقائے

محمد عبدالقادر نائب بوڑدی مالک آرمی پریس شملہ
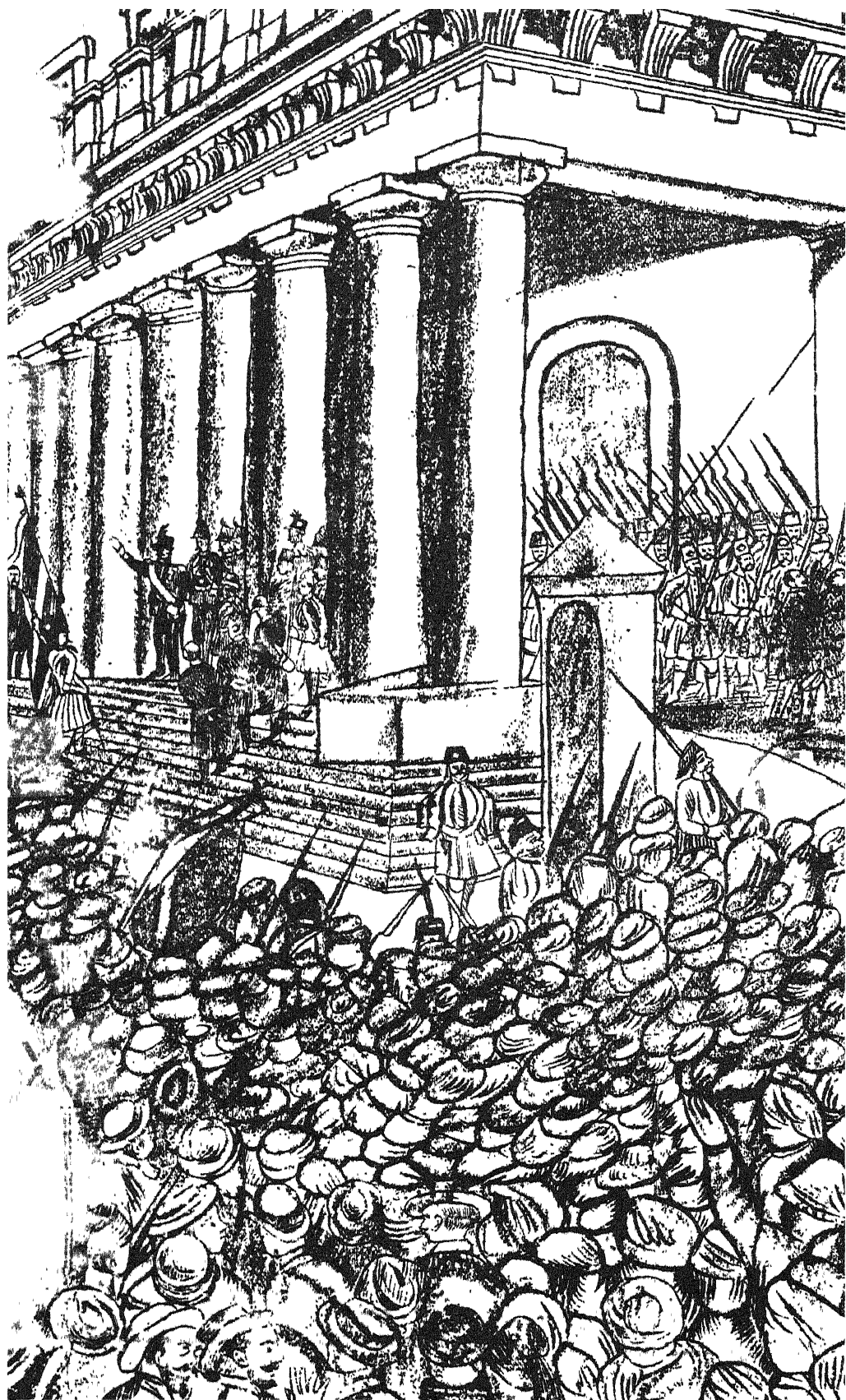
مرقع دربار جشن تاجپوشی شہنشاہ معظم اڈورڈ ہفتم شاہ انگلستان

وقیصر ہندوستان

انگلستان و ہندوستان میں جس دھوم دھام اور شان و شوکت سے یہ جشن تاجپوشی ہوا ہے اُس شان و شوکت اور عظمت سے اُسکے تمام وقعات تاریخی نہایت شرح وبسط سے چار جلدوں میں ختم کئے گئے ہیں۔ اِس شہنشاہی تاریخ میں چار بڑے مضمون لئے گئے ہیں۔ اوّل مضمون شہنشاہ معظم اڈورڈ ہفتم کا شاہی خاندان اور کوئین وکٹوریہ جار جہینہ ملکۂ انگلستان و قیصر ہندوستان مرحومہ کی سوانح عمری جسمیں اُن کے دور حکومت کے وقعات متعلقہ سوانح اور روز پیدائش سے جنازہ اور مقبرہ تک کی کئی سو تصویریں۔ اور جن جن بادشاہوں اور شہنشاہوں وغیرہ وغیرہ ریاستہائے ہند کے والیوں۔ امیروں اور خیرخواہوں کو کوئین وکٹوریہ جار جہینہ نے اپنے مہمان فرمائے ہیں اُن ناموران والا مقام کی تصویریں۔ سوانح عمریاں اس مبارک لائف میں قلمبند کیگئی ہیں۔ غرضیکہ بینظیر اور نادر مرقع عجائبات زمانہ سے ہے۔ دوسرے مضمون میں ہمارے قیصر ہندوستان کا جشن تاجپوشی لنڈن جسمیں آراکین اور رؤسا انگلستان کے علاوہ ہفت اقلیم کے مہمانوں۔ بادشاہوں شہنشاہوں - ہندوستان کے والیان ریاستوں معزز عہدہ داروں۔ امیروں۔ افسروں اور کنٹنجنٹ کے سواروں و سپاہیوں کے حالات و وقعات اور انکی تمام تصویریں و گروپ جو لنڈن کے خاص خاص مقامات میں لئے گئے ہیں اس نادر شہنشاہی مرقع میں موجود ہیں جو اپنے اپنے موقع پر عجیب و غریب بہار دکھا رہے ہیں تیسرے مضمون میں دربار دہلی کے وقعات اور کیفیات لارڈ کرزن والیسرائے ہند کا جلوس میمنت لزوم شہنشاہی دربار کا ہال والیان و نوابان ریاستہائے ہند کی تقریریں و تصویریں۔ گورنمنٹی کمپوں اور ریاستوں کے کیمپ دہلی کے خاص نمایش گاہ کے عجائبات قلعہ شاہی کا دربار اور اُس کا رقص و سرود۔ مصنوعی جنگ و جدل پانی پت کے میدان کی معرکہ آرائیاں تغلق اور لاٹ قطب پر مصنوعی جنگ و جدل کا برپا ہونا غبارہ کے ذریعہ سے حالات جنگ دریافت کرنا۔ دہلی کا سرہونا بٹیے [illegible] ن کی جلسہ و عید کی خوشیاں غرضیکہ تمام دربار کے حالات و وقعات مع تصویرات اور گروپوں کے من و عن دکھائی گئی ہیں جنمیں ہزاروں تصویریں موجود ہیں۔ خود مؤلف ذی اٹھ دس مہینے تک شامل جلسہ ہو کر تمام حالات دربار دہلی کو قلمبند کیا۔ چوتھے مضمون میں شاہ [illegible] ستان و قیصر ہندوستان کی سالم سوانح عمری بھی ہے جسمیں زمانہ پیدائش سے اس وقت تک کی کئی سو تصویریں مختلف اوقات اور [illegible] نوں کی مع وقعات کے درج ہیں کئی ہزار صفحات کا حجم ہے۔ قیمت ہر ایک حصّے کی علیحدہ علیحدہ والیان ملک سے دس روپے امراء سے پانچ روپے اوسط درجہ کے اشخاص سے اڑھائی روپیہ عہ